بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾ (سورۃ القمر)

اور بیشک ہم نے قرآن کو نصیحت پذیری کے لیے آسان کر دیا ہے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔

آسان خلاصۃ القرآن

مع خلاصۃ التجوید

قرآن مجید کی منزلوں، پاروں، سورتوں اور رکوعات کے نورانی مضامین کی جھلک

اللہ کا پیغام! بندوں کی طرف۔ مختصر مگر جامع معلومات کا بیش بہا خزانہ

ماہِ رمضان المبارک میں خلاصۃ التراویح کا خاص تحفہ

مؤلف
مفتی محمد عارف خان چشتی نظامی

پروگریسو بکس

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ ﴿۱۷﴾ (سورۃ القمر)

اور بیشک ہم نے قرآن کو نصیحت پذیری کے لیے آسان کر دیا ہے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔

آسان خلاصۃ القرآن مع خلاصۃ التجوید

قرآن مجید کی منزلوں، پاروں، سورتوں اور رکوعات کے نورانی مضامین کی جھلک

اللہ کا پیغام! بندوں کی طرف۔ مختصر مگر جامع معلومات کا بیش بہا خزانہ

ماہِ رمضان المبارک میں خلاصۃ التراویح کا خاص تحفہ

تصنیف
مفتی محمد عارف خان چشتی نظامی

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ○ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

آسان
خلاصۃ القرآن
مع
خلاصۃ التجوید

تصنیف
مفتی محمد عارف خان چشتی نظامی

باراول	....	مئی 2016
پرنٹرز	....	آصف صدیق، پرنٹرز
سرورق	....	النافع گرافکس
تعداد	....	1100/-
ناشر	....	چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	....	/= روپے

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

اسلام بک ڈپو
۱۲۔ گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112941 0323-8836778

دوکان نمبر 5- مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس لاہور
یوسف مارکیٹ ٥ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ٥ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

فہرست سیپارہ

فہرست سورۃ

فہرست مضامین رکوع

قرآن مجید

قرآن صحیفہ ہے وظیفہ ہے دُعا ہے
اللہ کی نعمت ہے نوازش ہے عطا ہے

قرآن کا ہر لفظ شرابور ہے اثر سے
قرآن پڑھا جائے اگر گہری نظر سے
دِل میں ہوں اجالے سے کھلیں ذہن میں در سے
حکمت ہے بصیرت ہے صداقت ہے صفا ہے

قرآن کرے فاش سب اسرارِ خدائی
قرآن کے وسیلے سے خدا تک ہو رسائی
قرآن کا مقصود ہے انسان کی بھلائی
رحمت ہے ثروت ہے محبّت ہے وفا ہے

قرآن کی دعوت میں نمائش نہ دکھاوا
قرآن ہر ایک قوم کو دیتا ہے بلاوا
قرآن سے ہو بیماری باطن کا مداوا
قرآن توانائی ہے امرت ہے شفا ہے

آئین مکمل ہے ریاست کے لیے بھی
مذہب کے لیے بھی سیاست کے لیے بھی
قائد کے لیے ہی نہیں ملّت کے لیے بھی
قرآن ہی فقط رہبر و رہنما ہے

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا — عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

پیش لفظ

زیرِ نظر کتاب ان دروس کا مجموعہ ہے جو رمضان 1436ھ 2015ء جامع مسجد غوثیہ سیکٹر I-9/1 منگل بازار اسلام آباد میں فجر کی نماز کے بعد دیتا رہا۔ نمازیوں، مقتدیوں کی خواہش پر ان دروس کو کتابی مضامین میں ترتیب دیا ہے۔ ان مضامین میں قرآن مجید کی ہر سورۃ، رکوع اور پارے کے موضوعات اور مضامین کا خلاصہ اس قدر دِل نشین اور آسان انداز میں بیان کر دیا گیا ہے کہ ایک عام آدمی بھی اس سے بسہولت استفادہ حاصل کر سکتا ہے۔

رمضان المبارک میں ہر مسلمان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ تراویح میں پڑھے اور سنے جانے والے قرآن مجید کے معانی و مطالب سے آگاہی حاصل کرے۔ بعض مساجد میں علماء کرام تراویح کے بعد یا فجر کی نماز کے بعد اس روز پڑھے جانے والے پارے یا سورتوں کا خلاصہ بیان کر دیتے ہیں۔ مگر یہ سہولت ہر جگہ میسر نہیں کہ ایسے راسخ اور قابل علماء کم ہی میسر ہوتے ہیں۔ دوسرا ایک بار سننے سے عوام پوری طرح ان مضامین و عناوین کو سمجھ نہیں سکتے۔

عوام کی فرمائش پر اسے کتاب کی شکل دے کر آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے، روزانہ تراویح سے قبل یا بعد اس کا مطالعہ آپ کے لیے قرآن فہمی کے شوق و ذوق کا سبب ہو گا۔

واضح رہے کہ "خلاصۃ القرآن" قرآن مجید کی تفسیر نہیں ہے، اس کے

مضامین کی صرف ایک جھلک ہے۔ اسے پڑھنے کے بعد مستند تفاسیر کے مطالعے اور درس قرآن کے حلقوں میں بیٹھ کر علماء کرام سے استفادہ کر کے ہی قرآن مجید کو صحیح طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ اس مجموعے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ اُمّت مسلمہ میں قرآن فہمی کا جذبہ پیدا ہو جائے اور جو حضرات یہ جذبہ رکھتے ہیں ان کے سامنے ایک بار پورے قرآن مجید کا خلاصہ آ جائے جس کے بعد ان کے لیے انشاء اللہ قرآن مجید کو علماء کی نگرانی میں سمجھنا آسان ہو جائے گا۔

یہ کتاب قرآن مجید کے تمام رکوعات کی اکثر آیات کے ترجمے پر مشتمل ہے۔ اور کہیں کہیں مختصر تشریح بھی کی گئی ہے۔ میری یہ خواہش و کوشش رہی ہے کہ جو لوگ اس کتاب کا مطالعہ کریں بات ان کی سمجھ میں آ جائے۔ مطالعہ کو عام فہم اور آسان بنا کر دین کا سیدھا سادہ تصوّر دیا ہے۔ اور اپنے قارئین کو تلاوت اور تفاسیر کے مطالعے کی ترغیب دلائی ہے۔

ہر سیپارے اور سورۃ کے آغاز میں اس کا مختصر تعارف ہے اور آیات کا بامحاورہ اور آسان ترجمہ ہے۔ اس نیک عمل کے دوران کئی مقامات پر عموماً اور دو مقامات پر خصوصاً مجھے اپنی کم علمی اور اظہارِ خیال میں مکمل بے بسی کا شدید احساس ہوا۔

ایک توصفاتِ باری تعالیٰ اور قدرتِ خداوندی کی آیات کا ترجمہ و تشریح کی مناسب الفاظ کی ادائیگی میں زبان و قلم نے میرا ساتھ نہیں دیا۔

دوسرے مقامِ رسالت مآب ﷺ کو جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب محکم میں بیان فرمایا اس کا ترجمہ و تشریح میرے بس کی بات نہ تھی۔ ہزار کوشش کی مگر زبان و قلم اور الفاظ بے بضاعت ثابت ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ایک امتی کے کم سے کم دلی تعلق کا اظہار بہت مشکل نظر آیا۔ پیارے نبی ﷺ سے محبّت کا اظہار کیونکر اور کس پیرائے میں ہو سکتا تھا؟ میں کیا اور

میری اوقات کیا!

نفس گم کردہ می اید جنید و بایزید اینجا

اس کتاب کی تحریر کے دوران مجھے اپنی والدہ اور بڑے بھائی کے ساتھ عمرے کی سعادت نصیب ہوئی۔ زندگی میں پہلی بار بیت اللہ شریف اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کی تمنّا پوری ہوئی الحمد للہ! وہاں ان عظیم روحانی جگہوں پر اس کتاب کے مسوّدے کو پڑھنے کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ حج کی بھی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین۔

﴿الاھداء﴾

معدن صدق وصفا مخزن عِلم و عرفان یاد گار اسلاف، گلشن محدث اعظمؒ کے پھول، داعی قرآن و سنّت قبلہ حضرت بابو جیؒ کی روشن تصویر

استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث والتفسیر

مصلح اُمّت ابوالخیر علامہ پیر **سیّد حسین الدین شاہ** صاحب اَدَامَ اللہُ فُیُوضَہُمْ

مہتمم (گلستان مہر علیؒ) جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

سرپرستِ اعلیٰ تنظیم المدارس (اہلِ سنت) پاکستان

اور

استاذ العلماء والفضلا فقیہ العصر، رئیس المناطقہ، محسن اہلسنت، داعی قرآن و سنّت سرمایہ اہلِ سنّت شیخ الحدیث والتفسیر

علامہ مفتی **محمد سلیمان رضوی صاحب** مدّ ظلہ العالی

بانی و مہتمم دار العلوم انوار رضا راولپنڈی

کے نام

جن کی راہنمائی اور محنت سے بندہ فقیر کو کچھ لکھنے پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

﴿شرفِ انتساب﴾

میں اپنی اس علمی کاوش کا انتساب

پیر طریقت رہبر شریعت تاجدارِ گولڑہ

پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ

کی طرف کرتا ہوں۔

جنہوں نے اپنی تحریر، تقریر اور تبلیغ کے ذریعے عقائد صحیحہ اور سنّت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترجمانی کی اور عقیدہ ختم نبوّت کے معاملے میں ایسا کارنامہ انجام دیا جسے مسلمان ہمیشہ یاد رکھیں گے۔

احقر العباد
محمد عارف خان چشتی نظامی
فاضل (گلستان مہر علیؒ) جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی۔
خطیب مرکزی جامع مسجد غوثیہ سیکٹر I-9/1، اسلام آباد۔
خادم دربار عالیہ گولڑہ شریف

﴿تقریظ﴾

شیخ الحدیث والتفسیر، رئیس المناطقہ، فقیہ العصر

مفتی محمد سلیمان رضوی صاحب مد ظلہ العالی

بانی و مہتمم دار العلوم انوار رضا راولپنڈی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وحدہ والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ عبدہ ورسولہ نبینا الامین الرؤف الرحیم۔ محمد بن عبد اللہ المبعوث الی الخلق رحمۃ اللعلمین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین

انبیاء کرام علیہم السّلام مبعوث الی الناس یکے بعد دیگرے تشریف لائے تا آنکہ اوّل الخلق جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر النبیّین بن کر عالم رنگ وبُو میں دعاء ابراہیمی بن کر تشریف لائے۔ جبکہ آپ پر قرآن مجید کلام الٰہی نازل ہوا جو پوری کائنات پر نازل ہونے والی کتب اور نازل ہونے والے صحف کا جامع بن کر هُدًى لِلنَّاس کی عظمت لے کر نازل ہوا۔ جس میں پائے جانے والے علوم غیر متناہیہ کے حامل امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی شکل دی۔

مفسّر اوّل ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لے کر آج تک ہزاروں لاکھوں تفاسیر مختلف ناموں سے معرض وجود میں آئیں۔ الغرض سب کے لیے قرآن مجید علوم مختلفہ کا منبع اور مصدر علوم قرار پایا۔ اس مقدّس اور جامع العلوم کتاب فرید سے ہر ایک نے گوہر گرانمایہ نکالے ان کاوش کنندگان میں ایک نیا نام مولانا علامہ مفتی محمد عارف خان چشتی نظامی کا بھی شامل ہوا۔ مگر صرف ایک سمت لے کر اور وہ یہ کہ قرآن مجید کا خلاصہ اُردو زبان میں اس جامعیت سے پیش کیا کہ ہر مسلمان اس سے مکمل فائدہ اٹھا کر جو باتیں بطور عقائد ہیں انہیں بطور عقیدہ اپنائے اور جو

باتیں از قسم اوامر و نواہی ہیں ان پر عمل کر کے اپنے لیے راہِ نجات پائے۔

گو منشاء اختصار مگر مخل معنی نہیں ایسا حسین اختصار کہ ہر کہ ومہ اس سے مکمل فائدہ اٹھا سکے۔ اس عنوان پر آنے والے گوہر فشاں عناوین پیش کرنے میں کافی حد تک مصنف کامیاب رہا۔

اللہ کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ عظیم کاوش پر اللہ تعالیٰ مصنف علاّم کو جزائے خیر دے اور اس سے طلبہ مدارس عربیہ سمیت عام قاری حضرات فائدہ اٹھائیں۔ رشد و ہدایت پر مبنی یہ کاوش ہر مسلمان کے لیے سود مند ہو۔ آمین ثمَّ آمین۔

ایں دعاء از من و از جملہ جہاں آمین باد

مفتی محمد سلیمان رضوی

راولپنڈی

مورخہ 24-04-2016

اظہارِ تشکر

میں تاحیات مشکور و ممنون ہوں تمام اساتذہ کرام کا جن سے میں نے زندگی کے کسی حصّے میں پڑھا۔ میرا یہ کام یقیناً میرے اساتذہ کرام کی محنت کا نتیجہ ہے۔

خصوصاً استاذی المکرم، رئیس المناطقہ، عالی خلق علّامہ مفتی محمد سلیمان رضوی صاحب مد ظلہ العالی مہتمم وبانی دارالعلوم انوار رضا راولپنڈی کا جنہوں نے انتہائی مصروفیت کے باوجود میری اس کتاب پر تقریظ لکھ کر کمالِ شفقت و مہربانی فرمائی اور اپنے ایک ادنیٰ سے شاگرد کے حوصلہ کو جلا بخشی۔

یااللہ! قبلہ مفتی صاحب کو صحت، سلامتی و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرما اور اہل سنت کو آپ سے نفع عطا فرما اور آپ کا فیض ہمیشہ کے لیے جاری رکھ۔ آمین۔

میں تمام دوستوں مہربانوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کے مواد، مضمون، پروف ریڈنگ اور صحت عبارت کے معاملہ میں میرے ساتھ تعاون کیا۔ خصوصاً علّامہ پروفیسر نجم الدین کوکب صاحب (G-10 اسلام آباد) محترم پیر محمد اسلم نظامی صاحب (لاہور)، علّامہ مفتی عظمت رضا صاحب (نائب مفتی دار العلوم انوار رضا)، علّامہ قاری مالک داد کیانی صاحب (اسلام آباد)، علّامہ قاری محمد جعفر صاحب (فضل سٹیل ملز، اسلام آباد)، قاری گلزار احمد مدنی صاحب (فیصل مسجد اسلام آباد) قاری صفی الدین صاحب (مسجد غوثیہ، I-9، اسلام آباد) اور تمام اہل محلہ نمازیوں کا خصوصاً محترم راجہ منظور حسین صاحب (چیئرمین مسجد غوثیہ، I-9 اسلام آباد)، چوہدری محمد اقبال صاحب (I-9 اسلام آباد)۔

حاجی محمد شوکت صاحب جن کے توسط سے کمپوزر محمد ندیم صاحب سے رابطہ ہوا، جنہوں نے کتاب کی کمپوزنگ کو چار چاند لگائے۔

اپنے خاندان کے احباب، جمع محبین و معاونین وہ جن کے نام نہ لکھ سکا اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

اس کتاب کے آخر میں خلاصۃ التجوید میں مختصر قواعد تجوید لکھے گئے۔ یہ شیخ القرا قاری علی اکبر نعیمی صاحب قاری گلزار احمد مدنی صاحب اور خصوصاً قاری محمد جعفر صاحب کی مشاورت سے لکھے۔

آخر میں جب تک میں شکریہ نہ ادا کروں محترم عزیزم جناب میاں جوّاد رسول بھائی (پروگریسو پبلشرز) کا تو یہ بہت بڑی احسان فراموشی ہو گی جو کتاب ہٰذا کے ناشر ہیں۔

یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ ان کے تعاون سے ہی آپ تک پہنچی۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے وہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے سے ان کے اس عمل کو قبول فرمائے۔ انہیں اور ان کے ادارے کو مزید عظیم کامیابیاں نصیب فرمائے اور ان کے لیے اس عمل کو توشۂ آخرت بنائے۔ آمین۔ بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمۃ التفسیر

قرآن کریم کتابِ ہدایت اور دستورِ انسانیت ہے۔ یہ انقلاب آفریں کتاب ہے۔ آج سے چودہ سو سال پہلے اس کتاب نے انسانی زندگیوں میں ایسا انقلاب برپا کیا کہ صحرائے عرب کے خانہ بدوشوں اور چرواہوں کو دنیا کا امام بنا کر کھڑا کر دیا، جو لوگ اس قرآن کے دامن میں آنے کے لیے تیار نہ ہوئے، جہالت ان کے نام کا لازمہ اور ان کی شناخت بن کر رہ گئی۔ ابو جہل کوئی مخصوص فرد اور زمانہ جاہلیت یا تاریخ کا کوئی گزرا ہوا زمانہ نہیں ہے بلکہ قیامت تک ہر وہ شخص ابو جہل ہے جو قرآن کے مطابق اپنی زندگی ڈھالنے پر آمادہ نہ ہو اور ہر وہ زمانہ، جاہلیت کا زمانہ ہے جو قرآنی نظام کو اختیار کرنے کے لیے تیار نہ ہو۔ قرآن کریم وہ زندہ جاوید کتاب ہے جو اپنے ساتھ پیار کرنے والوں کو ہمیشہ کی زندگی جینے کا طریقہ سکھاتی ہے۔ اس کا تکرار اکتاہٹ کی بجائے ہر بات نئی فرحت اور روحانی بالیدگی کا پیغام لاتا ہے اور اس کے معانی و مطالب ہر دَور میں تر و تازہ رہتے ہیں۔

یہ کلامِ الٰہی ہے جس کی وسعتوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں اور جس کی حکمتوں کے سمندر کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔ یہ عربی زبان کا اعزاز ہے جس نے کلام اللہ کو اس کی وسعتوں کے باوجود اپنے دامن میں سمیٹ کر نوعِ انسانی تک پہنچانے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اسے سمجھنے اور اس سے استفادہ کرنے کے لیے عربی زبان کی گہرائی و گیرائی کا ادراک ضروری ہے اور قرآن فہمی کا صحیح لطف اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک عربی زبان میں پوری مہارت حاصل نہ ہو۔ البتہ ترجمہ اور تفسیر کی مدد سے

قرآن کریم کے ساتھ ایک گونہ مناسبت ضرور پیدا ہو جاتی ہے اور قرآنی علوم و معارف کے حصول کا ولولہ اور شوق انگڑائیاں لینے لگتا ہے، اس بنا پر یہ مناسب خیال کیا گیا ہے کہ نزول قرآن کے مبارک مہینہ رمضان شریف کی مبارک ساعات میں قرآن کریم کے ساتھ اپنے تعلق کو بڑھایا جائے اور اس پر عمل کرنے کے جذبہ کو تازہ کرنے کے لیے قرآنی مضامین کو انتہائی مختصر انداز میں عام مسلمانوں تک پہنچانے کی سعادت حاصل کی جائے۔ اس بات کی کوشش کی جائے کہ روزانہ تراویح میں تلاوت کی جانے والی آیات قرآنیہ میں بیان شدہ مضامین کا خلاصہ بیان کر دیا جائے۔ تاکہ تراویح میں ان آیات کی سماعت کا شوق و جذبہ دوبالا ہو اور حفاظ و قراء، ائمہ و خطباء حضرات اگر مناسب خیال کریں تو تراویح سے فراغت کے بعد نمازیوں کے سامنے اس خلاصہ کو پڑھ کر سنانے کا اہتمام کر لیا کریں تاکہ قرآنی علوم کی نشر و اشاعت کی سعادت بھی حاصل ہو جائے۔ اس طرح انشاء اللہ ماہ مبارک کے ایام میں تیس پاروں کا خلاصہ ہماری نظروں کے سامنے سے گزر جائے گا جو کہ قرآن کریم کے ساتھ ہمارے تعلق میں اضافہ کا باعث بنے گا اور مطالعہ قرآن کے وسیع آفاق کی طرف ہماری رہنمائی کا ذریعہ بنے گا۔

قرآن کریم کی تقسیم دو طرح کی گئی ہے۔

۱۔ سورتوں کے اعتبار سے

۲۔ سیپاروں کے اعتبار سے

۱۔ سورتوں کے اعتبار سے تقسیم میں معانی و مفاہیم کی رعایت رکھی گئی ہے۔ یہ تقسیم اللہ تعالیٰ کے حکم سے نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی ہے اور اس اعتبار سے قرآن کریم ایک سو چودہ چھوٹی بڑی سورتوں پر مشتمل ہے۔

۲۔ سیپاروں کے اعتبار سے تقسیم میں تلاوت کرنے اور حفظ کرنے کی رعایت رکھ کر پورے قرآن کریم کو تیس حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر حصّہ کو عربی میں "جزء" کہتے ہیں جبکہ اُردو میں "سیپارہ" کہا جاتا ہے۔ یہ فارسی زبان کا لفظ

ہے جو دو لفظوں "سی" اور "پارہ" سے مرکب ہے۔ "سی" کے معنی "تیس" اور "پارہ" کے معنی "ٹکڑا" یا "حصّہ" ہیں۔ سیپارہ کے معنی ہوئے "تیسواں حصّہ" اس لحاظ سے ہر حصّہ چونکہ تیسواں حصّہ بنتا ہے۔ اس لیے اسے "سیپارہ" کہا جاتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ تقسیم حفظ کرنے اور تلاوت کرنے والوں کی سہولت کے پیشِ نظر تجوید و قرأت کے ماہرین نے کی ہے۔ چونکہ تراویح میں قرآن کریم سیپاروں کی رعایت کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ ہم تفسیری خلاصہ میں ان دونوں تقسیمات کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے پورے قرآن کا خلاصہ بیان کریں گے۔

آج مسلمان مادّی طور پر کمزور اور مغلوب ہیں اور ان کے مقابلے میں کفّار مادّی طور پر قوی اور غالب ہیں، لیکن مسلمانوں کو اس لحاظ سے غلبہ حاصل ہے کہ ان کی کتاب اپنے اصل متن کے ساتھ من و عن محفوظ ہے۔ جب کہ تورات و انجیل جس زبان میں نازل ہوئی تھیں اس زبان میں وہ کتاب آج کہیں بھی موجود نہیں ہے۔ قرآن مجید میں کسی ایک لفظ کی تبدیلی یا کمی اور بیشی نہیں ہوئی، جب کہ تورات اور انجیل محرّف ہو چکی ہیں۔

متن قرآن کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں حافظ موجود ہیں جب کہ تورات و انجیل کا کوئی ایک حافظ بھی دنیا میں نہیں پایا گیا، قرآن کا چیلنج ہے کہ اس کی کسی ایک سورۃ کی مثل کوئی بنا کر نہیں لا سکتا۔ اور آج تک کوئی اس چیلنج کو نہیں توڑ سکا، مسلمانوں کے نبی ﷺ کی پیدائش سے لے کر وصال تک مکمل سیرت مستند مآخذ کے ساتھ مکمل محفوظ ہے، جب کہ اور کسی نبی کی مکمل سیرت پوری سند کے ساتھ موجود نہیں۔

مسلمانوں کے نبی ﷺ کے تمام ارشادات (احادیث مبارکہ) اسانید کے ساتھ موجود ہیں اور کتاب کی تعلیم اور دین کی ہدایت کے متعلق آپ ﷺ نے جو کچھ بھی فرمایا وہ محفوظ کر لیا گیا اور سینوں سے صحیفوں میں منتقل ہو کر دنیا میں آج تک موجود ہے اور وہی دین پر اتھارٹی ہے۔ جب کہ اور کسی نبی کے ارشادات اس طرح محفوظ نہیں کیے گئے، نہ ان کو دین میں حجّت تسلیم کیا گیا، قرآن و حدیث کی پیش

گوئیاں اپنے صدق کو ہر زمانہ میں منواتی رہی ہیں، مثلاً روم کا ایرانیوں پر غالب آنا، صدیاں گزر جانے کے بعد بھی فرعون کے جسد کا قرآن مجید کی پیش گوئی کے مطابق آج تک سلامت رہنا، قرآن مجید کی کسی سورۃ کی مثال نہ لا سکنا۔ اس میں کمی بیشی اور تغیّر نہ ہونا، قرآن مجید نے معیشت کا جو نظام پیش کیا اس کے مقابلے میں تمام معاشی نظاموں کا ناقص ہونا۔

یہ چند مثالیں ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمان اپنی بے عملی اور بد عملی کی وجہ سے خواہ مادّی طور پر ضعیف اور مغلوب ہوں لیکن ان کا دین تمام ادیان پر غالب ہے۔

علّامہ اقبالؒ فرماتے ہیں

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ امم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل طاؤس و رباب آخر

تَعَوُّذْ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود کے شر سے۔

ہم قرآن پاک کی تلاوت کا آغاز تعوّذ پڑھ کر کرتے ہیں۔ ہمیشہ تلاوت کے آغاز میں تعوّذ پڑھنے کا مقصد اُس شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آنا ہے جو ہمیں قرآن پڑھنے سے روکتا ہے۔ قابلِ غور نکتہ یہ ہے کہ تعوّذ پڑھنے کا عمل زکوٰۃ، روزہ اور حج سے پہلے نہیں کیا جاتا صِرف قرآن پاک پڑھنے سے پہلے لازم ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تعوّذ قرآن مجید پڑھنے سے پہلے ہی کیوں؟ دراصل شیطان کی سب سے بڑی چال یہ ہے کہ اللہ کا پیغام اس کے بندوں تک نہ پہنچ پائے۔ اور انسانوں کو قرآن مجید نہ پڑھنے دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے شیطان نے ایسے حیلے اور بہانے اختیار کیے کہ اوّل تو مسلمان قرآن مجید ہی نہ پڑھیں اور اگر پڑھیں بھی تو کسی غور و فکر اور تدبّر کے بغیر کیونکہ اگر انسان غور و فکر سے کام لے کر تلاوت کرے گا تو لازماً روشنی اور ہدایت پائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

”فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَیْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾“ (النحل، پارہ ۱۴)

جب تم قرآن پڑھنے لگو تو اللہ کی پناہ شیطان مردود کے شر سے مانگ لیا کرو۔ جو مومن ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں اُن پر اُس کا کچھ زور نہیں چلتا۔

تسمیہ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

✪ قرآن کریم کی ہر سورۃ کی ابتداء بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ سے کی گئی ہے سوائے سُوۡرَةُ التَّوۡبَة کے۔ نبی کریم علیہ السّلام نے بسم اللہ کی بہت فضیلت بیان کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر جائز کام بسم اللہ سے شروع کرو۔ جب دروازہ بند کرو تو اللہ کا نام لیا کرو۔ دیا بجھاؤ تو اللہ کا نام لیا کرو۔ اپنے برتن ڈھانپو تو اللہ کا نام لیا کرو۔ اپنی مشک کا منہ باندھو تو اللہ کا نام لیا کرو۔ (تفسیر القرطبی)

✪ حدیث شریف میں ہر اچھے اور مفید کام کو بسم اللہ پڑھ کر شروع کرنے کی تلقین کی گئی ہے جس میں نہایت لطیف پیرائے میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ کائنات کی ہر چیز کا وجود اللہ کی رحمتوں کا مظہر ہے، لہٰذا احسان شناسی کا یہ تقاضا ہے کہ منعم و محسن کے انعامات و احسانات سے فائدہ اٹھاتے وقت اس کے نام سے اپنی زبان کو تر و تازہ رکھا جائے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ قرآن پاک کی ایک مستقل آیت ہے۔ سورہ فاتحہ یا کسی دوسری سورۃ کا جُزو نہیں۔ تراویح میں جو قرآن کریم کا ختم کیا جاتا ہے اس میں کہیں ایک مرتبہ بسم اللہ اونچی آواز کے ساتھ ضرور پڑھی جائے تاکہ ایک آیت باقی نہ رہ جائے۔ سورۃ النّمل میں آیت سجدہ کے بعد جو بسم اللہ آتی ہے وہ مستقل آیت نہیں بلکہ جزو آیت ہے۔ یہ اس آیت کے ساتھ ضرور پڑھی جائے گی۔ ✪ یاد رکھیں کسی بھی ناجائز کام کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا سخت منع ہے۔

پارہ نمبر 1 الٓمٓ

پہلا پارہ سورۃ فاتحہ مکمل اور سورۃ البقرہ کی 141 آیات پر مشتمل ہے۔ اس پارے میں 17 رکوع ہیں۔ ایک رکوع سورۃ الفاتحہ اور سولہ رکوع سورۃ البقرہ میں ہیں۔

١۔ سُورَۃُ الفَاتِحَۃ

مَكِيَّةٌ

آیات: 7 بسم اللہ الرحمن الرحیم رکوع: 1
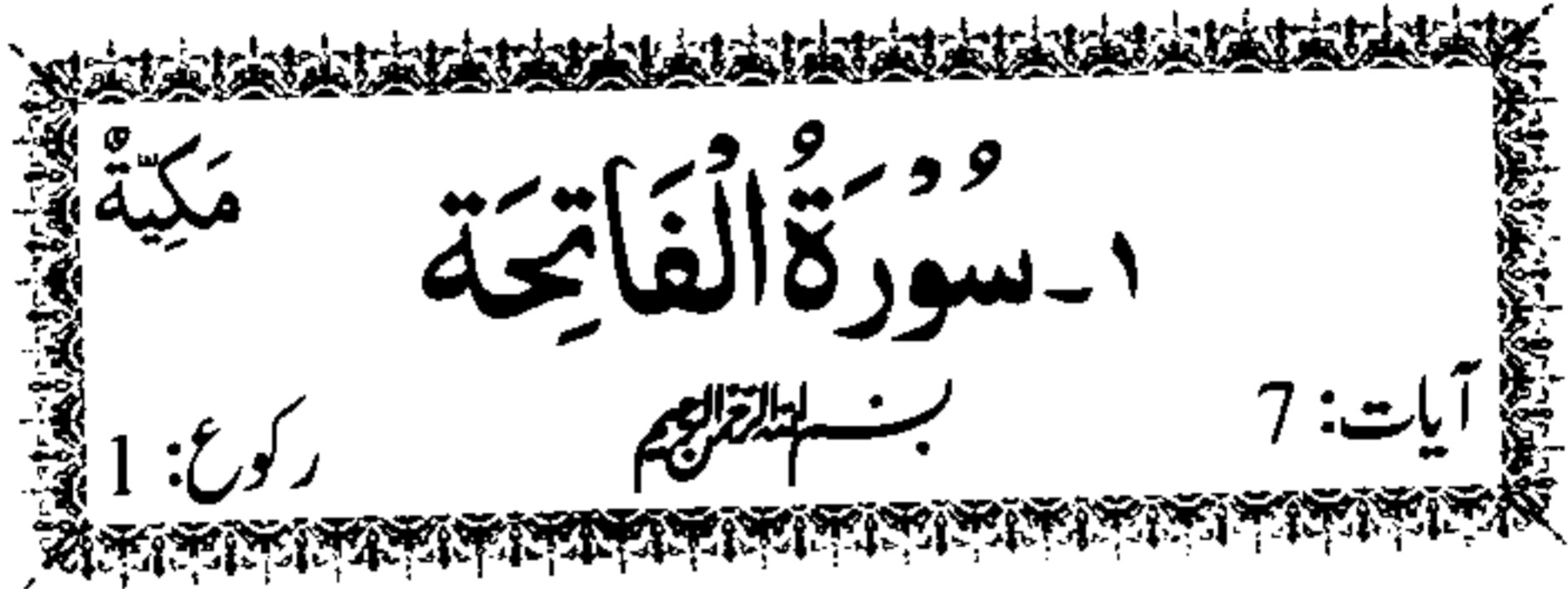
1-7

سورۃ فاتحہ سات آیات پر مشتمل مکّی سورۃ ہے۔ مفسرین کرام نے اس کے بہت سے نام شمار کرائے ہیں۔ علامہ محمود احمد آلوسی رحمۃ اللہ نے اپنی تفسیر روح المعانی میں سورۃ فاتحہ کے بائیس نام شمار کرائے ہیں۔ عربی کا مقولہ ہے **کثرۃ الاسماء تدُلُّ علٰی عظمِ المُسمّٰی** (اضواء البیان)۔ کسی چیز کے زیادہ نام اس کی عظمت پر دلالت کرتے ہیں۔ سورۃ فاتحہ کے بہت سارے نام بھی اس مبارک سورۃ کی عظمتوں پر دلالت کرتے ہیں۔ اس کا مشہور نام سورۃ الفاتحہ ہے۔ اس کے معنی ہے کھولنے والی۔ کیونکہ مصحف عثمانی کو کھولا جائے تو ابتداء اس سورۃ سے ہوتی ہے۔ اس کا نام ام الکتاب بھی ہے جس کا مطلب ہے قرآن کریم کی اساس اور بنیاد۔ قرآن کریم میں بیان کیے جانے والے مضامین و مقاصد کا خلاصہ اس چھوٹی سی سورۃ میں ذکر کر کے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا گیا ہے۔ اس سورۃ کے مضامین کی اہمیت کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ نے ہر نماز میں اس کی تلاوت کا حکم دیا تاکہ شب و روز میں کم از کم پانچ 5 مرتبہ پورے قرآن کا خلاصہ ہر مسلمان کے ذہن میں تازہ ہوتا رہے۔

اس سورۃ کا ایک نام شفا ہے۔ یہ سورۃ روحانی و جسمانی امراض کے لیے پیغامِ شفا ہے۔ اسے پڑھ کر دَم کرنے سے موت کے علاوہ ہر جسمانی مرض سے صحت حاصل ہوتی ہے۔

دَم میں اثر کے لیے 40 روز اکتالیس مرتبہ فجر کی سنّتوں اور جماعت کے درمیان تسلسل کے ساتھ سورۃ الفاتحہ بسم اللہ سے ملا کر پڑھیں۔ سورۃ الفاتحہ کے مضامین پر عمل کرنے سے روحانی امراض سے شفایابی ہوتی ہے۔ (فرمان مصلح امت پیر سید حسین الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی)

سورۃ فاتحہ کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کے تمام کمالات اور خوبیوں کے اعتراف کے لیے حمد کا عنوان اختیار کیا گیا ہے اور تمام کائنات کی ربوبیت کو تسلیم کرنے کے لیے رَب العالمین کی صفت کا بیان ہے، کائنات کا وجود و عدم اس کی صنعت رحمت کا مرہونِ منت ہے۔ قیامت کے دن انسانی اعمال کی جزاء و سزا کا حتمی فیصلہ کرنے والا مالک و مختار وہی ہے۔ ہر قسم کی وفاداریوں کا مرکز اور مالی و جسمانی عبادات کا مستحق وہی ہے۔ ہر مشکل مرحلہ میں اسی سے مدد طلب کی جانی چاہیے۔ ہر کام کو اللہ تعالیٰ کی منشاء و مرضی کے مطابق سر انجام دینے کا سلیقہ ہدایت کہلاتا ہے۔ اس لیے بندہ صراطِ مستقیم کی ہدایت انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین جو اپنے خالق سے وفاداریوں کی بناء پر انعامات کے مستحق قرار پا چکے ہیں ان کے راستے کی ہدایت، اپنے مالک سے طلب کرتا ہے اور قرآنی نظام کے باغی یہود و نصاریٰ اور ان کے اتحادیوں کے راستہ سے بچنے کی درخواست پیش کرتا ہے اور آخر میں آمین کہہ کر اس عاجزانہ درخواست کی قبولیت کے لیے نیاز مندانہ معروض پیش کرتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "امام جب نماز میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت ختم کرتا ہے تو فرشتے آمین کہتے ہیں۔ تم بھی آمین کہا کرو

کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جائے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔" (الصحیح البخاری)

حدیثِ قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میں نے سورۃ فاتحہ کو اپنے اور بندے کے درمیان تقسیم کر لیا ہے۔ آدھی میرے لیے اور آدھی میرے بندے کے لیے ہے۔ جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حمدنی عبدی میرے بندے نے میری حمد بیان کی۔ جب الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اثنیٰ علی عبدی میرے بندے نے میری ثنا بیان کی۔ جب مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری عظمت و بزرگی کا اعتراف کیا۔ جب اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هٰذَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے۔ جب بندہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے آخر تک کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ھذا لعبدی ولعبدی ما سال یہ میرے بندہ کے لیے ہے اور میرے بندے نے جو مانگا ہے میں نے اسے عطاء کر دیا ہے۔ (الصحیح المسلم)

۲۔ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ

مَدَنِيَّةٌ

آیات: 286 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 40

نبی ﷺ نے فرمایا شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۃ البقرہ پڑھی جائے۔ (مسلم شریف) نبی علیہ السلام نے فرمایا میّت کو دفن کر کے قبر کے سرہانے سورۃ البقرہ کی اوّل کی آیتیں (هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک) اور پاؤں کی طرف آخری آیتیں پڑھو۔ (طبرانی و بیہقی)

بقرہ گائے کو کہتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں جرم و سزا اور سراغ رسانی کا ایک

انوکھا واقعہ پیش آیا تھا جس میں مجرم کی نشاندہی معجزانہ طریقہ پر کی گئی تھی۔ اس معجزانہ واقعہ کی طرف اشارہ کے طور پر پوری سورۃ کو بقرہ کے نام سے موسوم کر دیا گیا ہے۔ اس سورۃ میں دوسرے مضامین کے علاوہ زیادہ تر روئے سخن بنی اسرائیل کی طرف ہے۔ سورۃ بقرہ قرآن کریم کی طویل ترین سورۃ ہے۔

مومنین کے اوصاف۔ کفّار کے اعتقادات

1-7

ع 1 الٓمّ حروف مقطعات سے سورۃ کی ابتداء کر کے یہ پیغام دیا گیا ہے کہ قرآنی علوم و معارف سے استفادہ کے لیے اپنی جہالت اور کم علمی کا اعتراف اور علمی پندار کی نفی پہلا زینہ ہے، کلامِ الٰہی پر غیر متزلزل یقین اور اسے ہر قسم کے شکوک و شبہات سے بالاتر سمجھنا دوسرا زینہ ہے۔ نیز یہ بھی بتایا گیا ہے کہ سورۃ فاتحہ میں جس صراطِ مستقیم کی درخواست کی گئی تھی وہ قرآن کریم کی شکل میں آپ کو عطا کر رہے ہیں۔

قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں یہ پرہیز گاروں کے لیے ہدایت ہے۔ اس سورۃ کی ابتدائی بیس آیتوں میں انسانوں کی تین قسموں کا بیان ہے۔

آیت نمبر 1 سے 5 تک مومنین کا ذکر ہے جو اپنی زندگیوں میں انقلابی تبدیلیاں لانے کے لیے اپنے مالی و جسمانی اعمال کو قرآنی نظام کے تابع لانے کے لیے تیار ہیں۔ ان کی صفات یہ ہیں کہ غیوب (اللہ، فرشتوں، وحی، جنت و دوزخ) پر یقین رکھتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور جو اللہ نے ان کو دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ قرآن پاک اور اس سے پہلے جتنی الہامی کتابیں نازل کی گئیں ان پر ایمان لاتے ہیں اور روزِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں دنیا و آخرت کی کامیابیاں انہی کا مقدر ہیں۔

آیت نمبر 6 اور 7 میں اُن لوگوں کا ذکر ہے جو کافر ہیں، وہ اپنی زندگی کی اصلاح اور اس میں قرآنی نظام کے مطابق تبدیلی کے لیے بالکل تیار نہیں ہیں۔ ان آیات میں اللہ فرماتا ہے بے شک جنہوں نے کفر اختیار کر لیا ہے۔ یکساں ہے ان کے لیے آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دِلوں، کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

اہم بحث

اس موقع پر بعض لوگ بلا وجہ جبر و قدر کی بحث چھیڑ دیتے ہیں۔ کہتے ہیں ان بیچاروں کا کیا قصور جب اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے تو وہ ایمان کیونکر لا سکتے ہیں اور جب خود خدا نے ان کو ایمان لانے سے سے باز رکھا تو انہیں سزا کیوں دی جائے؟ اور ملامت کیوں کی جائے؟ کاش ایسا کہنے والے لوگ پہلے جبر کی حقیقت پر ہی غور کر لیتے۔ جبر کیا ہے؟ انسان کی بے بسی کی وہ حالت جس میں وہ کسی ایک بات کے کرنے پر مجبور ہو اور اُسے چھوڑ کر دوسری چیز اختیار کرنے پر قادر نہ ہو۔ اگر حضور ﷺ تشریف نہ لاتے، واضح دلائل اور روشن معجزات سے حق کو نکھار کر نہ رکھ دیتے اور قرآن کی دِل دہلا دینے والی آیتیں سُنا سُنا کر ہدایت اور گمراہی کی راہوں کو الگ الگ نہ فرما دیتے اور کوئی انسان ورثہ میں ملے ہوئے کفر و شرک میں سرگرداں رہتا تو جبر کی کوئی بات بھی تھی۔ لیکن اب جب کہ کتابِ الٰہی کی روشنی نے حق کو باطل سے ممتاز کر دیا اور نبی کریم ﷺ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ اپنے معجزات اور دلائل سے غلط فہمی کا شائبہ تک باقی نہ چھوڑا۔ اس کے بعد بھی جو باطل کو چھوڑ کر ہدایت کو قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوا اور گمراہ ہی رہا تو وہ باطل سے چمٹے رہنے پر مجبور نہ تھا بلکہ سب کچھ سمجھ لینے کے بعد جان بوجھ کر اس نے حق کو قبول نہیں کیا اور باطل سے منہ نہ موڑا۔ ایسے لوگوں کو مزید سمجھانا

واقعی بے سود ہے۔ کیونکہ سمجھایا تو اُسے جائے جو سمجھتا نہ ہو۔ اور جو سمجھ چکا ہو اور پھر کفر پر بضد ہو وہ لاعلاج مریض ہے۔ وہ شفایاب نہیں ہو سکتا۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اس مخصوص گروہ کی نفسیاتی حالت کا تجزیہ کیا ہے۔ جو محض تعصّب اور ہٹ دھرمی کے باعث دانستہ کفر کی راہ پر دوڑے چلے جارہے تھے۔ یہاں جبر و قہر کا احتمال ہی نہیں تاکہ اس بحث میں الجھا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے دِلوں اور کانوں پر مہر لگادی اور آنکھوں پر پردے ڈال دیئے۔ ان کفّار کی پیہم نافرمانیوں سے، حق سمجھ لینے کے باوجود اس سے مسلسل انکار کرنے کی وجہ سے ان کے دِل و دماغ اور دید و گوش کی ساری قوتیں ناکارہ ہو کر رہ گئی ہیں تو ان کی یہ محرومیاں نتیجہ ہیں ان مسلسل نافرمانیوں کا اور طبعی اثر ہے ان کی ہٹ دھرمی اور تعصّب کا۔ اللہ کے حکموں کی مسلسل خلاف ورزیوں سے وہ قوتیں ناکارہ ہو کر رہ جاتی ہیں۔ دِل کے ذریعے حق و باطل میں تمیز کرنے کی صلاحیت سلب ہو جاتی ہے۔ آنکھیں دیکھتی تو ہیں لیکن عبرت حاصل نہیں کرتیں۔ کان سنتے تو ہیں لیکن نصیحت قبول نہیں کرتے۔ بس اسی کیفیت کا اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ذکر فرمایا ہے۔ (ضیاء القرآن)

منافقین اور نفاق کی علامات

8-20

ع 2 آیت نمبر 8 سے 20 تک تیرہ آیتیں منافقین کے متعلق نازل ہوئیں۔ یہ تیسری قسم ان خطرناک لوگوں کی ہے جو دلی طور پر قرآنی نظام کے منکر ہیں مگر ان کی زبانیں ان کے مفادات کے گرد گھومتی ہیں۔ قرآن کریم کو ماننے میں اگر کوئی مفاد ہے تو اسے تسلیم کرنے میں دیر نہیں لگاتے اور اگر اس سے مفادات پر چوٹ پڑتی ہے تو اس کا انکار کرنے میں بھی دیر نہیں لگاتے۔ ان کے دِل و زبان میں مطابقت نہیں ہے، اسے منافقت کہتے ہیں۔ منافقت کے ذریعہ انسانوں کو تو دھوکہ

دیا جا سکتا ہے مگر دِلوں کے بھید جاننے والے اللہ کو دھوکہ دینا ممکن نہیں ہے۔ یہ لوگ اصلاح کے نام پر دنیا میں فساد برپا کرتے ہیں اور قرآنی نظام کے وفادار اہل ایمان کو عقل و دانش سے محروم سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ خود شعور و آگہی سے بے بہرہ اور محروم ہیں۔ یہ لوگ ہدایت و روشن خیالی کے مقابلہ میں تاریک خیالی اور گمراہی کی تجارت کر رہے ہیں اور یہ بڑے خسارہ کا کاروبار ہے۔ قرآن کریم نے دو مثالوں کے ذریعہ منافقت کی دو قسموں کو واضح کیا ہے۔

۱۔ کسی شخص نے ٹھٹھرتی، اندھیری رات میں سردی سے بچنے اور روشنی حاصل کرنے کے لیے آگ جلائی اور جیسے ہی چاروں طرف روشنی پھیلی تو وہ آگ ایک دَم بجھ گئی اور وہ گھپ اندھیرے میں کچھ بھی دیکھنے کے قابل نہ رہا۔

۲۔ رات کے وقت اندھیرے کے اندر کھلے میدان میں موسلا دھار بارش میں کچھ لوگ پھنس کر رہ گئے، بجلی کی کڑک ان کے کانوں کو بہرہ کیے دے رہی ہو اور چمک سے ان کی آنکھیں خیرہ ہو رہی ہوں اور اس ناگہانی آفت سے وہ موت کے ڈر سے کانوں میں انگلیاں ٹھونسے ہوئے ہوں۔ بجلی کی چمک سے انہیں راستہ دکھائی دینے لگے مگر جیسے ہی وہ چلنے کا ارادہ کریں تو اندھیرا چھا جائے اور انہیں کچھ بھی سجھائی نہ دے۔ یہ لوگ اندھے اور بہرے ہیں کیونکہ آیات خداوندی کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتے۔

انسانیت سے پہلا خطاب — قرآن کا چیلنج

21-29

ع 3 اللہ رَب العزّت کا اپنے بندوں سے پہلا ارشاد یہ ہے۔ لوگو! اپنے رَب کی عبادت کرو، تاکہ تم نیکوکار بن جاؤ۔ وہ تمہارا بھی خالق ہے، اور تم سے پہلوں کا بھی۔ وہی زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنانے والا ہے۔ بارش برسانے والا، پھر اس پانی کی بدولت زمین سے تمہاری غذا اُگانے والا ہے، وہ اکیلا ہے کسی کو اس کا

مدِ مقابل نہ بناؤ۔ اور سُنو کہ اُس نے تمہاری رہنمائی کے لیے قرآن مجید کی صورت میں آخری ہدایت نامہ نازل فرما دیا ہے، اس پر ایمان لے آؤ۔ اگر تمہارا خیال ہے کہ قرآن اللہ کی بھیجی ہوئی کتاب نہیں تو سارے مل کر اس کی ایک سورۃ جیسی سورۃ بنا کر لے آؤ۔ اگر تم سے یہ نہ ہو سکے اور کبھی نہ ہو سکے گا، تو انکار کرنے والے ہو کر جہنّم کا ایندھن نہ بنو، رسالتِ مآب ﷺ کی بشارت سنو! جو اس آخری ہدایت کو مانیں گے جنّت اُن کی منتظر ہو گی، جہاں نہریں جاری ہوں گی، نئے سے نئے پھل کھائیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ پاکیزہ بیویوں کے ساتھ رہیں گے۔

یاد رکھو! قرآن کی تمام مثالیں حقیقت کی وضاحت کے لیے ہیں۔ مچھر کی ہو یا مکڑی کی، ایمان والے ان کو اپنے رَب کی طرف سے سمجھتے ہیں۔ مگر ہٹ دھرم، منکر اعتراض کر کے گمراہی مول لیتے ہیں۔ یہی بد چلن لوگ رَب کی فرمانبرداری کا عہد کر کے گمراہی مول لیتے ہیں۔ یہی بد چلن لوگ رَب کی فرمانبرداری کا عہد کر کے پھر اُسے توڑ ڈالتے ہیں، یہ قطع رحمی کرنے والے اور فسادی ہیں۔

لوگو! اللہ کا انکار کیسے کرتے ہو؟ تم عدم محض تھے، اُس نے تمہیں پیدا کیا۔ وہی تمہیں موت سے ہمکنار کرے گا۔ پھر دوبارہ ہمیشہ رہنے والی زندگی دے کر اپنے سامنے حاضر کرے گا۔ کائنات میں جو کچھ ہے اُسی نے پیدا کیا ہے۔ آسمان بھی اسی نے بنائے ہیں، وہی ہر شے کا جاننے والا ہے۔

تخلیق و خلافتِ آدمؑ۔ آدمؑ و ابلیس کا قصّہ

30-39

ع 4 اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام کی تخلیق کا ذکر کرتے ہوئے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں۔ انہوں نے کہا زمین پر اسے پیدا کرے گا جو خون بہائے گا اور فساد پھیلائے گا جبکہ ہم صرف

تیری ہی حمد وثنا تسبیح وتقدیس میں لگے رہتے ہیں۔ اللہ نے کہا جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا اور اسے علم کی دولت سے بہرہ ور کیا اور ساری چیزوں کے نام سکھائے۔ پھر فرشتوں کو جمع کیا اور پوچھا ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ انہوں نے اللہ کی پاکی اور اپنی لاعلمی کا اظہار کیا۔ "سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۝" پھر اللہ نے حضرت آدمؑ کو اشیاء کے نام بتلانے کا حکم دیا تو انہوں نے فوراً بتلا دیئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں زمین وآسمان کی ساری پوشیدہ باتوں کو جانتا ہوں اور جو بھی تم ظاہر کرتے اور چھپاتے ہو وہ سب میں جانتا ہوں۔

پھر اللہ نے فرشتوں کو آدمؑ کے سامنے سجدہ کا حکم دیا۔ سارے فرشتوں نے حکم کی تعمیل کی مگر ابلیس نے انکار کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور ان کی بیوی حضرت حوّا کو جنّت میں قیام اور کھانے پینے کی نعمتیں عطا کیں مگر آزمائش کے لیے ایک خاص درخت کے قریب جانے اور اس کا پھل کھانے سے منع فرمایا۔ ابلیس نے ترغیب دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر دونوں میاں بیوی کے ذہن میں یہ بات ڈال دی کہ آپ لوگوں کے لیے شجر ممنوعہ اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ آپ کو ہمیشہ کی زندگی حاصل ہو جائے گی۔ چنانچہ دونوں میاں بیوی نے شجر ممنوعہ کا پھل کھا لیا تو پھر اللہ کی ناراضگی کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر اللہ نے انہیں زمین پر اتار دیا اس وقت حضرت آدم وحوّا علیہما السّلام بڑے نادم ہوئے اور انہوں نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ کر توبہ کی جس کو ان کے رب نے قبول کر لیا۔ وہ بڑا معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ پھر نسل آدم کو ہمیشہ کے لیے زمین میں رہنے اور آسمانی ہدایت پر چل کر کامیابی حاصل کرنے کی تلقین فرمائی گئی اور بتایا گیا کہ جو ہماری طرف سے آنے والی ہدایت کو مانے گا وہ خوف اور غم سے آزاد رہے گا۔ جو انکار کرے گا اس کا ابدی ٹھکانہ جہنّم ہو گا۔

بنی اسرائیل سے پہلا خطاب

40-46

ع5 اس رکوع سے بنی اسرائیل کا تذکرہ ہے۔ بنی اسرائیل کو اس دَور کی تمام قوموں پر فضیلت دی گئی۔ بنی اسرائیل دنیا کی ایک منتخب قوم تھی۔ انبیاء کی اولاد تھی، اللہ تعالیٰ نے انہیں اس دَور کی سیاسی اور مذہبی قیادت وسیادت سے نوازا ہوا تھا مگر ان کی نااہلی اور اپنے منصب کے منافی حرکات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں معزول کرنے کا فیصلہ کر لیا کہ اس منصب کے اہل اور حقیقی وارث امتِ محمدیہ ﷺ کی شکل میں اس سرزمین پر تیار ہو چکے ہیں۔ بنی اسرائیل پر یہ حقیقت واضح فرمائی گئی ہے کہ آدم علیہ السّلام کی خلافت کے خلاف جس قسم کا غم و غصہ اور حسد ابلیس کو تھا اس نوعیت کا غم و غصہ اور حسد اللہ اور اس کے آخری رسول اور قرآن مجید کے خلاف تم کو ہے مگر جس طرح شیطان کی خواہش کے خلاف آدم علیہ السّلام کی خلافت قائم ہو کر رہی اسی طرح تمہاری دشمنی اور حسد کے باوجود حضور ﷺ کی رسالت قائم ہو کر رہے گی۔

اسرائیل کا معنی ہے عبداللہ۔ (اللہ کا بندہ) یہ حضرت یعقوب علیہ السّلام کا لقب ہے۔ یہود حضرت یعقوب علیہ السّلام کی اولاد تھی اس لیے ان کو یٰبَنِیٓ اِسۡرَآءِیۡلَ کی ندا سے پکارا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے بنی اسرائیل ہماری نعمتوں کو یاد کرو ہمارے ساتھ کیا گیا عہد پورا کرو۔ قرآن مجید پر ایمان لے آؤ۔ دنیا کی حقیر پونجی کے عوض آیاتِ الٰہی کو فروخت نہ کرو حق و باطل کو خلط ملط نہ کرو۔ نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ دو۔ لوگوں کو نیکی کا حکم کرو مگر خود بھی تو عمل کرو۔ راہِ حق کی مشکلات پر صبر اور نماز کے ساتھ مدد حاصل کرو۔ نماز ایک کٹھن عمل ہے مگر اللہ کے حضور ان جھکنے والوں کے لیے کچھ مشکل نہیں کہ جن کو اللہ کے حضور پیش ہونے کا یقین ہے۔

تاریخ بنی اسرائیل کے چند واقعات

47-59

ع 6 ارشادِ الٰہی ہے اے بنی اسرائیل میری نعمتوں کو یاد کرو اور خصوصاً اس نعمت کو کہ تمہیں دنیا کی قوموں پر فضیلت دی گئی تھی۔ اور آخرت سے ڈرو یہاں کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ دیکھو! فرعون تمہارے بیٹوں کو قتل کرتا اور تمہاری عورتوں کو غلام بناتا تھا پھر ہم نے تم کو اس کے ظلم و ستم سے نجات دی۔ سمندر میں راستہ بنا کر تم بچ کر نکل گئے اور فرعونی تمہارے سامنے غرق ہو گئے۔ پھر تم نے موسیٰ علیہ السّلام کے کوہِ طور پر جانے کے بعد بچھڑے کی پرستش شروع کر دی مگر جب تم نے توبہ کی تو ہم نے تمہیں معاف کر دیا۔ تمہاری ہدایت کے لیے تمہیں تورات عطا فرمائی۔

تمہاری یہ گستاخی بھی ناقابلِ فراموش ہے کہ تم نے کہا کہ جب تک ہم اللہ کو اپنے سامنے موجود نہ دیکھ لیں ہم ماننے کو تیار نہیں۔ تم پر عذاب آگیا مگر موسیٰ علیہ السّلام کی درخواست پر تمہارا قصور معاف کر دیا گیا۔ دھوپ سے بچاؤ کے لیے تم پر بادلوں کے سائبان تان دیئے اور تمہیں کھانے کو من و سلویٰ کی صورت میں عمدہ غذائیں دی گئیں اور وہ وقت بھی قابلِ غور ہے کہ جب تمہیں کہا گیا کہ ایک بستی میں سر جھکائے ہوئے توبہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ اور زندگی کی جملہ ضروریات حاصل کرو مگر تم نے ہماری بتلائی ہوئی بات کو بدل ڈالا پھر ہم نے تمہاری بغاوت کے باعث تمہیں عذاب میں مبتلا کر دیا۔

بنی اسرائیل کے لیے نعمتِ خداوندی اور ان کے جرائم کا ذکر

60-61

ع 7 پتھر سے معجزانہ طور پر بارہ چشمے جاری کر کے ان کے بارہ خاندانوں کے سیراب کرنے کا انتظام کیا گیا مگر یہ سرزمین پر فساد پھیلانے سے باز نہ آئے۔ اللہ

کی عظیم الشان نعمتوں مَن وسلوٰی کے مقابلہ میں سبزیوں، لہسن، پیاز اور دال روٹی کا مطالبہ کر کے ذہنی پستی اور دیوالیہ پن کا مظاہرہ کیا۔ اللہ کے احکام کا کفر کرنے اور انبیاء علیہم السّلام (اپنے مذہبی پیشواؤں) کو قتل کرنے کے عظیم جرم کا ارتکاب کیا، جس پر انہیں ذلت ورسوائی اور غضبِ خداوندی کا مستحق قرار دیا گیا۔

بنی اسرائیل کی عہد شکنی

62-71

ع 8 قرآنی ضابطہ ہے کہ اللہ کے نزدیک کامیابی قومی یا مذہبی تعصّب کی بنیاد پر نہیں بلکہ ایمان اور عمل صالح کی بنیاد پر ملتی ہے اور خوف وغم سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ اس رکوع میں یہود کی تین عہد شکنیوں کا تذکرہ ہوا ہے۔ ان میں سے ایک یہ کہ یہود کے سروں پر پہاڑ بلند کر کے تجدید عہد کرایا گیا، مگر انہوں نے اس کی پاسداری نہ کی۔ دوسرا یہ کہ دِل جمعی اور یکسوئی کے ساتھ عبادت کرنے کے لیے ہفتہ کے دن کی چھٹی دی گئی، مگر اس کی پابندی نہ کرنے پر عبرتناک انجام کے مستحق ٹھہرے اور ان کی شکلیں بگاڑ کر ذلیل و قابلِ نفرت بندر بنادیا گیا۔ تیسری سرکشی گائے کو ذبح کرنے کے حکم کے وقت کی جب انہیں گائے کو ذبح کرنے کا حکم ہوا تو اس حکم پر طرح طرح کے سوال کھڑے کیے۔ بالآخر بادلِ نخواستہ موسیٰ علیہ السّلام کے سامنے سر جھکانا پڑا۔ انہوں نے گائے کو ذبح تو کر دیا مگر دِل سے ایسا کرنے کو آمادہ نہ تھے۔

گائے کا عجیب واقعہ، سنگدلی، یہود کا زعم باطل

72-82

ع 9 بنی اسرائیل میں ایک شخص بے اولاد تھا۔ وراثت حاصل کرنے کے لیے اس کے بھتیجے نے اسے قتل کر کے دوسروں پر الزام لگایا اور قصاص کا مطالبہ کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے قاتل کا پتہ چلانے کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم سے

گائے ذبح کرنے کا حکم دیا۔ بڑی پس و پیش کے بعد یہ لوگ ذبح پر آمادہ ہوئے۔ گائے کے گوشت کا ایک ٹکڑا جب میت کے جسم سے لگایا گیا تو وہ زندہ ہو گیا اور اپنے قاتل کا نام بتا کر پھر مر گیا۔ اس طرح اصل مجرم گرفت میں آ گیا اور سزا کا مستحق قرار پایا اور کسی بے گناہ کی ناجائز خونریزی سے وہ لوگ بچ گئے۔ (تفسیر کبیر۔ تفسیر نجوم الفرقان) یہ واقعہ قدرتِ خداوندی کا ایسا نشان تھا کہ بنی اسرائیل کے سر خدا کی عظمت کے سامنے جھک جاتے۔ مگر اُن کے دِل تو پتھروں سے زیادہ سخت تھے۔ پتھروں سے تو چشمے پھوٹتے ہیں، نہریں نکلتی ہیں اور پتھر تو اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں مگر سنگدل انسان پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ قساوتِ قلبی اور سرکشی ان کا قومی نشان بن گئی ہے۔ آج بھی یہود کا یہی حال ہے، اللہ کا کلام سُنتے ہیں اور جانتے بُوجھتے اس میں ہیر پھیر کرتے ہیں۔ ایسے بے ضمیروں سے ایمان لانے کی توقع عبث ہے۔ یہ لوگ اپنی مصلحتوں کی خاطر مسلمانوں کے سامنے اظہارِ ایمان کرتے ہیں اور کبھی کبھار مسلمانوں کی خوشنودی کی خاطر حضور ﷺ کے حق میں تورات کی کوئی پیشگوئی بھی بیان کر دیتے ہیں۔ مگر علیحدہ ہو کر ایک دوسرے کو سمجھاتے ہیں کہ مسلمانوں کو کوئی ایسی بات نہ بتاؤ جسے وہ کل تمہارے خلاف دلیل کے طور پر پیش کریں۔ حالانکہ اللہ ان کے سب کُھلے چُھپے اعمال سے واقف ہے۔

یہ بد بخت چند ٹکوں کی خاطر تورات میں تحریف کرتے ہیں۔ لعنت ہو ان کی اس کمائی پر، ان کی ساری سرکشیوں کے باوجود اَن پڑھ نجات کی بڑی بڑی امیدیں باندھے ہوئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم جہنّم میں چند روز سے زیادہ نہیں رہیں گے۔ گویا اُنہوں نے رَب سے کوئی معاہدہ کر رکھا ہے۔ سنو۔ ایسا ہر گز نہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ نجات ایمان اور عملِ صالح سے وابستہ ہے۔ نسلی غرور پر بھروسہ کرتے ہوئے برائیوں میں مگن رہنے والے یقیناً عذابِ الٰہی کے مستحق ہوں گے۔

میثاقِ بنی اسرائیل اور ان کی عہد شکنی

83-86

ع 10 بنی اسرائیل سے عہد لیا گیا کہ وہ ایک اللہ کی عبادت کریں۔ والدین، عزیزو اقارب، غرباء و مساکین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں۔ لوگوں سے خوش اخلاقی کے ساتھ معاملہ کریں۔ دنیا میں فساد پھیلانے اور خونریزی کرنے سے باز رہیں، مگر یہ لوگ تخریب کاری اور جنگ کے ذریعہ لوگوں کو قتل کرنے، انہیں گھروں سے بے گھر کرنے اور انہیں گرفتار کر کے ان کی آزادی سلب کرنے جیسی بدترین حرکات کے مرتکب پائے گئے۔ تورات کی جو باتیں ان کے مفادات کے مطابق ہوتیں انہیں مان لیتے اور جو مفادات کے خلاف ہوتیں انہیں رَد کر دیتے۔ اس لیے دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت کے بد ترین عذاب کے مستحق ٹھہرے۔

بنی اسرائیل کا انکار ختم الرُسل اور موت کا خوف

87-96

ع 11 بنی اسرائیل کے پاس موسیٰ علیہ السّلام تشریف لائے۔ ان کے بعد پے در پے پیغمبر بھیجے گئے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام واضح دلائل کے ساتھ آئے۔ مگر جو رسول بھی اُن کی من مرضی کے خلاف پیغامِ حق لایا اُنہوں نے اس کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ بعض پیغمبروں کو جھٹلایا اور بعض کو شہید کر ڈالا۔ بنی اسرائیل کے نبیوں کو جھٹلانے اور شہید کرنے کی تاریخ بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ جس طرح یہ لوگ ہمیشہ سچائی کے منکر رہے ہیں اُسی طرح آج بھی حق کی مخالفت میں سرگرم ہیں، یہ کہتے ہیں کہ ہمارے دِل حق کی قبولیت کے لیے بند ہو گئے ہیں۔ در حقیقت ان پر خدا کی پھٹکار پڑی ہے۔

یہ ایسے بدبخت ہیں کہ حضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے آپ کے

توسل سے دشمنوں کے مقابلہ میں فتح کی دعائیں مانگتے تھے۔ "اللّٰھم افتح علینا وانصرنا بالنبی الامی"۔(تفسیر کبیر) اے اللہ ہمیں نبی اُمّی ﷺ کے صدقہ سے فتح ونصرت عطا فرما۔ مگر جب آپ تشریف لے آئے تو انہوں نے پہچان بھی لیا کہ آپ "نبی موعود" ہیں اس کے باوجود انہوں نے حضور ﷺ کی نبوت پر ایمان لانے سے صِرف اس لیے انکار کر دیا کہ آپ ان کی نسل میں سے نہیں حالانکہ اللہ اپنے فضل کے لیے جسے چاہے منتخب کر لے۔ اپنے اس طرزِ عمل کے باعث یہ لوگ ہمیشہ کے لیے خدا کے غضب کے مستحق ٹھہرے۔ جب بھی انہیں قرآن پر ایمان لانے کو کہا جاتا ہے، تو کہتے ہیں کہ ہمارا تورات پر ایمان ہے، اس کے علاوہ ہم کسی آسمانی کتاب کو ماننے کے لیے تیار نہیں۔ اگر واقعی یہ درست ہے تو یہ لوگ تورات کا پیغام پہنچانے والے نبیوں کو کیوں قتل کرتے رہے۔ پھر یہی لوگ تھے جنہوں نے موسیٰ علیہ السّلام کے طُور پر جانے کے بعد بچھڑے کی پرستش شروع کر دی۔

اے محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم! یہودی اپنے آپ کو خدا کا محبوب بناتے ہیں۔ ان سے کہہ دیں کہ اگر آخرت میں اللہ کی مہربانیاں صِرف تمہارے ہی لیے ہیں، تو پھر موت کی تمنّا کرو، لیکن یہ اپنے کرتوتوں سے پوری طرح واقف ہیں، یہ کبھی موت کی خواہش نہ کریں گے، حالانکہ سب کو مرنا ہے خواہ کوئی ایک ہزار سال کی عمر پالے، ان کی لمبی عمر ان کو خدا کے عذاب سے نہ چھڑا سکے گی۔ اللہ پاک ان کے اعمال سے پوری طرح واقف ہے۔

بنی اسرائیل فرشتوں اور رسولوں کے دشمن

97-103

ع 12 یہ لوگ جبرائیل علیہ السّلام کے مخالف تھے کہ ان کا کہنا تھا کہ وہ ہمارے لیے عذاب اور سزا کے احکام لے کر کیوں آتے ہیں؟ وہ لوگ یہ سمجھنے سے قاصر

رہے کہ جبرائیل علیہ السّلام تو ایک قاصد اور نمائندہ ہے۔ جزا یا سزا کے احکام تو اللہ تعالیٰ نازل کرتا ہے۔ کسی کے نمائندہ کی مخالفت دراصل اس کی مخالفت شمار ہوتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السّلام تو میرے حکم سے قرآنِ کریم لے کر آرہے ہیں، لہٰذا جبرائیل علیہ السّلام کی دشمنی درحقیقت اللہ، اس کے رسول اور تمام فرشتوں کے ساتھ دشمنی کے مترادف ہے۔ پھر یہود کی ایک اور بڑی غلطی کی نشاندہی کی گئی۔ یہود کے نزدیک حضرت سلیمان علیہ السّلام جادوگر تھے اور آپ کی حکومت جادو کے سہارے پر قائم تھی۔ (نعوذ باللہ من ذالک۔)

یہود کا یہ الزام لمبے عرصے تک اللہ کے پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السّلام پر لگتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ کے حبیب اور سارے انبیاء و رسل کی عزّت و ناموس کے نگہبان محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ اور رب کا یہ فرمان دنیا کو سنایا **وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ** یعنی سلیمان تو جلیل القدر پیغمبر تھے۔ اسے کفر و جادو سے کیا واسطہ۔ قرآن اور صاحبِ قرآن نے حضرت سلیمان کی پاک دامنی کی گواہی دی لیکن یہود نے تعصّب میں اس وقت اس حقیقت کو تسلیم نہ کیا مگر $13\frac{1}{2}$ ساڑھے تیرہ صدیاں گزرنے کے بعد انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد نمبر 2 میں وہی تسلیم کرنا پڑا جو خدائے برحق نے اپنے نبی کی زبانِ حقیقت ترجمان سے کہلوایا تھا۔ وہ یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السّلام جادوگر نہ تھے۔ (ضیاء القرآن)

یہودیوں کی عادتِ بد میں جادوگروں کی اطاعت اور ان کی اتباع بھی تھی۔ اس رکوع میں ان کے اس عمل کی مذمت کی گئی ہے۔

گستاخی کے کلمات اللہ کو سخت ناپسند۔ یہود کے اعتراضات

104-112

ع 13 مسلمانوں کی زبانی کلامی دِل آزاری اور گستاخیٔ رسول بھی یہودیوں کی گھٹی میں داخل تھی۔ آیت نمبر 104 میں اسی بات کی مذمت کی گئی ہے۔ رَاعِنَا لفظ

یہود کی عبرانی زبان میں ایسے معنی میں مستعمل ہوتا تھا جس میں گستاخی پائی جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی عزّت و تعظیم کا یہاں تک پاس ہے کہ ایسے لفظ کا استعمال بھی منع فرما دیا جس میں گستاخی کا شائبہ تک بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو میرے حبیب ﷺ سے کلام کرتے وقت رَاعِنَا نہ کہو بلکہ اُنْظُرْنَا کہو یا رسول اللہ ہماری طرف نظر کرم کیجیے۔

پھر یہودیوں کے اصلی مرض کا ذکر فرمایا گیا کہ وہ اپنے نسلی تعصب کے سبب ہرگز نہیں چاہتے کہ مسلمانوں پر کوئی خیر و برکت نازل ہو، لیکن اللہ تعالیٰ! انسانی خواہشوں کے پابند نہیں، وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لیے چن لیتا ہے۔

ایک حکم کی جگہ دوسرا حکم کسی مصلحت کی خاطر اترتا ہے یا منسوخ ہوتا ہے تو یہ لوگ فوراً اعتراض کرتے ہیں۔ فرمایا گیا کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ جب ایک حکم منسوخ کیا جاتا ہے تو اس کی جگہ ویسا ہی یا اس سے بہتر حکم نازل ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا گیا، اے مسلمانو! تم ایسی رَوش اختیار نہ کرنا جو بنی اسرائیل نے کی تھی۔ تم رسول اللہ ﷺ سے بے جا سوالات نہ کرنا، کیونکہ ایمان لانے کے بعد کافرانہ روش انسان کو ہدایت سے بہت دُور پھینک دیتی ہے۔ حسد کی جلن کے باعث اہلِ کتاب کی سب سے بڑی خواہش یہی ہے کہ مسلمان ایمان لانے کے بعد کفر کو اختیار کرلیں۔ مسلمانو! تم ان کے بارے میں خدائی فیصلہ کا انتظار کرو، اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو۔

نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، اور اپنے لیے نیکیوں کو ذخیرۂ آخرت بناتے رہو، یہودیوں اور نصرانیوں کی یہ محض جھوٹی امنگیں اور آرزوئیں ہیں کہ جنّت میں صِرف یہودی جائیں گے یا نصرانی۔ یاد رکھو، جنّت کسی کا ورثہ نہیں۔ اللہ کے ہاں اجر کا مستحق اور ہر خوف و غم سے آزاد وہی ہے جس نے اللہ کے آگے سر جھکا دیا اور

اچھے عمل کیے۔

یہود و نصاریٰ اور مشرکینِ مکّہ کی روش

113-121

ع 14 فرمایا گیا کہ یہودی نصاریٰ کو گمراہ کہتے ہیں اور نصاریٰ یہود کو۔ اور مشرکینِ مکّہ ہر دو کو۔ اس کا فیصلہ جزا و سزا کے دن ہو گا کہ حق پر کون ہے۔ مشرکین کا حال یہ ہے کہ وہ خالص اللہ پاک کا نام لینے والوں کو مسجدِ حرام میں عبادت کرنے سے روکتے اور مسجد حرام کو برباد کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ یاد رکھو، اللہ کی مساجد سے اللہ کے بندوں کو روکنے والے دنیا اور آخرت میں رسوا ہوں گے۔

تینوں گروہوں کے باہمی نزاع کا ایک سبب سَمتِ قبلہ کا تعین ہے جب کہ اللہ تعالیٰ ہر طرف اور ہر جگہ موجود ہے۔ ہاں عبادت میں اخلاص شرط ہے۔ نصاریٰ نے خدا کا بیٹا بنالیا ہے حالانکہ اللہ ان کی بیہودگی سے پاک ہے۔

مشرکین یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے خود ہمکلام کیوں نہیں ہوتا یا ہم پر نبی کی صداقت کا کوئی نشان کیوں نہیں اُترتا۔ مشرکوں کا یہ مطالبہ ویسا ہی ہے جیسا یہودیوں نے موسیٰ علیہ السّلام سے کیا تھا، گمراہی میں ان سب کے دِل ایک جیسے ہو گئے ہیں۔

اے محمد کریم ﷺ آپ بشارت دینے والے اور بد عملی کے بُرے نتائج سے ڈرانے والے ہیں۔ آپ ان کے ایمان نہ لانے سے مغموم نہ ہوں اور ان کی خواہشات کے پیچھے بالکل نہ جائیں۔ ان کی سب سے بڑی خواہش تو یہ ہے کہ آپ اللہ کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت کو چھوڑ کر ان کے طریقے کو اپنالیں۔

یہود و نصاریٰ میں بعض ایسے انصاف پسند بھی ہیں جنہوں نے حق کو پہچان لیا، حضور ﷺ پر ایمان لے آئے اور قرآن کی اس طرح تلاوت کرتے

ہیں جس طرح اس کا حق ہے، یہی دنیاو آخرت میں فائز المرام ہوں گے۔ رہے ضد کی بناپر انکار کرنے والے، سو ہمیشہ کا خسارہ ان کا مقدر ہو چکا ہے۔

آزمائشیں۔ امامت۔ دعائے ابراہیمی

122-129

ع 15 گزشتہ رکوع میں مشرکینِ مکّہ اور نصاریٰ کے طرزِ عمل پر تنقید کرتے ہوئے ان کو ایمان کی دعوت دی گئی تھی اور اب یہود کو انعاماتِ الٰہی یاد دِلا کر اور آخرت کی جوابدہی کا احساس دلا کر ایمان کی دعوت دی جارہی ہے، اور تینوں گروہوں کے مقتدائے اعظم حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی سرگزشت سے ثابت کیا جارہا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہی ملتِ ابراہیمی علیہ السّلام ہے۔

ارشادِ الٰہی ہے کہ اللہ کے خلیل ابراہیم علیہ السّلام کی جب بھی آزمائش ہوئی تو وہ ہر آزمائش میں پورے اترے، لہٰذا ہم نے پورے عالم کی امامت اُن کے سُپرد کردی۔ اُنہوں نے عرض کیا الٰہی! کہ یہ ہدایت ودعوت کی امامت میری نسل میں بھی جاری رہے۔ تو انہیں فرمایا گیا کہ بدعہد اور مشرک منصبِ امامت کے اہل نہ ہوں گے۔ ابراہیم علیہ السّلام اور اسماعیل علیہ السّلام نے خدا کے حکم سے بیت اللہ کی تعمیر کی اور تعمیر کی تکمیل پر رب تعالیٰ سے یوں دست بہ دُعا ہوئے کہ الٰہی اس شہر کو امن والا بنا۔ اس کے ایماندار باشندوں کو پھلوں کا وافر رزق عطا فرمانا۔ اے اللہ! ہم سے تعمیرِ کعبہ کی خدمت کو قبول فرمالے۔ اور ہمیں ہماری عبادت کے طریقے سکھا دے۔ "رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾" اے ہمارے رب! ان میں ایک ایسا رسول مبعوث فرما جو ان کو تیری آیات پڑھ کر سنائے، کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوار دے۔ بیشک تو غالب حکمت والا ہے۔

مِلّتِ ابراہیمی پر قائم رہنے کی تلقین

130-141

 پہلے پارے کے آخری رکوع میں فرمایا گیا ہے:

ابراہیم علیہ السّلام ہمارے برگزیدہ رسول تھے، آخرت میں ان کا بہت بلند مقام ہو گا۔ ان کے طریقے کو چھوڑنا حماقت کے سوا کچھ نہیں وہ اپنے رَب کے حقیقی فرمانبردار تھے۔ اُنہوں نے اور ان کے پوتے یعقوبؑ نے اپنی اولاد کو مسلمان رہنے اور مسلمان مرنے کی وصیت کی تھی۔ یہ پاکباز انسان صحیح عقیدے اور درست عمل پر قائم رہے۔

یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہدایت یہودیّت اور نصرانیت میں ہے۔ یاد رکھو! ہدایت صِرف مِلّتِ ابراہیم علیہ السّلام کے ساتھ وابستہ ہے۔ مسلمانو! تم کہہ دو، کہ ہمارا ایمان انہی باتوں پر ہے جس پر ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب علیہم السّلام، ان کی اولاد اور موسیٰ و عیسیٰ علیہم السّلام کا ایمان تھا۔ اگر تم نے اسی طرح ایمان رکھا، جیسے ہم ایمان لائے ہیں تو تم ہدایت پاؤ گے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے خود نپٹے گا۔ ہم نے اللہ کا رنگ اختیار کر لیا ہے، اللہ واحد کی خالص عبادت سے بہتر کوئی رنگ نہیں۔ تمہارا یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ ابراہیم، اسمٰعیل، اسحاق، یعقوب علیہم السّلام اور ان کی اولاد یہودی یا عیسائی تھے، تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ تعالیٰ؟ اچھی طرح سُن لو کہ عقیدۂ توحید اختیار کر کے اور نیک اعمال کر کے ہی کامیاب ہو سکو گے۔

وہ لوگ جو گزر چکے ان کے اعمال کے مطابق ان کے ساتھ معاملہ ہو گا اور تمہارے اعمال کے ساتھ تمہارے ساتھ معاملہ ہو گا۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنّت بھی جہنّم بھی

پارہ نمبر2 سَیَقُوْلُ

یہ سیپارہ سولہ 16 رکوع اور چار آیات پر مشتمل ہے۔ جو سورۃ البقرہ میں آتے ہیں۔

تحویلِ قبلہ، اُمّت وسط، شہادت حق

142-147

ع 1 مسلمان پہلے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے سولہ ماہ تک نماز پڑھتے رہے۔ لیکن نبی علیہ السّلام کی دلی آرزو یہ تھی کہ کعبہ کو مسلمانوں کا قبلہ قرار دیا جائے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بار بار آسمان کی طرف اپنی مبارک نگاہیں اٹھاتے تھے۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی آرزو کی تکمیل یُوں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے تحویل قبلہ کا حکم نازل فرمایا۔ جب بیت اللہ کی طرف رخ کرنے کا حکم ہوا تو یہودیوں نے اعتراض کیا۔ پارہ کی ابتداء میں اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: تحویل قبلہ کے حکم خداوندی پر ناسمجھ لوگ اعتراض کریں گے کہ مسلمان بیت المقدس کو چھوڑ کر بیت اللہ کا رخ کیوں کرنے لگے؟ اس کا جواب دیا کہ تمام سمتیں: مشرق و مغرب اللہ ہی کی ہیں، وہ جس طرف چاہے اپنے بندوں کو رخ کرنے کا حکم دے۔ کسی بندہ کو اعتراض کا حق نہیں ہے۔ اللہ نے فرماں برداروں اور نافرمانوں میں تمیز کے لیے تحویلِ قبلہ کا حکم دیا ہے کہ فرماں بردار فوراً اسے مان لیں گے اور نافرمان ماننے کی بجائے اعتراضات پر اتر آئیں گے اور اس طرح مخلص مسلمان اور کافر و منافق کھل کر سامنے آجائیں گے۔

اس کے بعد اُمّت مسلمہ کے اعتدال اور میانہ روی کا تذکرہ اور فضیلت کا بیان ہے کہ قیامت کے دن جب کافر اپنے نبیوں پر تبلیغ رسالت میں کوتاہی کرنے کا اعتراض کریں گے تو اُمّت محمدیہ کے لوگ انبیاء علیہم السّلام کے فریضۂ نبوت کی

ادائیگی پر گواہ کے طور پر پیش ہوں گے اور حضرت محمد ﷺ ان سب کی گواہی دیں گے اور تصدیق کریں گے۔

اے حبیب ﷺ آپ جتنے بھی دلائل پیش کر دیں یہ ماننے والے نہیں ان اہلِ کتاب پر تعصب وہٹ دھرمی کا ایسا پردہ پڑا ہوا ہے کہ یہ کسی قیمت پر ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔ پھر بتایا کہ سفر وحضر کی نماز میں قبلہ رخ ہونا ضروری ہے۔ اہلِ کتاب حضور ﷺ کے نبی برحق ہونے کو اس طرح جانتے ہیں جس طرح اپنی اولاد کو جانتے ہیں مگر حق کو چھپانے کے مرض میں مبتلا ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ پر ایمان نہیں لاتے۔

ذکرِ الٰہی اور روحانی معراج

148-152

ع 2 ہر قوم کے لیے کوئی نہ کوئی سمتِ قبلہ ہے۔ اصل چیز وہ رُخ نہیں بلکہ مطلوب و مقصود بھلائیاں ہیں۔ مسلمانو! ان بھلائیوں کی فکر کرو اور ان میں آگے بڑھنے کی سعی کرو۔ بیت اللہ کو قبلہ مقرر کرنے کے حکم کی پوری پوری پابندی کرو تاکہ کسی کو اعتراض کا موقع نہ ملے۔

دشمنانِ دین سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف مجھ ہی سے ڈرو تاکہ میں تم پر اپنی نعمتوں کی تکمیل کر دوں اور تمہیں ہدایت سے نوازوں۔ تمہاری ہدایت کے لیے سمتِ قبلہ کے تعیّن کے ساتھ وہ رسولِ عظیم بھی بھیج دیا گیا ہے جو تمہیں ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے۔ تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ علوم سکھاتا ہے جن سے تم بالکل بے خبر تھے۔ تم مجھے یاد رکھو، میں تقسیم انعامات میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ تم میرا شکر بجالاؤ، ناشکری کبھی نہ کرنا۔

اللہ کے ذکر کی تین قسمیں ہیں۔ ا۔ لسانی، ۲۔ قلبی، ۳۔ بالجوارح۔

1۔ **ذکرِ لسانی:** تسبیح، تقدیس، ثناء، خطبہ، توبہ استغفار دُعا وغیرہ۔

2۔ ذکر قلبی: اللہ کی نعمتوں کا یاد کرنا اس کی عظمت و کبریائی اور اس کے دلائل قدرت میں غور کرنا، علماء کا استنباط مسائل میں غور کرنا بھی اس میں داخل ہے۔

3۔ ذکر بالجوارح: اعضاء اطاعت الٰہی میں مشغول ہوں جیسے حج کے لیے سفر کرنا یہ ذکر بالجوارح ہے۔ نماز ایسی جامع عبادت ہے۔ جو تینوں قسم کے ذکر پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی بندہ کی کوئی عزّت افزائی ہو سکتی ہے کہ اس کا خالق و مالک اس کو اپنی یاد سے سرفراز فرمادے۔ ایک حدیث قدسی ملاحظہ ہو تاکہ اپنے رَب کریم کی بندہ نوازی کا آپ کو اندازہ ہو سکے۔

حدیثِ قدسی ہے میرا بندہ جیسے مجھ سے گمان رکھتا ہے ویسا ہی میں اس کے ساتھ برتاؤ کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھے دِل میں یاد کرے میں بھی اُسے ایسے ہی یاد کرتا ہوں اور اگر مجمع عام میں یاد کرے تو میں اس سے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں اگر وہ ایک بالشت میرے نزدیک ہو تو میں ایک ہاتھ اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں اگر وہ ایک ہاتھ میرے نزدیک ہو تو میں ایک قدم اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ چل کر میری طرف آئے تو میری رحمت دوڑ کر اس کا استقبال کرتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

ایک اعرابی نے عرض کی یارسول اللہ اسلام کے احکام بہت ہیں مجھے کوئی ایسی چیز بتائیے جو میں اپنے اوپر لازم کرلوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنی زبان کو اللہ کے ذکر سے ہمیشہ تر رکھو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کثرت سے ذکر کرنے والا انسان بنائے۔ آمین

نماز و صبر سے مدد، راہ حق کے شہید، صفا و مروہ

153-163

 ایمان والو! رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہو گئی، بیت اللہ قبلہ مقرر ہو گیا

اور تم اُمّتِ وسط قرار پا گئے۔ اب تم شہادتِ حق کی ذِمّہ داریوں کو پورا کرو۔ اس راہ میں طرح طرح کی آزمائشیں ہوں گی۔ تم ان مصائب پر صبر اور نماز سے مدد لینا۔ یہ راہِ حق ایسی برکت والی ہے کہ اس میں جان دینے والے شہید کہلاتے ہیں اور وہ ہمیشہ کی زندگی پا جاتے ہیں۔ مسلمان کا کام یہی ہے کہ اس پر آزمائشیں آئیں تو ان کو اللہ کی طرف سے خیال کرے اور راہِ حق سے نہ ہٹے۔ پھر دیکھیے گا کہ اس پر عنایاتِ الٰہی کی کس طرح بارش ہوتی ہے اور وہ کس طرح مشکلات میں نجات کی راہ پالیتا ہے۔ مشرکین صفا اور مروہ پر بُت پوجتے تھے۔ حالانکہ یہ پہاڑیاں اللہ تعالیٰ کے نشانات ہیں، جو حج و عمرہ کرے وہ ان کے درمیان سعی کرے۔ حق پوری طرح واضح ہو چکا ہے۔ اب حق کو چھپانے والے اللہ کے ہاں لعنت کے مستحق ہیں۔ اور سنو جنہوں نے کفر اختیار کیا اور بحالتِ کفر مر گئے ان پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، وہ اس میں سدا گرفتار رہیں گے۔

اللہ کی قدرت کے تکوینی دلائل اور مشرکین کی تردید

164-167

ع 4 معبودِ حقیقی ایک ہی ہے۔ اس کی نشانیاں عقل رکھنے والوں کے لیے ہر جگہ اور ہر شے میں موجود ہیں۔ آسمان و زمین کی ساخت میں، دن رات کے آنے جانے میں، بحری سفر اور تجارت کے لیے سمندروں میں چلنے والے جہازوں میں، بارش میں، زمین سے اُگنے والی نباتات میں، ہواؤں کی گردش میں اور زمین و آسمان کے درمیان مسخر بادلوں میں بے شمار نشانیاں ہیں۔ مگر ذاتِ باری تعالیٰ کی ان نشانیوں کے ہوتے ہوئے بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا مدِ مقابل ٹھہراتے ہیں اور وہ ان کے ایسے گرویدہ ہیں، جیسی کہ اللہ کے ساتھ گرویدگی ہونی چاہیے۔

کاش! ان مشرکوں کو آج یہ احساس ہو جائے کہ سارے اختیارات کا

مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اور وہ اپنے باغیوں کو سزا دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ جب وہ سزا دے گا اس وقت گمراہ کرنے والے پیشوا اپنے انجام کو پہنچیں گے اور اپنے پیچھے لگنے والوں سے بیزار ہو جائیں گے اور اُن کے پیروکار حسرت سے کہیں گے کاش ہم دنیا میں دوبارہ جاسکتے تو ہم ان سے اسی طرح بیزار ہوتے جیسے آج یہ ہم سے بیزاری ظاہر کر رہے ہیں، مگر اب جہنّم کی آگ سے نجات کہاں؟

پاکیزہ اور حلال کھانے کا حکم، اظہارِ حق

168-176

ع 5 اب نسلِ انسانی سے مخاطبت ہو کر ارشادِ ربانی ہے۔ لوگو! زمین کی حلال اور طیب چیزیں استعمال کرو، اور شیطان کے پیچھے نہ چلو۔ اس کا کام تو برائی اور بے حیائی پر لگانا ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ تم رَب پر جھوٹے الزام لگاؤ۔ خبردار! اللہ کی طرف سے آئی ہوئی ہدایات کو چھوڑ کر بے خبر اور گمراہ آباؤ اجداد کے پیچھے نہ چلنا۔ تم نیکی اور بھلائی کی بات سنو اور بہرے، گونگے، اندھے نہ بن جاؤ۔

مسلمانو! تمہارے لیے بھی یہی ہدایت ہے کہ پاکیزہ چیزیں استعمال کرو، اور اللہ کا شکر ادا کرو۔ مُردار، ذبح کے وقت نکلنے والا خون، خنزیر کا گوشت اور اللہ کے سِوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا ہوا حرام ہے۔ صِرف اضطراری حالت میں حدودِ الٰہی کی پابندی کے ساتھ ان چیزوں کا استعمال گناہ نہیں جو لوگ اللہ کی طرف سے واضح ہدایات آجانے کے باوجود اپنی مصلحتوں کی خاطر حق کو چھپاتے ہیں اور اس طرح دنیا کمانے کے دھندے میں لگے ہوئے ہیں، وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں۔ یہ لوگ دردناک عذاب کے مستحق ہوں گے۔

آیتِ بر، مسائل قصاص، دیت اور وصیّت

177-182

 اس رکوع کی پہلی آیت کو آیتِ بِر کہتے ہیں۔ محض مشرق یا مغرب کی

طرف منہ کر لینا نیکی نہیں بلکہ اللہ کے ساتھ وفاداری اور نیکی کی علامات یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر اور یومِ آخرت، فرشتوں، آسمانی کتابوں، اور نبیوں پر ایمان لاؤ۔ اللہ کی محبّت کی خاطر رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سوال کرنے والوں کی خدمت اور غلاموں کی آزادی کے لیے تعاون کرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، وعدے پورے کرو، تنگی اور مصیبت میں اور حق و باطل کی جنگ میں صبر سے کام لو۔

ایمان والو! قصاص کے بارے میں حکمِ خداوندی یہ ہے کہ جس نے قتل کیا ہو بدلہ اُسی سے لیا جائے۔ آزاد یا غلام مرد یا عورت جو بھی قاتل ہو، مقتول کے بدلے اُسی کو قتل کیا جائے۔ اگر مقتول کے ورثا خون بہا لینے کے لیے تیار ہو جائیں تو احسان مندی کے ساتھ ادا کرنا قاتل کا فرض ہے۔ یاد رکھو! اس قانونِ قصاص میں تمہارے لیے زندگی ہے۔ (نظامِ قصاص کو قائم کرنا حکومت کی ذِمّہ داری ہے)

وصیّت کرنا تم پر لازم ہے۔ اسے پورا کرنا دوسروں کی ذِمّہ داری ہے۔ فرمایا جو وصیّت سنے اور بعد میں اُسے بدل ڈالے تو اس کا گناہ ان بدلنے والوں پر ہے، وصیّت کرنے والا دانستہ یا نادانستہ کسی کی حق تلفی کر جائے اس میں اصلاح کی گنجائش ہے۔

احکامِ رمضان اور برکاتِ رمضان

183-188

ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں۔ روزے کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ صِرف تم پر نہیں، تم سے پہلی اُمّتوں پر بھی فرض تھے۔ مقصد یہ ہے کہ تم میں روزہ کے ذریعے تقویٰ کی صفت پیدا ہو جائے۔ یہ گنے چنے دن ہیں۔ جو شخص بیماری یا سفر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے، وہ بعد میں قضا کرے۔ جن میں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو ان پر ایک مسکین کا کھانا فدیہ ہے۔

رمضان کے مہینے کی عظمت یہ ہے کہ اس میں قرآن اُترا۔ قرآن نوعِ انسانی کے لیے دستورِ ہدایت ہے۔ یہ کتابِ حق راہِ راست دکھانے والی اور حق و باطل میں تمیز کرنے والی تعلیمات پر مشتمل ہے۔ جو اس مبارک مہینے کو پائے، اس پر روزہ رکھنا لازم ہے۔ مجبوری کی وجہ سے قضا کا حکم تمہاری آسانی کی خاطر ہے۔ یہ دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے۔ رَب تعالیٰ بہت قریب ہے، وہ دُعا کرنے والے کی دُعا قبول کرتا ہے۔ جو اُسے پکارے اور اُس کے حکموں کو مانے اُسے ہدایت سے نوازتا ہے۔

ایمان والو! رمضان کی راتوں میں اپنی عورتوں کے ساتھ ہمبستری کرنے کی اجازت ہے۔ صبح صادق تک کھاتے پیتے رہو اور پھر رات تک اپنا روزہ پورا کرو۔ حالتِ اعتکاف میں عورت سے مباشرت حرام ہے۔ اللہ کی حدود کے قریب بھی نہ پھٹکو۔

رمضان شریف میں پرہیز گاری کی تربیت کا اثر اپنے کاروبار میں بھی دِکھاؤ، اور لوگوں کے مال ناجائز طور پر نہ کھا جاؤ۔ حاکموں کو رشوت دے کر ناجائز فائدے اٹھانے کی کوشش نہ کرو۔

چاند کی حکمت، احکامِ جہاد، مسائل حج

189-196

ع 8 فرمایا چاند کی گھٹتی بڑھتی صورتیں لوگوں کے لیے تاریخ اور حج کے ایام معیّن کرنے کی علامات ہیں۔ دیکھو! حج کے دِنوں میں گھروں کے دروازے سے داخل ہوا کرو، ایامِ جاہلیت کی طرح پچھواڑے سے داخل ہونے میں کوئی بھلائی نہیں۔ نیکی تو اللہ کی ناراضگی سے بچنے کا نام ہے۔

اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جہاد کرو جو تم سے لڑتے ہیں مگر زیادتی نہ کرنا، جہاں مشرکوں کو پاؤ قتل کرو لیکن مسجد حرام کے پاس لڑائی کرنا جائز نہیں۔

مشرکین وہاں لڑیں تو ان کو مار ڈالو۔ یاد رکھو، شرک قتل سے زیادہ سخت جرم ہے۔ لڑائی جاری رکھو یہاں تک کہ شرک مٹ جائے اور اللہ کا دین غالب آ جائے۔ "حُرمت والے مہینوں" میں لڑنا جائز نہیں، مگر ان مہینوں میں دشمن پہل کرے، تو خاموش نہ رہو، بلکہ زیادتی کی پوری سزا دو۔

جہاد فی سبیل اللہ کی ضروریات اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے پوری ہوتی ہیں، لہٰذا اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہو اور بخل کر کے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

حج اور عمرے کی نیت کر لو، تو اسے پورا کرو۔ ہاں اگر گھر جاؤ تو جو قربانی میسّر آئے اللہ کی جناب میں پیش کر دو۔ جب تک قربانی اپنے مقام پر نہ پہنچ جائے، سر نہ منڈواؤ۔ کوئی شخص بیمار ہو، یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو سر منڈا لے مگر فدیہ میں روزے رکھے، یا صدقہ کرے، یا قربانی دے، جو شخص عمرے اور حج کی اکٹھی نیت کرے، وہ حسبِ مقدور قربانی دے، اور اگر قربانی میسّر نہ ہو تو تین روزے حج کے زمانے میں اور سات گھر پہنچ کر رکھ لے۔ باہر سے آنے والے حج اور عمرے کی اکٹھی نیت کر سکتے ہیں۔

حج کے مہینے، نوعِ انسانی کی دو قسمیں

197-210

ع 9 فرمایا گیا، جو شخص حج کی نیت کرے، وہ حج کے مہینوں شوال، ذیعقد، ذی الحجہ میں غیر اخلاقی حرکتوں سے گریز کریں، شہوانی فعل نیز ہر بد عملی اور لڑائی جھگڑے سے اجتناب کرے۔ سفر حج کے لیے زادِ راہ لے کر جانا ضروری ہے، سب سے بہتر زادِ راہ پرہیز گاری ہے۔ سفر حج میں تجارت کرنے پر کوئی پابندی نہیں۔ عرفات سے لوٹ کر مزدلفہ ضرور ٹھہرو، اور اللہ کو اُس کے بتائے ہوئے طریقہ سے یاد کرو۔ عرفات کی حاضری فرض ہے۔ جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں تم وہیں سے

لوٹو۔ جب ایامِ حج میں ارکانِ حج پورے کر چکو، تو اللہ کو یاد کرو۔ جس طرح پہلے اپنے آباؤ اجداد کو یاد کرتے تھے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ یاد رکھو۔ محض دنیا کے طلبگار کے لیے آخرت میں کوئی حصّہ نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی اور دوزخ کی سزا سے پناہ مانگتا ہے، وہی اللہ کے ہاں سے اپنی کمائی کے مطابق حصّہ پائے گا۔ جو شخص منیٰ میں گیارہ بارہ تاریخ کو ٹھہر کر واپس آجائے اس پر کوئی گناہ نہیں، تیرہویں کو بھی ٹھہر جانے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ تقویٰ کے ساتھ وقت گزارو۔ اللہ سے ڈرتے رہو، اور اچھی طرح جان لو کہ تم کو ایک روز اس کے حضور پیش ہونا ہے۔

انسانوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو بڑی خوبصورت باتیں کرتے ہیں اور خدا کو گواہ ٹھہرا کر کہتے ہیں کہ ہمیں کوئی ذاتی غرض نہیں، ہم لوگوں کی بھلائی کی خاطر کام کر رہے ہیں، حالانکہ وہ حق کے بدترین دشمن ہیں، اور جب کسی ایسے شخص کو اقتدار مل جاتا ہے، تو اس کی ساری دوڑ دھوپ اس لیے ہوتی ہے کہ زمین میں فساد پھیلائے، کھیتوں کو غارت کرے اور نسلِ انسانی کو تباہ کرے حالانکہ خدا تعالیٰ کو فساد بالکل پسند نہیں اور جب ایسے شخص سے کہا جاتا ہے کہ خدا کا خوف کھا اور فساد برپا نہ کر، تو اس کو اپنے جھوٹے وقار کا خیال گناہ پر جما دیتا ہے۔ ایسے شخص کے لیے جہنّم ہی کافی ہے۔

دوسری طرف ایسے لوگ بھی ہیں جو رضا الٰہی میں اپنی جان قربان کر دیتے ہیں۔ اللہ ایسے بندوں پر بہت شفیق ہے۔

ایمان والو! پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ، اور شیطان کی پیروی نہ کرو۔ کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اگر ان واضح ہدایات کے باوجود تم نے لغزش کھائی، تو خدا کے عذاب سے نہ بچ سکو گے۔ ایمان لانے کے لیے اور نیک کام کرنے کے لیے اس کا انتظار نہ کرو کہ اللہ اور فرشتے تمہارے سامنے آجائیں۔ یاد

رکھو وہ وقت عمل کا نہیں فیصلے کا ہو گا، تمام کاموں کی بازگشت اللہ کی طرف ہے۔

آزمائشیں، اللہ کی راہ میں خرچ، جہاد

211-216

ع 10 مسلمان بنی اسرائیل کے بعد منصب امامت پر فائض ہوئے ہیں انہیں تنبیہ فرمائی جارہی ہے کہ اپنی پیشرو اقوام کو دیکھو کہ انہوں نے دنیا پرستی میں مبتلا ہو کر اپنے آپ کو اس منصب سے محروم کر لیا۔ لہٰذا تم ان کی روش اختیار کر کے عذاب کے مستحق نہ بن جانا۔ بلاشبہ آج کافر اپنی عارضی دولت اور مالی اقتدار کے نشے میں مست ہیں اور وہ ایمان والوں کا مذاق اڑاتے ہیں مگر آخرت میں پرہیز گار لوگ ہی انکے مقابلے میں عالی مقام ہوں گے۔ رہا دنیا کا رزق، تو وہ رَب جسے چاہے دے اور بے حساب دے۔ یاد رکھو کہ پہلے ساری نسل انسانی اسی صراط مستقیم پر تھی، جس پر تم ہو۔ بعد میں لوگوں میں اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو اختلاف دُور کرنے کی خاطر بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور ایمان والوں کو اختلاف سے نکال کر صراط مستقیم پر قائم فرمادیا۔

مسلمانو! تم یقیناً حق پر ہو، مگر راہ حق میں کچھ مشکلات ضرور آتی ہیں لہٰذا اس خوش فہمی میں نہ رہو کہ تمہیں آزمائے بغیر جنّت جیسی نعمت سے نواز دیا جائے گا۔ تم سے پہلے ایمان والوں کے بڑے سخت امتحان لیے گئے۔ وہ سختیوں اور مصائب کے طوفانوں سے اس طرح ہلا کر رکھ دیئے گئے کہ وقت کا رسول ﷺ اور اہل ایمان چیخ اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ اس وقت انہیں تسلی دی گئی کہ ہاں اللہ کی مدد قریب ہے۔

تم مال خرچ کرنے کے بارے میں پوچھتے ہو تو اس کے اولین مستحق والدین رشتہ دار، یتیم، مسکین اور مسافر ہیں اور تمہاری نیکی اللہ کے عِلم میں ہے۔

راہ حق میں جہاد کا حکم سن کر ناگواری محسوس نہ کرو، ہو سکتا ہے کوئی چیز

تمہیں ناگوار ہو اور وہی تمہارے لیے بہتر ہو، اور ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند ہو اور وہی تمہارے لیے بُری ہو۔ اصل حقیقت سے تم واقف نہیں ہو اللہ باخبر ہے۔

شراب، جوئے اور مشرکین سے نکاح کی ممانعت، یتیم سے حسنِ سلوک

217-221

ع 11 ایمان والو! مشرک حرمت والے مہینوں میں جنگ کرنے پر بہت معترض ہیں۔ ان کو بتاؤ کہ ان مہینوں میں جنگ کرنا واقعی گناہ کی بات ہے۔ مگر راہ حق سے روکنا، اللہ تعالیٰ کا انکار کرنا، اللہ کے بندوں کو مسجد حرام سے روکنا اور حرم کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی بڑا گناہ ہے اور شرک تو خونریزی سے بھی شدید تر ہے مسلمانو! کافروں کی تمام تر کوشش یہی ہے کہ تم اپنا دین چھوڑ دو، لیکن یادرکھو دین سے پھر جانے والوں کی دنیا بھی اور آخرت بھی برباد ہو گی۔ اور وہ جہنّم کا ایندھن بنیں گے۔ اللہ کی رحمت کے حقدار وہی ہو سکتے ہیں جو ایمان لائے انہوں نے راہ حق میں ہجرت کی اور جہاد کیا۔

آپ سے شراب اور جوئے کا حکم دریافت کرتے ہیں۔ انہیں بتلا دیجیے کہ ان دونوں چیزوں میں بہت بڑی خرابی ہے کچھ فائدے بھی ہیں مگر نقصانات فائدوں سے کہیں بڑھ کر ہیں۔

اور جو تمہارے پاس زائد ضرورت ہو، سب راہ خدا میں دے دیا کرو۔ یتیموں کو اپنے ساتھ ملا کر رکھو، یا ان کا علیحدہ انتظام کرو، سارا دارومدار تمہاری نیت پر ہے کہ نیت میں فساد ہے یا اصلاح۔

مشرک عورتیں اپنے مال و جمال کے باعث تمہیں چاہے جتنی پسند ہوں ایمان لانے سے پہلے ان کے ساتھ نکاح نہ کرنا، ایسی عورتوں سے تو مومن کنیزیں

بہتر ہیں۔ اور یاد رکھو مومن عورتوں کے نکاح مشرک مردوں کے ساتھ ہر گز نہ کرنا ان سے مومن غلام بہتر ہیں خواہ مشرک تمہیں ہر اعتبار سے پسند ہوں۔ یہ مشرک مرد اور عورتیں دراصل تمہیں جہنّم میں لے جانا چاہتے ہیں، اور اللہ تم کو جنّت اور بخشش کی دعوت دے رہا ہے۔

ایّامِ حیض، قسم اور طلاق کے احکام

222-228

ع 12 مسلمانو! حیض ایک گندگی کی حالت ہے، ان ایام میں عورتوں سے ہمبستری سے الگ رہو اور ان کے پاک ہونے تک ان سے ہمبستری نہ کرو، عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں، تمہیں اختیار ہے کہ جس طرح چاہو اپنی کھیتی میں جاؤ، اور نسل انسانی کے قیام وبقاء میں اپنا حصّہ ادا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو کہ آخر کو تمہیں اس کے حضور پیش ہونا ہے۔ ایسی قسمیں ہر گز نہ کھاؤ جو نیکی، تقویٰ اور مقصد اصلاح کے خلاف ہوں، بیہودہ قسموں پر مواخذہ نہیں ہے لیکن جو قسمیں دِل کے قصد اور ارادہ کا نتیجہ ہوں گی، ان پر باز پرس ہو گی، جو لوگ اپنی عورتوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھالیں، وہ چار ماہ کے اندر قسم توڑیں اور عورتوں کے پاس جائیں اور قسم کا کفارہ ادا کریں، ورنہ چار ماہ کے بعد طلاق واقع ہو جائے گی اور نکاح ٹوٹ جائے گا۔ طلاق والی عورتوں کی عدت تین حیض ہے ایمان والی عورتیں اپنے حمل کو بالکل نہ چھپائیں۔ ایک طلاق کی صورت میں خاوندوں کو رجوع کرنے کا حق ہے اور یاد رکھو! مردوں کی طرح عورتوں کے بھی حقوق ہیں۔ ہاں عورتوں پر مردوں کی فوقیت ایک فطری امر ہے۔

طلاق، خلع، رجوع اور عدّت کے احکام

229-231

 دو دفعہ طلاق دینے کی صورت میں عورت کو الگ کرنا یا اس سے رجوع

کرنا دونوں طرح جائز ہے۔ مگر رکھو تو شرافت سے اور چھوڑ دو تو احسان کے ساتھ۔ جو کچھ عورتوں کو دے چکے ہو، اس میں سے کچھ ہتھیانا کسی طور جائز نہیں۔ ہاں اگر یہ خطرہ ہو کہ تم رشتۂ زوجیت میں منسلک رہ کر اللہ کی حدوں کو قائم نہ رکھ سکو گے، اور عورت تمہیں مہر واپس کر کے طلاق (خلع) حاصل کرنا چاہے، تو ایسا کر لو، دیکھو، اللہ کی حدوں سے تجاوز نہ کرو، ایسا کرنا یقیناً ظالموں کا کام ہے۔

دو دفعہ طلاق دینے کے بعد تیسری طلاق بھی ہو جائے تو رجوع کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔ اِلّا یہ کہ مطلقہ عورت عدّت گزرنے کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے۔ اور پھر وہ کسی وقت اپنی مرضی سے طلاق دے دے۔ پھر عدّت گزرنے کے بعد یہ عورت پہلے خاوند کے نکاح میں آنا چاہے تو کوئی حرج نہیں۔ جاننے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ احکام کو کھول کھول کر بیان کر دیتا ہے۔

مسلمانو! اگر تم ایک یا دو طلاقیں دو، تو عدّت گزرنے سے پہلے چاہو تو بھلے طریقے سے روک لو، یا بھلے طریقے سے رخصت کرو۔ یاد رکھو! نقصان پہنچانے کی خاطر ہرگز نہ روکو، اللہ کے حکموں کا مذاق نہ اڑاؤ، کتاب و حکمت کی صورت میں جو اللہ نے تمہیں انعام عطا کیا ہے اسے یاد رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو، جو تمہاری ہر شے سے باخبر ہے۔

احکامِ رضاعت، عدّت اور عقدِ ثانی

232-235

ع 14 مسلمانو! جب کسی عورت کو ایک یا دو طلاقیں ہو جائیں اور وہ عدّت گزرنے سے پہلے اپنے خاوند سے آپس کی رضامندی کے ساتھ رجوع کرنا چاہے یا عدّت گزرنے کے بعد کسی دوسرے شوہر سے شرافت کے ساتھ نکاح کرنے کا ارادہ رکھتی ہو، تو تم ہرگز رکاوٹ نہ بنو۔

طلاق دینے کے بعد جو باپ چاہتے ہوں کہ ان کے بچّے پوری مدّتِ

رضاعت تک دودھ پئیں، تو ان کی مائیں ان کو پورے دو سال تک دودھ پلا سکتی ہیں۔ دودھ پلانے کے دوران نان و نفقہ باپ کے ذِمّہ ہو گا۔ اس کا خرچ اس کی حیثیت کے مطابق ہے۔ بچّے کی وجہ سے ماں اور باپ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی سکیمیں نہ بنائیں جو ذِمّہ داری بچّے کے باپ پر ہے وہی اُس کے وارث پر ہے۔ اگر دو سال سے پہلے باہمی رضامندی اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو کوئی حرج نہیں۔ اگر بچّے کی والدہ کی بجائے کسی دایہ سے دودھ پلانے کی ضرورت ہو تو دایہ کو طے شدہ رقم ادا کر کے دودھ پلوانے میں کوئی حرج نہیں۔

جن عورتوں کے خاوند فوت ہو جائیں ان کی عدّت چار ماہ دس دن ہے۔ عدّت گزرنے کے بعد وہ اپنے بارے میں شرافت کے ساتھ جو طے کر لیں اس میں میں کوئی حرج نہیں۔ یاد رکھو! زمانہ عدّت میں اشارۃً ان کے ساتھ نکاح کا اظہار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور نہ ہی دِل میں یہ ارادہ رکھنا کوئی گناہ ہے کہ عدّت گزرنے کے بعد اس کو نکاح کا پیام بھیجنے کی صورت نکالی جائے گی۔ لیکن یاد رکھو، چوری چُھپے بات طے کرنے کی اجازت نہیں، اور اسی طرح عدّت گزرنے تک عقدِ نکاح کا فیصلہ ہرگز نہ کرنا۔

حق مہر کی ادائیگی اور نماز کی پابندی

236-242

ع 15 ایمان والو! اگر عورتوں کو طلاق دو اور تم نے ابھی ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو اور نہ حق مہر مقرر کیا ہو تو اس صورت میں انہیں اپنی حیثیت کے مطابق کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کرو، لیکن ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دو۔ اور مہر مقرر ہو چکا ہو تو پھر تمہیں آدھا مہر ادا کرنا ہو گا وہ معاف کر دیں تو دوسری بات ہے اگر تم پورا مہر دے دو تو یہ بات تقویٰ سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے۔ آپس کے معاملات میں بھلائی کرنے کو نہ بھولو، اور یاد رکھو دُنیوی معاملات میں اُلجھ کر کہیں نمازوں کی

پابندی میں فرق نہ پڑے۔ تمام نمازوں کی محافظت کرو اور درمیانی نماز کی بھی۔ اس طرح کھڑے ہو، جیسے فرمانبردار غلام کھڑے ہوتے ہیں۔ جنگ (حالتِ خوف) میں ہو تو خواہ پیدا ہو یا سوار جس طرح ممکن ہو، نماز ادا کرو۔ جب جنگ کی حالت ختم ہو جائے تو معروف طریقے کے مطابق اللہ کو یاد کرو۔ جن عورتوں کے خاوند فوت ہو جائیں ان کو ایک سال تک نان و نفقہ دیا جائے اور گھر سے نہ نکالا جائے۔ اگر وہ خود چاہیں تو ان کی ذِمّہ داری ہے، تم پر کوئی گناہ نہیں۔

عورت کو کِسی طریقے سے بھی طلاق دی گئی ہو، مناسب یہی ہے کہ انہیں کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کیا جائے۔

دو اہم واقعات۔ جہاد کی ترغیب۔ قرضِ حسنہ۔ تبرکات 243-248

ع 16 ان خانگی مسائل کے بعد اب پھر بنی اسرائیل کی تاریخ سے چند واقعات کا ذکر ہو رہا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ وہ ایک بڑی تعداد میں ہونے کے باوجود موت کے ڈر سے اپنا وطن چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں موت دے دی اور بنی اسرائیل کے ایک نبی حضرت حزقیلؑ کی دُعا سے اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ زندہ کر دیا۔ مسلمانوں سے فرمایا کہ تم بنی اسرائیل کی طرح نہ ہو جانا بلکہ وقت پر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور راہِ حق میں قرض دینا، اللہ کئی گنا کر کے واپس فرمائے گا۔

اس واقعہ کو بھی یاد کرو جب موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل نے اس دَور کے نبی سے درخواست کی کہ ہمارے لیے کوئی امیر مقرر فرما دیجیے کہ اس کی قیادت میں ہم جہاد کریں۔ پیغمبر نے فرمایا ایسا نہ ہو جہاد کا حکم آنے کے بعد تم جہاد سے جی چراؤ۔ قوم نے کہا یہ کس طرح ممکن ہے خصوصاً جبکہ ہمارے دشمنوں نے ہمارے بال بچّے ہم سے جُدا کر دیئے اور ہمیں وطن سے بے وطن کر دیا ہے۔ مگر جب جہاد

کا حکم آیا تو کچھ مردانِ کار کے سوا سب ہمت ہار بیٹھے۔

ان کے نبیؑ نے فرمایا کہ رَب تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا امیر مقرر فرمایا ہے۔ تو کہنے لگے اس غریب آدمی سے زیادہ تو ہم خود امارت کے مستحق ہیں۔ فرمایا گیا کہ اللہ نے اس کو تم پر چُن لیا ہے کہ اسے علمی اور جسمانی اہلیتوں سے نوازا ہے۔ اگر تم اس کی امارت کا نشان معلوم کرنا چاہو، تو اس کے بادشاہ ہونے کی ایک نشانی اُس صندوق کی واپسی ہو گی، جس میں تمہارے لیے سکونِ قلب کا سامان موجود ہے اور جس میں آلِ موسیٰ اور آلِ ہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں، اسے فرشتے تمہارے پاس اُٹھالائیں گے۔

حضرت طالوت کا جالوت سے مقابلہ، حق کی فتح، اللہ کی سچی کتاب سچے رسول پر

249-252

ع 17 جب طالوت فوجیں لے کر دشمن سے مقابلہ کے لیے نکلے، تو اُنہوں نے کہا راستہ میں ایک دریا آئے گا، وہاں اللہ کی طرف سے تمہاری آزمائش ہو گی، جو اس کا پانی پیئے گا وہ میرا ساتھی نہیں رہے گا، میرا ساتھی وہ ہے جو ایک دو چلّو پی لے، سیر ہو کر اس دریا سے پانی نہ پیئے۔ جب دریا آیا تو چند ایک کے سوا سب نے خوب پانی پیا اور امیر لشکر کا کہا پورا ہوا کہ پانی پینے والوں کی ہمت جواب دے گئی، دریا پار کرتے ہی کہنے لگے کہ ہم میں جالوت اور اس کی افواج کے ساتھ مقابلہ کی سکت نہیں۔ مگر جو اللہ کی ملاقات کا یقین رکھتے تھے، وہ کہنے لگے نہیں۔ کئی بار ایسا ہوا ہے کہ چھوٹی جماعتیں بڑے لشکروں پر اللہ کی مدد سے غالب آ گئی ہیں۔

جالوت اور اس کی افواج سے سامنا ہوا تو حق پرست کہنے لگے اے اللہ ہمیں صبر کی قوت عطا فرما، ہمارے قدموں کو جما دے، اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔ اللہ کے حکم سے جالوت اور اس کا لشکر شکست کھا گیا۔ جالوت کو

داوٗدؑ نے قتل کر ڈالا۔ اللہ جل شانہٗ نے داوٗدؑ کو حکومت اور حکمت اور علم خصوصی سے نوازا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ وہ ایک گروہ کا زور دوسری جماعت کے ذریعہ سے توڑتا رہتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا کا سارا نظام تہ وبالا ہو جاتا۔

رسول کریم ﷺ کا نبی اُمّی ہونے کے باوجود ان تاریخی واقعات کو بیان کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ قرآن اللہ کی نازل کردہ کتابِ حق ہے۔ اور آپ اللہ کے رسولِ برحق ہیں۔

پارہ نمبر 3 تِلْكَ الرُّسُلُ

یہ سیپارہ سترہ[17] رکوع پر مشتمل ہے۔ پہلے آٹھ[8] رکوع سورۃ البقرہ اور باقی نو[9] رکوع سورۃ آل عمران میں آتے ہیں۔

خصائص انبیاء

253

ع 1 شروع میں انبیاء علیہم السّلام اور ان کی ایک دوسرے پر فضیلت بیان کی گئی ہے۔ بعض کو اللہ سے ہمکلامی کا شرف ملا اور بعض کے درجات کسی دوسری حیثیت سے بلند کیے گئے۔۔ درجات کا یہ فرق کسی نبی یا رسول کی کمی یا کوتاہی کا غماز نہیں ہے بلکہ ان کے منصب اور ذِمّہ داری میں فرق اور اہمیت کے پیشِ نظر ہے۔ عیسیٰ واضح دلیل کے ساتھ آئے اور ہم نے جبرائیل کے ذریعے ان کی مدد فرمائی۔ اگر مشیت ایزدی ہوتی تو انبیاءؑ کی تعلیمات آجانے کے بعد لوگ آپس میں نہ لڑتے جھگڑتے لیکن لوگوں نے راہِ حق سے اختلاف کیا۔ کوئی ماننے والا بن گیا اور کوئی کافر ہو گیا۔ یاد رکھو ہر کام مشیتِ الٰہی سے ہوتا ہے۔

آیۃ الکرسی ، انفاق فی سبیل اللہ

254-257

ع 2 دنیا میں ہی صدقہ و خیرات کر کے اپنی عاقبت سنوار لو ورنہ قیامت کے دن کوئی سودے بازی، تعلقات یا سفارش کام نہیں کرے گی۔

قرآن کریم کی آیات میں مرتبہ اور مقام کے اعتبار سے آیت الکرسی سب سے افضل آیت ہے۔ یہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 255 ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے اس کے فوت ہونے کے بعد اُسے جنّت میں داخل ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا اور وہ مرتے ہی جنّت میں

داخل ہو جائے گا۔ (شعب الایمان امام بیہقی)

آیت الکرسی کی عظمت کا راز یہ ہے کہ اس میں توحید کو بھرپور انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ جاوید اور کائنات کو قائم رکھنے والا ہے۔ اس پر اونگھ یا نیند کا غلبہ نہیں ہوتا۔ آسمان و زمین اور ان میں پائی جانے والی ہر چیز کا وہی مالک ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے سفارش کرنے کی کوئی جرأت بھی نہیں کر سکتا۔ ان لوگوں سے پہلے کیا تھا اور ان کے بعد میں کیا ہو گا؟ اس سب کچھ کا علم اسی کے پاس ہے۔ یہ لوگ اتنا ہی جانتے ہیں جتنا وہ انہیں سکھاتا ہے۔ اس کے علم کی معمولی مقدار کا بھی احاطہ نہیں کر سکتے۔ اس کی کرسی کی وسعت اور بڑائی کا یہ عالم ہے کہ وہ آسمان وزمین پر حاوی ہے اور آسمان وزمین کی حفاظت، اس کے لیے کسی قسم کی مشکلات کا باعث نہیں ہے۔ وہ نہایت بلند ہے اور عظمتوں کا مالک ہے۔

ہدایت اور گمراہی واضح ہو چکی ہے، لہٰذا دین اسلام کو قبول کرنے کے لیے کوئی جبر یا زبردستی نہیں ہے۔ جو باطل قوتوں سے بغاوت کر کے اللہ کا وفادار بن گیا تو اس نے ایسی مضبوط کڑی کو تھام لیا جو ٹوٹنے والی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے اور انہیں کفر کی ظلمتوں سے ایمان کے نور کی طرف لاتا ہے جبکہ کافروں کے دوست طاغوت (باطل قوتیں) ہیں جو انہیں ایمان کی روشنی سے کفر کے اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں، یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن بنے رہیں گے۔

مناظرہ ابراہیمؑ اور نمرود۔ تباہ شدہ بستی۔ اطمینانِ قلب
258-260

ع 3 بادشاہِ وقت نے حکومت کے گھمنڈ میں حضرت ابراہیمؑ سے رب تعالیٰ کے بارے میں بحث کی۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا زندگی اور موت میرے اللہ

کے قبضہ میں ہے۔ وہ کہنے لگا میں بھی زندہ کر لیتا ہوں اور مارتا ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا میرا رب وہ ہے جو سورج کو مشرق سے طلوع کر کے مغرب میں غروب کرتا ہے۔ تجھے اگر خدائی کا دعویٰ ہے تو تُو مغرب سے طلوع کر کے دکھا دے۔ یہ سُن کر خدائی کا مدعی بادشاہ ششدر اور مبہوت ہو کر رہ گیا ہو کر رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

پھر اسی شخص (حضرت عزیر علیہ السلام) کا واقعہ بھی غور کے قابل ہے، جس نے ایک اُجڑی بستی دیکھی، تو حیران ہوا کہ اس کے باشندے دوبارہ کیسے زندہ ہو جائیں گے، اللہ نے حقیقت سے پردہ اٹھانے کے لیے اس پر موت وارد کر دی۔ اور اس طرح سو سال گزر گئے۔ پھر زندہ کر کے پوچھا کتنی دیر مرے رہے ہو؟ کہنے لگا بس یہی ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ فرمایا تم پر موت پورے سو سال طاری رہی۔ ہماری قدرت دیکھو کہ تمہارا پانی اور غذا تک متعفّن نہیں ہوئے اور اپنے گدھے کو دیکھو کہ اس کی ہڈیاں بھی مٹی ہو چکی ہیں۔ اب دیکھو ہم کس طرح تمہارے گدھے کی ہڈیوں کو اکٹھا کر کے اُن پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ پھر جب ان پر حقیقت ظاہر ہو گئی تو کہا میں جان گیا ہوں کہ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہ واقعہ بھی یاد کرو جب حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا، یاالٰہی! مجھے دِکھا تُو مُردوں کو کیسے زندہ فرمائے گا! اللہ نے فرمایا اے ابراہیمؑ! کیا تمہارا ایمان نہیں؟ انہوں نے عرض کیا ایمان تو ہے مگر اطمینانِ قلب کے لیے عرض ہے۔ فرمایا گیا چار پرندے لے، انہیں مانوس کر، پھر ان کو ذبح کر کے ان کے ٹکڑے الگ الگ پہاڑوں پر رکھ دے اور اُن کو بُلا۔ پھر دیکھ کس طرح تیرے پاس دوڑے آتے ہیں۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔

اخلاص اور ریاکاری کے خرچ میں فرق

261-266

ع 4 صدقہ و خیرات کے حوالے سے آیت نمبر 261 تا 266 تک چار مثالیں بیان کی ہیں، دو مثالیں اخلاص کی اور دو مثالیں ریاکاری کی۔ اخلاص کے ساتھ اللہ کے نام پر مال خرچ کرنے کی مثال ایسے ہی ہے جیسے زمین میں ایک بیج ڈال کر سینکڑوں دانے حاصل کر لینا اور ریاکار کا صدقہ ایسا ہے جیسے چٹان پر غلّہ اگانے کی ناکام کوشش۔ اچھی بات کہنا اور درگزر کر دینا ایسی مالی امداد سے بہتر ہے جس میں ریاکاری اور احسان جتلانے کا عنصر شامل ہو۔ اللہ کے لیے صدقہ و خیرات کی دوسری مثال زرخیز خطۂ زمین میں باغ لگانے کی ہے جو سال میں دو مرتبہ پھل دیتا ہو اور دِکھاوے کے طور پر خیرات کرنے کی مثال اس شخص کی ہے جو اپنی جوانی میں محنت کر کے بہترین باغ اور فصل اُگائے مگر اس کے بڑھاپے میں جب وہ محنت کے قابل نہ رہے، وہ اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچّے غلّہ اور پھلوں کے محتاج ہوں تو یہ باغ کسی ناگہانی آفت سے تباہ ہو کر رہ جائے، اسی طرح ریاکار کا اجر و ثواب آخرت میں تباہ ہو جاتا ہے اور اسے کچھ نہیں ملتا۔

اللہ کی راہ میں کیسے خرچ کریں

267-273

ع 5 ایمان والو! اپنی تجارت اور زمینی پیداوار میں سے راہِ خدا میں خرچ کرو، اور جو ردّی مال تم خود لینے کو تیار نہیں ہو وہ راہِ خدا میں دینے کی جسارت نہ کرو۔ شیطان تمہیں راہِ حق میں خرچ کرتے وقت افلاس سے ڈراتا ہے اور پھر بے حیائی کے کاموں میں خرچ کرنے کی ترغیب دیتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ گناہ معاف کرنے اور زیادہ دینے کا وعدہ فرماتا ہے، اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں اور حقیقی نفع و نقصان کی سمجھ اس کی بہت بڑی عنایت ہے جسے یہ نصیب ہوئی، اس نے بڑی خیر پا

لی۔

یاد رکھو! تم جو کچھ خرچ کرو گے یا نذر مانو گے وہ اللہ کے عِلم سے باہر نہیں۔ حسبِ موقع جس طرح چاہو اللہ کی راہ میں خرچ کرو، چاہے لوگوں کے سامنے دو اور چاہے چھپا کر دو کیونکہ اصل چیز نیّت کی درستی اور اخلاصِ عمل ہے۔

پیغمبر کا کام صِرف راہ دِکھانا ہے، لوگ ہدایت قبول کر لیں تو اُن کا اپنا فائدہ ہے۔ اگر کفر کی روش ترک نہ کریں تو پیغمبر پر کوئی ذِمّہ داری نہیں، راہِ حق میں خرچ کرنا تمہارے اپنے ہی فائدے میں ہے۔ اللہ کی خوشنودی میں خرچ کرو گے تو پورا پورا اجر پاؤ گے۔ اللہ کے بندو! اپنے مال ان ناداروں پر خرچ کرو، جو راہِ حق میں روک لیے گئے، اور وہ جو مانگنے کے لیے کِسی کے پیچھے نہیں پڑتے، ناواقف ان کی خودداری کے باعث انہیں غنی سمجھتا ہے مگر ان کے چہرے دیکھ کر ان کی ناداری کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

سود حرام ہے۔ سُود خور کا انجام۔ نبی علیہ السلام کے ارتحال کا اشارہ 274-281

ع 6 دن رات، کُھلے چُھپے خرچ کرنے والے اللہ کے ہاں بڑے اجر کے مستحق ہیں مگر سُودی کاروبار کرنے والے اللہ جل شانہٗ کی گرفت سے نہ بچ سکیں گے۔ روزِ آخرت ان کی حالت مرگی کے بیمار جیسی ہو گی کیونکہ یہ ظالم سُود کو تجارت بتاتے تھے۔ حالانکہ سُود حرام ہے اور تجارت حلال۔ یاد رکھو! جو سُود لینے سے باز نہ آیا اس سے خدا خود نبٹے گا۔ ایمان والے، نیک کردار، نماز ادا کرنے والے، زکوٰۃ دینے والے، خوف اور غم سے آزاد ہوں گے۔ ایمان والو! اگر سُود کی کچھ رقم کِسی کے ذِمّہ واجب الادا ہے تو وہ چھوڑ دو۔ اگر تم نے سُود خوری ترک نہ کی تو تمہارے خلاف اللہ اور رسول ﷺ کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے، اگر تم توبہ کر لو تو اپنی اصل رقم وصول کرنے کا تمہیں حق حاصل ہے۔ اگر مقروض تم سے فراخ دستی تک مہلت

مانگے تو اسے مہلت دے دو، اور اگر وہ بالکل ادائیگی کے قابل نہ ہو تو معاف کرنا ہی بہتر ہے۔ "وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ" ڈرو اس دن سے جس دن اپنے رَب کے حضور پیش ہو گے، جہاں ہر کیے کا پورا پورا بدلہ مِلے گا۔ کسی پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

لین دین کے احکام، گواہی چھپانا سخت گناہ ہے

282-283

ع 7 اس رکوع کی پہلی آیت کمیت کے اعتبار سے قرآن کریم کی سب سے بڑی آیت ہے۔ اسے آیۃ المدانیہ بھی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ایمان والو! جب کسی خاص میعاد کے لیے اُدھار کا معاملہ کرنے لگو تو لکھ لیا کرو — ہر طرح کے لین دین کے لیے گواہ کر لیا کرو — اگر کوئی فریق نابالغ یا بے سمجھ ہو تو اس کی طرف سے اس کا سرپرست وکیل بن جائے — لکھنے والا دیانت داری کے ساتھ اپنا فرض انجام دے — گواہی کا چھپانا سخت گناہ ہے، گواہوں کو گواہی دینے سے ہرگز انکار نہ کرنا چاہیے — لکھنے والے کو اور گواہ کو کوئی فریق نقصان نہ پہنچائے — اگر دو مرد گواہ نہ مل سکیں تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بن جائیں تاکہ ایک بھول جائے تو دوسری یاد دلا دے — سفر کی حالت میں کوئی لکھنے والا نہ ملے تو کوئی چیز گروی رکھ کر اس کا قبضہ قرض دینے والے کو دے دیا جائے — یاد رکھو گروی رکھی ہوئی چیز مالک کی ہے، قرض دینے والے کے لیے جائز نہیں کہ مقروض کی طرف سے قرض ادا کرنے کے بعد اس کی گروی رکھی ہوئی چیز کی واپسی سے انکار کرے۔ گواہی مت چھپاؤ جو گواہی چھپاتا ہے اس کا دِل گناہ میں آلودہ ہے۔ یاد رکھو! اللہ تمہارے عملوں کو خوب جاننے والا ہے۔

اللہ مالک ارض وسما، جامع دُعا

284-286

ع 8 یہ سورۃ البقرہ کا آخری رکوع ہے، سورۃ کا آغاز دین کی بنیادی تعلیمات سے فرمایا گیا تھا، سورۃ کے اختتام پر بھی ان تمام امور کا ذکر ہو رہا ہے، ارشادِ الٰہی ہے۔

یاد رکھو! زمین و آسمان کی ہر شے کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ تمہاری کوئی کُھلی یا کوئی چُھپی بات اس سے مخفی نہیں، وہ تم سے ایک ایک چیز کا حساب لے گا۔ پھر وہ جسے چاہے معاف کرے، اور جسے چاہے سزا دے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

رسول اللہ ﷺ اور ایمان والے اپنے رَب کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان سب کا اللہ پر، فرشتوں پر، آسمانی کتابوں اور رسولوں پر ایمان ہے۔ ایمان والے سب رسولوں کو مانتے ہیں۔ بعض کو ماننا اور بعض کا انکار کرنا ان کا شیوہ نہیں۔ ان کا قول یہ ہے کہ ہم نے حکم سنا اور فرمانبرداری کی۔ الٰہی، ہم تیری بخششوں کے طالب ہیں۔

مسلمانو! یاد رکھو، ہر شخص پر ذِمّہ داری اس کی حیثیت کے مطابق ہے، جو نیکی کمائے گا نیک پھل پائے گا، جو کوئی بدی سمیٹے گا اس کی سزا بُھگتے گا۔ ایمان والو! رب سے عرض کرو، اے مولا کریم! ہماری بُھول چُوک پر ہم سے مواخذہ نہ فرمائیو۔ اے مالک! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈالنا جو تُو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے۔ اے پروردگار! جس بوجھ کو اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں، وہ ہم پر نہ رکھنا، ہمیں معاف فرما، ہمیں بخش دے، ہم پر رحم فرما، تُو ہی ہمارا مولیٰ ہے، کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں مجھے عرشِ عظیم کے نیچے جو (رحمتوں اور برکتوں کا ربانی) خزانہ ہے اس سے عطا فرمائی گئی ہیں۔ یہ وہ

انعام عظیم ہے جو کسی اور نبی کو نہیں دیا گیا۔ (شعب الایمان امام بیہقیؒ) ان آیتوں کی اہمیت کے پیشِ نظر ہر مسلمان کو یہ آیتیں حفظ کر کے نماز اور دُعا میں ضرور پڑھنی چاہئیں۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

شانِ نزول

یہ سورۃ ایک واقعہ کے پس منظر میں نازل ہونا شروع ہوئی۔ نجران کے عیسائیوں کا ساٹھ افراد پر مشتمل ایک بڑا وفد مدینہ منورہ میں حضور علیہ السّلام سے ملاقات کے لیے آیا تھا۔ ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو ان کے مرتبہ سے بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔ کبھی کہتے کہ وہ "اللہ" ہیں کبھی کہتے کہ وہ "ابن اللہ" ہیں اور کبھی کہتے کہ الوہیت کے مثلث (باپ، ماں اور بیٹا) کا ایک حصّہ ہیں۔ حضور علیہ السّلام نے انہیں مسکت جواب دیتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ زندہ وجاوید ہے

اس پر موت طاری نہیں ہو سکتی جبکہ عیسیٰ علیہ السّلام پر موت طاری ہو کر رہے گی۔ بیٹا اپنے باپ کے مشابہ ہوتا ہے جبکہ عیسیٰ علیہ السّلام میں اللہ تعالیٰ کی مشابہت نہیں، اللہ تعالیٰ کھاتے پیتے نہیں جبکہ عیسیٰ علیہ السّلام کھاتے پیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے آسمان کی بلندیوں اور زمین کی پنہائیوں میں کوئی چیز مخفی نہیں جبکہ عیسیٰ علیہ السّلام سے بے شمار چیزیں مخفی ہیں۔ اس پر وہ لاجواب ہو گئے۔ (جامع البیان، تبیان القرآن)
اللہ تعالیٰ نے آپ کی تائید میں یہ سورۃ نازل فرمائی۔ اس کے علاوہ اس سورۃ میں مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق کی تلقین، غزوہ احد و بدر کے چند واقعات اور راہِ حق میں شہادت کا درجہ بیان ہوا ہے۔

اہلِ کتاب سے خطاب، رحمِ مادر، آیات محکمات ومتشابہات

1-9

ع 9 ہمیشہ زندہ و قائم رہنے والا رَب، جس کے سِوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اُسی نے قرآن مجید اتارا ہے اُسی نے تورات اور انجیل نازل کی تھی، قرآن کے نزول سے پہلے یہ کتابیں انسانیت کی رہنما تھیں۔ اب قرآن آچکا اس کے منکر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچ سکیں گے۔ زمین و آسمان کی کوئی چیز اس سے مخفی نہیں۔ ماں کے پیٹ میں خوبصورت شکلیں بنانے والا وہی ہے۔

کلام اللہ دو قسم کے احکام پر مشتمل ہے۔ (۱) صاف صاف اور کھلے احکام۔ (۲) وہ حقائق جن تک انسانی عقل کی رسائی ناممکن ہے۔

اہلِ ایمان کُھلے اور صاف احکام پر عمل کرتے ہیں، اور جو حقیقتیں ان کی عقل میں نہیں آتیں اُن کو اسی طرح مانتے ہیں جیسے قرآن مجید میں اُن کا ذکر ہوا ہے۔ وہ اللہ کریم سے دُعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دِلوں میں کجی نہ فرما۔ وہ کہتے ہیں اے مولیٰ! عالمِ آخرت کے معاملات ہماری عقلِ نارسا میں آئیں یا نہ آئیں لیکن اس میں شک نہیں تُو ایک دن سب کو

اپنے حضور جمع کرنے والا ہے۔ یہ تیرا وعدہ ہے اور یقیناً تیرا وعدہ کبھی خلاف نہیں ہو سکتا۔

غزوہ بدر، اللہ کا پسندیدہ دین اسلام ہے، کفر کا انجام بَد

10-20

ع 10 جو لوگ اللہ کی باتوں کا جان بوجھ کر انکار کرتے ہیں وہ بالآخر اپنے گناہوں کے نتیجہ میں پکڑ لیے جائیں گے۔ فرعون پکڑا گیا۔ اُس سے پہلے کے بد کردار بھی نہ بچ سکے۔ بھلا آج محمد رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں آنے والے کیسے بچ سکیں گے؟ ان کے مال اور ان کی اولادیں ان کو اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکیں گی۔ آپ کافروں کو بتادیں کہ تم دنیا میں آخر کار مغلوب ہو گے اور آخرت میں جہنّم کا ایندھن بنو گے۔ جنگِ بدر کا نتیجہ تمہارے سامنے ہے کہ ۳۱۳ بے سر و سامان ایمان والے اپنے سے کئی گنا بڑی فوج کے مقابلے میں کامیاب ہوئے۔ اللہ جس کی چاہتا ہے مدد فرماتا ہے۔

مومن اپنی بے سر و سامانی اور کفّار کے مال و زر سے دِل برداشتہ نہ ہوں۔ اصل دولت ایمان و عمل کی دولت ہے، اگر یہ حاصل ہے تو دینوی سر و سامان خود بخود حاصل ہو جائیں گے۔ ایمان والوں کی کامیابی کا دارومدار اس پر ہے کہ وہ صبر کرنے والے، سچ بولنے والے، فرمانبردار، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے، اور راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر رَبِ تعالیٰ سے بخشش مانگنے والے ہوں۔

حق کی شہادتیں تین ہیں: اللہ کی شہادت، فرشتوں کی شہادت اور عِلم والوں کی شہادت۔ یہ تینوں شہادتیں اعلان کر رہی ہیں کہ اللہ کے سِوا کوئی معبود نہیں۔ اس نے تمام کارخانۂ ہستی کو انصاف پر قائم فرمایا ہے۔ انسان کو اوّل دن سے ایک ہی دین دیا گیا ہے اور وہ اسلام ہے۔ پہلی آسمانی کتابوں کے جھوٹے نام لیواؤں نے اپنی ناجائز اغراض کے باعث اسلام میں شبہات پیدا کیے ہیں۔ یہ لوگ سزا سے

نہ بچ سکیں گے۔ آپ ان تک حق بات پہنچا دیں، یہ نہ مانیں گے تو اللہ ان سے نپٹے گا۔ آپ اعلان کر دیں کہ آپ خود اور آپ کے ماننے والے اسلام پر قائم ہیں۔ یہ لوگ اگر اسلام پر ایمان لے آئے تو ہدایت پالیں گے۔ اگر نہ مانے تو آپ کا کام صرف حق بات کا پہنچا دینا ہے۔

علمائے یہود کی روش۔ کفّار سے دوستی کی ممانعت

21-30

ع 11 بلاشبہ اللہ کی آیات کے منکر، رسول اور اولیاء اللہ کے قاتل دردناک عذاب کے مستحق ہیں۔ یہ لوگ دنیا و آخرت میں دونوں جگہ بے یار و مددگار رہیں گے۔ یہود جس کتاب کو کتابِ الٰہی مانتے تھے اور اس پر عمل کے مدعی تھے۔ جب انہیں اسی کتاب پر عمل کرنے کی دعوت دی گئی تو صاف پھر گئے کیونکہ اللہ کے احکام پر عمل کرنا ان کی نفسانی خواہشوں کے خلاف تھا۔ ان کی جھوٹی دینداری نے ان کے دلوں میں یہ گمان پیدا کر دیا ہے کہ ہم تو بہر حال نجات پا جائیں گے۔ جہنّم میں نہیں ڈالے جائیں گے۔ حالانکہ اللہ کا قانون یہ نہیں دیکھے گا کہ کون کس نسبت سے تعلق رکھتا ہے۔ جس کا عمل جیسا ہو گا ویسا ہی نتیجہ اسے پیش آئے گا۔ عزّت و ذلّت، حکومت دینا اور حکومت چھین لینا، رات کی تاریکی اور دن کا اُجالا، زندگی سے موت اور موت سے زندگی بخشنا میرے مولیٰ کا کام ہے۔ وہ جسے چاہے بے حد و حساب رزق عطا فرمادے۔

ایمان والے کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں۔ ایسا کرنے والوں کا اللہ کے ساتھ کچھ سروکار نہیں، گناہ سے بچاؤ کے لیے کوئی تدبیر اختیار کرلو، مگر اس کی اجازت سے۔ خوب یاد رکھو! اللہ تمہارے ارادوں اور نیتوں سے پوری طرح باخبر ہے۔ قیامت کے دن تمہارا ہر اچھا اور بُرا عمل تمہارے سامنے آجائے گا۔ دیکھنا آج کوئی غلط قدم اٹھا تو کل پچھتاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ بہت پہلے آنے والے عذاب سے

ڈرا رہا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی اتباع، حضرت زکریا اور مریم علیہما السّلام کے واقعات

31-41

ع 12 اللہ کریم نے اپنے رسول امین ﷺ سے فرمایا اے حبیب ﷺ آپ اعلان کر دیجیے اگر تم اللہ کا پیار اور اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ اللہ اور رسول کی پیروی کرو۔ اللہ نافرمانوں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ اور عمران کے خاندان کو منتخب فرمالیا۔ یہ سب ایک دوسرے کی اولاد تھے۔

یہ واقعہ قابلِ ذکر ہے کہ جب عمران کی بیوی نے نذر مانی کی جو بچّہ میرے پیٹ میں ہے، وہ اللہ کے لیے وقف کر دوں گی۔ لیکن جب بچّی پیدا ہوئی تو وہ حیران اور پریشان ہوئیں کہ بچّی ایک لڑکے کی طرح کیسے ہو سکتی ہے؟ اُنہوں نے اس بچّی کا نام مریم رکھا، اس کے لیے اللہ کی پناہ چاہی، اللہ تعالیٰ نے اُسے بڑی ہی اچھی قبولیت کے ساتھ قبول فرمالیا۔ اور زکریاؑ کو اس کا نگران بنا دیا۔ جب زکریاؑ اس کے پاس حجرہ میں جاتے وہاں مریم عبادت میں مصروف ہوتیں، وہ اُن کے پاس بغیر موسم کے پھل پاتے۔ پوچھتے مریم یہ چیزیں تجھے کہاں سے مل گئیں؟ وہ کہتیں کہ اللہ کی جناب سے۔ اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔ زکریاؑ نے اپنے رَب سے اپنے لیے بیٹے کی دُعا کی، اللہ تعالیٰ نے زکریاؑ کی پکار سن لی اور خوشخبری دی۔ تیرے بڑھاپے اور تیری بیوی کے بانجھ پن کے باوجود تجھے بیٹا ملے گا جس کا نام یحیٰی ہوگا، وہ پیغمبر اور نہایت پارسا ہوگا۔

حضرت مریمؑ کے بطن سے عیسیٰؑ کی پیدائش اور معجزات

42-54

ع 13 فرشتوں نے کہا کہ اے مریم، اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کی عورتوں کے مقابلے میں تجھے منتخب کر لیا ہے۔ تجھے پاکباز بنایا ہے، تجھے خوشخبری ہو کہ تو شوہر کے بغیر عیسیٰؑ کی ماں بنے گی۔ عیسیٰؑ دنیا اور آخرت میں عزّت والے ہوں گے۔ وہ تیری گود میں اور بڑے ہو کر یکساں باتیں کریں گے۔ مریم کہنے لگی، میں پاک دامن ہوں، اور میرا کوئی خاوند نہیں، میرے ہاں لڑکا کیسے پیدا ہو گا؟ اللہ نے فرمایا ہم شوہر کے بغیر اپنی قدرت کے اظہار کے لیے تجھے بیٹا عطا فرمائیں گے۔ وہ انہیں کتاب وحکمت اور تورات وانجیل سکھائے گا۔ چنانچہ بیٹا پیدا ہوا۔ وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول بن کر آیا۔ حضرت مسیحؑ پھونک مارتے تو مادر زاد اندھے بینا ہو جاتے اور کوڑھی تندرست ہو جاتے۔ وہ تورات کی تصدیق کرنے والے بن کر آئے، انہوں نے لوگوں سے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو، اور میرا کہا مانو، مگر لوگوں نے انکار کیا۔ آپ نے لوگوں کو اللہ کے دین کی مدد کے لیے پکارا تو چند سچے انسانوں نے ان کی دعوت کو قبل کر لیا۔ پھر ایسا ہوا کہ یہودیوں نے مسیحؑ کے خلاف سازشین کیں جبکہ اللہ جل شانہٗ کی تدبیر سب سے بہتر اور بلند تر ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش مثلِ آدمؑ ہے۔ مباہلہ کا چیلنج

55-63

ع 14 یاد تو کرو، جب اللہ رَبّ العزت نے اعلان فرمایا میں عیسیٰؑ کو اپنی طرف اٹھا لوں گا اور تمہارے ہر کفر سے اس کا دامن پاک رکھوں گا۔ رہے کافر، تو وہ عذاب کے مستحق ہوں گے اور ایمان والے پورا پورا اجر پائیں گے۔ عیسیٰؑ کی مثال ایسے ہی ہے جیسے آدمؑ کہ وہ مٹی سے پیدا کیے گئے پھر اللہ تعالیٰ نے "کُن" کا حکم دیا اور جیسا کچھ خدا کا ارادہ تھا اسی کے مطابق فوراً وہ ہو گئے۔ یہ واقعات ہیں، پھر جو

شخص آپ سے جھگڑا کرے، اس سے کہہ دیں کہ میرے پاس مسیحؑ کے انسان ہونے کے لیے علم ویقین موجود ہے۔ یُوں فیصلہ کرلیں کہ ہم دونوں فریق میدان میں نکلیں اور اپنے اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بُلالیں اور خود بھی شریک ہوں۔ پھر عجز و نیاز کے ساتھ خدا کے حضور التجا کریں، ہم دونوں میں سے جس کا دعویٰ جھوٹا ہو، تو جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہو۔

اس رکوع میں عیسائیوں کے ساتھ حضور ﷺ کے مباہلہ کا تذکرہ ہے، مباہلہ اسے کہتے ہیں جس میں دو مقابل فریق اپنے اہل وعیال کے ساتھ میدان میں نکل کر بددعا کرتے ہیں، جس کے نتیجہ میں باطل فریق ہلاک ہو جاتا ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ امام حسینؓ کو اٹھائے ہوئے اور امام حسنؓ کو انگلی سے پکڑے تشریف لائے۔ حضور علیہ السّلام کے پیچھے پیچھے خاتونِ جنّت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا اور ان کے پیچھے حیدرِ کرار مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ آرہے تھے۔ جب عیسائیوں نے یہ نورانی چہرے دیکھے تو مباہلہ کی بجائے فرار ہو گئے، جس سے ان کا بطلان واضح ہو گیا۔ (الدرالمنثور)

مشترک تبلیغ توحید کی دعوت

71-64

ع 15 اہلِ کتاب سے کہا گیا کہ آؤ ان تین باتوں پر اتفاق کرلیں جو ہمارے تمہارے درمیان مشترک ہیں۔

ا۔ خدا کے سِوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔

۲۔ اللہ واحد کے ساتھ کسی دوسری ہستی کو شریک نہ کیا جائے۔

۳۔ کوئی انسان کسی دوسرے انسان کو اپنے لیے معبودِ برحق کی طرح مقدّس اور معصوم نہ بنالے کہ یہی حضرت آدمؑ کا طریقہ تھا۔ یہودیت اور نصرانیت بعد کی پیداوار ہیں۔

ابراہیمؑ یہودی یا نصرانی (عیسائی) نہ تھے بلکہ ایک رَب کی عبادت کرنے والے سچے مسلمان تھے۔ ہمارے نبی ﷺ اور ان کے ساتھیوں کا طریقہ وہی ہے جو حضرت ابراہیمؑ کا تھا۔ اہلِ کتاب کا ایک گروہ اہلِ حق کو گمراہ کرنا چاہتا ہے حالانکہ یہ گروہ خود گمراہی میں مبتلا ہے۔

یہود کا تعصّب اور خطرناک سازشیں

72-80

16 یہودی دراصل حضور اکرم ﷺ سے نسلی تعصّب رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نبوّت اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے نبوّت سے نوازتا ہے۔ اہلِ کتاب مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے کئی طرح کے حربے اختیار کرنے لگے۔ مثلاً جھوٹ موٹ کچھ دیر کے لیے ایمان لاتے، پھر دوسروں کو بدظن کرنے کے لیے یہ کہہ کر مرتد ہو جاتے کہ ہمیں سمجھ آگئی ہے کہ اس دین میں کئی خرابیاں ہیں، فرمایا گیا کہ یہ بددیانت گروہ ہے، ان سے ایمان لانے کی توقع فضول ہے۔ یہ لوگ کتابِ الٰہی کی تلاوت کرتے وقت اپنی مرضی کی عبارتیں اپنی طرف سے شامل کر لیتے تاکہ عوام سمجھیں کہ یہ اللہ کی کتاب کا بیان ہے، حالانکہ وہ خدا کی کتاب کا بیان نہیں ان کی اپنی گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔ یاد رکھو، کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے خود ساختہ حکموں پر لوگوں کو چلائے۔ اگر اللہ نے اپنی کسی بندے کو کتاب و نبوّت عطا فرمائی ہے تو اس لیے عطا فرمائی ہے کہ احکامِ الٰہی کی طرف لوگوں کو دعوت دے اس لیے نہیں کہ اپنی بندگی کرائے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ دین قبول کر لینے کے بعد کفر کی روش اختیار کر رہے ہو۔

سیّد الانبیاء کی آمد پر میثاقِ انبیاء۔ صِرف دینِ اسلام پر کامیابی

81-91

 پھر محمد ﷺ پر ایمان لانے کے حوالے سے انبیاء کرام سے لیے جانے

والے میثاق کا ذکر ہے، جس کی رُو سے تمام انبیاء علیہم السّلام اور اُن کی اُمّتیں آپ ﷺ پر ایمان لانے اور آپ ﷺ کی نصرت کرنے کے پابند قرار دیئے گئے۔

پھر فرمایا کہ اللہ کے نزدیک اسلام کے علاوہ کوئی دین قابلِ قبول نہیں۔

اللہ کے نزدیک، تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کے نزدیک کافر ملعون ہیں۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنّم میں رہیں گے۔ قیامت کے دن اگر زمین کے بھراؤ کے برابر سونا بھی فدیہ میں دے دیں تب بھی انہیں جہنّم کے عذاب سے نجات حاصل نہیں ہو گی۔

پارہ نمبر 4 لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ

اس پارے میں چودہ[14] رکوع اور ایک آیت ہے۔ پہلے گیارہ[11] رکوع سورۃ آلِ عمران میں اور آخری تین رکوع اور ایک آیت سورۃ النساء میں آتی ہے۔

نیکی کا کمال۔ کعبہ کی مرکزی حیثیت۔ حج کی فرضیت کا حکم

92-101

ع 1 اعلیٰ ترین نیکی اپنی محبوب چیز کو اللہ کے نام پر خرچ کرنا ہے۔ اللہ کے بارے میں غلط بیانی اور جھوٹ سے کام لینا بدترین ظلم ہے، اللہ سچے ہیں۔ پھر کفر و شرک اور تمام ادیان باطلہ سے بیزار ہو کر ایک اللہ کے بن جانے والے ابراہیم علیہ السّلام کا طرز زندگی اپنانے کا حکم دیا گیا۔ بیت اللہ تک پہنچنے کی گنجائش رکھنے والوں پر حج فرض ہونے کا حکم بیان کر کے بتایا کہ انسانیت کے لیے سب سے پہلا گھر کعبۃ اللہ تعمیر ہوا ہے جس سے زمین کو پھیلایا گیا ہے اور یہ مکّہ مکرمہ میں واقع ہے۔ بہت بابرکت اور ہدایت کا ذریعہ ہے۔ اس میں اللہ کی واضح نشانیاں موجود ہیں جن میں سے مقام ابراہیم بھی ہے۔ یہ وہ پتھر ہے جو خود بخود اوپر نیچے ہوتا تھا۔ ابراہیم علیہ السّلام نے اس پر کھڑے ہو کر تعمیر کعبہ کا عمل سرانجام دیا تھا۔ اللہ کا گھر امن کی علامت ہے اس میں جو بھی داخل ہو گیا اسے امن دے دیا جاتا ہے۔

پھر اہل کتاب کی کچھ خرابیاں ذکر کرنے کے بعد ان کی گندی ذہنیت کو بیان کیا کہ اگر مسلمان ان کی بات ماننے لگ گئے تو وہ انہیں ایمان سے دستبردار کر دیں گے۔

حقِ تقویٰ۔ اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو

102-109

پھر تقویٰ کی تعلیم دے کر مرتے دم تک اسلام پر ثابت قدم رہنے کی

تلقین فرمائی۔ فرقہ واریت کی لعنت سے نجات حاصل کرنے کے لیے اللہ کی رسّی (قرآن وسنّت) کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا۔ ایک ایسی جماعت کی ضرورت پر زور دیا جو خیر کی داعی ہو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والی ہو۔ ایسے ہی لوگ کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ پھر بتایا کہ قیامت کے دن کافروں کے چہرے کالے سیاہ ہوں گے جبکہ اہلِ ایمان کے چہرے روشن اور چمکدار ہوں گے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

خیر اُمّت کے فرائض، یہود کا رویہ اور انجام

110-120

ع 3 اُمّت مسلمہ بہترین اُمّت ہے کیونکہ یہ اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ لوگوں کی نفع رسانی کا کام کرتے ہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بھی سرانجام دیتے ہیں، یہود و نصاریٰ بھی اگر یہ صفات اپنے اندر پیدا کر لیں تو وہ بھی خیر کے حامل قرار دیئے جائیں گے۔ پھر بتایا کہ یہود زبانی کلامی تمہاری دِل آزاری کے علاوہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، ان پر ذلت و رسوائی کی چھاپ لگائی جا چکی ہے۔ اللہ کا ان پر غضب نازل ہوا ہے کیونکہ یہ لوگ انبیاء علیہم السّلام کے ناجائز قتل کے مرتکب ہوتے رہے ہیں۔ یہ لوگ گناہوں کے عادی اور انتہا پسند ہیں۔ پھر بتایا کہ تمام اہلِ کتاب ایک جیسے نہیں ہیں۔ بعض ان میں معتدل مزاج بھی ہیں جو راتوں میں اللہ کے کلام کی تلاوت کرتے اور نماز پڑھتے ہیں۔ اللہ اور آخرت پر ایمان لانے کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کو نظر انداز نہیں کریں گے۔ اللہ متقیوں کو خوب جانتے ہیں۔ کافر جان لیں ان کے مال و اولاد ان کے کسی کام نہیں آسکیں گے، وہ دائمی طور پر جہنّم میں رہیں گے، یہ اگر کسی نیک راہ میں مال خرچ بھی کرتے ہیں تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی ظالم شخص کی لہلہاتی کھیتی کو سردی اور پالا لگ جائے اور

سو کھ کر تباہ ہو جائے، در حقیقت ایمان سے انکار کر کے انہوں نے خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔ پھر مسلمانوں کے ساتھ یہودیوں کی ازلی دشمنی اور بغض بیان کر کے بتایا ہے کہ تمہیں فائدہ ہو تو انہیں تکلیف پہنچتی ہے اور تمہیں نقصان ہو تو یہ خوش ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ دوستی لگانے کے قطعاً قابل نہیں ہیں، تم نے اگر صبر و تقویٰ اختیار کیے رکھا تو یہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔

غزوہ احد و بدر کے احوال

121-129

4 بدر میں قلیل تعداد ہونے کے باوجود اللہ کی مدد و نصرت سے کامیابی ملنے پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ مدد تو اللہ ہی کرتے ہیں مگر فرشتوں کا نزول مؤمنین کی تسلی اور دل جمعی کے لیے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ ہم تین ہزار فرشتے بھیج رہے ہیں اگر کفّار نے اچانک حملہ کر دیا تو ہم پانچ ہزار فرشتے بھیجیں گے، جب کفّار کے حملہ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دندان مبارک شہید ہو گئے، رخ انور زخمی کیا گیا تو نبی علیہ السّلام نے فرمایا وہ قوم کیونکر نجات پا سکتی ہے جس نے اپنے اس نبی کے سر کو مجروح کیا اور دانت شہید کیے جو اُنہیں اللہ کی طرف بُلاتا ہے۔ نبی علیہ السّلام نے ان لوگوں کے حق میں دعا ضرر کرنے کے لیے اللہ سے اجازت طلب کی تو یہ آیت نمبر 128 نازل ہوئی۔ اور نبی علیہ السّلام کو معلوم ہو گیا کہ ان میں سے کئی لوگ مسلمان ہوں گے۔ چنانچہ ایک کثیر تعداد اسلام لائی۔ اِنہیں میں سے ایک حضرت خالد بن ولید ؓ بھی تھے (تفسیر القرطبی)۔ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے وہ جسے چاہے بخشے جسے چاہے عذاب دے۔ وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

سود کی حرمت

130-143

5 سُود خوری سے بچنے کے حکم کے ساتھ ہی تقویٰ اختیار کرنے اور جہنّم سے بچنے کی تلقین ہے اور اللہ کی رحمت سے محظوظ ہونے کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی تاکید ہے۔ جنّت کے مستحقین متقی ہوتے ہیں۔ اللہ کے نیک بندوں کی نشانیاں یہ ہیں کہ

وہ ہر حال میں اللہ کے نام پر خرچ کرنے والے۔ غصہ کو پینے والے، لوگوں کو معاف کرنے والے اور اپنے گناہوں پر اصرار کی بجائے ندامت کے ساتھ توبہ کرنے والے ہوتے ہیں۔

✪ یاد رکھو تم سے پہلے کتنی ہی قومیں گزر چکی ہیں۔ دنیا میں چل پھر کر ان کے انجام کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ قرآن کریم انسانوں کے لیے بیان، ہدایت اور متقین کے لیے نصیحت ہے۔ میدانِ جہاد میں پیش آنے والی ناپسندیدہ صورتحال پر دِل گرفتہ ہو کر کمزوری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔ ایمانِ کامل کے تقاضے پورے کرنا ہی اہلِ ایمان کے غلبہ کی ضمانت ہے۔ جہاد میں جانی و مالی نقصان اس عمل کا حصّہ ہے اور ہر فریق کے ساتھ یہ صورتحال پیش آ سکتی ہے۔ میدان احد میں مسلمانوں کو پیش آنے والے مصائب کے تین بڑے مقاصد تھے، مسلمانوں کی ایمانی قوت کا امتحان، مسلمانوں اور کافروں، منافقوں میں امتیاز اور بعض خوش نصیبوں کو شہادت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز کرنا۔ جہاد پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے والے جنّت کے مستحق ہیں۔

وصال نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خبر، ہر حال میں ایمان پر قائم رہو

144-148

 فرمایا اگر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دنیا سے تشریف لے جائیں تو کیا تم دین چھوڑ دو

گے؟ اگر خدانخواستہ تم ایسا کرو گے تو اس سے اللہ کا کیا نقصان ہو گا۔ یاد رکھو موت کے لیے ایک وقت متعین ہے۔ ہم دنیا کے طالب کو دنیا اور آخرت کے طالب کو آخرت کی نعمتیں عطا فرماتے ہیں۔

تم سے پہلے بھی اللہ والوں نے بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں مگر انہوں نے کمزوری نہیں دکھائی اور دل برداشتہ نہیں ہوئے۔ وہ رب کریم سے دُعا کرتے رہے اے مولیٰ! ہماری غلطیاں بخش دے، اپنے معاملات میں ہم سے جو زیادتیاں ہوئیں انہیں معاف کر دے، ہمیں ثابت قدم رکھ، اور کفّار کے مقابلے میں فتح و نصرت عطا فرما اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں بھی بدلہ دیا اور آخرت میں بھی بہت اچھا بدلہ عطا فرمایا۔ وہ نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔

غزوۂ احد میں شکست کے اسباب

149-155

ایمان والوں کو دوبارہ یاد دلایا جا رہا ہے کہ کافروں کا کہنا ماننا وہ تمہیں سیدھے راستے سے ہٹا دیں گے۔ اس کے بعد غزوہ احد کے چند واقعات کی طرف اشارات ہیں مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ احد میں اپنا وعدہ پورا کر دیا تھا، مگر تم نے خود حضور ﷺ کے ایک حکم کی خلاف ورزی کی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمہیں زخم کاری لگا اور دکھ پہنچا۔ مگر دیکھو پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس شکست کے بعد اطمینان نازل فرمایا، یہ کتنی بڑی مہربانی تھی۔ بعض لوگ کہنے لگے اگر مسلمان ہماری بات مان لیتے تو قتل نہ ہوتے۔ خوب سن لو! تم گھروں میں پڑے رہتے تب بھی جن کا قتل طے کر دیا گیا تھا وہ کیسے اور کہاں بچتے۔ ان کو مقام شہادت تک پہنچنا ہی تھا۔ جاؤ پھر اللہ تعالیٰ نے تمہارے سارے قصور معاف کر دیئے، وہ بہت بخشش کرنے والا بردبار ہے۔

مشاورت، اللہ کا احسان، مقامِ شہید

156-171

ع 8 ایمان والو! اللہ کی راہ میں شہادت بڑی نعمت ہے، اس پر پچھتانے کی کیا ضرورت، اس پر تمہیں بخشش ملے گی اور رحمت۔ یہ وہ مقام ہے جو دنیا کی ہر نعمت سے بڑھ کر ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے تمہاری طرف نرم خو نبی ﷺ مبعوث فرمایا۔ جو کسی طور درشت مزاج نہیں۔ ساتھ ہی حضور ﷺ کو حکم ہوا آپ ان کے قصور معاف کر دیں کیونکہ اس میں ان کی بدنیتی کا کوئی دخل نہیں۔ آپ ان سے مشورہ کر لیا کریں لیکن کسی بات کا عزم کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کر کے عمل پیرا ہو جائیں۔

پھر مسلمانوں کو یاد دلایا، یہ نہ بھولو کہ اصل مدد اللہ کی مدد ہے، وہ مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ اور وہ مدد کرنا چھوڑ دے تو کوئی تمہارا مددگار نہیں ہو سکتا، اہل ایمان پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ان کے درمیان ان میں سے نبی ﷺ بھیجا جو انہیں آیات الٰہی سناتا ہے، کتاب و حکمت سکھاتا ہے، اور پاک کرتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے تم کھلی گمراہی میں تھے۔

جو مصیبت جنگ احد میں آئی اس میں ایک تو تقدیر کا عمل تھا، دوسرے تمہاری بعض بے تدبیریوں کا، یاد رکھو اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے زندہ جاوید ہیں، ان کے بارے میں خیال بھی نہ کرنا کہ وہ مر گئے ہیں وہ تو اپنے رب کے افضال و انعام پر خوش ہیں اور اپنے پیچھے رہ جانے والوں کو اللہ کریم کی نعمتوں کی بشارت دے رہے ہیں۔

اہلِ ایمان کا امتحان۔ اللہ کے چنیدہ رسولوں کا خاصہ

172-180

 جن مسلمانوں نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر لبیک کہا، اس کے

باوجود کہ وہ زخمی تھے۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا اجر ہے۔ انہیں کفار کے لشکروں سے ڈرایا گیا، لیکن خوف کے بجائے ان کے ایمان اور توکّل میں اضافہ ہوا، کافر اہلِ ایمان کا یا اللہ تعالیٰ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے، اللہ تعالیٰ نے منکروں کو آخرت کی ہر نعمت سے محروم کر دیا ہے۔ ان کے لیے دردناک عذاب کی وعید ہے، البتہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اس حال میں نہیں چھوڑنا چاہتے کہ پاک اور ناپاک میں کوئی تمیز ہی نہ ہو اور ناپاک کو پاک سے جدا نہ کر دے اور اللہ کی شان یہ ہے کہ وہ ہر کسی کو غیب پر مطلع نہیں کرتا لیکن اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہے اُسے غیب پر مطلع کرتا ہے۔ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان پکا رکھو۔ اگر تم ایمان پر قائم رہے اور پرہیز گاری اختیار کی، تو تمہارے لیے بہت بڑا اجر ہے، رکوع کا خاتمہ اس ارشاد پر ہوا ہے کہ بخیل راہ حق میں مال کے خرچ کرنے پر بخل سے خوش نہ ہو، زمین و آسمان کا وارث اللہ ہے، یہ مال عنقریب ان کے گلے کا طوق بنے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر بات سے باخبر ہے۔

صدیق اکبرؓ کی ایمانی غیرت۔ اہلِ کتاب سے میثاق

181-189

ع 19 غلبۂ اسلام کی جدوجہد اور دینی مقاصد کے لیے چندہ کرنے پر یہودیوں نے اعتراض کیا کہ مسلمانوں کا خدا (نعوذ باللہ) فقیر ہو گیا ہے اور ہم مالدار ہیں تبھی تو چندہ مانگ رہا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے اس گستاخانہ بات کہنے والے یہودی کو زدوکوب کیا اور اسے قتل کی دھمکی دی، جس پر یہودی تلملا اٹھے اور حضور علیہ السّلام کے سامنے اپنی گستاخانہ گفتگو سے انکار کر کے حضرت ابو بکرؓ کو سزا دینے کا مطالبہ کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی تائید اور یہودیوں کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے ان کی گستاخانہ گفتگو سن لی ہے اور یہ عادی مجرم ہیں پہلے بھی اس قسم کی نازیبا حرکتیں کرتے رہے ہیں۔ یہ لوگ انبیاء علیہم

السّلام کے قتل جیسے بدترین جرائم کا ارتکاب کرتے رہے ہیں اور ہم انہیں قیامت کے دن آگ میں جلانے کا عذاب دیں گے۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے ایمانی غیرت و حمیت کے پیشِ نظر جو قدم اٹھایا تھا وہ بالکل جائز اور مبنی بر انصاف تھا۔ (تفسیر ابنِ کثیر)

حضور علیہ السّلام کی نبوّت کو تسلیم نہ کرنے پر یہودی یہ جواز پیش کرتے تھے کہ ہمیں اللہ نے حکم دیا ہے کہ کسی بھی نبی پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک وہ اپنی نبوّت کے ثبوت کے طور پر خاص نشانی نہ دکھا دے اور وہ نشانی یہ ہے کہ قربانی کر کے کسی پہاڑ پر رکھے اور آسمانی آگ اسے جلا دے تو ہم اس کی صداقت کو تسلیم کریں گے ورنہ نہیں۔ درحقیقت یہ ان کی بہانہ بازی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پہلے انبیاء علیہم السّلام کا بھی تم انکار کرتے رہے ہو لہٰذا تمہاری بات قابل اعتماد نہیں ہے۔ ہر انسان پر موت کا آنا برحق ہے۔ روزِ قیامت تمہارے اعمال کا محاسبہ ہو گا اور جہنّم سے بچ کر جنّت میں جانے والے ہی کامیاب قرار پائیں گے! اہلِ کتاب سے عہد لیا گیا تھا کہ وہ آسمانی کتاب کے مضامین کو وضاحت کے ساتھ لوگوں کے سامنے بیان کریں گے۔ کسی بات کو نہیں چھپائیں گے، مگر انہوں نے اس عہد کی پاسداری نہیں کی اور اپنے مفادات کی خاطر اللہ کی آیات میں ردوبدل کرنے کی بدترین حرکت میں مبتلا ہو گئے۔ یہ لوگ اپنے کرتوتوں پر خوش ہو رہے ہیں اور ناکردہ اعمال کو اپنے کھاتے میں ڈال کر اپنی تعریف کرانا چاہتے ہیں۔ یہ اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔ ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر لیا گیا ہے۔ آسمان و زمین پر اللہ کی حکمرانی ہے اور کوئی چیز اللہ کی قدرت سے باہر نہیں ہے۔

اللہ کی تخلیق میں غور و فکر، لفظ ربّنا سے پانچ دعائیں

190-200

11 اہل دانش و بینش کو اللہ تعالیٰ کی مخلوقات آسمان و زمین اور دن رات میں غور و خوض کی دعوت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کی صفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اٹھتے بیٹھتے، لیٹتے ہر حال میں یادِ خدا میں مصروف رہتے ہیں اور آسمان و زمین کی تخلیق میں غور کرتے رہتے ہیں اور بے اختیار بول اٹھتے ہیں اے ہمارے مالک یہ سب کچھ تُو نے فضول اور بیکار نہیں بنایا، تُو ہر عیب سے پاک ہے، ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔ اور اللہ کے برگزیدہ بندوں کی پانچ دعاؤں جو لفظ ربَّنَا سے شروع ہوتی ہیں کا تذکرہ ہے، جنہیں شرفِ قبولیت حاصل ہے۔

اے ہمارے رَب۔ یہ سارا نظام کائنات تُو نے باطل نہیں پیدا کیا تو پاک ہے ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

اے ہمارے رب۔ بے شک جس کو تُو نے جہنّم کی آگ میں داخل کیا وہ ذلیل ہو گیا۔ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

اے ہمارے رب۔ ہم نے ایمان کی دعوت کی منادی سن لی سو ہم ایمان لے آئے۔

اے ہمارے رب۔ ہماری پچھلی خطائیں معاف فرما اور ہمارا خاتمہ نیکو کاروں کے ساتھ ہو۔

اے ہمارے رب۔ تُو نے اپنے نبی سے جو وعدے فرمائے تھے وہ ہمیں عطا کر دیجیے اور ہمیں قیامت کے دن ذلیل و رسوا نہ کرنا بے شک تُو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

مرد و عورت کی تخلیق اور ان کی ذمہ داریوں میں اختلاف کے باوجود انہیں اجر و ثواب میں برابری اور مساوات کی خوشخبری سنائی گئی ہے اور بتایا ہے کہ ہجرت اور

جہاد جیسے عظیم الشان اعمال جو بھی کرے گا اس کے لیے گناہوں کی معافی، اللہ کے ہاں بہترین اجر و ثواب اور جنّت کا وعدہ ہے۔ کافروں کے پاس مالی وسائل کی فراوانی اور عیش و عشرت کو دیکھ کر دھوکہ میں نہیں پڑنا چاہیے۔ یہ عارضی اور معمولی فوائد ہیں۔ آخرت میں ان کا ٹھکانہ جہنّم ہے۔ متقین کے لیے نہریں اور باغات اور اللہ کے ہاں بہترین مہمانی ہے۔ اہلِ کتاب میں بعض انصاف پسند بھی ہیں، جو قرآن اور نبی اسلام پر ایمان لانے کی نعمت سے سرفراز ہیں۔

سورۃ کی آخری آیت میں دین پر ثابت قدمی اور میدان جہاد میں مورچوں میں کفر کے مقابلہ میں ڈٹ جانے والوں کو دائمی فلاح و کامرانی کی نوید سنائی گئی ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور علیہ السّلام تہجد کے وقت بیدار ہوتے تو سورۃ آلِ عمران کے اس (آخری رکوع) کو آسمان کی طرف رخ کر کے تلاوت فرمایا کرتے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو ان آیتوں کی تلاوت کے باوجود کائنات کے اندر اللہ کی نشانیوں میں غور و خوض نہ کرے! (تفسیر کبیر)

٤۔ سُوْرَۃُ النِّسَاء

مَدَنِیَّۃٌ

آیات: 176 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 24

امرأۃ عورت کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع نساء ہے، جس کے معنی ''عورتیں'' یا ''خواتین'' ہے۔ اس سورۃ میں منجملہ دوسرے مسائل کے عورتوں کے انتہائی اہم اور حساس مسائل زیرِ بحث آئے ہیں، اس لیے اس کا نام سورۃ النساء رکھا گیا ہے۔ معاشرتی اور قومی مسائل کے ساتھ ہجرت اور جہاد پر گفتگو، غیر مسلم اقوام کے

ساتھ تعلقات کی نوعیت، میراث کے احکام، کلالہ کا مسئلہ، منافقین کا تذکرہ اور یہود ونصاریٰ کے مکروہ چہرہ کی نقاب کشائی جیسے اہم موضوعات شامل ہیں۔

نکاح، مسئلہ تعدد ازواج۔ یتیم کا مال

1-10

ع 12 ارشاد الٰہی ہے۔ اے لوگو! اپنے رَب سے ڈرتے رہو، جس نے سب کو ایک ہی ماں باپ سے پیدا کیا ہے۔ سب آدم اور حوّا علیہما السّلام کی اولاد ہیں۔ تمہیں قرابت داری اور رشتہ داری کا احترام قائم رکھنا چاہیے۔ یتیموں کے حقوق ادا کرنا بڑی ذمہ داری کی بات ہے۔ طاقتور سرپرست اپنے رشتہ دار یتیموں کا مال ہڑپ کرنے کی تدبیریں ہرگز نہ کریں۔ انصاف پر قائم رہ سکتے ہوں تو چار تک عورتوں سے نکاح کی مشروط اجازت ہے، اگر انصاف کرنے کی ہمت نہ ہو تو ایک ہی نکاح کریں۔ عورتوں کو ان کے حقوق خوش دلی سے ادا کریں، وہ خود اپنی مرضی سے چھوڑ دیں تو دوسری بات ہے۔ روپیہ پیسہ گزران کا ذریعہ ہے وارث نادان یتیموں کے ہاتھوں میں نہ دیں، یتیم جب سمجھ بوجھ کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کے مال ان کے سپرد کر دیں، کوئی سرپرست یتیم کے بڑے ہو جانے کے اندیشے سے اس کا مال اور جائیداد اس کے بالغ ہونے سے پہلے ہی ٹھکانے لگا دینے کی کوشش نہ کرے۔

وراثت میں مردوں اور عورتوں کے حصّے مقرر کر دیئے گئے ہیں، تاہم وراثت کی تقسیم کے وقت اگر غیر حصّہ دار مسکین، یتیم وغیرہ آ جائیں تو وارث باہمی مشورے سے ان کی کچھ نہ کچھ خدمت کر دیں۔

یتیموں کا حق مارنے والے ڈریں کہ ان کے بچّے بھی یتیم ہو سکتے ہیں، جو لوگ یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھا رہے ہیں، وہ اپنے پیٹوں میں جہنم کی آگ بھر رہے ہیں۔

اہم بحث۔ تقسیمِ میراث کے احکام

11-14

ع 13 قانونِ میراث کی تفصیلات بیان کرنے سے پہلے ایک اخلاقی ضابطہ کا ذکر فرمایا کہ متروکہ جائیداد کے وارث تو وہی ہیں جن کا ذکر تفصیلاً آگے آرہا ہے لیکن اگر تقسیم کے وقت غیر وارث رشتہ دار محلہ کے یتیم بچّے، بستی کے غریب لوگ جمع ہو جائیں تو ان کو بھی کچھ نہ کچھ دے دو اور ترش لب ولہجہ سے ان سے گفتگو نہ کرو جس سے ان کی دِل شکنی ہو۔ شریعت اسلامیہ کا یہ حکم ہے کہ جب کوئی شخص فوت ہو جائے تو تجہیز و تکفین کے بعد سب سے پہلے اس کا قرض ادا کیا جائے۔ بعد ازاں اس کی وصیّت پر عمل کیا جائے اور اس کے بعد بقیہ ترکہ حسب احکامِ قرآنی وارثوں میں تقسیم کیا جائے۔ اسلام نے صحت مند معاشرہ کو معرضِ وجود میں لانے کے لیے عدل و انصاف کو بڑی اہمیت دی ہے۔ وراثت کی تقسیم میں بھی اس اصول کو ملحوظ رکھا اس لیے صِرف بڑے لڑکے یا صِرف لڑکوں کو ہی وارث تسلیم نہیں کیا بلکہ تمام اولاد، لڑکے اور لڑکیاں اور ان کے علاوہ کئی اور رشتہ داروں کو وارث قرار دیا تاکہ زیادہ سے زیادہ افراد میں یہ دولت تقسیم ہو۔ وہ تین اصول یہ ہیں (قرابت، ضرورت، تقسیمِ دولت) جن پر اسلام کا یہ بے نظیر نظامِ وراثت قائم ہے۔ اولاد کے وارث ہونے کی چار صورتیں ہیں۔ (1) لڑکے بھی ہوں اور لڑکیاں بھی اس صورت میں لڑکے کو دو حصّے اور لڑکی کو ایک حصّہ ملے گا۔ یعنی لڑکے کو لڑکی سے دوگنا ملے گا۔ (2) صِرف ایک لڑکی ہو اس صورت میں لڑکی نصف جائیداد کی وارث ہو گی۔ (3) صِرف دو لڑکیاں (4) یا دو سے زائد اور لڑکا کوئی نہ ہو ان دونوں صورتوں میں لڑکیوں کو جائیداد کا دو تہائی حصّہ ملے گا۔ والدین کے وارث بننے کی تین مختلف صورتیں ہیں۔ (1) ماں باپ بھی موجود ہوں اور اولاد بھی ہو خواہ لڑکا یا لڑکی، ایک یا زیادہ اس صورت

میں ماں باپ کو چھٹا چھٹا حصّہ ملے گا۔ اور بقایا $4/6$ اولاد میں حسبِ قاعدہ تقسیم ہو گا۔ (2) صرف ماں باپ وارث ہوں، میّت کی اولاد بھی نہ ہو اور بہن بھائی بھی نہ ہوں۔ اس صورت میں ماں کا $1/3$، اور بقیہ دو تہائی باپ کا۔ (3) میّت کی اولاد تو نہ ہو لیکن اس کے بھائی یا بہن ہوں اس صورت میں ماں کا چھٹا حصّہ اور بقیہ $5/6$ باپ کو ملے گا بھائی، بہن خواہ عینی ہوں (یعنی ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہوں) خواہ علاتی ہوں (یعنی باپ ایک مائیں الگ الگ ہوں) یا اخیافی ہوں (یعنی ماں ایک باپ الگ الگ ہوں) ان سب حالتوں میں ایک ہی حکم ہے۔ یہ حصّے خدائے علیم و خبیر نے اپنی حکمت کاملہ سے مقرر فرمائے ہیں۔ تمہیں یہ اختیار نہیں کہ ان میں ردّوبدل کرو۔ آیت نمبر 12 میں بیوی کی وراثت تقسیم کرنے کی صورتوں کا ذکر ہے۔ بیوی کی وراثت تقسیم کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ (1) متوفیہ بیوی کی کوئی اولاد نہ ہو نہ لڑکی نہ لڑکا نہ تم سے نہ کسی دوسرے خاوند سے اس صورت میں نصف خاوند کو ملے گا اور بقیہ نصف دوسرے وارثوں میں حسب قاعدہ شرعی تقسیم ہو گا۔ (2) اس کی کوئی اولاد ہو تو اس صورت میں چوتھائی خاوند کو ملے گا اور بقیہ دوسرے وارثوں کو۔ خاوند کی وراثت کی تقسیم کی دو صورتیں ہیں (1) خاوند کی کوئی اولاد نہ ہو نہ لڑکا نہ لڑکی نہ موجودہ بیوی سے نہ کسی دوسری بیوی سے تو چوتھائی حصّہ بیوی کو ملے گا خواہ ایک ہو یا زیادہ اور اگر خاوند کی اولاد ہو تو بیوی کو آٹھواں حصّہ ملے گا۔ ایک ہو یا زیادہ۔ بقیہ وارثوں میں تقسیم ہو گا۔ کلالہ (اس مرد و عورت کو کہا جاتا ہے جس کی نہ اولاد ہو نہ والدین زندہ ہوں) اگر اس کے اخیافی (یعنی ماں کی طرف سے سگے) بہن بھائی ہوں تو ان کا حکم یہاں ذکر فرمایا اس کی دو صورتیں ہیں یا تو ایک بھائی یا ایک بہن وارث ہو گی تو اس صورت میں اس کو چھٹا حصّہ ملے گا اور اگر وہ ایک سے زائد ہوں تو سب کو تہائی حصّہ ملے گا اور سب میں برابر تقسیم ہو گا (ضیاء القرآن)۔ اگر کلالہ کے وارث

عینی یا علاتی بہن بھائی ہوں تو ان کا ذکر سورۃ النساء کی آخری آیت میں آئے گا۔ جو کہ صفحہ نمبر 30-129 پر ہے۔

بدکاروں کی سزا، توبہ، مہر

15-22

ع 14 کوئی عورت بدکاری کی مرتکب ہو تو اس پر چار آدمیوں کی گواہی اور آخری فیصلہ آنے تک گھروں میں بند رکھو، مجرموں کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کرو کہ وہ اصلاح پر مجبور ہو جائیں۔

توبہ ان کی قبول ہے جن سے نادانی کے باعث کوئی برا کام ہو گیا۔ پھر انہوں نے جلد توبہ کر لی۔ جو لوگ توبہ کرنے کے لیے موت کی گھڑی کا انتظار کر رہے ہیں، انہیں پتا چلنا چاہیے کہ اس وقت کی توبہ بے معنی ہے۔ اور ان کی توبہ بھی قبول نہیں۔ جو کفر کی حالت میں مر جائیں۔

عورتوں کے زبردستی وارث نہ بنو، اور انہیں تنگ کر کے ان کے مہر اڑانے کی کوشش بھی نہ کرو، ہاں وہ صریح طور پر بدچلن ہوں تو دوسری بات ہے۔ ناجائز طریقے اختیار کر کے مہر وصول کرنا ظلم ہے خواہ تم مہر میں ڈھیر سا مال دے چکے ہو۔

اپنے باپوں کی بیویوں سے (سوتیلی ماؤں سے) نکاح کرنا بہت بڑی بے حیائی ہے۔

محرمات کی فہرست

23

ع 15 ان رشتوں کے ساتھ نکاح حرام ہے۔ ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، رضاعی ماں، بہن، ساس، بہو، سوتیلی بیٹی، سوتیلی ماں، دو سگی بہنوں سے بیک وقت شادی کرنا، ایسی منکوحہ عورت جس کا شوہر زندہ ہو اور اُسے طلاق نہ

ہوئی ہو، ان میں سے کسی سے بھی نکاح حرام ہے۔ ان سے نکاح بے حیائی کا فعل ہے، ناپسندیدہ اور بُرا چلن ہے۔ ان سب رشتوں کو حرام قرار دینا اللہ کا قانون ہے۔ جس کی پابندی تم پر لازم کر دی گئی ہے۔

پارہ نمبر 5 وَالْمُحْصَنٰتُ

اس پارے میں سترہ 17 رکوع اور چھ 6 آیات ہیں۔ اس پورے پارے میں سورۃ النساء ہے۔

نکاح کے بدلے مہر کی ادائیگی

24-25

ع 1 عفت و عصمت اور نسل انسانی کے تحفظ اور شہوت کی تسکین کے لیے زنا کی بجائے نکاح کا راستہ اختیار کیا جائے، اگر غیر منکوحہ آزاد عورت میسر نہ آئے تو مالکان کی اجازت سے باندیوں کے ساتھ بھی نکاح کیا جا سکتا ہے۔ اور نکاح کے بدلے میں مہر ادا کرو۔ زنا میں مبتلا ہونے کی صورت میں باندی کی سزا آزاد عورت سے نصف ہو گی۔

لین دین میں درستگی رکھو۔ خودکشی حرام عمل ہے

26-33

ع 2 کسی کا مال ناجائز طریقہ سے کھانا حرام ہے البتہ باہمی رضامندی کے ساتھ تجارتی بنیادوں پر قیمت ادا کر کے استعمال کر سکتے ہیں۔

خودکشی حرام ہے۔ خودکشی کرنے والا دوزخ کا مستحق ہے۔

کبیرہ گناہوں سے بچنے والوں کے صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

مردوں اور عورتوں کی جسمانی صلاحیتوں میں جو فرق رکھا ہے اس کے پیشِ نظر ایک دوسرے سے برابری کی تمنا نہ کریں۔ ہر ایک کے عمل کے مطابق اجر و ثواب میں سے حصہ ملے گا۔ اللہ سے اس کا فضل مانگتے رہو اور اپنے عہد و پیمان کو پورا کرتے رہو۔ بلاشبہ اللہ تمہارا نگران ہے۔

مَردوں کی فضیلت۔ حقوق العباد پورے کرو

34-42

ع 3 مَردوں کو عورتوں پر دو وجوہ سے برتری عطا کی گئی ہے۔ (1) انہیں خِلقی طور پر جسمانی فضیلت حاصل ہے۔ (2) گھریلو معاملات میں مالی اخراجات کی ذِمّہ داری ان پر عائد ہے۔ پاکیزہ خواتین وہ ہیں، جو اطاعت شعار اور اپنی عفت و پاکدامنی کی محافظ ہوں۔ نافرمانی کرنے والی عورتوں کو پہلے وعظ و نصیحت کر کے سمجھائیں۔ اگر نہ سمجھیں تو بیوی کے ساتھ ازدواجی تعلقات منقطع کر دے۔ اور مناسب سزا دے کر انہیں راہِ راست پر لانے کی کوشش کریں۔ اگر وہ فرماں برداری اختیار کر لیں تو انہیں ستایا نہ جائے۔ اگر میاں بیوی کے اختلافات حد سے تجاوز کر جائیں تو جانبین کی طرف سے ایک ایک نمائندہ کو باہمی مذاکرات سے مسئلہ کو حل کرنے کے لیے مقرر کر دیا جائے۔ اگر دونوں مخلص ہوں گے تو اختلافات کو ختم کرنے کا کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکل آئے گا۔

حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا بھی اہتمام کرو۔ اللہ کی عبادت کرو۔ شِرک سے گریز کرو۔ والدین، رشتہ دار، یتیم، مسکین، پڑوسی، مسافر، غلاموں، لونڈیوں وغیرہ کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔ اللہ تعالیٰ ایک ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں کرتے اگر کوئی شخص نیکی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بڑھا چڑھا کر اسے اجر عطا فرماتا ہے۔

روزِ آخرت ہر اُمّت میں سے گواہ لائے جائیں گے اور ان سب پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور گواہ پیش کیا جائے گا۔

تیمّم کے فرائض۔ تیمّم کا طریقہ

43-50

ع 4 شراب کی حرمت کے حوالہ سے ابتدائے اسلام میں ذہن سازی کرتے

ہوئے فرمایا کہ نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ تاکہ مدہوشی کے عالم میں کوئی غلط اور نازیبا بات منہ سے نہ نکل جائے۔ اس کے بعد جنابت اور تیمّم کے بعض مسائل ذکر کیے۔ (جنابت بیوی سے صحبت کرنے سے یا حالتِ نیند میں انزال ہو جانے سے انسان جنبی ہو جاتا ہے۔) اس کی طہارت صرف وضو سے نہیں ہوتی بلکہ غسل فرض ہو جاتا ہے۔ اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو، یا غسل کے لیے پانی نہ ملے تو وضو اور غسل کی جگہ تیمم کر لیا کرو۔ **تیمم کے فرض:** 1 نیت کرنا، 2 اپنے پورے چہرے کا 3 اور ہاتھوں کا کہنیوں تک مسح کرنے کا حکم ہے۔ امام اعظمؒ کے نزدیک مٹی اور مٹی کی جنس کی سب چیزوں سے تیمم جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ پاک ہوں۔ تیمم کرنے کا طریقہ یہ ہے پہلے تیمم کی نیت کرے۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر پورے چہرے پر ملے۔ دوبارہ پھر اسی طرح دونوں ہاتھ مار کر دونوں بازوؤں کی کہنیوں تک ملے۔ (ضیاء القرآن)

اس کے بعد سلسلہ بیان یہود و نصاریٰ کی طرف پھرتا ہے۔ اور مسلمانوں کو خبردار کیا جاتا ہے کہ جس طرح تمہیں کتاب اللہ دی گئی ہے تم سے پہلے اہلِ کتاب کو بھی کتاب دی گئی تھی مگر وہ ہدایت سے پھر گئے۔ تم ان کے راستے پر چلنے سے بچنا۔ مدینہ کے یہودی ایسے بدبخت تھے کہ ذو معنیٰ گستاخانہ الفاظ بول کر دِل کی بھڑاس نکالتے تھے۔ تم ایسے لفظوں کا سرے سے استعمال ہی نہ کرنا۔ اہلِ کتاب ایمان لے آئیں اور اپنے آپ کو درست کر لیں تو بہتر ہے ورنہ سزا کے لیے تیار ہو جائیں۔ شِرک ناقابلِ معافی گناہ ہے۔ خود دعویٰ کرنے سے آدمی پاک نہیں بن جاتا۔ پاک تو وہی ہے جسے اللہ پاک کر دے۔

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔ آخری فیصلہ کا حق

51-59

 گھٹیا اخلاق اور کمینہ خصلتوں کے لوگ محمد مصطفیٰ ﷺ پر حسد کرتے

ہیں لیکن ان کے حسد کے باوجود نبی ﷺ کو اور ان کی اُمت کو کتاب اللہ ملے گی اور ایک عظیم حکومت عطا ہو گی۔ کافر آخرت کے عذاب میں جلیں گے اور ایمان والے گنجان درختوں والے جنّت کے باغات میں آرام کریں گے۔

ایمان والو! اپنی امانتوں کی ادائیگی کرو، لوگوں کے درمیان فیصلے انصاف سے کرو، اللہ اور اُس کے رسول کا کہا مانو، اپنے حاکموں کی اطاعت کرو، حاکموں سے اختلاف ہو جائے تو آخری فیصلہ کرنے والی اتھارٹی اللہ اور رسول کو مانو، اگر تم اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کرو کہ یہ سب سے بہتر صورت ہے۔

مقدمہ کا فیصلہ۔ ایمان کامل اتباعِ رسالت مآب ہے۔ اللہ کے بندے

60-70

ع 6 بعض لوگ ایمان کے دعوے کے باوجود طاغوت (اللہ کے باغی رہنماؤں) سے اپنے فیصلے کراتے ہیں جبکہ انہیں طواغیت سے برأت کا حکم دیا گیا ہے۔ شیطان انہیں بہت دُور کی گمراہی میں ڈالنا چاہتا ہے۔ جب انہیں اللہ کے کلام کے مطابق فیصلہ کرانے کی دعوت دی جاتی ہے تو یہ لوگ اس راستہ میں رکاوٹیں پیدا کرنے لگتے ہیں۔ نبی ﷺ کی آمد اس لیے ہوئی ہے کہ nl کی اطاعت کی جائے۔ اگر یہ لوگ غلطی کر کے احساسِ ندامت کے ساتھ حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور نبی مکرم ﷺ ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے استغفار فرماتے تو یہ لوگ خود دیکھتے کہ اللہ کس قدر توّاب الرّحیم ہے۔

پھر ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ ایک منافق اور ایک یہودی میں اختلاف ہوا۔ حضور اکرم ﷺ نے دلائل کی روشنی میں فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا۔ منافق نے حضرت عمرؓ سے انصاف مانگا۔ انہوں نے اُسے قتل کر دیا کہ جو

شخص رسولِ خدا ﷺ کے فیصلہ کو انصاف کے منافی خیال کرے انصاف کا تقاضا ہے کہ اسے زندگی کی قید سے آزاد کرادیا جائے۔ (روح المعانی) اس پر قرآن کریم میں نازل ہوا کہ تمہارے رَب کی قسم ہے کہ وہ شخص ایمان سے خالی ہے جو اپنے اختلافات میں آپ ﷺ کے فیصلہ کو بلاچوں وچرا تسلیم نہ کرے۔

اس رکوع کے آخر میں فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے، اللہ کے انعام یافتہ بندوں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ جنّت میں ہوں گے۔ ایسے پاکیزہ لوگوں کا ساتھ میسر آجانا اللہ کے فضل کا آئینہ دار ہے۔

راہِ حق میں جہاد، کمزوروں کی امداد کا حکم

71-76

ع 7 فرمایا: اے ایمان والو! جہاد کے لیے میدانی جنگ یا چھاپہ مار جنگ جو بھی وقت کا تقاضا ہو اسے اختیار کرو۔

✪ تمہاری صفوں میں ایسے منافقین بھی موجود ہیں جو جہاد کے مخالف اور محاذِ جنگ سے پیچھے رہنے والے ہیں۔ ان کی صورتحال یہ ہے کہ اگر تمہیں محاذ پر کوئی ناگواری پیش آئے تو خوشیاں مناتے ہیں کہ اچھا ہی ہوا کہ ہم ان کے ساتھ نہیں تھے اور اگر تمہیں کوئی کامیابی حاصل ہو تو انہیں افسوس اس بات کا ہوتا ہے کہ کاش مالِ غنیمت کے حصول میں ہم بھی شریک ہوتے۔ دنیا پر آخرت کو ترجیح دینے والوں کو قتال فی سبیل اللہ میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینا چاہیے کیونکہ اللہ کے راستہ میں قتال کے دوران اگر کوئی شخص شہید ہو جاتا ہے یا کافروں پر غلبہ حاصل کرلیتا ہے تو دونوں صورتوں میں اجرِ عظیم کا مستحق قرار پاتا ہے۔ پھر قتال فی سبیل اللہ کے لیے جواز کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تم آخر جہاد کے لیے کیوں نہیں نکلتے جبکہ صورتحال یہ ہے کہ ضعیف اور مظلوم بچّے، بوڑھے اور عورتیں کفّار کے ظلم سے

تنگ آکر تمہاری راہ دیکھ رہے ہیں اور دعائیں مانگتے ہیں کہ ہمارے لیے ظلم و ستم سے نجات دہندہ اور کوئی مددگار پیدا کر دیجیے۔ ان حالات میں بھی اگر جہاد نہیں کروگے تو پھر کب کروگے؟ جب کافر طاغوت کی حمایت میں لڑتے ہیں تو ایمان والوں کو اللہ کے دین کی حمایت میں لڑنا چاہیے۔ شیطان کے حمایتیوں سے تمہیں جنگ کرنی چاہیے۔ بے شک شیطانی سازشیں انتہائی کمزور ہوا کرتی ہیں۔

موت اٹل حقیقت، منافقین کا رویہ۔ افواہ سازی کی مذمت۔ سلام کا حکم

77-87

ع 8 بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب نماز روزہ کی بات ہو تو جہاد شروع کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں اور جب جہاد کا وقت آتا ہے تو موت کے ڈر سے راہِ فرار اختیار کر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ موت تو ہر جگہ آکر رہے گی۔ مضبوط قلعوں کے اندر بند ہو کر بھی موت سے بچنا ممکن نہیں ہے۔ اگر انہیں کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے تو اسے اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، لیکن اگر کوئی نقصان ہو جائے تو نبی کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں، جبکہ ہونا یہ چاہیے کہ فائدہ کو اللہ کی طرف منسوب کریں اور نقصان کو اپنی کوتاہی اور کج تدبیری کا نتیجہ قرار دیں۔ ہم نے رسول کو اسی لیے بھیجا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے کیونکہ اطاعتِ خداوندی اطاعتِ رسول میں مضمر ہے۔ منافقین آپ ﷺ کے سامنے اطاعت کی باتیں کرتے ہیں اور آپ ﷺ کی مجلس سے اٹھ کر مخالفت شروع کر دیتے ہیں۔ آپ ﷺ اللہ پر توکّل کرتے ہوئے ان سے صَرفِ نظر کرتے رہیں اللہ بہترین کارساز ہے۔ اس کے بعد قرآن کریم میں غور و خوض کی دعوت دیتے ہوئے اس کے حق و صداقت پر مبنی ہونے کے لیے دلیل یہ دی ہے کہ اس میں کوئی تضاد اور اختلاف نہیں پایا جاتا۔

پھر معاشرہ کا امن و سکون تباہ کر دینے والی بد ترین عامل "افواہ سازی" کی مذمت کرتے ہوئے اس کے سدّباب کا طریقہ بیان کیا ہے کہ متعلقہ شخص سے رابطہ کر کے تحقیق کر لی جائے تو "افواہیں" اپنی موت آپ مر جاتی ہیں اور اگر دین کی کوئی بات سامنے آئے تو رسولِ اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کے ماہرین سے رجوع اور تحقیق کے بغیر اس پر عمل نہ کیا جائے۔

جہاد کے لیے ہر شخص کو چاہیے کہ وہ دوسروں کو ہدفِ تنقید بنانے کی بجائے اپنے آپ کو پیش کر دے اور دوسرے مسلمانوں کو جہاد میں شریک کرنے کے لیے ترغیب دیتا رہے۔ یہی وہ راستہ ہے جس سے کافروں کا زور توڑا جا سکتا ہے۔ اللہ بڑی طاقت کے مالک ہیں اور وہ دشمنانِ اسلام کو عبرت کا نشان بنا سکتے ہیں۔

جائز اور ناجائز سفارش کا ضابطہ بیان کیا۔ جو اچھی سفارش کرے گا اس کا حصّہ اس میں سے ہے اور جو بُری سفارش کرے گا تو اس کے لیے اس میں حصّہ ہے بوجھ کا۔

سلام کرنے کے آداب سکھائے کہ حسنِ اخلاق کا تقاضا ہے کہ سلام کا جواب بہتر سے بہتر انداز میں دیا جائے۔

منافقین کی حقیقت کا پردہ چاک

88-91

ع 9 پھر منافقین کے بارے میں دو ٹوک پالیسی اختیار کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ تم لوگ منافقین کے بارے میں دُہری ذہنیت کا کیوں شکار ہو؟ اللہ نے انہیں مسترد کر دیا ہے، جسے اللہ گمراہ قرار دے دیں، اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا! تم ان کے بارے میں متردد ہو جبکہ وہ تمہیں کافر بنانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں تاکہ تم اور وہ ایک جیسے ہو جاؤ۔ یہ لوگ تو اس قابل ہیں کہ ان سے کسی قسم کی دوستی نہ رکھی جائے بلکہ یہ جہاں بھی ملیں انہیں قتل کر کے جہنّم رسید کر دیا جائے، البتہ ان میں سے اگر کسی نے تمہارے ساتھ معاہدہ کر رکھا ہو یا وہ قتل

و غارت گری سے باز آنے کی ضمانت دینے کے لیے تیار ہو تو اس سے درگزر کیا جا سکتا ہے۔

غلطی سے قتل ہو جانے اور جان بوجھ کر قتل کرنے کی سزا

92-96

ع 10 پھر اس کے بعد کسی بے گناہ کے قتلِ خطا کی صورت میں دیت کی ادائیگی کا ضابطہ بیان کیا۔ قاتل کو خون بہا ادا کرنا چاہیے اور دو مہینے پے در پے روزے رکھنے چاہئیں اور کسی مومن کو ناجائز جان بوجھ کر قتل کی صورت میں دائمی جہنمی ہونے کی وعید بیان فرمائی اور اس پر خدا کی لعنت ہے۔ پھر بلا تحقیق کسی کے خلاف انتقامی کارروائی کرنے سے منع کرتے ہوئے بتایا کہ اگر کوئی اجنبی شخص تمہیں سلام کرتا ہے تو یہ اس کے ایمان کی علامت ہے محض شک وشبہ کی بنیاد پر اس کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہیے۔ پھر محاذِ جنگ پر مصروفِ عمل مجاہدین کی فضیلت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ "مجاہدین" اور "قاعدین" (گھروں میں بیٹھنے والے) ہمسر نہیں ہیں۔ یعنی جہاد سے پیچھے رہنے والے، جہاد کرنے والوں کے برابر کبھی نہیں ہو سکتے۔ ہر مسلمان سے اللہ نے اجر و ثواب کا وعدہ کر رکھا ہے مگر مجاہدین کا مرتبہ اور مقام بہت بڑا ہے۔

اسلامی ریاست کی طرف ہجرت کا حکم

97-100

ع 11 اسلامی ریاست قائم ہونے کے بعد اللہ کے دشمنوں کے ساتھ کفر کی سر زمین میں بلاوجہ رہنا بہت بڑا ظلم ہے۔ اسلامی حکومت کے قائم ہونے کے بعد کفر کے علاقے سے ہجرت کر آنا ضروری ہے، ہاں کمزور، بوڑھے، عورتیں اور وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں جنہیں نکلنے کی کوئی راہ نہ ملے، ہجرت کی نیت سے گھر سے نکلنے والا اگر راستے میں مر جائے تو اس نے اپنا اجر پا لیا۔ اللہ کی زمین وسیع ہے۔ اگر اپنا

وطن چھوڑ کر نکلو گے تو نئی نئی اقامت گاہیں اور معیشت کے نئے نئے سامان پاؤ گے۔

نمازِ قصر کا حکم۔ صلوٰۃ الخوف کا طریقہ

101-104

ع 12 پھر جہاد اور نماز کی اہمیت کے ایک قرآنی حکم کا تذکرہ ہے۔ مسلمان غزوہ بنی المصطلق کے موقع پر جب ظہر کی نماز پڑھنے لگے تو کافروں نے کہا کہ ہمیں اگر پہلے سے معلوم ہوتا تو اس حالت میں ایک دم حملہ آور ہو کر مسلمانوں کو نیست و نابود کرنا بہت آسان تھا۔ انہوں نے عصر کی نماز میں حملہ کرنے کی پلاننگ کر لی، جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو کافروں کی اس خفیہ تدبیر کی اطلاع بھی دی اور اس کے سدّباب کے لیے "صلوۃ الخوف" پڑھنے کا طریقہ بھی بیان کر دیا۔ اگر دشمن سے جان کا خطرہ ہو تو صلوٰۃ الخوف پڑھو۔

صلوٰۃ الخوف پڑھنے کا طریقہ: پہلی جماعت امام کے ساتھ ایک رکعت پوری کر کے دشمن کے مقابل جائے اور دوسری جماعت جو دشمن کے مقابل تھی وہ آکر امام کے ساتھ دوسری رکعت پڑھے پھر فقط امام سلام پھیرے۔ پہلی جماعت دوسری رکعت بغیر قرأت کے پڑھے اور سلام پھیر دے اور دشمن کے مقابل چلی جائے پھر دوسری جماعت اپنی جگہ آکر ایک رکعت جو باقی رہی تھی اس کو قرأت کے ساتھ پورا کر کے سلام پھیر دے۔ کیونکہ یہ لوگ مسبوق ہیں اور پہلے لاحق۔ حضرت ابن مسعودؓ سے سیّد عالم ﷺ کا اسی طرح نماز خوف ادا فرمانا مروی ہے۔ (خزائن العرفان)

اس طرح نماز کے فریضہ کی بروقت باجماعت ادائیگی بھی ہو جائے گی اور جہاد کے فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی اور غفلت نہیں ہو گی۔ اسی ضمن میں حالت سفر میں "قصر نماز" کا حکم بھی عنایت کیا گیا۔ چنانچہ دشمنوں کی تدبیر دھری

کی دھری رہ گئی اور نماز اور جہاد کی مشترکہ اہمیت بھی واضح ہو گئی کہ نماز جیسے عظیم الشان عمل کی وجہ سے جہاد کو مؤخر کرنے کی اجازت نہیں دی گئی اور جہاد جیسے اہم عمل کی بنا پر نماز میں غفلت اور کوتاہی کی اجازت نہیں دی گئی۔ نماز کے بعد بھی کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے ہر صورت میں اللہ پاک کو یاد کرتے رہنا چاہیے۔ نماز کو وقت مقررہ پر ادا کرنا فرض ہے۔ پہاڑی علاقہ میں ننگے پاؤں کافروں کا پیچھا کرنے سے مجاہدین کے پاؤں زخمی ہو کر خون رِسنے لگا تھا، جس پر حکم ہوا کہ کافروں کے تعاقب میں کسی قسم کی سستی کا مظاہرہ نہ کرو۔ اگر تمہیں تکلیف پہنچی ہے تو کافر بھی آرام سے نہیں بیٹھے ہوئے انہیں بھی اپنا بچاؤ کرتے ہوئے زخم سہنے پڑ رہے ہیں، مگر مسلمان اور کافر کی تکلیف میں بنیادی فرق ہے کہ تمہیں ہر تکلیف اور زخم پر اللہ کے ہاں سے اجر و ثواب ملے گا، جبکہ ان کی تکلیف اور دکھ انہیں مزید جہنّم کے قریب کر دے گا۔

فیصلہ ہر حال میں عدل و انصاف سے کیا جائے

105-112

ع 13 اس کے بعد ہر حال میں عدل و انصاف کا مظاہرہ کرنے کی تلقین ہے۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ کسی گھر میں چوری ہو گئی تھی۔ چور انتہائی چالاک اور چرب لسان تھے۔ انہوں نے کسی بے گناہ کو پھنسا کر اپنا دامن بچانے کی کوشش کی۔ بعض لوگ ان کی چرب لسانی سے متاثر ہو کر انہیں بَری کرانا چاہتے تھے۔ قرآن کریم نے ان کے جرم کو طشت از بام کرتے ہوئے تاکید فرمائی کہ بلا تحقیق کسی خائن مجرم کی حمایت کرنے کی بجائے عدل و انصاف کے قانون کے مطابق فیصلہ کر کے مجرمین کو سزا دینی چاہیے۔ دنیا میں اگر تم نے کسی مجرم کو بچا بھی لیا تو کل قیامت میں اللہ کی گرفت سے اسے کون بچائے گا۔ جس نے جرم کیا سزا بھی اسی کو ملنی چاہیے۔ اپنے گناہ کا الزام دوسرے پر تھوپنا بہت بڑا جرم ہے۔

بُری سرگوشیوں کی ممانعت

113-115

ع14 کسی کو نقصان پہنچانے کے لیے خفیہ تدبیروں کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر کوئی خفیہ تدبیر کرنی ہی ہے تو کسی نیک کام، صدقہ وخیرات یا مفادِ عامہ کے لیے کرنی چاہیے۔ اس پر اجرِ عظیم نصیب ہو گا۔

شیطان اور اس کے ہم نواؤں کی بڑی وسوسہ اندازی یہ ہے کہ تمہیں حقیقت اور عمل سے ہٹا کر باطل آرزوؤں اور جھوٹی امیدوں میں مگن کر دیں۔ حالانکہ وہ اپنے سوا کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے۔ یاد رکھو ان سے زیادہ مشورے اور سرگوشیاں اچھی نہیں۔ ہاں ان لوگوں سے مشورہ ہو سکتا ہے جو خیرات یا نیک بات یا لوگوں میں صلح کرنے کو کہیں۔ جو سیدھی راہ پالینے کے بعد نبی کریم کی مخالفت کرے گا اور مومنوں کی راہ کے علاوہ کوئی اور راہ اختیار کرے گا وہ جہنم کا ایندھن بنے گا اور یہ بدترین مقام ہے۔

شرک ناقابلِ معافی گناہ ہے، شیطانی عمل سے بچو

116-126

ع15 اللہ تعالیٰ مشرک کو ہرگز نہ بخشے گا اس کے سوا جس کو چاہے بخش دے۔ جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ دُور گمراہی میں جا پڑا۔ یہ اللہ کے سوا دوسروں کی پرستش کرتے ہیں، سرکش شیطان سے امداد مانگتے ہیں، وہ انہیں گمراہ کرتا ہے، جھوٹی امیدیں دلاتا ہے اور انہیں جانوروں کے کانوں کو چیرنے اور اللہ کی مخلوق کی شکلوں کو بگاڑنے کا حکم دیتا ہے۔ جو شخص اللہ کے حکم کو چھوڑ کر شیطان کے کہنے پر چلے گا ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔

نیک عمل، اہلِ ایمان ابدی اور سرمدی بہشتوں میں داخل ہوں گے۔ یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے، اللہ سے زیادہ سچا وعدہ کس کا ہو سکتا ہے۔ جو بھی نیک عمل کرے

گا مرد ہو یا عورت اچھی جزا پائے گا۔ بشرطیکہ صاحب ایمان ہو۔ اس شخص سے اچھا دین کس کا ہو سکتا ہے جس نے حکم الٰہی کو قبول کیا اور وہ نیکوکار بھی ہے اور حضرت ابراہیم حنیف کی ملت کا پیرو ہے جو خلیل اللہ ہے۔

ایک سے زائد بیویاں رکھنے کی شرائط

127-134

ع 16 اب سلسلہ بیان پھر قرابت داروں کے حقوق کی طرف پھیر دیا ہے۔ دور جاہلیت میں صورتحال یہ تھی کہ اگر یتیم لڑکی خوبصورت اور مالدار ہوتی تو سر پرست مال کے طمع میں خود اس سے نکاح کر لیتا یا کسی دوسرے سے اس شرط پر نکاح کرتا کہ مال کا ایک حصہ اسے مل جائے۔ اوّل تو یتیم بچّوں کا نکاح ہونے ہی نہیں دیتے تھے کہ شوہر مال کا مطالبہ کرے گا۔ قرآن نے اس صریح ظلم سے روکا ہے۔

البتہ بیوی شوہر کو اپنے سے پھرا ہوا پائے اسے خوش کرنے کے لیے اپنے حق میں سے کچھ چھوڑ دے اور اس طرح ملاپ ہو جائے تو کچھ حرج نہیں۔ مال و دولت کی خواہش ہر انسان میں فطری ہوتی ہے، لیکن یہ روا نہیں کہ دولت کی وجہ سے نااتفاقی ہو۔

ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی صورت میں اولین شرط عدل کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنی باتیں تمہارے اختیار میں ہیں ان میں ہر ایک کے ساتھ یکساں سلوک کرو، اور کسی ایک ہی کی طرف بالکل ہی نہ جھک جاؤ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت تاکیدی حکم ہے، اس سے ہر حال میں ڈرتے رہو، اگر تم اس کو بھول جاؤ گے تو اس کی گرفت سے نہ بچ سکو گے۔ وہ ایسا کر سکتا ہے کہ تمہیں بالکل نیست و نابود کر دے اور تمہاری جگہ دوسری قوم کو لا کھڑا کرے۔ اللہ تعالیٰ سے صرف دنیا نہ مانگو، اس سے دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی مانگو، وہ سب کچھ دے

گا۔

سچی گواہی دینا دینِ اسلام پر استقامت کی بڑی نشانی ہے

135-141

ع 17 مسلمانوں کو چاہیے کہ انصاف پر قائم رہنے والے اور اللہ کے لیے شہادت دینے والے بن جائیں۔ اگر سچی گواہی خود ان کی ذات کے خلاف ہو یا ان کے ماں باپ کے خلاف ہو جب بھی اس کے اظہار میں تامّل نہ کریں، گواہی دینے میں نہ تو کسی کی دولت کی پرواہ کریں، نہ کسی کی غربت پر ترس کھائیں۔ جو بات کہیں وہ صاف صاف اور بے لاگ کہیں۔

اچھی عادت اس وقت پیدا ہو سکتی ہے جب پختہ ایمان دِل میں جم جائے۔ وہ ایمان کامل ایمان نہیں جس میں استقامت نہ ہو، کبھی ادھر کبھی اُدھر والی بات سے راہِ راست نہیں ملتی۔

منافقوں کا طریقہ ہے کہ وہ مومنوں کو چھوڑ کر اللہ کے دشمنوں کے دوست اور مددگار بنتے ہیں۔ تاکہ عزّت حاصل کریں۔ حالانکہ عزّت تو سب اللہ کے پاس ہے۔ یہ لوگ خدا کے منکروں کی مجلسوں میں شریک ہو کر خدا کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں، الگ تھلگ رہ کر واقعات کی رفتار دیکھتے ہیں۔ اگر مسلمان کامیاب ہو جاتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں ہم دِل سے تمہارے ساتھ تھے اور اگر کافروں کی جیت ہو جاتی ہے تو ان سے کہتے ہیں اس فتح میں ہم تمہارے ساتھ تھے۔

منافقوں کی نشانیاں اور ان کا بُرا حشر

142-147

ع 18 منافقین اللہ کو دھوکہ دینے کی کوشش میں اپنے آپ کو ہی دھوکہ دے رہے ہیں۔ یہ لوگ نماز میں سستی اور اللہ کے ذکر سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ تذبذب کا شکار رہتے ہیں نہ اُدھر کے نہ اِدھر کے۔ ایسے گمراہوں کو ہدایت بھی

نہیں ملا کرتی۔ یہ جہنّم کے سب سے نچلے طبقے میں ڈالے جائیں گے، مسلمانوں کے مقابلہ میں کافروں سے دوستی اور گٹھ جوڑ کی اجازت نہیں ہے۔ کافروں کو مسلمانوں پر کسی طرح بھی فوقیت نہیں دی جاسکتی، یہ لوگ اگر تائب ہو کر اپنا طرز عمل درست کرلیں تو ان کا شمار بھی مؤمنین کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ اگر تم ایمان کے تقاضے پورے کرتے رہو اور اللہ کا شکر ادا کرتے رہو تو اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کریں گے؟ اللہ تو دِلوں کا بھید جاننے والا بڑا ہی قدر دان مالک و مولیٰ ہے۔

پارہ نمبر 6 لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَہْرَ

یہ سیپارہ چودہ [14] رکوع اور پانچ [5] آیات پر مشتمل ہے۔ پہلے چار [4] رکوع سورۃ النساء اور پھر دس [10] رکوع اور پانچ [5] آیات سورۃ المائدہ کی ہیں۔

عیب و ظلم کا اظہار

148-152

ع 1 اس پارے کے آغاز میں اللہ نے فرمایا کہ اللہ کو یہ پسند نہیں کہ کسی کے عیب اور برائی کی تشہیر کی جائے۔ ہاں، مظلوم ظالم کے خلاف آواز بلند کر سکتا ہے۔

جو لوگ اللہ کے بعض رسولوں کو مانتے ہیں بعض کو نہیں مانتے وہ ایمان و کفر کے درمیان کوئی تیسری راہ نکالنا چاہتے ہیں، ایسے لوگ پکّے کافر ہیں۔ اجر کے مستحق وہ مومن ہیں جو اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں، اور ان کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے۔

یہود کا حال ماضی کے آئینہ میں، حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں

153-162

ع 2 اس رکوع میں یہود اور ان کی خباثتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ یہودِ مدینہ نے حضور علیہ السّلام سے کہا تھا کہ ہم آپ پر اس وقت ایمان لائیں گے جب آپ ہمارے نام پر اللہ تعالیٰ سے ایک خط لے کر آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کے بے جا مطالبات سے دِل برداشتہ نہ ہوں، ان کے آباؤاجداد نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے اس سے بھی بڑا مطالبہ کیا تھا کہ ہم سے اللہ کی بالمشافہ ملاقات کراؤ! ان پر ایک کڑک مسلط کی گئی۔ موسیٰ علیہ السّلام کو ہم نے واضح دلائل اور معجزات عطا کیے تھے۔ مگر اس کے باوجود یہ بچھڑے کی پرستش میں مبتلا ہو گئے۔

ان کے سروں پر کوہِ طور معلق کر کے ان سے عہد و پیمان لیا گیا۔ انہیں بیت المقدس میں عجز و انکساری کے ساتھ داخلہ کا حکم دیا۔ ہفتہ کا دن ان کی عبادت کے لیے مقرر کیا۔ مگر یہ کسی بات پر بھی پورے نہیں اترے۔ انبیاء کو ناحق قتل کیا، مریم صدیقہؑ پر بہتان لگایا۔ ان کے جرائم کی فہرست بڑی طویل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان کی نازیبا حرکات کی بنا پر ان کے دلوں پر ایسا ٹھپہ لگا دیا ہے کہ اب یہ ایمان لا ہی نہیں سکتے۔

انہوں نے عیسیٰ علیہ السّلام کے قتل کا دعویٰ کیا جبکہ یہ عیسیٰ علیہ السّلام کو قتل کرنے یا سولی پر چڑھانے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ انہوں نے شبہ کے اندر کسی دوسرے کو پھانسی پر لٹکا دیا اور عیسیٰ علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر زندہ اٹھا لیا، اللہ بڑا زبردست اور حکمت والا ہے۔

حیات و موت عیسوی کی بحث میں سیف چشتیائی مصنف پیر مہر علی شاہ صاحبؒ قابلِ مطالعہ ہے۔ (بیان القرآن از مولٰنا اشرف علی تھانوی)۔

عیسیٰ علیہ السّلام پر ان کی موت سے پہلے تمام اہلِ کتاب کو ضرور ایمان لانا پڑے گا۔ ان یہودیوں کی ظالمانہ حرکتوں کی بناء پر پاکیزہ اور حلال چیزوں کو ان پر حرام کیا گیا۔ منع کرنے کے باوجود سود کھانے، لوگوں کا مال ناجائز طریقہ پر ہڑپ کر جانے کی وجہ سے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کیا گیا ہے۔ لیکن ان میں ایسے اعتدال پسند علم و فضل والے بھی ہیں جو علم کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اللہ پر، اس کے نازل کردہ کلام پر اور آخرت پر ایمان لاتے ہوئے اسلام کو قبول کر کے نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ہم عظیم الشّان جزا دیں گے۔

انبیاء کی مشترک دعوت۔ عقیدۂ تثلیث کا رد

163-171

پھر اختصار کے ساتھ سلسلۂ انبیاء کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے

نوح، ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون، سلیمان علیہم السّلام کو نبی بنایا۔ ان سب کو بشیر ونذیر بنا کر ہم نے بھیجا تھا تاکہ لوگوں کے پاس کوئی بہانہ باقی نہ رہ جائے، آپ ﷺ کو بھی انہی انبیاء علیہم السّلام کی طرح نبی برحق بنایا گیا ہے۔ اگر آپ کی نبوت کی گواہی یہودی دینے کے لیے تیار نہیں ہیں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی گواہی کافی وشافی ہے۔ آپ کے منکر گمراہ ہیں۔ یہ کبھی بھی نہ بخشے جائیں گے نہ کبھی منزلِ مقصود تک پہنچیں گے۔ سب لوگوں کو نجات حضور ﷺ پر ایمان لانے میں ہے۔ اس کے بعد قرآن کریم کا روئے سخن عیسائیوں کی طرف ہو گیا۔

فرمایا دین میں مبالغہ آمیزی نہ کیا کرو۔ ادب واحترام کے جذبات کو اپنی حدود میں رکھنا چاہیے۔ عیسیٰ علیہ السّلام کو اللہ کہنا یا اللہ کا بیٹا کہنا کوئی دین داری نہیں ہے۔ وہ تو اللہ کے رسول، اُس کا کلمہ اور ایک پاکیزہ روح تھے۔ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ وہ زن وفرزند کے رشتہ سے پاک ہے۔

کلالہ (بے اولاد) شخص کی وراثت کا ذکر

172-176

ع 4 عیسیٰ علیہ السّلام اور مقرب فرشتوں نے اللہ کا بندہ کہلانے میں کبھی کسی قسم کا عار محسوس نہیں کیا۔

✪ معبود تو ایک اللہ ہی ہے، وہ اولاد سے پاک ہے۔ اس کے ہاں قرب کا معیار اعمال ہیں۔ جو ایمان اور اعمال صالحہ کرے گا اسے پورا پورا اجر وثواب ملے گا اور اللہ اپنی طرف سے اضافی جزا بھی دیں گے اور بندگی سے شرم محسوس کرنے والے متکبرین کو دردناک عذاب دے گا اور اللہ کی گرفت سے انہیں بچانے والا کوئی نہیں ہو گا۔ تمہارے پاس سیّد عالم ﷺ اور قرآن مجید اللہ کی طرف سے واضح دلیل اور نورِ مبین بن کر آ گئے ہیں۔ ان پر ایمان لانے والے اور ان کو

مضبوطی سے تھام لینے والے صراطِ مستقیم پر ہیں۔ وہی اللہ کی رحمت کے مستحق ہوں گے

سورۃ نساء کے آخر میں آیت کلالہ (ایسی میت جس کے والدین اور اولاد موجود نہ ہوں) کی وراثت کے باقی ماندہ مسائل ذکر فرمائے۔ کلالہ کی ایک سگی بہن ہو تو اس کو نصف ترکہ ملے گا۔ مرنے والی بہن ہو اور اس کی اولاد نہ ہو تو بھائی کو سارا مال ملے گا۔ اگر دو بہنیں ہوں تو ترکہ میں سے انہیں دو تہائی ملے گا۔ اگر کلالہ کے وارثوں میں بھائی اور بہن دونوں ہوں تو بھائی کو بہن کی نسبت دوگنا حصّہ ملے گا۔ (ضیاء القرآن)

آخر میں فرمایا کہ تمہیں گمراہی سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ اپنے احکام کھول کھول کر بیان کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کے بارے میں مکمل معلومات ہیں۔

۵۔ سورۃ المائدہ

مَدَنِیَّۃٌ

آیات: 120 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 16

مائدہ دستر خوان کو کہتے ہیں اس کا ذکر ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے ماننے والوں پر اتارا گیا، اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ مائدہ رکھا گیا۔

اس سورۃ میں حلال و حرام کے مسائل، اصلاح معاشرہ، چوری ڈاکہ اور قتل یا زخمی کر دینے کے حوالہ سے قانون سازی کی گئی ہے اور قیامت کا تذکرہ ہے اور یہود و نصاریٰ کی طرف بھی روئے سخن رکھا گیا ہے۔

ایفائے عہد، تکمیلِ دین کا اعلان، اہلِ کتاب کے مسائل

1-5

ع 5 مسلمانو! اللہ کے حکموں کی تعمیل اور اطاعت کا عہد پورا کرو۔ مویشیوں کا گوشت حلال ہے سوائے اُن کے جن کا ذکر اس سورۃ میں آگے آئے گا۔ احرام کی حالت میں شکار جائز نہیں۔ خدا پرستی کی جو مقدّس نشانیاں ٹھہرادی گئی ہیں اور جو رسوم و آداب طے ہو چکے ہیں ان کی بے حرمتی نہ کرو۔ حرمت کے مہینوں میں حاجیوں کی آمد و رفت رہتی ہے ان میں جنگ نہ کرو اور حاجیوں کے جان و مال کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ نیک کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور بُرے کاموں میں تعاون نہ کرو۔ ان چیزوں سے بچو۔ یہ تم پر حرام ہیں۔ مردار، خون، سوٴر کا گوشت، وہ جانور جس کو ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے، جو گلا گھونٹ کر یا چوٹ کھا کر یا بلند جگہ سے گر کر یا ٹکر کھا کر مر گیا ہو یا کسی درندے نے پھاڑا ہو اور جو ذبح کیا گیا ہو تھانوں پر اور جوئے کے تیروں سے تقسیم کیا گیا ہو یہ سب حرام ہیں۔ ان سے بچو۔

اعلان حق ہوا۔ آج کفر اسلام سے مایوس ہو گیا ہے، میں نے آج تمہارے لیے دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے۔ اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا ہے۔ کھانے پینے اور اس طرح کے معاملات میں بے جا قیدیں، اور وہم پرستانہ تنگیاں باقی نہیں رہیں۔ تمام اچھی چیزیں حلال ہیں اگر سدھائے ہوئے شکاری کُتّے یا پرندے کے ذریعے شکار کیا جائے تو یہ بھی جائز ہے۔ اہل کتاب کے ذبح کیے ہوئے جانور کا گوشت بھی تم پر حلال ہے نیز ان کی عورتوں کے ساتھ نکاح بھی کر سکتے ہو۔

مسائل وضو، تیمّم، اور عدل وانصاف کا حکم

6-11

ع 6 ارشادِ الٰہی ہے۔ نماز کے لیے کھڑے ہو تو پہلے وضو کرلو، پانی میسّر نہ ہو تو پاک مٹی پر تیمّم کرلیا جائے، خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ تمہیں کسی طرح تنگی میں ڈالے۔ وضو اور تیمّم سے مقصود یہ ہے کہ تم میں صفائی اور پاکیزگی پیدا ہو اور تم شکر گزار بندے بن جاؤ۔ تم نے اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا ہے، اسے یاد رکھو۔

تم پر نعمتِ الٰہی پوری کردی گئی ہے۔ اب تمہارا فرض ہے کہ اللہ کا شکر ادا کرنے سے غفلت نہ برتو، اور استقامات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے رہو، مضبوطی کے ساتھ حق کے لیے کھڑے ہونے والے اور حق وانصاف کے لیے شہادت دینے والے ہو جاؤ، اپنا ہو یا پرایا، موافق ہو یا مخالف، دوست ہو یا دشمن، جس کے ساتھ معاملہ کرو، انصاف کے ساتھ کرو اور انصاف کی بات کہو۔ اللہ کا وعدۂ مغفرت ان لوگوں کے لیے ہے جو ایمان وعملِ صالح پر قائم رہیں گے۔

آخر میں مسلمانوں کو یاد دہانی کرائی کہ دشمن کے ایک گروہ نے تم کو زک پہنچانی چاہی تو خدا نے اس کو بے بس کر دیا۔ اب تم پر لازم ہے کہ اللہ ہی سے ڈرو اور اسی پر بھروسہ کرو۔

تمہارے پاس اللہ کا نُور اور روشن کتاب آگئے ہیں

19-12

ع 7 اس کے بعد اہلِ کتاب کا تذکرہ ہے۔ یہودیوں کو یاد دلایا گیا ہے کہ ان کے آباءواجداد کو عہد ومیثاق کا پابند بنا کر ان کے بارہ قبیلوں پر بارہ نگران مقرر کیے گئے تھے مگر انہوں نے عہد شکنی کی جس کی وجہ سے وہ سنگدل ہوگئے اور اللہ کے کلام میں ردوبدل اور خیانت کے جرم میں مبتلا ہوگئے۔ عیسائیوں کو بھی عہد وپیان کا پابند بنایا گیا مگر وہ بھی عہد شکنی کے مرتکب ہوئے جس کی نحوست اور برُے

اثرات نے ان کے اندر بغض وعداوت کی خطرناک بیماری پیدا کر دی۔ اہلِ کتاب سے خطاب ہے کہ تمہارے پاس ہم نے اپنا رسول بھیج دیا ہے جو تمہاری خیانتوں پر تمہیں مطلع کرتا ہے۔ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نُور آیا اور روشن کتاب۔ یہاں نُور سے مراد نبی علیہ السّلام کی ذات اور کتابِ مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔ (تفسیر ابنِ عباس، تفسیر بیضاوی، تفسیر جلالین) اس نُور اور کتابِ مبین کی اتباع سے تم سلامتی کے راستے پاسکتے ہو اور کفر کی ظلمتوں سے نکل کر ایمان کی روشنی میں صراطِ مستقیم پر گامزن ہوسکتے ہو۔

عیسائیوں کے "الوہیت مسیح" کے عقیدہ کی مدلل تردید کی اور یہودیوں، عیسائیوں کے من گھڑت عقیدے کہ ہم اللہ کے بیٹے اور محبوب ہیں اس بات پر گرفت کی گئی ہے کہ اگر وہ اللہ کے بیٹے اور محبوب ہوتے تو اللہ انہیں عذاب میں کیوں مبتلا کرتا۔ وہ جھوٹے ہیں۔ نیز فرمایا کہ حضور ﷺ کو بھیج کر حُجت پوری کر دی ہے۔ اب ذِمّہ داری ان پر ہے کہ وہ اس بشیر و نذیر نبی پر ایمان لاتے ہیں یا نہیں۔

بنی اسرائیل کی بزدلی، عہد شکنی اور سزا

20-26

ع 8 حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا تذکرہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو جہاد کے لیے تیار کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں "مذہبی اور سیاسی قیادت" کے منصب پر فائز فرما کر تمہارے خاندان میں انبیاء و رسل اور بادشاہ و ملوک پیدا کیے۔ تمہیں بیت المقدس کو عمالقہ کے قبضہ سے آزاد کرانے کے لیے پیش رفت کرنی ہوگی۔ اللہ نے تمہیں فتح و کامرانی سے ہمکنار کرنے کا وعدہ کر رکھا ہے مگر وہ لوگ اپنی بزدلی اور طبعی خباثت کے پیشِ نظر جہاد سے پہلو تہی کرنے لگے اور عمالقہ کی طاقت و قوت سے مرعوب ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے کہنے لگے

کہ آپ اپنے رَب کے ساتھ مل کر جہاد کر کے بیت المقدس کو آزاد کرالیں ہم تو اپنے گھروں میں ہی بیٹھے رہیں گے۔ نبی کی نافرمانی پر اللہ نے اس قوم کو چالیس سال تک بغیر کسی منزل کے چھوڑ دیا اور یہ زمین میں مارے مارے پھرتے رہے۔

انسانیت کا پہلا قتل اور فساد فی الارض کی سزائیں

34-27

9 پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السّلام کے دو بیٹوں کے باہمی اختلاف اور ان کی قربانی کا تذکرہ کر کے بتایا ہے کہ خیر و شر کی قوتیں روزِ اوّل سے باہم دست و گریبان ہیں۔ اللہ تعالیٰ متقی کی قربانی قبول کیا کرتے ہیں۔ قابیل دنیائے انسانیت کا پہلا قاتل ہے، جس نے اپنی ضد اور عناد کی خاطر اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا۔ دنیا میں قیامت تک جتنے قتل ہوں گے ان کا گناہ قاتل کے ساتھ ساتھ قتل کی بنیاد ڈالنے والے پہلے قاتل قابیل کو بھی ملے گا اور یہ ضابطہ بھی بیان کر دیا کہ انسانی جان اللہ کی نگاہ میں اس قدر اہمیت کی حامل ہے کہ ایک انسان کے قتل کا گناہ پوری انسانیت کے قتل کے برابر ہے اور کسی انسانی جان کو بچا لینے کا اجر و ثواب پوری انسانیت کو بچا لینے کے برابر ہے۔

اسلامی حکومت کے باغی اور ڈاکو چونکہ معاشرہ میں بدامنی اور فساد پھیلانے کے مرتکب ہوتے ہیں اس لیے انہیں ملک بدر کر دیا جائے یا مخالف سمت کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر پھانسی پر لٹکا کر قتل کر کے ان کے وجود سے اسلامی سرزمین کو پاک کر دیا جائے۔ یہ تو دنیا کی رسوائی ہے۔ آخرت میں بھی ان کے لیے عذابِ عظیم ہے۔ البتہ گرفتاری سے پہلے اگر تائب ہو کر اپنی اصلاح کر کے ان جرائم سے باز آنے کی ضمانت دیں تو انہیں معافی دی جا سکتی ہے۔

وسیلہ، چوری کی سزا، نبی ﷺ کی دادرسی

35-43

ع 10 اہلِ ایمان کو تقویٰ پر کاربند رہنے، اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے اعمالِ صالحہ اور مرشدِ کامل کو وسیلہ بنانے اور جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف ہو کر فلاح وکامیابی حاصل کرنے کی دعوت دی ہے۔ چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے کر چوری کے سدّباب کا بہترین انتظام کیا ہے کہ ہاتھ کٹ جانے کے بعد وہ چور بھی اس جرم سے تائب ہو جائے گا اور دوسرے چوروں کے لیے بھی عبرت کا سامان پیدا ہو جائے گا۔ یہودیوں کے اعتراضات کرنے اور حضور ﷺ پر ایمان نہ لانے سے آپ ﷺ دِل گرفتہ اور پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کافروں اور یہودیوں کی نازیبا حرکات سے آپ ﷺ پریشان اور غمگین نہ ہوں۔ یہ لوگ عادی مجرم ہیں۔ اللہ کے کلام میں تحریف، جھوٹ اور حرام خوری ان کی گھٹی میں داخل ہے۔ یہ ایسے لاعلاج مریض ہو چکے ہیں کہ اللہ انہیں پاک وصاف کرنا ہی نہیں چاہتے۔ دنیامیں ذلت اور آخرت میں عذابِ عظیم ان کا مقدر بن چکا ہے۔

کتابِ الٰہی کے فیصلے، فوجداری قوانین

44-50

ع 11 پھر فوجداری قانون بیان کر دیا کہ جان کے بدلہ جان، آنکھ کے بدلہ آنکھ، کان کے بدلہ کان، دانت کے بدلہ دانت ہو گا، لیکن اگر کوئی متاثرہ فریق درگزر اور معافی کا فیصلہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے گناہوں کی معافی کا وعدہ کر رہے ہیں۔ اللہ کے بنائے ہوئے قوانین کی مخالفت کی نوعیت دیکھتے ہوئے ان پر عملدرآمد نہ کرنے والے کافر و فاسق ہیں۔ قرآن کریم سابقہ کتب سماویہ کی تعلیمات کا جامع اور محافظ ہے۔ لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو حکم دیا گیا کہ تمام فیصلے قرآن مجید کے مطابق کریں اور اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ کی

خواہش کی پرواہ نہ کریں۔ ہر قوم کے لیے اللہ نے نظامِ حیات وضع کیا ہوا ہے۔ ہم چاہتے تو دنیا کے تمام انسانوں کو ایک ہی مذہب کا پابند بنا دیتے مگر دنیا دارالامتحان ہے۔ اس میں کیے جانے والے ہر عمل پر ہی اخروی جزاء و سزا کا انحصار ہے۔

اس لیے ہر شخص کو اعمالِ صالحہ میں سبقت لے جانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

دورِ جاہلیت کے انسانوں کے وضع کردہ قوانین جاہلیت پر مبنی ہوتے ہیں جو فسق وفجور کی ترویج کا باعث ہوتے ہیں۔

یقین وایمان کے حاملین کے لیے اللہ سے بہتر قانون سازی کوئی نہیں کر سکتا۔

یہود و نصاریٰ سے قلبی دوستی منع ہے

51-56

ع 12 یہود ونصاریٰ سے تعلقات ایمان کے منافی ہیں۔ اہلِ کتاب سے دوستی چاہنے والے قلبی مریض ہیں۔ دنیا کا عارضی نفع ونقصان ان کے پیشِ نظر ہے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت سے ہماری معیشت تباہ ہو جائے گی حالانکہ اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو غلبہ عطا فرما کر ان کے معاشی حالات درست فرما سکتے ہیں، جو ان کے حمایتیوں کے لیے ندامت وشرمندگی کا باعث ہو سکتا ہے۔

اگر کوئی اسلامی نظامِ حیات کو چھوڑ کر مرتد ہو جائے تو اس سے اسلام کی حقانیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اللہ ایسے لوگوں کو منظر سے ہٹا کر کسی دوسری قوم سے اپنے دین کا کام لے سکتے ہیں۔ وہ لوگ آپس میں محبّت کرنے والے، اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے نرم گوشہ رکھنے والے، جہاد فی سبیل اللہ میں سر دھڑ کی بازی لگانے والے اور کسی کے طعن و تشنیع کو خاطر میں لانے والے نہیں ہوں

گے۔ پہلے دشمنانِ اسلام سے دوستی اور محبّت سے روکا گیا۔ اب بتایا جارہا ہے کہ مسلمان کس سے محبّت وپیار کریں۔کسے اپنا ناصر ومدد گار بنائیں۔ فرمایا تمہارا دوست اور مدد گار، اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور وہ مؤمن ہیں جو نہایت خشوع و خضوع سے نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

یہود کی بدزبانی

57-66

ع 13 منافقین کی بے حمیتی پر ملامت فرمائی گئی ہے کہ یہ یہود کو اپنا دوست بناتے ہیں جو اپنی مجلسوں میں اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں۔ انہیں نماز کے لیے بلاؤ تو اس کی ہنسی اڑاتے ہیں۔یہود کو آخرت میں پتہ چلے گا کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ بدانجام کون ہے۔ یہ ایسے دھوکہ باز ہیں کہ زبان سے اسلام کا اقرار کرتے ہیں، مگر ان کے دِلوں میں کفر بھرا ہے۔ ان کے اکثر افراد گناہ اور سرکشی میں تیز ہیں اور سُود کی کمائی کھاتے ہیں۔ ان کے علماء بے حِس اور بزدل ہوگئے ہیں کہ اُنہیں بُرے کاموں سے منع نہیں کرتے

اللہ کو کہتے ہیں کہ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ ان پر اللہ کی پھٹکار ہو۔ کیا یہ نہیں جانتے کہ اللہ کے دونوں ہاتھ فراخ ہیں۔ وہ جیسے چاہتا ہے اپنے بندوں پر خرچ کرتا ہے۔ یہ لوگ حسد کے جوش میں جنگ کی آگ بھڑکاتے رہیں گے، لیکن خدا تعالیٰ ان کی کسی سازش کو کامیاب نہ ہونے دے گا۔ انہوں نے اسلام کو اپنے لیے خطرہ سمجھ لیا ہے اگر یہ اس پر ایمان لے آتے تو درحقیقت تورات اور انجیل کو قائم کرنے والے ہوتے اور ان کے لیے دنیا و آخرت دونوں کی کامیابیوں کے دروازے کھل جاتے۔ ان میں سے کچھ میانہ رو ہیں، لیکن اکثر بُرے اعمال میں گرفتار ہیں۔

نبی ﷺ کی حفاظت ربانی، عیسائیوں کے مشرکانہ عقائد
67-77

ع 14 پھر حضور علیہ السّلام کو تبلیغ رسالت کے فریضہ کی ادائیگی میں اپنی تمام صلاحیتیں صَرف کرنے کا حکم ہے اور دشمنانِ اسلام سے آپ کو مکمل تحفظ فراہم کرنے کی ضمانت دی گئی ہے۔ اس کے بعد نصاریٰ کے عقیدۂ تثلیث پر رد اور مریم و عیسیٰ علیہ السّلام کے رَب ہونے کی الوہیت کا بطلان واضح کر کے بتلایا ہے کہ عیسیٰ کیسے خدا ہو سکتے ہیں وہ تو اپنی والدہ مریم کے ہاں پیدا ہوئے اور وہ دونوں کھانے پینے کے محتاج ہیں۔ عیسیٰ علیہ السّلام صِرف خدا کے رسول تھے باقی رسولوں کی طرح۔ اے اہلِ کتاب دین میں ناحق غلو نہ کرو ان گمراہوں کے پیچھے نہ چلو جو خود بھی بھٹکے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر گئے۔

برائی سے نہ روکنے کی سزا، نصاریٰ کے دو 2 گروہ
78-82

ع 15 بنی اسرائیل پر حضرت عیسیٰؑ اور داوٗدؑ کی زبان سے لعنت کی گئی کیونکہ وہ نافرمان اور حد سے بڑھنے والے ہو گئے تھے۔ اور یہ ایسے بزدل اور بے حس ہو چکے تھے کہ ایک دوسرے کو برائیوں سے منع نہ کرتے تھے۔ آج بھی ان کی دوستی مشرکوں اور خدا کے منکروں کے ساتھ ہے۔ اگر ان کا اللہ پر اور حضور ﷺ کی سچائی پر ایمان ہوتا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے۔ تم دیکھو گے کہ یہودی اور مشرک مسلمانوں کے سب سے زیادہ جانی دشمن ہیں۔ تم نصاریٰ میں بعض ایسے لوگ بھی پاؤ گے جو عالم اور تارک الدنیا ہیں اور اپنی حق پسندی کی وجہ سے ان ایمان والوں سے محبت کرتے ہیں۔

پارہ نمبر 7 وَاِذَا سَمِعُوْا

یہ سیپارہ انیس 19 رکوع پر مشتمل ہے۔ اس پارہ میں سورۃ المائدہ چھ 6 رکوع تک، پھر سورۃ الانعام آخر تیرہ 13 رکوع پر مشتمل ہے۔

ایمان شناس بادشاہ نجاشی۔ اللہ کے کلام کی تاثیر

83-86

ع 1 چھٹے پارہ کے آخر میں نصاریٰ کے اس مخصوص گروہ کا ذکر کیا گیا جو عیسیٰ علیہ السّلام کے دین کا پابند تھا۔ اور عبادت، ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتا تھا۔ اور جب حق و ہدایت کی روشنی حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھی تو فوراً ایمان لے آیا۔ اب ساتویں پارے کی ابتداء میں بھی نصاریٰ ہی کا ذکر ہے۔

ابتداء میں عیسائیت کے منصف مزاج اور معتدل طبقہ کی تعریف کی گئی ہے۔ واقعہ یہ پیش آیا تھا کہ قریش مکہ کے مظالم سے تنگ آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے مسلمانوں کی ایک جماعت ہجرت کر کے عیسائیوں کے ملک حبشہ چلی گئی۔ مشرکین نے ان کا تعاقب کیا اور غلط بیانی کے ساتھ نجاشی شاہ حبشہ کو مسلمانوں سے بدظن کرنے کی کوشش کی۔ نجاشی نے مسلمانوں کو طلب کر کے سوالات کیے۔ مسلمانوں کے نمائندہ حضرت جعفر طیارؓ نے جواب میں قرآن کریم کی سورۃ مریم پڑھ کر سنائی۔ نجاشی اور اس کے ساتھیوں پر قرآن کریم سن کر رقت طاری ہو گئی۔ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبانے لگیں اور کلامِ الٰہی سے متاثر ہو کر انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور مسلمانوں کو سرکاری مہمان کے طور پر اپنے ملک میں ٹھہرانے کا اعلان کر دیا۔ (تفسیر ابن کثیر، تفسیر کبیر) نجاشی کی اور اس قسم کے دوسرے عیسائیوں کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ قرآن کو سنتے ہیں تو حق کو پہچان کر ان کی

آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لا کر اسلام کی حقانیت کے گواہ بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے نیک دِل ایمان لانے والے نصرانیوں کو دنیا اور آخرت کی رحمتوں سے نوازے گا۔

حلال و حرام کا اختیار، قسم کا کفّارہ، شراب و جوُا کا حکم

87-93

ع 2 اس کے بعد حلال و حرام کے حوالے سے کچھ گفتگو۔ اہلِ ایمان کو حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام نہیں کرنا چاہیے۔ اسلام کی حلال اور حرام کی ہوئی چیزوں کو سمجھا جائے اور غلو سے کام نہ لیا جائے۔ پھر انتہا پسندی کی مذمت کی گئی ہے۔ قسم کی اقسام اور کفارہ کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ قسم منعقدہ (یمین منعقدہ) کے کفّارے کی صورتیں (1) دس مسکینوں کو کھانا کھلا دے، (2) یا انہیں کپڑے پہنا دے، (3) یا غلام آزاد کرے اگر ان تین صورتوں پر عمل نہیں کر سکتا تو پھر تین دن لگاتار روزے رکھے۔

پھر شراب اور جوئے (قمار) کی حرمت کا حتمی فیصلہ دیتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ شیطان اس کے ذریعہ اسلامی معاشرہ کے افراد میں نفرتیں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ لہٰذا اس کے جواز کی کوئی گنجائش نہیں۔ مسلمانوں کو اُم الخبائث (شراب) کے استعمال سے باز آ جانا چاہیے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے جب فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۝ (کیا تم باز نہیں آؤ گے؟) کا قرآنی جملہ سنا تو آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر بے اختیار پکار اٹھے اِنْتَهَيْنَا يَا رَبَّنَا (اے ہمارے رَب! ہم باز آ گئے۔)(تفسیر مظہری)

حالتِ احرام میں شکار کی ممانعت، خانہ کعبہ کا درجہ

94-100

 حالتِ احرام میں شکار کی ممانعت اور اس کی جزا کا بیان ہے۔ محرم کو پانی

کے شکار کی اجازت دی گئی ہے۔ کعبۃ اللہ کی مرکزیت اور بقاء انسانیت کی علامت ہونے کا بیان ہے۔ خبیث اور طیب میں امتیاز برتنے کی تلقین ہے۔ یاد رکھو ناپاک چیزیں پاک چیزوں کے برابر نہیں خواہ ان کی زیادتی تمہیں اچھی لگے کہ کسی چیز کی قلت و کثرت اچھائی کا معیار نہیں ہے۔ حلال و حرام، مطیع و عاصی بھلا اور برا کبھی برابر نہیں ہوسکتے۔

مشرکین کے حرام کردہ جانوروں کا حکم، وصیت پر گواہی

101-108

ع 4 اے مومنو! بلا ضرورت سوالات نہ کرو، جو کچھ ضروری تھا بتلا دیا گیا ہے۔ جو کچھ چھوڑ دیا گیا ہے گویا اللہ پاک نے اس سے درگزر فرمایا ہے۔ مشرکین عرب بتوں کے نام پر جانور چھوڑ دیتے تھے اور انہیں مقدّس سمجھتے تھے، ان پر سواری کرنا اور ان کا گوشت کھانا حرام سمجھتے تھے۔ فرمایا گیا کہ یہ سب مشرکانہ باتیں ہیں۔ کوئی شخص حلال کو حرام کرنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ اللہ اور رسول کی بات ماننے کے بجائے یہ کہنا کہاں کی دانشمندی ہے کہ اپنے باپ دادا کے طریقہ پر عمل کریں گے۔ وہ کون سے ہدایت یافتہ تھے۔ مسلمانو! تم اپنی جان کی فکر کرو، تم ہدایت پر قائم رہو گے تو یہ گمراہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔

وصیت کے بارے میں فرمایا گیا کہ اس پر دو معتبر گواہ ہونے چاہئیں، اگر مسلمان نہ ملیں تو دوسرے بھی ہوسکتے ہیں۔ گواہ قسم اٹھا کر گواہی دیں کہ ہم کسی لالچ سے جھوٹی گواہی نہیں دیں گے۔ اختلاف کی صورت میں فریقین اپنے اپنے گواہ پیش کریں۔ جو انکار کرے اُس سے قسم لی جائے گی۔

حضرت عیسیٰؑ پر اللہ کے احسانات، مائدہ کا قصّہ

109-115

قیامت کے دن کے بے لاگ محاسبہ کی یاد دہانی کراتے ہوئے بتایا کہ اس

ہولناک دن میں انبیاء علیہم السّلام بھی جوابدہی کے لیے اللہ کے سامنے پیش ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے عیسیٰ میری ان نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تمہیں اور تمہاری والدہ کو عطا کیں۔ روح القدس سے تمہاری مدد کی۔ پنگھوڑے اور بڑی عمر میں لوگوں سے باتیں کیں۔ میں نے تجھے کتاب حکمت تورات وانجیل کا علم سکھایا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے معجزات کا ذکر ہے جنہیں مُردوں کو زندہ کرنے، بینائی اور برص کے لاعلاج مریضوں کو چنگا کرنے اور مٹی کے جانوروں میں اللہ کے حکم سے روح پھونکنے کے معجزات عطا کیے گئے تھے۔

پھر مائدہ (دستر خوان) کا واقعہ بیان کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے ماننے والے کہنے لگے: اے عیسیٰ علیہ السّلام! اپنے رَب سے کہیے کہ ہمیں جنّت کے کھانے کِھلائے۔ اللہ نے ایک دستر خوان اتارا، جس میں انواع و اقسام کے جنتی کھانے تھے۔ خیانت کرنے اور بچا کر رکھنے سے انہیں روکا گیا تھا، مگر انہوں نے بددیانتی کا مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے خیانت کے مرتکب افراد کو بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ کر دیا۔

اللہ کا سوال اور حضرت عیسیٰؑ کا جواب

116-120

ع 6 قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے پوچھا جائے گا کہ عیسائیوں نے تمہیں اور تمہاری والدہ کو اپنا معبود کیوں بنا رکھا تھا۔ کیا تم نے کہا تھا؟۔ وہ نہایت عجز و انکساری سے عرض کریں گے سُبْحٰنَكَ اے اللہ تُو پاک ہے۔ کیا مجال تھی میری کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے حق نہیں۔ اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو تُو ضرور جانتا۔ اے اللہ تُو جانتا ہے جو میرے دِل میں ہے۔ میں نے تو تیری توحید والوہیت کی تبلیغ کی تھی۔ میرے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد لوگوں نے اپنی طرف سے میری اور میری والدہ کی عبادت شروع کر دی تھی۔ اللہ یہ تیرے

بندے ہیں آپ ان کے ساتھ جو بھی معاملہ فرمائیں، معاف کریں یا عذاب دیں یہ آپ کا اختیار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے آج کے دن سچائی کے علمبردار ہی عظیم الشان کامیابیوں سے ہمکنار ہو سکیں گے۔ ان کے لیے دائمی طور پر باغات اور بہتی نہریں تیار ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہیں اور وہ اللہ سے راضی ہے۔ اس سورۃ کی آخری آیت میں فرمایا۔ اللہ ہی کے لیے بادشاہی ہے سب آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان میں ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

مَكِيَّةٌ

٦۔ سورۃ الانعام

آیات: 165 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 20

یہ مکّی سورۃ ہے۔ اس سورۃ میں انعام (چوپائے) اور ان سے متعلقہ انسانی منافع کا تذکرہ ہے۔ نیز جانوروں سے متعلق مشرکانہ و جاہلانہ رسوم ورواج کی تردید کی گئی ہے۔ اس لیے اس سورۃ کا نام "الانعام" رکھا گیا ہے۔ ابنِ عباس فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک ہی رات میں بیک وقت اس شان سے اس سورۃ کا نزول ہوا کہ اس کے جلوس میں ستر ہزار فرشتے تسبیح و تحمید میں مشغول تھے۔ (تفسیر ابن کثیر، تفسیر کبیر)۔ اس کا مرکزی مضمون توحید کے اصول و دلائل کا بیان ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ رسالت و آخرت کے موضوع پر بھی گفتگو کی گئی ہے۔ دعوت کا کام کرنے والوں کو دلائل و براہین سے مسلح کیا گیا ہے۔

ذاتِ باری تعالیٰ کے دلائل اور مشرکوں کی ہٹ دھرمی

1-10

ع 7 سورۃ کی ابتداء سے ہی دو خداؤں (یزدان واہرمن) کے عقیدے کی نفی کرتے ہوئے فرمایا کہ آسمان وزمین کا خالق اور ظلمت و نُور کا خالق ایک ہی ہے اور وہ

قابلِ تعریف "اللہ" ہے۔ پھر رسالت محمدی کے منکرین کی مذمت کرتے ہوئے قرآن کریم کی حقانیت کا اثبات کیا اور دھمکی دیتے ہوئے فرمایا کہ کتنی ہی قومیں ہیں جنہیں ہم نے اقتدار سے نوازا اور پھر بارشیں برسا کر ان کے باغات کو سرسبز و شاداب بنایا اور انہیں معاشی خوشحالی عطا کی مگر وہ ہماری نافرمانی اور بغاوت سے باز نہ آئے تو ہم نے ان کے جرائم پر ان کی گرفت کر کے تباہ و برباد کر دیا اور ان کی جگہ دوسری قوموں کو لے آئے۔ لہٰذا تمہیں ہلاک کر کے دوسروں کو تمہاری جگہ دے دینا ہمارے لیے کوئی مشکل نہیں ہے۔ مشرکین کا کہنا تھا کہ یا تو فرشتہ ہم سے آکر آپ ﷺ کو نبی تسلیم کرنے کے لیے کہے یا ہمارے نام پر اللہ تعالیٰ خط بھیج دیں تو آپ ﷺ کی نبوت کو تسلیم کر لیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر ہم نے خط بھیج بھی دیا اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے چھو کر اسے دیکھ بھی لیا پھر بھی یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے اور اگر ہم فرشتے کو بھیجیں تو وہ بھی انسانی شکل میں ہی آئے گا اور ان کا اعتراض پھر بھی برقرار رہے گا۔ حضور علیہ السّلام کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا اے نبی ﷺ اگر آپ کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو آپ سے پہلے انبیاء کا مذاق بھی اڑایا گیا ہے۔ اس لیے دلبرداشتہ نہ ہوں۔ اس رکوع میں آپ ﷺ کی دلجوئی فرمائی گئی ہے۔

ہر چیز کا خالق و مالک اللہ ہے

11-20

ع 8 فرمایا! ان سے کہو کہ دنیا میں چل پھر کر دیکھیں جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا ہے۔ اور کون ہے جس نے یہ تمام کارخانۂ ہستی پیدا کیا ہے۔ کون ہے جس کی رحمت ہر طرف پھیلی ہوئی ہے، کون ہے جو سب کو رزق دیتا ہے، مگر خود کسی کا محتاج نہیں۔ رات کا اندھیرا اور دن کا اُجالا کس کی طرف سے ہے! دُکھ دُور کرنے والا اور سکھ لانے والا کون ہے! خوب سُن لو! اُس کے عذاب سے وہی بچے گا جس پر وہ رحم کرے

گا۔ اس کلامِ حق کی وہی خدا گواہی دیتا ہے اور اس سے بڑی گواہی کس کی ہو سکتی ہے۔ اہلِ کتاب اس حقیقت سے بخوبی باخبر ہیں، وہ معبود یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ میں تمہارے ہر شرک سے بیزار ہوں۔

مشرکین اور کفّار کا انجام بہت بُرا ہو گا

21-30

ع 9 اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پاک پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیات کو جھٹلائے۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ شرک کے دعوے کرتے ہیں وہ خدا پر جھوٹ بول رہے ہیں۔ ایسے ظالم کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔ قیامت کے دن جب اُن سے سوال ہو گا کہ تمہارے شریک کہاں ہیں، تو ان کے ہوش اُڑ جائیں گے۔ مشرک اگر نبی کریم ﷺ کی بات سنتے بھی ہیں تو سمجھنے اور ماننے کے لیے نہیں بلکہ مذاق اڑانے کے لیے۔ قرآن مجید ان کو پہلے مشرکوں کے واقعات سناتا ہے۔ یہ اُن سے سبق حاصل کرنے کی بجائے کتاب اللہ کو پہلے لوگوں کا افسانہ قرار دیتے ہیں۔ ان کی آنکھیں اُس وقت کھلیں گی جب یہ دوزخ کے کنارے کھڑے ہوں گے اس وقت یہ اپنی بدبختی پر ماتم کریں گے اور کہیں گے کاش! پھر دنیا میں جانا ہوتا اور ہم ایمان لے آتے۔ کیا اچھا ہوتا کہ یہ لوگ روزِ حشر کا احساس آج کر لیتے جب کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا بتلاؤ کیا یہ حقیقت نہیں۔ اب اپنے انکار کا عذاب چکھو۔

روزِ حشر اللہ کی ملاقات کا دن ہے اس کی تیاری کرو

31-41

ع 10 بڑے نقصان میں ہیں وہ لوگ جو اللہ کی ملاقات کا انکار کر رہے ہیں۔ جب قیامت آ جائے گی تو یہ اپنی کوتاہیوں کا ماتم کریں گے، یہ اپنے سارے گناہ پیٹھوں پر لاد کر رَب کے حضور پیش ہوں گے۔ سن لو، دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا ہے،

جب کہ آخرت کی زندگی میں اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہر خیر موجود ہے۔

آپ سے پہلے بھی رسولوں کا اسی طرح انکار کیا گیا، رسولوں نے صبر واستقامت سے کام لیا۔ یہاں تک کہ اُن کے پاس میری مدد آگئی۔ پس آپ ان کے انکار کرنے پر پریشان خاطر نہ ہوں، ایمان وہی لائیں گے، جن کے اندر کچھ خیر ہو گی، جن کے دِل مُردہ ہو چکے ہیں وہ بڑی سے بڑی نشانی دیکھ کر بھی ایمان نہ لائیں گے۔ آسمان وزمین نشانیوں سے بھرے پڑے ہیں۔ لیکن جو اندھے ہو چکے ہیں ان کو نشانیوں سے کیا حاصل؟ ان سے پوچھو کہ اگر خدا تعالیٰ تمہیں عذاب میں پکڑ لے، یا قیامت کی گھڑی آجائے تو پھر کس کو پکارو گے، اپنے سارے من گھڑت خدا بھول جاؤ گے لیکن اس وقت کی پکار سے کیا حاصل ہو گا؟

نبی کریم ﷺ کا ہر عمل وحی الٰہی ہے

42-50

ع 11 پہلی اقوام پر ہم نے تنگدستی اور بیماری ڈالی مگر وہ راہ راست پر نہیں آئے پھر ہم نے انہیں آرام وراحت دی اس پر بھی وہ اپنی شرارتوں سے باز آنے کی بجائے سرکشی وضلالت میں مزید ترقی کر گئے تو ہم نے اچانک انہیں ایسا پکڑا کہ وہ مبہوت ہو کر رہ گئے۔ ان کا نام ونشان مٹ گیا اور ظالموں کی جڑیں کٹ کر رہ گئیں۔ پھر نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے اعلان کروایا گیا، میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ خود جان لیتا ہوں غیب کو اور نہ ہی میں فرشتہ ہونے کا دعویدار ہوں، میں تو اپنے رَب کی وحی کا پابند ہوں۔ جو میری طرف بھیجی جاتی ہے یاد رکھو بینا اور اندھے برابر نہیں ہوتے۔ کیا تم غور نہیں کرتے۔

دعوتِ حق کے شیدائی، ایمان والوں کے لیے سلامتی کی دُعا

51-55

ع 12 جن لوگوں کو اللہ کا خوف ہے اور اپنے رَب کے سامنے جمع ہونے سے ڈرتے ہیں آپ ﷺ انہیں قرآن کریم کے ذریعہ ڈراتے رہیے۔ اللہ کے علاوہ اس دن کوئی حمایتی اور سفارشی نہیں بن سکے گا۔ مشرکین مکہ کے متکبر اور ہٹ دھرم سرداروں کو اپنے ساتھ مانوس کرنے اور ہدایت کے راستہ پر لانے کی امید میں آپ ایسے مخلص اور غریب اہل ایمان کو اپنی مجلس سے دُور نہ کریں۔ جو اپنے رَب کو راضی کرنے کے لیے صبح و شام اس کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ بھی امتحان کا ایک حصّہ ہے کہ کافر و متکبر لوگ غریب مسلمانوں کو دیکھ کر حقارت سے ایسے جملے کسیں کہ کیا یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہم پر ترجیح دی ہے؟ اللہ شکر گزاروں کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں، ایمان والے جب آپ ﷺ کے پاس آئیں تو آپ ان کے لیے سلامتی کی دُعا کریں اور انہیں اپنے رَب کی رحمتوں کی خوشخبری سنائیں اور اگر نادانی کے ساتھ کسی سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اسے توبہ اور اپنی اصلاح کی تلقین کر کے امید دلائیں کہ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہیں۔ ہم اسی طرح وضاحت سے اپنی آیات بیان کرتے ہیں تاکہ مجرمین کا طریقہ کار واضح ہو جائے۔

اللہ جلّ جلالہٗ کے عِلم کی وسعت

56-60

ع 13 آپ اعلان فرما دیں، کہ مجھے تو منع کیا گیا ہے کہ جنہیں تم خدا بنائے بیٹھے ہو، میں ان کی عبادت کروں میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کر سکتا، میں اپنے رَب کی طرف سے روشن دلیل پر قائم ہوں۔ تم مجھے کہتے ہو، کہ جب ہم تیری بات نہیں مانتے تو تو ہم پر عذاب کیوں نہیں لے آتا؟ سنو عذاب اللہ کے اختیار میں ہے۔ ہر چیز کا جاننے والا وہی ہے۔ غیب کے خزانوں کی کنجیاں اُس کے

پاس ہیں۔ خشکی اور تری میں جو کچھ ہے وہ جانتا ہے۔ کسی درخت کا کوئی پتہ، اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ، یا کوئی خشک و تر شے نہیں جو کتاب روشن میں لکھی ہوئی نہ ہو۔ اس نے جو قانون مقرر کر دیا ہے اسی کے مطابق عذاب کا ظہور ہو گا۔ اور تم سب کو اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

دین کا مذاق اڑانے والوں سے کوئی تعلق نہ رکھو

61-70

ع 14 اپنے بندوں پر رب کا پورا اختیار ہے، وہی فرشتوں سے جان نکلوا کر سب کو اپنے سامنے پیش کرے گا، اور بہت جلد حساب لے گا۔ آپ ان سے پوچھیں کہ صحرا کی وسعتوں میں اور سمندر کی تاریکیوں میں تمہیں خطرات سے کون بچاتا ہے۔ اس وقت کون تمہاری دستگیری کرتا ہے۔ کیا صرف اللہ کی رحمت ہی نہیں جو آگے بڑھ کر تمہاری دستگیری کرتی ہے۔ وہ اگر چاہے تو تم پر آسمان سے عذاب بھیج دے، یا زمین تمہارے پاؤں تلے سے عذاب کی صورتیں پیدا کر دے یا تمہیں آپس میں لڑا دے۔

اے نبی مکرم ﷺ ! یہ لوگ کھلم کھلا حق کا انکار کر رہے ہیں اور بیہودہ باتیں کرتے ہیں، آپ ان سے الگ رہیں۔ آپ پر ان کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے اور دنیا کی زندگی کے چکر میں پڑے ہیں آپ انہیں چھوڑ دیجیے۔ ان کو صرف یہ بتا دیں کہ ایک نہ ایک دن اپنے برے کاموں کے نتائج بھگتو گے۔ اس دن تمہاری دولت اور تمہارے سفارشی تمہارے کسی کام نہ آئیں گے۔

ابراہیمؑ کا دعوتِ توحید کا نرالا انداز

71-82

 حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے اپنے ستارہ پرست قوم کے ساتھ مناظرہ کا

بیان ہے کہ ستارے، چاند، سورج ڈوب جاتے ہیں اور ڈوبنے والا محتاج اور کمزور ہے رَب نہیں ہو سکتا۔ پھر ابراہیم علیہ السّلام کی امتیازی خوبی کا بیان ہے اور وہ ان کا یہ اعلان ہے "میں نے اپنا رخ ہر طرف سے موڑ کر یکسوئی کے ساتھ آسمان و زمین کے خالق اللہ کی طرف کر لیا اور میں مشرکین میں سے نہیں۔ یاد رکھو میں اسی سے ڈرتا ہوں تم اپنے جھوٹے معبودوں سے مجھے نہیں ڈرا سکتے۔

اٹھارہ انبیاء کا ذکر

83-90

ع 16 پھر کمالِ اختصار کے ساتھ چند سطروں میں اٹھارہ انبیاء و رسل کے نام کا تذکرہ اور تعریف بیان کی گئی ہے اور ان کی طرزِ زندگی کو اپنانے کی تلقین ہے۔
انبیاء کے نام: حضرت ابراہیم، اسحٰق، یعقوب، نوح، داوٗد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ، ہارون، زکریا، یحییٰ، عیسیٰ الیاس، اسماعیل، یسع، یونس، لُوط علیہم السّلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی اور رسول تھے۔ یہ سب دین توحید کے حامل تھے۔ اصل ہدایات کی راہ یہی ہے جس پر یہ تمام پیغمبر قائم تھے اگر کافر اس کا انکار کرتے ہیں تو ان کی پرواہ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کسی دوسری قوم کو توحید کی حمایت میں کھڑا کر دے گا۔ ان سے کہہ دیں میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا ہوں۔ یہ قرآن تمام جہانوں کے لیے نصیحت ہے۔

قرآن مجید کتاب الٰہی ہے، منکروں کی کذب بیانی

91-94

ع 17 کفّار یا مشرکین کا یا کسی اور کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو لوگوں کی ہدایت کے لئے پیغمبر بنا کر نہیں بھیجا، یہ اللہ تعالیٰ کی توہین ہے۔
سنو! حضرت موسیٰؑ حضور ﷺ سے پہلے تورات لائے تھے ان کو تو تم مانتے ہو، وہ کتاب کس نے اتاری تھی؟ پس قرآن مجید کو بھی میں نے ہی اتارا

ہے۔ قرآن کریم پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے۔ آخرت کو ماننے والے اس پر یقین رکھتے ہیں۔ آپ انہیں کہہ دیں کہ میں اگر اپنی طرف سے کوئی بات کہہ رہا ہوں تو مجھ سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے؟ اگر تم میری بات نہیں مانتے تو تمہارا شمار ظالموں میں ہو گا۔ تم کل موت کی سختیوں میں ڈبکیاں کھا رہے ہو گے خدا کے حضور تنہا پیش ہو گے۔ تمہارے سفارشی اور جھوٹے معبود یہیں رہ جائیں گے، وہاں کوئی تمہارے کام نہ آئے گا۔

اللہ کی ذات وصفات اور افعال کی معرفت

95-100

ع 18 پھر قدرتِ خداوندی کی کائناتی حقائق میں مشاہدہ کرنے کی دعوت ہے۔ اللہ ہی دانے اور گٹھلی کو پھاڑ کر درخت اور پودے پیدا کرتا ہے۔ زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ نکالتا ہے۔ (مادّی طور پر جیسے مرغی سے انڈہ اور انڈے سے مرغی اور روحانی طور پر جیسے کافر کے گھر میں مسلمان اور مسلمان کے گھر میں کافر پیدا کرنا۔) دن وہی نکالتا ہے۔ سکون حاصل کرنے کے لیے رات کو لے آتا ہے۔ سورج چاند کو حساب کے لیے مقرر کیا ہے۔ خشکی و تری میں راستہ متعین کرنے کے لیے ستارے اسی نے بنائے ہیں۔ اسی نے ایک جان (آدم علیہ السّلام) سے تمام انسان پیدا کر کے ان کی عارضی رہائش گاہ (دنیا) اور ان کی مستقل رہائش گاہ آخرت کو بنایا۔ آسمان سے پانی برسا کر کھیتیاں اور باغات پیدا کیے جن کے اندر سبزیاں، پھل، کھجوریں اور انگور بنائے جو گچھے والے بھی ہیں اور بغیر گچھے کے پیدا ہونے والے پھل بھی ہیں۔ پھلوں کے موسم میں دیکھو کیسے خوشنما اور بھلے لگتے ہیں۔ علم، سمجھ بوجھ اور ایمان رکھنے والوں کے لیے قدرت الٰہی اور وحدانیت کے واضح دلائل ہیں۔ مشرکین مکہ کی تردید کی کہ ان مشرکین کی حماقت کی کوئی حد ہے کہ انہوں نے جنوں کو جو اِن جیسی مخلوق ہے خدا کا شریک بنایا ہوا ہے۔ مزید برآں کہ اس

کے لیے بیٹے اور بیٹیاں گھڑلی ہیں۔ پاک ہے وہ اور برتر ہے اُس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

اللہ واحد اور یکتا ہے، اللہ کسی کی خواہش کی تکمیل کا پابند نہیں

101-110

ع 19 عیسائیوں کے عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: اللہ کی بیوی ہی نہیں ہے۔ اس کی اولاد کیسے ہو سکتی ہے، وہ ہر چیز کا خالق ہے اور ہر چیز کا عِلم رکھتا ہے۔ وحی کی اتباع کی تلقین کی اور مشرکین کے معبودوں کی برائی کرنے سے روکا کیونکہ وہ ضد اور مقابلہ میں اللہ کو بُرا بھلا کہنے لگیں گے۔ یہ لوگ قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اگر ہماری مطلوبہ نشانی دکھا دی جائے تو ضرور ایمان لے آئیں گے۔ نشانیاں دِکھانا تو اللہ کے لیے مشکل نہیں مگر اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ یہ لوگ نشانی دیکھ کر ایمان لے ہی آئیں گے۔

پارہ نمبر 8 وَلَوْ اَنَّنَا

یہ سیپارہ سترہ[17] رکوع اور تین[3] آیات پر مشتمل ہے۔ پہلے سات[7] رکوع سورۃ الانعام پھر دس[10] رکوع اور تین[3] آیات سورۃ الاعراف کی ہیں۔

کفّار کے بے جا مطالبات

111-121

ع 1 ارشاد الٰہی ہے اگر فرشتے بھی ان پر نازل ہو جائیں اور مردے آ کر انہیں بتلائیں پھر بھی یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں۔ جب بھی اللہ کا کوئی رسول اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانے کے لئے آیا اور اس نے لوگوں کو توحید کی طرف بلایا تو انسان شیطان اور جن شیطان اپنے جھوٹ کو ملمع کر کے لوگوں کے سامنے پیش کرنے لگے۔ اللہ پاک نے حضور ﷺ کو ہدایت فرمائی کہ آپ ان الجھنے والوں کو بتا دیں کہ جب میرے پاس خدا کی کتاب آ چکی ہے تو میں اس کو چھوڑ کر کسی دوسری چیز کی پیروی کس طرح کر سکتا ہوں۔

مسلمانوں کو ہدایت فرمائی گئی کہ جس حلال جانور کو اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے، اس کا گوشت کھاؤ، حرام جانوروں کا گوشت ہرگز نہ کھاؤ، کھلے اور چھپے گناہوں سے بچتے رہو۔

نبوّت مِن جانب اللہ

122-129

ع 2 جس طرح مردہ اور زندہ برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح کفر کے اندھیروں میں بھٹکنے والے اور ایمان کی روشنی میں چلنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔ جب انہیں کوئی آیت سنائی جائے تو اسے ماننے کی بجائے یہ کہتے ہیں کہ ان آیتوں کی وحی اللہ ہم پر کیوں نہیں اتارتا؟ اللہ بہتر جانتے ہیں کہ کس پر وحی اتارنی ہے۔ مجرموں کو

ان کے جرائم کی وجہ سے ذلت ورسوائی اور عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جسے اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جس کی گمراہی کا فیصلہ کرے اس کا سینہ تنگ کر دیتا ہے جیسے کوئی شخص بلندی پر چڑھ رہا ہو۔ یہی سیدھی راہ ہے۔ اِس پر چلنے والے سلامتی کے گھر میں پہنچیں گے۔ قیامت کے دن تمام جنّات وانسانوں سے بازپرس کی جائے گی اور ہر ایک کو احتساب کے عمل سے گزرنا ہوگا۔

مشرکین قریش کو تنبیہ اور مشرکانہ رسوم کی مذمّت

130-140

ع 3 آخرت کے دن گمراہ انسانوں اور جنات سے دریافت کیا جائے گا کیا تمہارے پاس ہمارے نبی اور رسول نہیں آئے تھے؟ اس دن یہ لوگ اعتراف کریں گے کہ وہ نبیوں کے سمجھانے کے باوجود محض اپنی شامت اعمال سے اس انجام بد کو پہنچے ہیں۔ مشرکین قریش کو فہمائش کی جارہی ہے کہ سنبھلنا چاہتے ہو تو اب بھی سنبھل جاؤ، ورنہ جس عذاب کی دھمکی تمہیں سنائی جارہی ہے وہ آکر رہے گا۔ کوئی اس سے بچ نہ سکے گا۔ تم سے پہلے بھی کچھ لوگ شرک اور قتل اولاد کے مرتکب ہوئے تھے انہوں نے حلال چیزوں کو خود حرام قرار دے لیا تھا۔ وہ گمراہ ہوئے ہدایت نہ پاسکے۔

قدرت خداوندی پر کائناتی شواہد، حلال مویشی

141-144

ع 4 قدرت خداوندی کا بیان ہے کہ اللہ زمین سے کیسے کیسے باغات پیدا کرتا ہے، جن میں سہارے کی محتاج بیلیں اور بغیر سہارے کے پروان چڑھنے والے پودے ہوتے ہیں۔ کھجوریں، مختلف ذائقہ والے ملتے جلتے اور غیر متشابہ پھل ہوتے ہیں۔ یہ سب انسانی خوراک اور صدقہ وخیرات کے لیے اللہ نے پیدا کیے ہیں۔ ان

میں اسراف نہ کیا جائے۔ چھوٹے بڑے جانور بھی کھانے کے لیے اللہ نے پیدا کیے۔ ان کے بارے میں شیطانی تعلیمات کی پیروی نہ کریں۔ نر اور مادہ کو شمار کر کے عام طور پر آٹھ قسم کے پالتو جانور ہیں۔ بھیڑ، بکری، گائے، اونٹ۔ اللہ نے ان میں سے کسی کو حرام قرار نہیں دیا تو تم لوگ ان کے نر یا مادہ یا ان کے حمل کو حرام کیوں کرتے ہو؟

حرام اشیاء کی مختصر فہرست

145-150

ع 5 شریعت اسلامیہ میں مُردار جانور، خون، خنزیر کا گوشت، اور اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیے جانے والے جانور حرام ہیں۔ لیکن صرف جان بچانے کی حد تک مجبوری کی حالت میں کوئی چیز ان میں سے کھالی جائے تو اللہ اس کو معاف فرمائے گا۔

یہودیوں پر ناخنوں والے جانور حرام تھے اور گائے، بکری کی چربی حرام تھی۔ اس چربی کے سوا جو پیٹھ، آنتوں یا ہڈی سے لگی رہ جائے ہم نے یہ انہیں ان کی سرکشی کی سزا دی تھی۔

اس کے بعد فرمایا مشرک آپ کی بات نہیں سنتے تو آپ انہیں بتلا دیں کہ مجرموں سے ہمارے عذاب کو پھیرا نہیں جا سکتا۔ مشرکوں کا یہ کہنا کہ اگر اللہ چاہتا تو ہمیں زبردستی شرک سے روک دیتا تو یہ محض اٹکل پچو باتیں ہیں۔ مشرکو! تمہارے پاس شرک کی صحیح ہونے کی کوئی دلیل ہے، تو پیش کرو۔

انبیاء کا دس نکاتی ایجنڈا

151-154

ع 6 اس کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام کا دس نکاتی مشترکہ پروگرام پیش کیا۔ جس پر ساری آسمانی شریعتیں متفق ہیں۔ اور تمام ادیان ان پر عمل کی دعوت دیتے

ہیں۔ جو حقوق اللہ اور حقوق العباد پر مشتمل ہے۔ اے نبی ﷺ آپ کہہ دیجیے 1: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، 2: والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، 3: مال کی تنگی کے خوف سے اولاد کو قتل نہ کرو، 4: بے حیائی کے کاموں کے قریب بھی نہ جاؤ، 5: بے گناہ کے قتل سے بچو، 6: یتیم کے مال کو ناجائز استعمال نہ کرو، 7: ناپ تول میں کمی نہ کرو، 8: قول و فعل میں انصاف کے تقاضے پورے کرو، 9: اللہ سے کیے ہوئے عہد و پیمان کو پورا کرو اور 10: صراطِ مستقیم کی پیروی کرو۔ یہی میرا سیدھا راستہ ہے اسی پر چلو اور سیدھے راستے کو چھوڑ کر دوسری غلط راہوں پر نہ چلو۔ وہ تمہیں گمراہ کر دیں گے۔

قرآن برکت اور رحمت، دینِ محمدی ملّتِ ابراہیمی کے عین مطابق

155-165

ع 7 فرمایا یہ قرآن کریم مبارک کتاب ہے اس کی پیروی کرو اللہ کی رحمت کے مستحق ہو جاؤ گے۔ تم پر کتاب اس لئے اتاری گئی ہے کہ کوئی یہ نہ کہے کہ ہم پر کتاب نازل ہوتی تو ہم ہدایت پا جاتے۔ لو کتاب آگئی ہے، اب ایمان لے آؤ، اس بات کا انتظار نہ کرو کہ تمہارے پاس فرشتے آئیں گے یا اللہ تعالیٰ خود چل کر تمہارے پاس آئے گا یا اور کوئی خاص نشان بھیجے گا۔ یاد رکھو جب کوئی خاص نشان آگیا تو تمہارا ایمان لانا تمہیں کچھ فائدہ نہ دے گا۔

جن لوگوں نے دین میں تفرقہ ڈالا، اور گروہ در گروہ ہو گئے انہیں کچھ حاصل نہ ہو گا، جو نیک عمل کرے گا اس کو ایک نیکی کا دس گنا اجر ملے گا، اور برائی کی سزا اس کے مطابق ہو گی، کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

پھر حضور ﷺ کی زبان مبارک سے یہ اعلان کرایا گیا کہ میرے رب نے مجھے سیدھا راستہ دکھایا ہے جس میں کوئی کجی نہیں ہے۔ یہ ابراہیمؑ کا طریقہ ہے۔ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین

کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔ اور سب سے پہلے سر اطاعت جھکانے والا میں ہوں۔ فرمایا یہ اعلان بھی کر دیجیے کہ ہر شخص اپنے مال کا ذِمّہ دار ہے، ہر ایک کو اپنا بوجھ خود اٹھانا ہے اور اللہ جل شانہ کہ حضور پیش ہونا ہے۔

خوب سن لو! پوری زندگی ایک امتحان گاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس کو جو کچھ بھی دیا ہے اس میں اس کا امتحان ہے کہ وہ کس طرح خدا کی امانت میں تصرف کرتا ہے، کہاں تک امانت کی ذمہ داری سمجھ کر اس کا حق ادا کرتا ہے۔ اسی امتحان کے نتیجہ پر آخرت کی زندگی کے عذاب و ثواب کا انحصار ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جلد سزا دینے والا ہے۔ وہی بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

۷۔ سُوْرَةُ الْاَعْرَاف

مَكِّيَّةٌ

آیات: 206 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 24

اعراف کے معنی بلندی کے ہیں۔ یہاں جنّت و دوزخ کے درمیان حجاب کا بالائی حصّہ مراد ہے۔ جہاں ان لوگوں کو ٹھہرایا جائے گا جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی۔ اصحاب الاعراف کے تذکرہ کی وجہ سے اس سورۃ کا نام سورۃ الاعراف رکھا گیا ہے۔

اس سورۃ کا مرکزی مضمون "رسالت" ہے۔ اس کے ساتھ ہی جنّت و جہنّم اور قیامت کے موضوع پر گفتگو ہے۔

قرآن کی دعوت

1-10

ع 8 اس سورہ مبارکہ کی ابتداء یوں ہو رہی ہے کہ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ! یہ

عظیم کتاب قرآن مجید آپ پر اتارا گیا ہے۔ آپ لوگوں کو کفر، اور ان کے برے اعمال کے نتیجے سے خبر دار کر دیں۔ ایمان والے اس کی بدولت نصیحت حاصل کریں۔ آپ کو اس کتاب کی تبلیغ میں جو مشکلات آئیں ان سے آپ پریشان اور تنگ دِل نہ ہوں۔

لوگو! اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ہدایت تمہارے پاس پہنچی ہے اس کی پیروی کرو اور اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کو چھوڑ کر اپنے من گھڑت مدد گاروں کے پیچھے نہ لگو۔ دیکھو! کتنی ہی آبادیاں تھیں جنہیں ہم نے ان کے برے کاموں کی وجہ سے مٹا دیا۔ جب عذاب کی سختی آئی تو ان کی ساری شرارتیں ختم ہو گئیں اور لگے کہنے کہ اللہ! ہم بلاشبہ ظلم کرنے والے تھے۔

دیکھو! جن لوگوں کی طرف رسول بھیجے گئے ان سے ضرور پوچھا جائے گا کہ تم نے پیغمبروں کی بات سنی یا نہیں؟ اور پیغمبروں سے بھی پوچھا جائے گا کہ تم نے اللہ کی بات پہنچائی یا نہیں؟ قیامت کے دن عمل ضرور تولے جائیں گے، جس کی نیکیوں کا پلہ بھاری نکلے گا کامیاب وہی ہو گا۔ بدکار تو نقصان ہی اٹھائیں گے۔ اور دیکھو ہم نے تمہیں زمین میں بسایا اور زندگی کے سرو سامان مہیا کر دیئے، مگر تم بہت کم شکر کرتے ہو۔

قصّہ آدمؑ وابلیس، تکبّر رسوائی دیتا ہے

11-25

ع 9 غور کرو! کہ ہم نے تمہارے باپ آدمؑ کو اچھی صورت میں پیدا کر کے فرشتوں کو اس کے سامنے جھکنے کا حکم دیا۔ سب جھک گئے، مگر ابلیس اکڑ گیا۔ کہنے لگا کہ میں آدمؑ سے بہتر ہوں۔ کیونکہ آگ سے پیدا ہوا ہوں۔ حکم ہوا جنّت سے نکل جا۔ پس اب تو ہمیشہ کے لیے ذلیل ہے۔ کہنے لگا، اے خدا! مجھے مہلت دے دے، فرمایا۔ جا تجھے مہلت مل گئی۔ کہنے لگا میں آدم کو گمراہ کرنے کے لئے سارے

جتن کروں گا۔ فرمایا ذلیل ہو کر نکل جا۔ تجھ سے اور تیرے پیروکاروں سے جہنّم کو بھر دیا جائے گا۔

آدمؑ کو جنّت میں ایک خاص پھل نہ کھانے کا حکم ملا۔ شیطان نے وسوسہ ڈال کر انہیں اور حوّا علیہ السّلام کو پھل کھلا دیا۔ پھل کھاتے ہی آدمؑ اور حوّا علیہ السّلام کا جنّت کا لباس ختم ہو گیا۔ اس پر فوراً دونوں اللہ کے حضور گڑ گڑائے۔ اے پروردگار! ہم نے اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کیا اگر تو نے ہمارا قصور نہ بخشا، اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہمارے لئے بربادی کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ نے فرمایا۔ تمہارا قصور معاف مگر اب تمہیں زمین پر جانا ہے اور ایک خاص وقت تک وہیں رہنا ہو گا۔ تمہاری موت اور زیست وہیں ہو گی، یہیں سے تم اٹھالئے جاؤ گے۔

بے حیائی اور عریانی عمل شیطان ہیں، لباس انسانیت کی عزّت 26-31

ع 10 اے اولادِ آدمؑ! یہ لباس جو ہم نے تمہیں بخشا ہے، تمہارے لئے خوبصورتی کا باعث بھی ہے اور تمہارے ستر کو بھی ڈھانکتا ہے۔ اللہ سے ڈرنا سب سے بہتر لباس ہے۔

اے اولاد آدمؑ! شیطان نے جس طرح تمہارے ماں باپ کے لباس اتروا دیئے تھے اسی طرح تمہیں بھی بہکا کر عریاں کر دینا چاہتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ لوگ بے حیائی کا کام کرتے ہیں اور دلیل یہ لاتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا ایسا ہی کرتے تھے اور ہمارے لئے اللہ کا حکم یہی ہے۔ فرمایا انہیں بتلا دو، اللہ تعالیٰ نے کبھی بے حیائی کا حکم نہیں دیا، وہ تو عمل میں اعتدال، ہر عبادت میں کامل توجہ الی اللہ اور خدا پرستی میں اخلاص کا سبق دیتا ہے۔ بے حیا شیطان کے پیروکار ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم ہدایت پر ہیں۔

اے اولادِ آدمؑ! اپنی زینت ہر نماز کے وقت اختیار کرو، کھاؤ پیو لیکن

فضول خرچ نہ بنو۔

یہاں یہ نقطہ قابلِ توجہ ہے کہ اس رکوع میں تین ندائیں لباس کے بارے میں ہیں۔ ابلیس لعین نے حضرت آدم اور حضرت حوّا علیہما السّلام کے لباس اتروادیئے تھے۔ گویا ابلیس کا سب سے بڑا ہدف یہ ہے کہ اولادِ آدم علیہ السّلام کو شرم وحیا کے لباس سے محروم کر دے۔ اور انہیں فحاشی اور عریانیت کی راہ پر لگا دے۔ سَتر کے تقاضے پورے کرنے والا لباس انسان کو حیوان سے ممتاز کرتا ہے۔ حیوان ننگا پیدا ہوتا ہے اور زندگی بھر ننگا ہی رہتا ہے۔ جبکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے لباس کے ساتھ عزّت اور فضیلت بخشی ہے۔ آج جب ہم بے مہار میڈیا کے ذریعے بے حیائی کے اڈتے ہوئے سیلاب اور عورت کی آزادی کے نام پر حیا باختگی کی فضا دیکھتے ہیں تو پھر یہ بات سمجھ آجاتی ہے کہ قرآن نے لباس کے بارے میں تاکید اور تکرار کا اسلوب کیوں اختیار کیا ہے۔

حلال کو حرام نہ کرو، عذابِ آخرت سے ڈرو

32-39

ع 11 آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ان لوگوں سے فرمادیں کہ خدا کی زینتیں جو اس نے اپنے بندوں کو استعمال کے لئے عطا کی ہیں کس نے حرام کی ہیں؟ حرام تو بے حیائی کی باتیں ہیں، ظاہر ہوں یا پوشیدہ۔ اللہ کی نافرمانیاں حرام ہیں، لوگوں پر ظلم کرنا حرام ہے۔ خدا کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور اللہ پر اپنی طرف سے جھوٹی باتیں لگانا حرام ہے۔

عذاب کا ایک وقت مقرر ہے، جو آگے پیچھے نہ ہو گا۔ سارے رسولوں کا پیغام یہی ہے کہ اللہ سے ڈرنے والے اور اپنے آپ کو سنوار لینے والے بے خوف اور بے غم ہوں گے۔ آج اللہ کے شریک بنانے والے اور حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی رسالت سے انکار کرنے والے کل روزِ محشر اپنے جھوٹے معبودوں کو ڈھونڈتے پھریں گے۔

اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا، جاؤ بد کردار جنوں اور انسانوں کے قافلے میں شامل ہو کر دوزخ میں چلے جاؤ۔ یہ بعد میں آنے والے دوزخ کے پہلے مکینوں کو دیکھ کر کہیں گے۔ ان کو دوگنا عذاب دے۔ فرمایا جائے گا۔ تم نے جو کچھ کیا تھا اب اس کا مزہ چکھو۔

اصحاب الجنہ۔ اصحاب النار۔ اصحاب الاعراف کا ذکر

40-47

ع 12 دو رکوعوں میں اصحاب الجنہ، اصحاب النار اور اصحاب الاعراف کے نام سے تین گروہ ذکر کیے ہیں۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان کے مقابلے میں سرکشی کی ان کا جنّت میں جانا اتنا ہی ناممکن ہے جتنا سوئی کے ناکے سے اونٹ کا گذرنا۔ ان کا اوڑھنا بچھونا جہنّم ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات کو مان لیا، اچھے عمل کیے وہ اہلِ جنّت ہیں جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ ان اہلِ جنّت کے دِلوں میں اگر کدورت ہو گی تو اُسے بھی ہم نکال دیں گے۔ اس نعمت پر جنّتی اللہ کی حمد پڑھیں گے۔

پھر ان کو آواز دی جائے گی یہ جو جنّت ہے اس کے تم وارث ہو۔ اچھے اعمال کی وجہ سے۔ پھر اللہ نے اصحاب اعراف کا ذکر فرمایا۔ جو جنّت اور جہنّم کے درمیان ایک آڑ کے اوپر بیٹھے ہوں گے جب جنتیوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے کاش ہم بھی جنّتی ہوتے۔ جہنمیوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے رَب ہمیں ان ظالموں میں شامل نہ کرنا۔

مکالمہ

48-53

ع 13 اعراف والے دوزخیوں کو پہچان کر سوال کریں گے کہ تمہاری طاقتیں کہاں گئیں۔ آج دیکھ لو جنہیں تم دنیا میں حقیر سمجھتے تھے وہ جنّت میں بے خوف

بیٹھے ہیں۔ پھر اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے جنتی اور جہنمی لوگوں کے درمیان ایک مکالمہ کا ذکر کیا ہے کہ جہنمی جنتیوں کو مخاطب کر کے کہیں گے جو رزق اور پانی تمہیں ملا ہے اس میں سے کچھ تھوڑا سا ہمیں بھی دے دو۔ تو جنتی جواب دیں گے کہ اللہ نے یہ دونوں چیزیں کافروں پر حرام کر دی ہیں۔ جنہوں نے اپنے دین کو کھیل و تماشا بنالیا تھا۔

رَب کائنات کو خوف وامید سے پکارو

54-58

ع 14 اس رکوع میں فرمایا در حقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔ (چھ دنوں کا صحیح مفہوم اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔) پھر عرش پر متمکن ہوا اپنے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا۔ دن رات کا آنا جانا، سورج، چاند، تارے پیدا کیے۔ وہ سب اس کے حکم کے پابند ہیں اس اللہ ہی کے لیے خاص ہے پیدا کرنا اور حکم دینا۔ وہ بڑی برکت والا ہے۔ جو سارے جہانوں کو مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے۔

تم اپنے رَب سے گڑگڑا کر اور آہستہ دُعا مانگو اور خوف سے اور امید سے مانگو اور زمین میں فساد نہ کرو۔ بیشک اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ بارانِ رحمت کے ذریعے مردہ زمین کو آنِ واحد میں آباد اور شاداب کر دیتا ہے اس کے لیے کیا مشکل ہے کہ وہ مارنے کے بعد پھر زندہ کر دے۔ یہ نشانیاں ہیں ان سے عبرت حاصل کرو۔

پھر پاکیزہ اور خبیث ناقص زمین کی مثال دی جو زمین اچھی ہوتی ہے وہ اپنے رَب کے حکم سے خوب پھل پھول دیتی ہے جو زمین خراب ہوتی ہے اس سے ناقص پیداوار کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ مومن کی مثال ایسے ہے جیسے عمدہ زمین پانی سے نفع پاتی ہے اور اس میں پودے، پھول پھل پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح جب

مومن کے دِل پر قرآنی انوار کی بارش ہوتی ہے تو وہ اس سے نفع پاتا ہے۔ ایمان لاتا ہے۔ طاعات و عبادات سے پھلتا پھولتا ہے۔ کافر کی مثال ایسے ہے جیسے خراب و ناقص زمین جو بارش سے نفع نہیں پاتی۔ ایسے ہی کافر قرآن کریم سے متنفع نہیں ہوتا۔ (خزائن العرفان)

قومِ نوح علیہ السّلام

59-64

ع 15 نوح علیہ السّلام نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی۔ قوم نے انہیں گمراہ قرار دے کر ان کا مذاق اڑایا۔ ان کی رسالت کا انکار کیا، جس پر اللہ نے پانی کا عذاب مسلط کر کے انہیں ہلاک کر دیا اور اپنے نبی اور ان کے متبعین کو کشتی کے اندر بچا لیا۔

قومِ ہود علیہ السّلام

65-72

ع 16 ہود علیہ السّلام کا تذکرہ کہ انہوں نے قومِ عاد کو دعوتِ توحید دی۔ انہوں نے ہود علیہ السّلام کو بے وقوف اور ناسمجھ قرار دے کر انکار کیا۔ اللہ نے ان پر آندھی اور طوفان کا عذاب مسلط کر کے ہلاک کر دیا اور اپنے نبی اور ان کے متبعین کو بچا لیا۔

قومِ ثمود کی طرف صالحؑ اور قومِ لُوط کی طرف لُوطؑ

73-84

ع 17 پھر قوم ثمود کا تذکرہ، صالح علیہ السّلام نے انہیں دعوت توحید دی۔ انہوں نے انکار کیا اور بیجا مطالبے شروع کر دیئے۔ کہنے لگے کہ پہاڑ سے اونٹنی پیدا کر کے دکھاؤ جو نکلتے ہی بچّہ جنے۔ جب اونٹنی معجزانہ طریقہ پر ظاہر ہو گئی تو انہوں نے اسے قتل کر کے اپنے اوپر عذاب مسلط کر لیا۔ ان کی بستی پر ایسا زبردست

زلزلہ آیا کہ ان کا نام ونشان مٹ کر رہ گیا۔

پھر قومِ لُوط اور ان کی بے راہ روی کا تذکرہ۔ لُوط علیہ السّلام نے انہیں بد فعلی جیسے گھناؤنے جرم سے منع کیا تو وہ ان کا مذاق اڑانے لگے کہ تم بہت پاکباز بنتے ہو۔ ہم تمہیں اپنے ملک سے نکال باہر کریں گے۔ اللہ نے ان پر پتھروں کی بارش کر کے انہیں تباہ کر دیا۔

قوم مدین کی طرف حضرت شعیبؑ

85-87

ع 18 اب قومِ مدین کا تذکرہ ہے۔ حضرت شعیب علیہ السّلام نے انہیں توحید کی دعوت دی اور تجارت میں بد دیانتی سے منع کیا ناپ تول پورا کرنے کی تلقین فرمائی اور انہیں راہ گیر مسافروں کو ڈرانے دھمکانے سے باز رہنے کا حکم دیا، جس پر وہ لوگ بگڑ گئے اور حضرت شعیب علیہ السّلام کی مخالفت پر اتر آئے۔

حضرت شعیبؑ نے فرمایا کہ میری قوم تمہارے دو گروہ بن چکے۔ ایک ایمان والا اور دوسرا کفر والا۔ لہٰذا اپنے انجام کا انتظار کرو عنقریب ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ فیصلہ کر دیں گے۔ وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

پارہ نمبر 9 قَالَ الْمَلَأُ

اس سیپارے میں اٹھارہ 18 رکوع اور تین 3 آیات ہیں۔ چودہ 14 رکوع سورۃ الاعراف میں اور آخری چار 4 رکوع اور تین 3 آیات سورۃ الانفال میں ہیں۔

جناب شعیبؑ کو متکبّر سرداروں کی دھمکی

88-93

ع 1 آٹھویں پارے کے آخر میں حضرت شعیب علیہ السّلام کا یہ مقولہ تھا کہ آسمانی نظام کو تسلیم کرنے والی اور انکار کرنے والی مؤمن و منکر دو جماعتیں بن چکی ہیں۔ اب خدائی فیصلہ کا انتظار کرو۔ نویں پارہ کی ابتداء میں ان کی قوم کے سرداروں کی دھمکی مذکور ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھی اپنے خیالات سے تائب ہو کر اگر ہمارے طریقہ پر نہ لوٹے تو ہم آپ لوگوں کو ملک بدر کیے بغیر نہیں چھوڑیں گے۔

اہل ایمان نے اس کے جواب میں کہا کہ ہمیں اللہ نے ملتِ کفر سے نجات دے کر ملتِ اسلامیہ سے وابستہ ہونے کی نعمت سے سرفراز کیا ہے تو ہم کیسے غلط راستہ کی طرف لوٹ سکتے ہیں۔ ہم اللہ سے دُعاگو ہیں کہ وہ ہمارے اور تمہارے درمیان دوٹوک فیصلہ کر کے حق کو غالب کر دے۔ چنانچہ بڑی شدت کا زلزلہ آیا اور حضرت شعیب علیہ السّلام کی نبوت کے منکر اس طرح تباہ ہو گئے کہ ان کا نام و نشان بھی باقی نہ بچا اور مؤمنوں کو اللہ تعالیٰ نے عافیت کے ساتھ بچا لیا جس پر حضرت شعیب علیہ السّلام نے فرمایا کہ میں نے تو قوم کی خیر خواہی کرتے ہوئے اپنے رَب کا پیغام پہنچا دیا تھا مگر اسے تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے یہ لوگ تباہ ہو گئے۔ اب ان پر میں کیسے رحم کھا سکتا ہوں۔

منکر لوگوں کی بربادی کا راز

94-99

ع 2 ہم نے جب کبھی کسی بستی میں کوئی نبی بھیجا، اس بستی کے منکروں کو سختیوں اور نقصانوں میں مبتلا کیا، تاکہ سرکشی سے باز آئیں اور عاجزی اختیار کریں۔ پھر ہم نے مصیبت راحت سے بدل دی، جب وہ خوشحالیوں میں خوب بڑھ گئے تو اچانک اللہ کے عذاب کی پکڑ میں آ گئے، اگر ان بستیوں کے لوگ ایمان لے آتے اور برائیوں سے بچتے، تو ان پر آسمانوں و زمین سے برکتوں کے دروازے کُھل جاتے۔ بغورِ ہوش سُن لو! کیا شہر کے بسنے والوں کو اس بات سے امان مل گئی ہے کہ ہمارا عذاب راتوں رات یا دن دہاڑے آ جائے! کیا وہ اللہ کی مخفی تدبیروں سے بے خوف ہو گئے ہیں۔ یاد رکھو! اللہ کی مخفی تدبیروں سے تباہ ہونے والے ہی بے خوف ہوا کرتے ہیں۔

تباہ شدہ بستیاں، قصّہ جناب موسیٰ و فرعون

100-108

ع 3 ہم ان تباہ شدہ بستیوں کے حالات اس لیے سنا رہے ہیں کہ انبیاء و رسل کی آمد کے باوجود بھی ان لوگوں نے اپنے اعمال میں بہتری پیدا نہ کر کے اپنے آپ کو عذابِ الٰہی کا مستحق ٹھہرا لیا۔ جس کی وجہ سے اللہ نے ان کے دِلوں پر مہر لگا کر ان کا نام و نشان مٹا کر رکھ دیا۔

اس کے بعد معرکہ خیر و شر "قصہ موسیٰ و فرعون" کا بیان ہے جو رکوع نمبر 4-3 پر پھیلا ہوا ہے۔ اس میں بعض جزئیات کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ قرآن کریم میں بار بار دہرائے جانے والے واقعات میں سے ایک ہے۔ اور جتنی تفصیل اس واقعہ کی بیان کی گئی ہے، اتنی کسی دوسرے واقعہ کی تکرار کے ساتھ تفصیل بیان نہیں ہوئی ہے۔ یُوں تو اکثر سورتوں میں کسی نہ کسی انداز میں اس

کا حوالہ مل جاتا ہے مگر سورۃ بقرۃ، اعراف، یونس، طٰہٰ، قصص اور النازعات میں مختلف پہلوؤں سے اس واقعہ کو زیادہ اجاگر کیا گیا ہے۔ اس میں خیر کی بھرپور نمائندگی حضرت موسیٰ وہارون علیہما السّلام کرتے ہیں جبکہ شر کی بھرپور نمائندگی فرعون، ہامان، قارون اور یہودی قوم کرتی ہے۔ یہ لوگ اقتدارِ اعلیٰ، نوکر شاہی، سرمایہ داری کے نمائندہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ہم نے اپنی آیات دے کر موسیٰ علیہ السّلام کو فرعون اور اس کے حمایتیوں کی طرف بھیجا انہوں نے ان آیات کو ٹھکرا کر فساد برپا کیا۔ آپ دیکھیں ان مفسدین کو کیسے عبرتناک انجام سے دوچار ہونا پڑا۔ موسیٰ علیہ السّلام جب رسول کی حیثیت سے فرعون کے پاس تشریف لے گئے اور انہوں نے فرعون سے اسلام قبول کرنے کا اور بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ کیا تو فرعون نے انہیں معجزہ دکھانے کا مطالبہ کیا۔ موسیٰ علیہ السّلام نے لاٹھی پھینکی وہ اژدھا بن گئی اور ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا تو وہ چمکنے لگا۔

فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰؑ کی فتح مبین

109-126

ع 4 فرعون پریشان ہو کر امیروں وزیروں سے کہنے لگا کہ موسیٰؑ تو بڑا ماہر جادوگر معلوم ہوتا ہے۔ یہ تمہیں جادو کے زور سے تمہارے ملک سے نکال باہر کرنا چاہتا ہے۔ درباریوں نے مشورہ دیا کہ اس کے مقابلے کے لیے جادوگر بلانے چاہئیں۔ جادوگر آئے تو وہ کہنے لگے، اگر ہم کامیاب ہوئے تو کیا ہمیں کچھ انعام ملے گا؟ فرعون کہنے لگا میں تمہیں اپنا خاص مقرب بنالوں گا۔ مقابلہ ہوا، جادوگروں نے لوگوں کی آنکھوں کو سحر زدہ کر دیا، لوگوں کو رسیاں اور لاٹھیاں سانپ دکھائی دینے لگیں، ہم نے موسیٰؑ کو وحی بھیجی کہ اپنی لاٹھی زمین پر ڈالو، انہوں نے ایسا ہی کیا۔ لاٹھی بہت بڑا اژدھا بن کر تمام لاٹھیوں اور رسیوں کو کھا گئی۔ جادوگر مغلوب

ہو گئے اور بے ساختہ ایمان لے آئے۔ فرعون نے جادوگروں کو سُولی پر چڑھانے اور ہاتھ پاؤں کاٹنے کی دھمکیاں دیں، مگر سچّا ایمان ایسی روحانی طاقت پیدا کر دیتا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے مرعوب نہیں کر سکتی۔ ایمان لانے کے بعد جادوگر ایسے بے پرواہ ہو گئے کہ سخت سے سخت جسمانی عذاب کی دھمکیاں بھی انہیں متزلزل نہ کر سکیں۔ انہوں نے دُعا مانگی اے ہمارے رَب ہمیں صبر عطا کر اور ہمیں اسلام پر موت عطا کر۔

موسیٰ علیہ السّلام کی اپنی قوم کو نصیحت

127-129

ع 5 موسیٰ علیہ السّلام نبی تھے، فرعون انکا کچھ نہیں بگاڑ سکا۔ مگر بنی اسرائیل پر اس نے عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔ ان کے بچّوں کو قتل کرتا اور بچیوں کو زندہ چھوڑتا۔ مظالم سے تنگ آکر قوم نے موسیٰ علیہ السّلام سے کہا: آپ کی نبوّت تسلیم کرنے سے پہلے بھی ہم ستائے جارہے تھے آپ کے آنے کے بعد اس میں کوئی کمی نہیں آئی بلکہ مظالم پہلے سے بڑھ گئے۔ موسیٰ علیہ السّلام نے انہیں حکم دیا کہ اپنے گھروں میں ہی قبلہ رو ہو کر نماز اور صبر کی مدد سے اللہ کی مدد کو اپنی طرف متوجہ کرو۔ فرمایا انشاء اللہ جلد ہی اللہ تمہارے دشمن کو ہلاک کرے گا اور تمہیں اس کا جانشین بنائے گا۔

آلِ فرعون پر عذابِ الٰہی اور بنی اسرائیل پر انعاماتِ خداوندی

130-141

ع 6 پھر اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں پر مختلف عذاب مسلط کیے۔ قحط سالی اور سبزیوں اور پھلوں کی قلت کا عذاب آیا۔ جب انہیں کوئی فائدہ پہنچتا تو وہ کہتے کہ ہماری "حسن تدبیر" کا کرشمہ ہے اور جب اُنہیں کوئی نقصان یا تکلیف پہنچتی تو اسے موسیٰ علیہ السّلام اور ان کے مؤمن ساتھیوں کی نحوست قرار دیتے اور کہتے کہ ہم پر

اپنا جادو آزمانے کے لیے تم بڑے سے بڑا معجزہ دکھادو ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔

ان پر اللہ نے طوفان، مکڑی، جوؤں، مینڈکوں اور خون کا پے در پے عذاب بھیجا مگر وہ تکبّر کے ساتھ اپنے جرائم میں بڑھتے ہی چلے گئے۔ جب ان پر عذاب کی کوئی شکل ظاہر ہوتی تو وہ جھوٹے عہد و پیمان کرکے موسیٰ علیہ السّلام سے دُعا کرا لیتے، مگر عذاب کے ختم ہوتے ہی پھر نافرمانیوں پر اتر آتے۔ ہماری آیات سے غفلت برتنے اور جھٹلانے کا ہم نے انتقام لے کر انہیں سمندر میں غرق کر دیا۔ ہم نے دنیا میں کمزور اور ضعیف سمجھی جانے والی قوم کو ان کے محلات، باغات اور اقتدار کا وارث بنا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بنی اسرائیل کو ہم نے سمندر سے گزارا۔ راستہ میں انہوں نے ایک قوم دیکھی جو بت پرست تھی۔ وہ موسیٰ علیہ السّلام سے کہنے لگے ہمارے لیے بھی کوئی ایسا ہی معبود بنا دے جیسا ان لوگوں نے بنا رکھا ہے۔ موسیٰ علیہ السّلام نے کہا افسوس ہے تم پر یہ طریقہ سراسر باطل ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی ہے جس نے تمہیں فرعون کی غلامی اور ظلم سے آزادی بخشی۔ اور دنیا بھر کی قوموں پر فضیلت دی۔ تم اللہ کی نعمتیں کیوں بھول گئے ہو، تم نے اتنی جلدی فرعون کی غلامی کے دن فراموش کر دیئے۔ تُف ہے تم پر۔

موسیٰ علیہ السّلام نے اللہ کے دیدار کی تمنّا کی

142-147

ع 7 بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے کی خاطر کتاب دینے کے لیے حضرت ہارونؑ کو جانشین قرار دے کر حضرت موسیٰ علیہ السّلام "کوہِ طور" پر ریاضت کرنے کے لیے بلائے گئے، جہاں وہ چالیس روز تک مقیم رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں شرفِ ہمکلامی بخشی اور تورات عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا

ایسا مزہ تھا کہ موسیٰ علیہ السّلام نے اللہ کے دیدار کی درخواست کر دی۔ اللہ نے فرمایا تُو مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ ہاں ذرا سامنے پہاڑ کی طرف دیکھ۔ اگر وہ اپنی جگہ قائم رہا تو تُو مجھے دیکھ سکے گا۔ چنانچہ جب اللہ نے پہاڑ پر تجلّی ڈالی تو اُسے ریزہ ریزہ کر دیا۔ موسیٰ علیہ السّلام اس منظر کی ہیبت و جلال سے بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش آیا تو کہا سُبْحٰنَكَ اے اللہ تُو پاک ہے۔ میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہوں۔ پھر اللہ نے فرمایا اے موسیٰ ہم نے تیرے ہم عصروں میں سے تم کو چُن لیا ہے اور تجھے اپنے کلام اور پیغمبری کے لیے منتخب کر لیا ہے۔ پس جو کچھ تجھے دوں اسے لے اور شکر بجالا۔ اور فرمایا تورات میں ہر قسم کی ہدایات لکھ دی گئی ہیں۔ اسے مضبوطی کے ساتھ تھام لو اور اپنی قوم کو حکم دو کہ وہ اس کے حکموں پر کاربند ہو جائے۔

حضرت موسیٰؑ کی غیر موجودگی میں بچھڑے کی پُوجا

148-151

ع 8 موسیٰ علیہ السّلام کی عدم موجودگی میں قوم شِرک میں مبتلا ہو کر بچھڑے کی پوجا کرنے لگی۔ موسیٰ علیہ السّلام واپس آکر قوم پر بہت ناراض ہوئے۔ بھائی ہارون کو بھی ڈانٹا اور پھر تواضع کا مظاہرہ کرتے ہوئے موسیٰؑ نے کہا اے پروردگار میرا قصور بخش دے اور میرے بھائی کا بھی اور ہمیں اپنی رحمت کے سائے میں داخل فرما تو ارحم الرّاحمین ہے۔

70 نمائندوں کے ساتھ توبہ، نبی اُمّی ﷺ کی بشارت

152-157

ع 9 اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بچھڑے کی پوجا کرنے والوں پر خدا کا غضب ہو گا۔ وہ دنیا کی زندگی میں بھی ذلت و رُسوائی پائیں گے لیکن غلطی کر کے جلد توبہ کر لینے والے ایمان داروں پر اللہ رحم فرماتا ہے۔

جب موسیٰؑ کا غصہ اترا، تو آپ نے تورات کی تختیاں اٹھالیں۔ تورات میں لوگوں کے لیے ہدایت تھی۔ موسیٰؑ نے اپنی قوم میں سے ستر 70 آدمیوں کو کوہ طور پر بلایا۔ تاکہ وہ موسیٰؑ کو رب سے ہمکلام ہوتے ہوئے خود سُن لیں۔ ان لوگوں نے اللہ کے دیدار کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا۔ موسیٰؑ نے عرض کیا یا الٰہی! کیا ایسی بات کے لیے جسے ہم میں سے چند بیوقوف کر بیٹھے تُو ہم سب کو ہلاک کر دے گا؟ یہ تیری طرف سے ایک آزمائش ہے۔ ہم توبہ کرتے ہیں۔ ہمارے لیے دنیا اور آخرت میں بھلائی مقدّر فرمادے۔ فرمانِ الٰہی ہوا، یہ میرا عذاب ہے جسے میں چاہوں گا پہنچے گا۔ رہی میری رحمت تو وہ ہر شے کو وسیع ہے۔ میں اپنی رحمت اُن لوگوں کا مقدر کر دوں گا جو برائیوں سے بچنے والے، آیاتِ الٰہی پر ایمان رکھنے والے اور زکوٰۃ ادا کرنے والے ہوں گے۔

اعلانِ خداوندی ہوا جو لوگ میرے رسول نبی امّی ﷺ کی پیروی کریں گے جن کا ذکر تورات اور انجیل میں ہے۔ یہ رسولِ امین ﷺ نیکی کا حکم کریں گے اور بُرائی سے روکیں گے۔ پسندیدہ چیزوں کو حلال اور گندی چیزوں کو حرام کریں گے، لوگوں کے بوجھ اتاریں گے، اور اُن کے پھندے نکال دیں گے۔ جو لوگ آپ ﷺ پر ایمان لائیں گے، آپ ﷺ کی مدد کریں گے اور قرآن مجید پر ایمان لائیں گے، وہی کامیاب ہوں گے۔

آپ ﷺ کی رسالت عامہ

158-162

ع 10 اے پیغمبر ﷺ! آپ لوگوں میں اعلان فرمادیں کہ میں تمام افرادِ نسلِ انسانی کی طرف رسول بن کر آیا ہوں۔ اس خدا کی طرف سے جو آسمان اور زمین کا بادشاہ ہے۔ اے لوگو! اب مجھ پر ایمان لاؤ اور میری لائی ہوئی کتاب پر ایمان لاؤ تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ پھر بنی اسرائیل پر مزید احسانات کا تذکرہ فرمایا کہ بارہ قبیلوں

کے لیے پتھر سے بارہ چشمے جاری کیے۔ بادل کا سائبان اور من و سلویٰ کی خوراک عطا کی۔ لیکن بنی اسرائیل مخالفت کرتے رہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت پر آسمانی عذاب کے مستحق قرار پائے۔

بنی اسرائیل کی نافرمانیاں اور ان پر عذاب

163-171

ع 11 بنی اسرائیل کو حکم ملا کہ ہفتہ کے دن مچھلیوں کا شکار نہ کرنا۔ انہوں نے یہ حیلہ تراشا کہ دریا کے کنارے گڑھے کھود لیے۔ ان میں مچھلیاں آ جاتیں تو انہیں پکڑ لیتے اور کہتے کہ یہ خود آ گئی ہیں، ہم نے شکار نہیں کیا۔ حق پرستوں نے انہیں بہت سمجھایا، مگر وہ توبہ پر ہرگز آمادہ نہ ہوئے۔ نافرمانی حد سے بڑھ گئی تو انہیں بندر اور سُؤر بنا دیا گیا۔ پھر اللہ رَب العزت نے اعلان فرما دیا کہ بنی اسرائیل شرارتوں سے باز نہ آئے تو قیامت کے دن تک ان پر ایسے لوگوں کو مسلّط فرما دے گا جو انہیں ذلیل و خوار کریں گے۔

اس کے بعد بنی اسرائیل دو گروہوں میں بٹ گئے۔ نیکوکار اور بدکردار۔ پھر ان کی جگہ نالائق اور بُرے جانشینوں نے لے لی۔ وہ دنیا کے ادنیٰ سامان کے لیے لیے دین فروشی کرتے اور کہتے کہ ہمیں اس کی معافی مل جائے گی۔ اللہ کریم کا فیصلہ ہے کہ جو لوگ کتاب اللہ کو مضبوط تھامے ہوئے ہیں اور نماز میں سرگرم ہیں اُن کے لیے کوئی کھٹکا نہیں۔

عالمِ ارواح میں تمام انسانوں سے وعدہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ

172-181

ع 12 پھر پوری انسانیت سے لیے جانے والے "عہد اَلست" کا تذکرہ ہے جو عالم ارواح میں آدم علیہ السّلام کی پشت سے تمام روحوں کو نکال کر لیا گیا۔ تمام روحوں نے اللہ کی ربوبیت کا اقرار کیا مگر دنیا میں آ کر بہت سے لوگ اس سے

منحرف ہو گئے۔ پھر ایک اسرائیلی عالم (بلعم بن باعور) کا تذکرہ جس نے اپنی قوم اور بیوی کے بہکاوے میں آکر مالی مفادات کے لیے نبی کا گستاخ و دشمن بنا اور اللہ کی آیات کی غلط تعبیر و تشریح کی، کتّے کی مانند حریص بنا، اس کی زبان سینے تک لٹکا دی گئی اور وہ ہانپتا ہوا جہنّم رسید ہو گیا۔ (تفسیر صراط الجنان) جسے اللہ ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ بن سکتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کردیں وہ خسارے میں ہے۔

پھر بھی جنّات اور انسانوں میں جو لوگ اللہ کی نعمتوں دِل و دماغ اور آنکھ اور کان کا استعمال کر کے توحید باری تعالیٰ کو نہ مانیں وہ لوگ گمراہی میں جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔ ان کا ٹھکانہ جہنّم ہے۔ یاد رکھو اللہ کو اس کے اچھے ناموں کے ساتھ یاد کیا کرو۔ ملحدین کے خود ساختہ نام اللہ کے لیے استعمال نہ کیے جائیں۔

روزِ قیامت

182-188

13ع پھر قیامت کا تذکرہ کہ وہ اچانک کسی بھی وقت آجائے گی۔ اس کا عِلم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے۔ پھر سورۃ اعراف کی آیت نمبر 188 میں نبی علیہ السّلام سے اعلان کروایا گیا نبی علیہ السّلام اپنی ذاتِ مقدّسہ سے الوہیت کی نفی فرما رہے ہیں کہ میں خدا نہیں ہوں کیونکہ خدا وہ ہے جس کی قدرتِ کامل اور اختیار مستقل ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔ نہ کسی کام سے اُسے کوئی روک سکتا ہے اور نہ اُسے کسی کام پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ اور مجھ میں یہ اختیارِ کامل اور قدرت مستقلہ نہیں پائی جاتی۔ میرے پاس جو کچھ ہے میرے رَب کا عطیہ ہے۔ میرا سارا اختیار اسی کا عنایت فرمودہ ہے۔ لَآ اَمۡلِكُ کے کلمات سے اپنے اختیار کامل کی نفی فرمائی اور اِلَّا مَاشَآءَاللّٰهُ سے اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا کہ کوئی نادان یہ نہ سمجھے کہ حضور ﷺ کو نفع و ضرر کا کچھ اختیار ہی نہیں۔ فرمایا مجھے اختیار ہے اور یہ اختیار اتنا ہی ہے جتنا میرے رَب کریم نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ (ضیاء القرآن) خوب سن لو میں اہلِ ایمان

کے لیے بشیر و نذیر بن کر آیا ہوں۔

متّقیوں کے اوصاف، مبلّغ کی شان

189-206

ع 14 پھر قدرتِ خداوندی کے بیان کے لیے ایک جان آدم علیہ السّلام سے انسانی تخلیق کا تذکرہ اور پھر ازدواجی زندگی کے فائدہ کا بیان کہ اس کا مقصد زوجین کا ایک دوسرے کے ذریعہ سکون حاصل کرنا ہے۔ پھر شرک کی مذمت کہ ایسے کمزوروں کو اللہ کا شریک بناتے ہیں جو دوسروں کو تو کیا پیدا کریں گے خود اپنی پیدائش میں اللہ کے محتاج ہیں۔ جن بتوں کو یہ اپنا معبود سمجھتے ہیں وہ چلنے پھرنے اور دیکھنے سننے سے بھی محروم ہیں۔ جو اپنی مدد نہ کر سکیں وہ دوسروں کی کیا مدد کریں گے؟

ایک داعی الی اللہ کو اخلاق فاضلہ کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا "عفو و درگزر کرتے ہوئے نیکی کا حکم دیتے رہو اور جاہلوں سے اپنے رخ کو پھیر لو۔ اگر کبھی شیطان کے اثرات سے کوئی نازیبا حرکت سرزد ہو جائے تو اللہ کی پناہ میں آکر تقویٰ اور نصیحت کو اختیار کر لو۔ قرآن کریم بصیرتوں کا مجموعہ ہے۔ یہ ہدایت اور رحمت ہے۔

جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو اور توجہ سے سنو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور صبح و شام اللہ کو یاد کرتے رہو دِل ہی دِل میں عجز و نیاز سے ڈرتے ہوئے بھی اور زبان سے آہستہ آہستہ بغیر پکارے بھی۔

اللہ کے برگزیدہ بندے اس کی عبادت سے تکبّر نہیں کرتے۔ وہ اس کی تسبیح و تحمید کرتے ہوئے اس کے حضور سجدہ ریز رہتے ہیں۔ (تلاوت کے دوران یہاں سجدۂ تلاوت کرنا واجب ہے۔)

انفال کے معنی مالِ غنیمت کے ہیں۔ اس سورۃ میں غنیمت کے احکام کا بیان ہے۔ اس لیے اس سورۃ کا نام انفال رکھا گیا۔ اس سورۃ کا روئے سخن مسلمانوں کی طرف ہے۔ اس کے علاوہ غزوہ بدر، قانونِ جنگ، دشمنوں سے مدافعت اس سورۃ کے اہم موضوع ہیں۔

مالِ غنیمت، صفات مومنین، غزوہ بدر

1-10

ع 15 سورۃ مبارکہ کی ابتداء اس حکم سے ہو رہی ہے کہ راہِ حق میں جہاد کرتے ہوئے مالِ غنیمت جو ہاتھ آئے وہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے۔

ایمان والوں کو حکم ہوا کہ ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہو، آپس میں صلح صفائی کے ساتھ رہو، اللہ اور رسول کا کہا مانو۔ سچے مومن وہ ہیں جو اللہ کا نام سنتے ہیں تو ان کے دِل دہل جاتے ہیں، قرآن مجید سنتے ہیں تو ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور اللہ کے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے وہ وقت یاد کرو جب مسلمان کافروں کے مقابل جہاد کے لیے نکلے، مسلمانوں پر یہ بات واضح نہ تھی کہ یہ لڑائی قریش کی باقاعدہ فوج سے ہو گی، جو تجارتی قافلہ کی حفاظت کا بہانہ بنا کر مدینہ پر حملہ کرنا چاہتی ہے، لیکن وہ فوج کے مقابل سے ڈرتے رہے۔ ان کی خواہش تھی کہ ہمارا مقابلہ ابو سفیان کے قافلے سے ہو جائے جب کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا منشا یہ تھا کہ حق و باطل کا

معرکہ ہو، جس میں حق کا بول بالا ہو اور باطل کا زور ٹوٹ جائے۔

فرمایا، یاد کرو، تم اپنے رَب سے غیبی امداد کے لیے فریاد کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کے لیے ایک ہزار فرشتے بھیج دیئے، اور فرمایا کہ یہ سب تمہارے اطمینان کے لیے ہے۔ اصل مدد تو اللہ ہی کی ہے۔

غزوۂ بدر میں نصرتِ الٰہی

11-19

ع 16 فرمایا، یاد کرو ہم نے عین میدانِ جنگ میں تم پر غنودگی طاری کر دی تا کہ تازہ دم ہو جاؤ۔ آسمان سے تم پر پانی برسا دیا تا کہ تم نہا دھو لو۔ اور ریتلے میدان میں تمہارے قدم جم جائیں۔ فرشتوں کو کہا گیا کہ مومنوں کے قدم جمائے رکھو، میری نصرت بھی تمہارے ساتھ ہے۔ یہ ساری کارروائی اُن کے خلاف تھی جنہوں نے اللہ اور رسول ﷺ کی مخالفت کی تھی۔ ایسے لوگ یقیناً سخت عذاب کے مستحق ہوتے ہیں۔

ایمان والو! کافروں سے مقابلہ ہو تو ڈٹ جاؤ، میدانِ جنگ سے بلا ضرورت پیچھے ہٹنے والے خدا کے غضب کے مستحق ہوتے ہیں۔ میدانِ بدر میں تم نے کافروں کو نہیں قتل کیا ان کو تو اللہ نے جہنّم رسید کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جو مٹی پھینکی وہ آپ نے نہیں پھینکی بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔ اللہ نے اُسے کافروں کی آنکھوں میں ڈال دیا۔ اے کافرو! تم بدر میں جس حقیقت کو دیکھ چکے ہو، اس کو حرفِ آخر نہ سمجھو، اگر تم نے آئندہ بھی ایسی حرکت کی تو پھر بھی تمہارا یہی حشر ہو گا۔ تمہاری کثرتِ تعداد تمہیں اللہ کی گرفت سے نہ بچا سکے گی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد مومنوں کے ساتھ ہے۔

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت، امانت کی قدر کرو

20-28

ع 17 مسلمانو! اللہ اور رسول کا کہا مانو اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے زبان سے تو کہا کہ ہم نے سُن لیا ہے مگر حقیقت یہ تھی کہ وہ سنتے نہ تھے۔ ایسے لوگ خدا کے نزدیک بدترین حیوان ہیں۔ یہ لوگ ہر خیر سے محروم ہیں ورنہ ان کو اللہ تعالیٰ ضرور سنوا دیتا۔

اے ایمان والو! جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کوئی حکم دیں تو اُسے قبول کر لو۔ رسول ﷺ کی دعوت تمہارے لیے روح کی زندگی کی دعوت ہے۔ اسے فوراً قبول کر لو، ان فتنوں سے بچو، کہ جب اُن کی آگ بھڑک اٹھتی ہے تو صِرف انہی کو نہیں جلاتی جنہوں نے سلگائی بلکہ سبھی لپیٹ میں آ جاتے ہیں کہ اُنہوں نے آگ لگانے والے کا ہاتھ کیوں نہیں پکڑا۔

اے ایمان والوں نہ خیانت کرو اللہ اور اس کے رسول سے اور نہ خیانت کرو اپنی امانتوں میں اس حال میں کہ تم جانتے ہو یعنی فرائض کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خیانت نہ کرو اور سنّت سے سرتابی کر کے اس کے رسول سے خیانت نہ کرو۔

اللہ کا دین امانت ہے۔ مسلمانوں کے پاس ان کا ملک امانت ہے۔ اس کا تمہیں امین بنایا گیا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے راز دشمن تک پہنچانا اور مسلمان ملک کو کمزور کرنے کے لیے کافروں اور اسلام دشمن قوتوں کے لیے کام کرنا۔ حکومت کے سربراہوں، اعلیٰ افسروں اور ملازموں کا اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا صنعت کاروں اور تاجروں اور کاروباری حضرات کا دیانت داری کو نظر انداز کرنا حقیقت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اپنی امانتوں میں خیانت کرنے میں داخل ہے۔ خیانت کا یہ جرم از حد سنگین ہے۔ اس پر مرتب ہونے

والے نتائج بھی ملک و قوم، ملت اور دین کے لیے تباہ کن ہیں۔ اس پر جو سزا ملے گی اس کی شدّت اور سختی کا تم خود اندازہ کرلو۔ (ضیاء القرآن)

نبی مکرم ﷺ رحمۃ اللعالمین، کفّار کی عذاب کو دعوت

29-37

ع 18 اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو تو وہ تمہیں حق و باطل میں امتیاز کرنے والی قوّت بنا دے گا۔ تمہاری کمزوریاں معاف کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا۔ وہ دن نہ بھولو، جب کافروں کا منصوبہ تھا کہ حضور ﷺ کو قید کر دیں، شہید کر دیں یا جلاوطن کر دیں، مگر ان کی سازشیں ناکام ہو گئیں۔

جب ان کے سامنے کلام اللہ پڑھا جاتا، تو یہ کافر قرآن شریف کو پہلی قوموں کے افسانے بتاتے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ اے اللہ، اگر یہ قرآن سچّا ہے تو پھر ہم پر پتھروں کی بارش نازل کر دے لیکن اے حبیب ﷺ آپ اور ایمان والے مکّہ میں ان کے درمیان موجود تھے، ان پر عذاب کیسے آجاتا۔

اب یہ لوگ اللہ کے عذاب سے کیسے بچ سکتے ہیں۔ جب کہ یہ اللہ کے بندوں کو مسجد الحرام سے روکتے ہیں، بیت اللہ کے پاس تالیاں پیٹتے اور سیٹیاں بجاتے ہیں، بے شک کفّار و مشرکین اپنا مال و دولت اسلام کا راستہ روکنے میں خرچ کر دیکھیں، یہ بالآخر مغلوب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ناپاک کو پاک سے ضرور الگ کرے گا۔ فرشتے ان کو گرز مار رہے ہوں گے۔ یہ ان کی بداعمالیوں کا نتیجہ ہو گا۔ فرعونیوں کا بھی یہی حال ہوا تھا۔ جو بھی خدا کی نافرمانی کرتا ہے وہ سزا پاتا ہے۔ لوگوں کی نیّتیں خراب ہوتی ہیں تو اللہ اپنی نعمتیں چھین لیتا ہے، کافر بدترین جانور ہیں، ان کو ایسی سزا دیجیے کہ ان کی نسلوں کو بھی تمہارے مقابلہ میں آنے کا حوصلہ نہ رہے۔ اگر کسی کافر گروہ سے آپ کو بدعہدی کا خطرہ ہو تو ان کا عہد انہی پر اُلٹا دو۔ خیانت کرنے والے اللہ کو پسند نہیں۔

دشمنانِ اسلام کو تنبیہ

38-40

ع 19 اے نبی ﷺ دشمنان اسلام کو یہ پیغام دے دو کہ اگر وہ اسلام دشمن ہتھکنڈوں سے باز آجائیں تو انہیں معافی مل سکتی ہے ورنہ پہلی قوموں کی گرفت، عالم دنیا کے سامنے موجود ہے۔ قتال فی سبیل اللہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک دنیا سے فتنہ و فساد ختم ہو کر دینِ اسلام کا نظام پوری دنیا پر غالب نہ آ جائے۔ اللہ ہی مومنوں کا بہترین کارساز اور بہترین مددگار ہے

پارہ نمبر 10 وَاعْلَمُوْآ

اس پارہ میں سترہ 17 رکوع مکمل اور چار 4 آیات شامل ہیں۔ اس پارے کے پہلے چھ 6 رکوع تک سورۃ الانفال اور اس کے بعد گیارہ 11 رکوع اور چار 4 آیات سورۃ التوبہ میں ہیں۔

مالِ غنیمت کی تقسیم، غزوہ بدر

41-44

ع 1 مالِ غنیمت میں پانچواں حصّہ اللہ اور اُس کے رسول کا ہے، قرابت داروں، یتیموں، مساکین اور مسافروں کے لیے ہے۔ تم وہ وقت یاد کرو جب ابو سفیان کا قافلہ سمندر کے کنارے کنارے نکل گیا، اور تمہارا مقابلہ بغیر کسی طے شدہ پروگرام کے قریشیوں کی فوج سے ہو گیا تاکہ جو بات ہونے والی تھی وہ ہو جائے۔ رات کو خواب میں تمہیں کافر کم دکھائی دیئے اگر زیادہ دکھائی دیتے تو مسلمانوں میں بد دلی پیدا ہوتی۔ اور پھر میدانِ جنگ میں تمہیں کافر کم دکھائی دیئے اور تم کافروں کو کم دِکھائی دیئے تاکہ لڑائی ضرور ہو جائے اور اللہ کا فیصلہ پورا ہو کر رہے گا۔

جہاد میں ثابت قدمی کے اعمال

45-48

ع 2 اس کے بعد جہاد میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے اور ذکر الٰہی میں مشغول رہنے کی تلقین ہے، اس بات کا بیان ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ساتھ باہمی اختلاف و نزاع سے بھی بچنا ضروری ہے۔ ورنہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ کافر ریاکاری اور تکبر کے ساتھ میدان میں اس لیے نکلے تھے تاکہ اہل ایمان کو اللہ کے راستہ سے روکیں اور شیطان انسانی شکل میں ان کی حوصلہ

افزائی کر رہا تھا مگر جب اس نے فرشتوں کی شکل میں اللہ کی مدد اترتی ہوئی دیکھی تو بھاگ اٹھا اور کہنے لگا کہ میں جس صورتحال کا مشاہدہ کر رہا ہوں وہ تمہیں نظر نہیں آرہی ہے۔

یہودیوں کی میثاقِ مدینہ کی مخالفت

49-58

ع 3 اس وقت بعض منافق اور دِلوں میں مرض رکھنے والے لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ ان مسلمانوں کو ان کے دین نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور انہوں نے اللہ کے بھروسہ پر اتنا بڑا خطرہ مول لے لیا ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ ہم اپنے پر توکّل کرنے والوں کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں اور انہیں کامیابی عطا فرمایا کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس سے پہلے کافروں کے عبرتناک انجام کو بیان کیا اور بتایا کہ کافر بھی اسی صورتحال سے دوچار ہو کر رہیں گے۔ اس کے بعد قوموں کے عروج وزوال کا ناقابلِ تردید ضابطہ بیان فرمایا۔ اللہ کسی قوم کو اس وقت تک زوال پذیر نہیں کرتے جب تک وہ اپنی عملی زندگی میں انحطاط کا شکار نہ ہو جائیں۔ حضرت محمد ﷺ پر ایمان نہ لانے والے لوگ بدترین جانور ہیں۔ یہودیوں نے اس موقع پر میثاقِ مدینہ کی مخالفت کرتے ہوئے مشرکین مکہ کی حمایت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: عہد شکنی کرنے والوں کے ساتھ آہنی ہاتھوں سے نمٹنا چاہیے تاکہ دوسروں کو عبرت حاصل ہو اور خیانت کرنے والوں کے ساتھ کیے گئے معاہدوں کی پاسداری لازمی نہیں رہ جاتی۔ ایسے معاہدے توڑ دو۔

کافروں پر رعب ڈالنے کے لیے تیاری جاری رکھو

64-59

ع 4 کافر یہ نہ سمجھیں کہ وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو جائیں گے وہ اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔

✪ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ دشمنانِ اسلام پر رعب ڈالنے کے لیے تم لوگ جس قدر ہو سکے قوت اور مضبوط گھوڑے تیار رکھو۔ اللہ کے راستے میں تم جو بھی اخراجات کروگے اللہ تمہیں واپس کر دیں گے۔ تم کافروں کے مقابلہ میں کسی قسم کی کمزوری کا مظاہرہ نہ کرنا البتہ اگر وہ تمہارے ساتھ صلح کرنا چاہیں تو پھر صلح کر لینا۔ رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کہ اللہ نے اپنی مدد اور ایمان والوں کی قوت سے آپ ﷺ کو مضبوط کیا ہوا ہے اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے باہم شیر و شکر بنا کر آپ کے گرد جمع کر دیا ہے۔ ساری دنیا کا مال و دولت خرچ کر کے بھی آپ انہیں اس طرح جمع نہیں کر سکتے تھے جس طرح اللہ نے جمع کر دیا ہے۔ اے نبی ﷺ اللہ کی مدد اور مسلمانوں کا تعاون آپ کے لیے کافی ہے۔

جہاد کا حکم، غزوہ بدر کے قیدیوں کا فدیہ

65-69

ع 5 اے نبی ﷺ! آپ کو اللہ اور ایمان والوں کی جماعت کافی ہے۔ آپ مومنوں کو جنگ کی ترغیب دیجیے۔ اگر وہ بیس 20 صابر ہوں گے تو دو سو 200 کافروں پر غالب آئیں گے۔ جنگِ بدر کے بعد مسلمانوں سے فرمایا گیا کہ اب خدا نے تمہارا بوجھ ہلکا کر دیا ہے۔ اب صِرف ایک مسلمان اور دو کافروں کی نسبت کافی ہے۔ شکست کھانے والے کافروں کو قیدی بنانے کی بجائے کیفرِ کردار تک پہنچانا بہتر تھا۔ بہر حال جو مالِ غنیمت اور قیدیوں کا فدیہ حاصل ہوا اسے حلال پاک سمجھ کر کھاؤ۔

ہجرت و نصرت اللہ کے لیے ہے

70-75

ع 6 بدر کے قیدیوں سے کہا گیا کہ اگر انہوں نے فدیہ کے معاوضہ میں رہائی پانے کے احسان کی قدر کی، تو ان کے لیے بھلائی کی راہیں کھل جائیں گی، اور اگر

اُنہوں نے اللہ سے لڑنے کی پھر کوشش کی تو اللہ انہیں مسلمانوں کے قابو میں دے دے گا۔

ایمان والے، ہجرت کرنے والے، اللہ کی راہ میں مال و جان سے جہاد کرنے والے ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ لیکن جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت نہیں کی اُن سے تمہاری کوئی دوستی نہیں۔ یہ لوگ اگر ایمان بچانے کی خاطر تم سے مدد کے طالب ہوں تو ان کی مدد کرو۔ کافر ایک دوسرے کے ساتھی اور مددگار ہیں۔

ایمان لانے والے مہاجرین، مجاہدین اور مدینہ کے انصار پکے مومن ہیں۔ بعد میں ایمان لانے والے جنہوں نے ہجرت کی، اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، وہ بھی پہلے ایمان والوں کے پاکیزہ گروہ میں شامل ہیں۔ اللہ ہر بات کو جاننے والا ہے۔

۹۔ سُوْرَةُ التَّوْبَة

مَدَنِيَّةٌ

آیات: 129 رکوع: 16

اس سورۃ میں جہاد سے پیچھے رہ جانے والے تین مخلص مسلمانوں کی توبہ قبول ہونے کا اعلان ہے۔ اس لیے اس سورۃ کا نام توبہ رکھا گیا ہے۔ اور اس سورۃ کا مضمون پہلی سورۃ سے جہاد کے حوالہ سے ملتا جلتا ہے اور اس میں کفار کے لیے مہلت ختم کر کے کھلا ہوا اعلانِ جنگ ہے اس لیے اس کے شروع میں بسم اللہ نہیں لائی گئی۔ اس کے علاوہ مکّہ و مدینہ کے حرمین شریفین کو کفّار کے ناپاک وجود سے پاک کرنے کا اعلان ہے۔ مسجد ضرار کا بھی ذکر ہے

کفّار کو بد عہدی کی سزا

1-6

ع 7 فرمایا گیا۔ جن کافر جماعتوں نے بد عہدی کی، ان کے ساتھ اب کوئی معاہدہ نہیں رہا، تاہم ان کو چار ماہ کی مہلت دی جاتی ہے۔ اس عرصے میں وہ سرزمینِ حرم چھوڑ جائیں ورنہ ان کے خلاف جنگ ہو گی۔ ان کو کہیں امن نہ ملے گا۔ وہ قتل کر دیئے جائیں گے۔ جن جماعتوں نے بد عہدی نہیں کی ان کے ساتھ معاہدہ قائم ہے۔ مگر نیا کوئی معاہدہ نہیں ہو گا۔ اگر یہ مسلمان ہونا چاہیں تو طریقہ یہ ہے کہ زبان سے اسلام کا اقرار کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ کی ادائیگی کریں۔ اس صورت میں وہ آزاد شہری ہوں گے۔

کفّار سے لڑنے کی وجوہات

7-16

ع 8 مشرکوں کے ساتھ کوئی معاہدہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ وہ لوگ ہیں کہ تم پر قابو پالیں، تو کسی عہد و پیمان یا رشتہ داری کا لحاظ نہ کریں۔ لہٰذا اگر یہ اپنے عہد و پیمان کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین کو بُرا بھلا کہیں تو ان کفر کے سرداروں سے جنگ کرو سوائے اس کے کہ یہ توبہ کر لیں۔ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ مسلمانو! جن لوگوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا۔ رسولِ کریم ﷺ کو اس کے وطن سے نکالنے کے منصوبے بنائے۔ اور تمہارے خلاف لڑائی میں پہل کی، تمہیں ان سے ضرور لڑنا چاہیے۔ ان سے لڑو، خدا تعالیٰ تمہارے ہاتھوں سے ان کو سزا دے گا، اور تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے سینے ٹھنڈے کرے گا۔ جنگ کی آزمائش میں تمہیں ضرور ڈالا جائے گا تاکہ کھرے کھوٹے کا پتہ چل جائے۔ تم یہ کیسے خیال کرتے ہو کہ آزمائش کیے بغیر تم چھوڑ دیئے جاؤ گے۔

مشرکوں کو مساجد اور حرم کی تعمیر کا کوئی حق نہیں

17-24

ع 9 فرمایا مشرکوں کو اس بات کا حق نہیں پہنچتا کہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں۔ مسجدوں کی آبادی کا حق صِرف ایمان لانے والوں کو نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے والوں کو پہنچتا ہے۔ جو اللہ کے سِوا کسی سے ڈرتے نہیں۔ لوگو! حاجیوں کی خدمت اور مسجد حرام کی تعمیر ایسے اعمال نہیں کہ ان کو اللہ اور آخرت پر ایمان لانے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے کے برابر قرار دے دیا جائے۔ ایمان والے مہاجرین اور مجاہدین اللہ کے ہاں بہت بڑا درجہ رکھتے ہیں، وہی رحمتِ خداوندی کے مستحق اور حقیقی جنّتی ہیں۔ ایمان والو! ایسے والدین اور بھائیوں کو اپنا دوست نہ بناؤ جو ایمان کے مقابلے میں کفر کو ترجیح دیتے ہیں۔

اے پیغمبر! آپ مسلمانوں سے کہہ دیں، اگر ایسا ہے کہ تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہاری برادری، تمہاری جائیداد، تمہاری تجارت اور تمہاری کوٹھیاں، تمہیں اللہ سے، اللہ کے رسول سے، اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہیں تو اللہ کے عذاب کا انتظار کرو۔ اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو ہدایت سے محروم رکھتا ہے۔

غزوۂ حنین، مشرکین ناپاک ہیں

25-29

ع 10 مسلمانو! اللہ تعالیٰ بہت سے موقعوں پر تمہاری مدد کر چکا ہے۔ اور جنگِ حنین کے موقع پر بھی۔ لیکن تم اپنی کثرت پر اِترا گئے تھے۔ تمہاری کثرت تمہارے کام نہ آئی، زمین تم پر تنگ ہو گئی۔ پھر اللہ نے رسول پر اور مومنوں پر اپنی جانب سے دِل کا سکون اتارا، اور غیبی مدد سے تمہیں کامیابی دی۔ مسلمانو! مشرکین ناپاک ہیں اس کے بعد وہ مسجدِ حرام کے قریب پھٹکنے نہ پائیں۔ تم ان کی

وجہ سے فقر و فاقہ کا اندیشہ نہ کرو۔ اللہ اپنے فضل سے تمہیں ان کا محتاج نہ رہنے دے گا۔ ایسے اہلِ کتاب کے خلاف جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور دین کی بخوشی اطاعت کو تیار نہیں، جنگ جاری رکھو، یہاں تک کہ ان کی سرکشی اور زور ٹوٹ جائے اور وہ جزیہ دینے پر آمادہ ہو جائیں۔

یہود و نصاریٰ کی یاوہ گوئی، زکوٰۃ نہ دینے والوں کا انجام

30-37

ع 11 یہودی کہتے ہیں کہ عزیرؑ اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ کا کہنا ہے کہ مسیحؑ اللہ کے بیٹے ہیں۔ یہ ان کی محض بکواس ہے۔ ان کافروں نے تو اللہ کو چھوڑ کر اپنے درویشوں، پادریوں اور عیسیٰؑ کو اپنا رب بنالیا، حالانکہ انہیں تو خدا کی بندگی کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

یہ لوگ اللہ کے نُور کو اپنی پھونکوں سے سے بُجھا دینا چاہتے ہیں۔ یہ کبھی کامیاب نہ ہوں گے، یہ نورِ حق کرۂ ارضی پر اپنی روشنی پھیلا کر رہے گا۔ اللہ نے اپنے پیغمبر کو اسی لیے تو بھیجا ہے کہ اس دین کو تمام خود ساختہ ادیان پر غالب کرے۔ خواہ مشرک پسند نہ کریں۔

مسلمانو! یہودیوں اور عیسائیوں کے علماء اور راہب ایسے ہیں جو لوگوں کا مال ناحق طور پر کھاتے ہیں اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ یہی سونا چاندی قیامت کے دن تپا کر اُن کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا اور انہیں کہا جائے گا یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لیے جمع کر کے رکھا تھا پس مزہ چکھو اُس کا جو تم جمع رکھتے تھے۔

پھر مہینوں اور تاریخوں میں تبدیلی کر کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنے کی کافرانہ حرکت پر تنبیہ کی گئی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق رضی اللہ عنہ غارِ ثور میں

38-42

ع 12 مسلمانوں تمہیں کیا ہو گیا ہے، جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں قدم اٹھاؤ تو تمہارے پاؤں بوجھل کیوں ہو جاتے ہیں؟ اگر تم پیغمبر کا ساتھ دینے میں سستی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دردناک عذاب میں گرفتار کر دے گا اور تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم کھڑی کر دے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے دین کی اللہ تعالیٰ خود مدد کرے گا۔ جیسے اس نے ہجرت کے موقع پر اور غارِ ثور میں مدد فرمائی تھی۔ جبکہ وہ صرف دو تھے۔ دونوں غار میں تھے۔ اس وقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھی سے کہا تھا، غمگین نہ ہو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر دیکھو اللہ بزرگ و برتر نے کیسے کامیابی دی اور دشمن کیسے ذلیل ہوا۔ کفر کی بات مغلوب ہوئی اور کلمۂ حق غالب ہوا۔ مسلمانو! ہر حال میں اللہ کی راہ میں نکلو۔ جیسی کچھ تیاری بھی ہو سکے اس کے ساتھ نکل کھڑے ہو، یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ یہ بات اپنے آپ کو ہلاک کرنے والی ہے کہ مالِ غنیمت آسانی سے ملنے والا ہو اور سفر قریب کا ہو تو ساتھ دو، اگر سفر دُور کا ہو تو کمزوری کا عذرِ لنگ پیش کرنا اور قسمیں کھانا شروع کر دو۔

منافقین کی بہانہ سازیاں اور ان کا انجام

43-59

ع 13 منافقین کے بارے میں رَب العزت نے اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا آپ نے ان حیلہ ساز لوگوں کو جنگ سے پیچھے رہ جانے کی اجازت دے دی، اس سے سچے جھوٹے کی آزمائش نہ ہو سکی۔ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے کبھی اجازت نہ مانگیں گے۔ اجازت دِل کے روگی اور شک میں گرفتار منافق ہی مانگتے ہیں۔ اگر یہ ساتھ چلتے بھی تو شرارتیں کرتے فساد ڈلواتے اور

تمہارے خلاف جاسوسی کرتے۔ اس سے پہلے بھی یہ ایسا ہی کرتے رہے ہیں۔ آپ کو بھلائی پہنچتی ہے تو انہیں بُری لگتی ہے، کوئی مشکل پیش آتی ہے تو خوشیاں مناتے ہیں۔ آپ اعلان کر دیں ہم دو میں سے ایک بات کے منتظر ہیں۔ یا اللہ جل شانہ کا تم پر عذاب نازل ہو یا وہ ہمارے ہاتھوں تمہیں عذاب میں مبتلا فرمادے۔ یاد رکھو! تم اگر خوشی یا ناخوشی کچھ خرچ بھی کرو گے تو وہ قبول نہ ہو گا اس لیے کہ تم نے اللہ اور رسول کا انکار کیا، نماز میں شریک ہوئے تو سُستی سے اور خرچ کیا تو بددلی سے۔

مسلمانو! تمہیں ان کے مال و اولاد پر تعجب نہ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان چیزوں سے ہی انہیں دنیا میں مبتلائے مصیبت کر دے، انہیں کہیں پناہ نہ ملے گی۔ یہ بدطینت آپ پر صدقات کی تقسیم میں بھی الزام تراشیاں کرتے ہیں۔

کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہو جاتے جو اللہ نے اور اس کے رسول نے انہیں دیا ہے۔

صدقات وزکوٰۃ کے مصارف اور منافقین

60-66

ع 14 صدقات، زکوٰۃ و خیرات کے مصرف یہ ہیں:

مفلس، محتاج، کارکنانِ محکمہ زکوٰۃ، لوگوں کی تالیفِ قلب کے لیے، غلاموں کی آزادی کے لیے، قرضداروں کے لیے، اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لیے۔

رہے منافق! وہ تو اللہ اور اس کے رسول پر بھی الزام لگاتے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ رسول برحق کو ستانے والے مبتلائے عذاب ہوں گے۔ دِل کو خوش کرنے کے لیے ان کی جھوٹی قسمیں کسی کام نہ آئیں گی۔ یہ ڈرتے ہیں کہ آپ پر کوئی ایسی سورۃ نازل نہ ہو جائے جس سے ان کے نام اور ان کے پول کُھل جائیں۔

آپ ان سے کہہ دیں بے شک ہنسی مذاق کیے جاؤ اور بہانے تراشتے رہو۔ یاد رکھو تمہاری بدکردار جماعت پر عذابِ الٰہی آکر رہے گا۔

منافقین کا کردار اور مومنین کی صفات

67-72

ع 15 منافق ایک دوسرے کے ساتھی ہیں، بُرے کاموں کا حکم دیتے ہیں اور نیکیوں سے روکتے ہیں۔ راہِ حق میں خرچ نہیں کرتے۔ اللہ ذوالجلال ان پر نارِ جہنّم اور اپنی لعنت کی وعید بھیجتا ہے۔ ان کا انجام اُن سے پہلے جیسے بدکرداروں والا ہو گا۔ افسوس انہیں قومِ نوحؑ، قومِ عادؑ، قومِ ابراہیمؑ، اصحابِ مدینؑ اور اُجڑی ہوئی بستیوں والوں کا انجام یاد نہیں۔

مومن مرد و عورت ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔ یہ اچھے کاموں کا حکم دیتے ہیں، بُرائیوں سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں، انہیں رحمتِ خداوندی، جنّت کے باغات اور پاکیزہ ٹھکانوں کی بشارت ہے۔ اور اللہ کی رضا سب سے بڑی بات ہے۔

کفّار و منافقین سے جہاد کرو۔ مشرک اور گستاخ رسول کے لیے فیصلہ کن حکم

73-80

ع 16 اے نبی ﷺ! آپ کفّار اور منافقین کے ساتھ جہاد کریں اور سختی کے ساتھ پیش آئیں۔ وہ اللہ کی جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں، مسلمانوں کو کھاتا پیتا دیکھ کر جلتے ہیں۔ اگر اب بھی باز آجائیں تو بہتر ہے ورنہ دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔ یہ لوگ اللہ پاک سے پختہ وعدے کرنے کے بعد بھی بخل سے باز نہیں آتے۔ کیا انہیں علم نہیں کہ اللہ پاک ان کے تمام رازوں اور مشوروں سے پوری طرح باخبر ہے۔ آپ اُن کے لیے بخشش مانگیں یا نہ مانگیں برابر ہے۔ ان کے لیے

ستر 70 بار بھی بخشش مانگیں تو اللہ تعالیٰ انہیں نہ بخشے گا۔ کیوں کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کفر کیا ہے۔ کافروں کا ہر عمل برباد اور ٹھکانہ جہنّم ہے۔

جہاد عظیم عمل ہے، منافق کی نمازِ جنازہ

81-89

ع 17 جہاد سے جی چرا کر پیچھے رہ جانے والے منافق خوش نہ ہوں، دنیا میں تھوڑا ہنس لیں آخرت میں انہیں بہت رونا ہوگا۔ اب اگر یہ لوگ ساتھ چلنے کی پیشکش بھی کریں تو قبول نہ کریں۔ اگر ان میں کوئی مر جائے تو ہرگز اس کی جنازہ کی نماز نہ پڑھیں۔ انہوں نے اللہ اور رسول ﷺ کا انکار کیا ہے اور یہ نافرمانی کے عالم میں مرے ہیں۔ تم ان کے مال و اولاد کی کثرت سے تعجب نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ اُن چیزوں کے ذریعہ انہیں دنیا میں مبتلائے عذاب رکھنا چاہتا ہے۔ یہ لوگ جہاد میں پیچھے رہ جانے پر خوش ہیں جب کہ رسولِ کریم ﷺ اور ان پر ایمان لانے والے ساتھی مال و جان سے جہاد کرتے ہیں۔ تمام بھلائیاں اور کامرانیاں مجاہدین اسلام کا مقدر ہوں گی۔

جہاد سے استثناء کی شرائط

90-93

ع 18 بعض دیہاتی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں کہ انہیں جہاد سے مستثنیٰ قرار دے دیں جبکہ رخصت صِرف ضعیفوں اور بیماروں کے لیے ہے یا وہ جو جہاد کے لیے زادِ راہ اور سواری نہیں رکھتے اور آپ بھی انہیں مہیا نہیں کر سکتے تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔

بُرے تو وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے غنی بنایا، وسائل دیئے لیکن پھر بھی پیچھے رہنے پر راضی ہو گئے۔ اللہ نے ان کے دِلوں پر مہر لگا دی ہے پس وہ کچھ نہیں جانتے۔

پارہ نمبر 11 یَعْتَذِرُوْنَ

اس سیپارے میں سولہ [16] رکوع اور پانچ آیات ہیں۔ ابتدائی [5] رکوع سورۃ التوبۃ کے اور پھر گیارہ [11] رکوع سورۃ یونس کے اور آخر میں سورۃ ہود کی [5] آیات ہیں۔

منافقوں کے جھوٹے اعذار

94-99

ع 1 اس پارہ کی ابتداء میں ان لوگوں کا تذکرہ ہے جو اپنے نفاق کی وجہ سے تبوک کے سفر جہاد میں حضور علیہ السلام کے ساتھ شریک نہیں ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ عذر بیان کریں گے اور قسمیں کھا کر اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے کی کوشش کریں گے۔ آپ ﷺ ان کی بات کا اعتبار نہ کریں۔ یہ لوگ چاہیں گے کہ آپ ﷺ صرفِ نظر کر کے ان سے راضی ہو جائیں۔ آپ ﷺ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں، اگر آپ ان سے راضی ہو بھی گئے تو اللہ ایسے نافرمانوں سے کبھی راضی نہیں ہوں گے۔ دیہاتیوں میں بھی دونوں قسم کے لوگ ہیں۔ ایک قسم کفر و نفاق میں پختہ کار اور اللہ کے نام پر خرچ کرنے کو جرمانہ سمجھنے اور مسلمانوں پر تکلیف و مشکلات کا انتظار کرنے والے اور دوسرے توحید و قیامت پر ایمان کے ساتھ اللہ کے نام پر پیسہ لگا کر خوش ہونے والے۔ یہ اللہ کے قرب اور رحمت کے مستحق ہیں۔

مخلص مسلمانوں کی تعریف۔ مسجد ضرار ایک نیا حربہ

100-110

ع 2 دین میں پہل کرنے والے اور نیکی میں سبقت لے جانے والے انصار و مہاجرین اور ان کے متبعین کے لیے جنّت کی دائمی نعمتوں کی خوشخبری اور عظیم

کامیابی کی نوید ہے۔ اور ایسے لوگوں کی تعریف کی گئی ہے جو اپنی غلطیوں کے اعتراف کے ساتھ نیک اعمال سر انجام دینے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی توبہ اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتا ہے۔ اس کے بعد مسجد ضرار کا تذکرہ ہے۔ قبا کے مخلص مسلمانوں نے مسجد بنا کر اللہ کی عبادت اور اعمالِ خیر کی طرح ڈالی تو کافروں نے ان کے مقابلہ میں فتنہ و فساد کے لیے ایک مرکز بنا کر اسے مسجد کا نام دیا۔ انہیں خفیہ طور پر عیسائیوں کی سرپرستی حاصل تھی۔ یہ لوگ حضور علیہ السلام کو بلا کر افتتاح کرانا چاہتے تھے تاکہ مسلمانوں کی نگاہ میں مسجد مقدس بن جائے اور وہ درپردہ اس مسجد کے ذریعہ مسلمانوں میں انتشار اور فساد پھیلانے کی سازشیں کرتے رہیں۔ آپ ﷺ نے تبوک سے واپسی پر اس مسجد کے افتتاح کی حامی بھری جس پر اللہ نے آپ ﷺ کو منع کر دیا اور اس مسجد کو گرانے کا حکم دیا۔ (تفسیر القرطبی) اللہ کے نبی نے اسے مسجد ضرار (مسلمانوں کو نقصان پہنچانے والی مسجد) قرار دے کر بعض صحابہ کو بھیجا اور اسے آگ لگا کر جلانے اور پیوند زمین کرنے کا حکم دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر اسلامی معاشرہ میں فتنہ و فساد برپا کرنے کے لیے کوئی مسجد بھی تعمیر کی جائے تو اس کا تقدس تسلیم نہیں کیا جائے گا اور یہ بھی واضح ہوا کہ یہود و نصاریٰ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے اور فرقہ واریت کو ہوا دینے کے لیے مذہبی رنگ میں کوشاں رہتے ہیں اور ایسی کارروائیوں کی سرپرستی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسجد قبا اور اس میں جمع ہونے والے مخلصین کی تعریف فرمائی اور ان کی ظاہری و باطنی طہارت کے جذبہ کو سراہا۔

اللہ نے مومنوں کی جان و مال خرید لیا ہے۔ تین صحابہ کی توبہ

111-118

ع 3 اللہ کریم نے مومنوں سے ان کا جان و مال جنّت کے عوض خرید لیا ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، مارتے ہیں اور مارے بھی جاتے ہیں۔ اللہ کا یہ سچّا وعدہ

تورات، انجیل اور قرآن میں موجود ہے۔ ایسا سودا کرنے والوں کو مبارک ہو۔ یہ عظیم کامیابی ہے۔ وہ مومن توبہ کرنے والے، عبادت گزار، حمد وثناء کرنے والے، روزہ دار، رکوع کرنے والے، نیکی کا حکم کرنے والے، برائی سے روکنے والے اور حدود اللہ کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اہل ایمان کو بشارت ہو۔

نبی اور اہل ایمان کے شایانِ شان نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے بخشش کی دُعا کریں۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے اَب کے لیے دُعا صِرف وعدہ پورا کرنے کے لیے کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی وقف کر دی اپنے رسول امین ﷺ کے لئے اور ان مہاجرین و انصار کے لئے جنہوں نے انتہائی مشکل گھڑیوں میں نبی مکرم ﷺ کا ساتھ دیا۔ اللہ نے ان تین اشخاص (کعب بن مالکؓ، مرارہ بن ربیعؓ، ہلال بن امیہؓ) کی توبہ و استغفار بھی قبول کر لی جو غزوہ تبوک کے موقع پر پیچھے رہ گئے تھے۔ اللہ بڑا رحیم و کریم ہے۔

سچوں کے ساتھ رہو، دین کا عِلم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ

119-122

ع 4 اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو۔ مدینے کے باشندوں اور ارد گرد کے دیہاتیوں کو ہرگز یہ مناسب نہ تھا کہ اللہ کے رسول کو چھوڑ کر گھر بیٹھے رہتے اور حضور ﷺ کی طرف سے بے پرواہ ہو کر اپنی اپنی فکر میں لگ جاتے۔ اس لئے کہ ایسا کبھی نہ ہو گا کہ وہ اللہ کی راہ میں بھوک، پیاس اور جسمانی مشقت کی کوئی تکلیف جھیلیں اور کافروں کو جو راہ ناگوار ہے وہ اس پر کوئی قدم اٹھائیں اور کسی دشمن سے اسلام دشمنی کا بدلہ لیں اور اس کے بدلے میں ان کے حق میں نیک عمل نہ لکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں ان کے تھوڑے سے تھوڑے خرچ پر اور اپنی راہ میں کوئی بھی وادی پار کرنے پر ضرور اجر عطا فرمائیں گے۔

اور مومنوں کے لئے یہ مناسب نہ تھا کہ سب کے سب نکل آئیں۔ یہ کیوں نہ کیا کہ ہر جماعت میں سے چند اشخاص نکل جاتے تا کہ دین کا عِلم سیکھتے اور اس میں سمجھ پیدا کرتے۔ اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آتے تو ان کو ڈر سناتے تا کہ وہ اللہ کی نافرمانیوں سے بچتے۔

رسول کریم ﷺ شفیق اور مہربان ہیں

123-129

ع 5 عام حالات میں جہاد کے فرض کفایہ ہونے کا بیان ہے۔ کافروں کے ساتھ مقابلہ میں کسی قسم کی سستی اور نرمی اختیار کرنے کی ممانعت ہے۔ قرآن کریم کی تائید کا بیان ہے کہ اہلِ ایمان کے ایمان میں اضافہ اور ترقی کا باعث ہے جبکہ منافقین کے نفاق اور بغض میں اضافہ کرتا ہے۔ سورۃ کے آخر میں حضور علیہ السّلام کی عظمت و فضیلت کا بیان ہے کہ وہ عظیم الشان رسول مسلمانوں کی تکلیف سے رنجیدہ ہوتے ہیں اور انہیں فائدہ پہنچانے کے خواہاں رہتے ہیں۔ اللہ کی وحدانیت کے اعلان کے ساتھ ہی عرشِ عظیم کے رَب پر توکّل کی تعلیم پر سورۃ کا اختتام ہوتا ہے۔

۱۰۔ سُوْرَۃُ یُوْنُس

مَکِّیَّۃٌ

آیات: 109 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 11

اس سورۃ میں دعوت الی القرآن ہے جو مختلف شواہد مثالوں اور دلیلوں کے ساتھ اقوامِ عالم کو اس کی دعوت دی گئی ہے۔ حضرت یونس علیہ السّلام کی قوم کا قصہ مذکور ہوا ہے۔ اس لیے اس سورۃ کا نام سورۃ یونس رکھا گیا۔ اللہ کے ولیوں اور فرعون کی لاش کا ذکر ہے۔

اللہ کی نشانیاں

1-10

ع 6 حروف مقطعات سے آغاز ہے۔ فرمایا یہ اس حکمت سے لبریز کتاب کی آیات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہی میں سے ایک شخص پر اتاری ہے۔ یہ منکرین کو اُن کے بُرے انجام سے آگاہ کرنے والی اور ایمان والوں کو اللہ کے ہاں بلند مرتبہ کی خوشخبری دینے والی ہے۔ کافروں کو یہ بات ناگوار ہے کہ انہی میں سے ایک آدمی بشیر اور نذیر بن کر آئے۔ وہ اس کو جادوگر کہنے لگے۔

اللہ ہی نے آسمان و زمین بنائے، وہی ان کا انتظام فرمارہا ہے۔ اسی کی عبادت کرو، اللہ کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کر سکتا۔ اُسی نے مخلوق کو پیدا کیا ہے، اُسی نے ایمان والوں اور اچھے کام کرنے والوں کو انصاف کے ساتھ بدلہ دینے کے لیے اور کافروں کو جہنّم کی سزا دینے کے لیے دوبارہ زندہ کر کے اپنے حضور حاضر کرنا ہے۔

اُسی نے سورج کو پُر نور بنایا اور چاند کو چمک دی، رات دن بنائے، زمین و آسمان کا سارا نظام اُسی نے بنایا۔ مگر جو لوگ دنیا کی دلچسپیوں میں مگن ہیں وہ ہماری آیات سے غافل ہیں۔ ایمان والے اپنے ایمان کی بدولت جنّت میں جائیں گے اور وہاں اپنی کامیابیوں پر ایک دوسرے کو مبارک باد دیں گے اور رَب کا شکر ادا کریں گے۔

پیارے نبی ﷺ کی عمر کا ذکر

11-20

ع 7 رَب تعالیٰ رحمت نازل فرمانے میں جلدی کرتا ہے، مگر عذاب بھیجنے میں جلدی نہیں کرتا۔ اگر وہ رحمت کی طرح قہر کرنے میں جلدی کرتا تو ان سرکشوں کا قصّہ کب کا ختم ہو چکا ہوتا۔ وہ لوگوں کو موقع دیتا ہے کہ وہ سرکشی میں اچھی طرح

بھٹک لیں۔ انسان کا حال یہ ہے کہ ذرا ہماری گرفت سخت ہو جائے تو لیٹے، بیٹھے، کھڑے ہمارا وظیفہ پڑھنا شروع کر دیتا ہے پھر ڈھیل مل جائے، تو ایسے بھولتا ہے گویا ہمیں کسی مصیبت میں پکارا ہی نہ تھا۔ تم سے پہلی قوموں کے پاس ہم نے رسول بھیجے، وہ نہ مانے، تو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔ پھر تمہاری آزمائش کے لئے تمہیں ان کا جانشین بنایا۔ جن کو ہمارے حضور پیش ہونے کی توقع نہیں وہ قرآن سن کر کہتے ہیں کہ کوئی اور قرآن لے آؤ یا اسی میں کچھ ترمیم کر دو، آپ کہہ دیں کہ میں تو وحی کا پیروکار ہوں، میری ساری زندگی تمہارے سامنے ہے۔ بتاؤ کہ کبھی جھوٹ بولا ہ، سن لو کہ جو شخص اللہ پر افترا کرے اس سے بڑھ کر اور کوئی شریر نہیں۔ اور جو سچے کا انکار کرے وہ بھی سب سے بڑا ظالم انسان ہے۔ اور ظالم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو میں ناکام ہو جاؤں گا۔ اور اگر تم سچائی کے منکر ہو تو تمہیں خمیازہ بھگتنا پڑے گا، فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ چنانچہ فیصلہ ہو گیا، جو سچائی کے منکر تھے ان کا نام و نشان مٹ گیا، اور جو سچا تھا اس کی سچائی آج تک قائم رہی اور قائم رہے گی۔ یہ جن چیزوں کی پوجا کر رہے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ یہ ان کے خدا کے سفارشی ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر شرکت سے پاک ہے۔ اگر اللہ نے اپنے فیصلے کا دن مقرر نہ کیا ہوتا تو آج ہی جھگڑے کا فیصلہ ہو جاتا۔

دنیا کی زندگی کی مثالیں

21-30

ع 8 جب ہم تکلیف کے بعد انہیں راحت دیتے ہیں تو یہ اپنی فطری کجروی کے باعث شرارتوں پر اتر آتے ہیں، آپ انہیں بتا دیجیے کہ ہمارے فرشتے سب کچھ لکھ رہے ہیں اور اللہ بہت جلدی تمہاری بد عملی پر سزا دے سکتے ہیں۔ بحر و بر میں اللہ کے حکم پر تمام نقل و حرکت ہوتی ہے۔ بادبانی کشتیاں ہوا کے زور پر

تمہیں منزل مقصود تک لے جائیں تو تم خوش ہوتے ہو اور شرک میں مبتلا رہتے ہو اور طغیانی میں پھنس کر بادِ مخالف کی زد پر آجائیں تو مایوس ہو کر اللہ سے مدد طلب کرنے لگتے ہو۔ جیسے ہی اللہ نجات دیتے ہیں تم پھر شرک میں مبتلا ہو جاتے ہو۔ دنیا کی فانی اور عارضی زندگی کی مثال ایسی ہے جیسے بارش برسے اور کھیتیاں لہلہانے لگیں اور کسان خوش ہونے لگیں اسی اثنا میں کوئی آفت آکر اسے اس طرح تباہ کر کے رکھ دے کہ جیسے کچھ تھا ہی نہیں۔ غور و فکر کرنے والوں کے لیے ہم ایسی ہی آیات کو واضح کرتے ہیں۔ اللہ جنّت کی طرف بلاتے ہیں۔

نیک و صالح لوگوں کے لیے بہترین بدلہ ہے۔ ان کے چہروں پر ذلت ورسوائی یا کدورت نہیں چھائے گی۔

یاد رکھو گناہ گاروں کو ان کے گناہ کا بدلہ ملے گا۔ ان کے چہروں پر ذلت اور سیاہی چھا رہی ہو گی۔ ہم قیامت میں ان سب کو جمع کر کے پوچھیں گے تو یہ اپنے معبودان باطل کا انکار کریں گے اور ان کے معبود انکار کرتے ہوئے کہیں گے کہ یہ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے۔ وہاں ہر شخص اپنے کیے کا مزا چکھ لے گا۔

اللہ کا اور اُس کے قرآن کا مقابلہ ناممکن ہے

31-40

ع 9 ان سے پوچھیے کہ تمہیں رزق کون دیتا ہے؟ کان اور آنکھیں کس نے بخشیں؟ بے جان میں سے جاندار اور جاندار میں سے بے جان کس نے نکالا؟ کائنات کا یہ سارا نظام کون چلا رہا ہے؟ یہ کہیں گے اللہ! ان سے کہو پھر اس سے ڈرتے کیوں نہیں؟ اس کے سوا کوئی ہے؟ جس نے مخلوق بنائی ہو اور پھر مار کر دوبارہ زندہ کر سکتا ہو، اس کے سوا کوئی ہے جو سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کر سکتا ہو؟ ان میں سے تو اکثر محض قیاس کے پیچھے چلتے ہیں۔ قرآن کسی انسان کا بنایا ہوا نہیں بلکہ اللہ کا بھیجا ہوا ہے۔ اگر یہ کسی انسان کا بنایا ہوا ہے تو تم سب مل کر اس جیسی ایک

سورۃ بنا کر دکھاؤ۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ ایک ایسی بات کا انکار کر رہے ہیں۔ جس کا ان کو کچھ پتہ نہیں، یہ اس ظلم و شرک کی سزا ضرور بھگتیں گے۔

منکروں پر عذاب الٰہی کی مختلف صورتیں

41-58

ع 10 اے نبی ﷺ! اگر یہ آپ کی بات نہیں مانتے تو کہہ دیجیے تم اپنا کام کرو، میں اپنا فرض ادا کر رہا ہوں۔ یہ متعصب لوگ آپ کی طرف کان تو لگاتے ہیں مگر سمجھنا نہیں چاہتے، تو ان بہروں کو آپ کیسے سنائیں گے؟ یہ آپ کی طرف دیکھتے ہیں مگر دِل کے اندھوں کو آپ کی طرف دیکھنے سے کیا فائدہ؟ خدا ظلم نہیں کرتا، یہ خود ظالم ہیں۔ کل جب خدا کے حضور پیش ہوں گے، تو پتہ چلے گا کہ گھاٹے میں رہے۔ جن برے نتائج سے ہم انہیں ڈرا رہے ہیں ان کا کوئی حصہ ہم آپ کی موجودگی میں انہیں دکھا دیں یا آپ کے بعد بہر حال ان کو آنا ہمارے ہی پاس ہے۔

جب بھی کسی قوم نے رسول کا انکار کیا، تو اس کے منکروں کے ساتھ پورا انصاف کیا گیا۔ آج کے منکر بھی کہتے ہیں عذاب کی وعید کب پوری ہو گی۔ آپ کہہ دیں عذاب کی گھڑی آگے پیچھے نہیں ہو گی اگر یہ جلدی مچا رہے ہیں تو ان سے پوچھیے کہ خدا کے عذاب کا مقابلہ کرنے کے لیے انہوں نے کیا سامان تیار کر رکھا ہے اس وقت تو ان کا ایمان لانا بے فائدہ ہو گا۔ اس وقت تم ساری دنیا کو بدلے میں دے کر بھی نہ بچ سکو گے۔ یہ منکر سوال کرتے ہیں کہ یہ عذاب کی باتیں سچی ہیں آپ کہہ دیجیے میرے رَب کی قسم یہ تمام باتیں سچی اور برحق ہیں۔

قرآن نصیحت، ہدایت، رحمت اور شفا ہے

54-60

 تم اس عذاب کی ہولناکی سے بچنے کے لیے تمام دنیا کے خزانے فدیہ میں

دینے کی تمنا کرو گے۔ عذاب دیکھ کر تم پر ندامت چھا جائے گی مگر اس وقت انصاف کیا جائے گا۔ کسی پر کوئی ظلم نہیں ہو گا۔

اے انسانو! تمہارے رب کی طرف سے وعظ و نصیحت کا پیغام قرآن آ گیا۔ اس میں شفا اور ہدایت و رحمت ہے۔

اے نبی ﷺ آپ کہہ دیجیے اللہ کے فضل اور رحمت ملنے پر تمہیں خوش ہونا چاہیے یہ بہتر ہے ان تمام چیزوں سے جن کو تم جمع کرتے ہو۔ اپنی طرف سے اللہ کے رزق کو حلال اور حرام ٹھہرانے والے ڈریں کہ کل کو خدا کے حضور کیا منہ دِکھائیں گے؟ اللہ تو لوگوں پر مہربان ہے لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔

نبی ﷺ، صحابہ کرامؓ اور اولیاء اللہ کو عظیم بشارت

61-70

ع 12 پیغمبر ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کو تسلی دی گئی کہ اللہ کریم ہر قدم پر تمہارے ساتھ ہے۔ فرمایا" **اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ** " اللہ کے دوست (اولیاء اللہ) ان کے لیے نہ مستقبل کا کوئی خوف ہے نہ ماضی کا کوئی غم ہے۔ ان کے لئے دنیا اور آخرت میں خوشخبری ہے۔ عزّت صِرف اللہ کے لئے ہے۔ جو لوگ اللہ کے سوا دوسروں کی پوجا کرتے ہیں وہ تو صِرف اٹکل پچو دوڑا رہے ہیں۔ یاد رکھو! شب و روز سب اللہ ہی کے بنائے ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ اولاد سے بے نیاز ہے، خدا پر بہتان لگانے والو تمہارے پاس خدا کی اولاد ہونے کی کوئی دلیل ہے؟ تم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہمارے پاس آؤ گے تو اس شرک کی سزا پاؤ گے۔

حضرت نوحؑ اور حضرت موسیٰؑ کی دعوت

71-82

ع13 نوحؑ نے اپنی قوم کے لوگوں سے فرمایا اگر تمہیں میری باتیں اور میرا وجود اچھا نہیں لگتا تو یاد رکھو میرا بھروسہ اللہ پر ہے جاؤ میرے خلاف جو کر سکتے ہو کر گزرو، میں تم سے کچھ نہیں مانگتا میں صرف اللہ کا فرمانبردار ہوں۔ لوگوں نے حضرت نوحؑ کی بات نہیں مانی ہم نے نوحؑ کے دشمنوں کو غرق کیا اور نوحؑ کو ساتھیوں سمیت بچالیا۔

نوحؑ کے بعد کئی پیغمبر آئے مگر جن کے دِلوں پر ہم نے مہر لگادی تھی انہوں نے پیغمبروں کی کوئی بات نہیں مانی۔ پھر ہم نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرعون کی طرف بھیجا۔ وہ جھٹ سے بولا، تم تو جادوگر ہو۔ موسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا، یہ حق ہے جادوگری نہیں، جادوگر حق کے مقابلے میں کبھی کامیاب نہیں ہوتے ہیں۔ فرعونیوں نے کہا تو ہمیں باپ دادا کے راستے سے ہٹا کر اپنی سلطنت قائم کرنا چاہتا ہے۔ ہم تیرے مقابلے میں جادوگروں کو لائیں گے۔ جادوگر آئے مگر اللہ کے حکم سے ان کا سارا جادو باطل ہو گیا اللہ نے حق کو سچ ثابت کر دکھایا۔

حضرت موسیٰؑ کی استقامت اور فرعون کا انجامِ بد

83-92

ع14 حضرت موسیٰ کو ان کی قوم کے چند نوجوانوں کے سوا کسی نے نہ مانا۔ مفسد فرعون کا ملک پر بڑا تسلط تھا، لوگ اس سے ڈرتے تھے۔ موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم میں ایمان صادق ہے تو اللہ پر بھروسہ کرو۔ انہوں نے کہا اللہ! ہمارا بھروسہ آپ کی ذات پر ہی ہے۔ اے اللہ ہمیں ظالموں کا تختۂ مشق نہ بنانا۔

ہم نے موسیٰؑ کے ساتھیوں کو نماز قائم کرنے کا حکم دیا۔ موسیٰؑ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا اے اللہ! فرعون اور اس کی قوم مال و دولت پر نازاں

ہے۔ یہ تیرے بندوں کو گمراہ کر رہے ہیں تو فرعونیوں کو ملیامیٹ کر دے۔ تو ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار اتار دیا۔ فرعون نے سمندر میں اسرائیلیوں کا پیچھا کیا۔ جب سمندر میں ڈوبنے لگا تو بولا، میں ایمان لایا اس خدا پر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔ اللہ نے فرمایا ظالم، اب ایمان لاتا ہے ساری زندگی تو نافرمانی اور فساد مچاتا رہا، اب ماننے سے کیا حاصل۔ ہم تجھے اور تیری نعش کو پیچھے آنے والوں کے لئے عبرت کا سامان بنائیں گے۔

قرآن کتابِ حق ہے، قوم یونس کی خوش بختی

93-103

ع 15 ہم نے پھر بنی اسرائیل کو اقتدار بخشا۔ انہیں پاکیزہ رزق دیا لیکن انہوں نے پھر ہدایت آجانے کے بعد پھر اختلافات پیدا کر کے حقیقت گم کر دی۔ اب ان کی دھاندلیوں کے فیصلے قیامت کے دن ہوں گے۔

مسلمانوں کو تلقین کی گئی ہے کہ مخالفین کا شور اور ان کی مخالفت تم کو اس کتاب کے بارے میں کسی شک میں نہ ڈالے، یہ بالکل حق ہے انصاف پسند اہل کتاب بھی اس کے حق ہونے کے گواہ ہیں۔ جن کے بارہ میں حکم الٰہی ہو چکا ہے وہ جب تک فیصلہ کن عذاب نہ دیکھ لیں ایمان لانے والے نہیں۔ سنّت الٰہی یہ ہے کہ کوئی قوم قانون الٰہی کی زد میں آجائے تو اس کو ایمان نصیب نہیں ہوا کرتا۔ صرف قوم یونسؑ ایسی قوم ہے، جو عذاب الٰہی کی زد میں آتے آتے بچ گئی۔ ان پر عذاب آنے کو تھا کہ وہ لوگ ایمان لائے اور اللہ نے انہیں بچالیا۔ اللہ چاہتا ہے کہ لوگ از خود ایمان لائیں۔ اگر اللہ تعالیٰ زبردستی مسلمان بنانا چاہتا تو سب کو ایک طریقے پر چلا دیتا۔ جو لوگ اپنے دِلوں پر بدکاریوں کی نجاست کے انبار جمع کر لیتے ہیں ان کے لئے کبھی بھی ایمان کی راہ نہیں کھلتی۔ یہ لوگ تو بس فیصلہ کن دن کے انتظار میں ہیں۔ ان سے کہہ دیجیے، اس گھڑی کا انتظار کرو اور میں بھی اب تمہارے

لیے اسی کے انتظار میں ہوں۔

نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کا مخالفین کے لیے فیصلہ کن اعلان

104-109

ع 16 سورۃ کے آخر میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی زبان مبارک سے مخالفین کے سامنے یہ فیصلہ کن اعلان ہو رہا ہے کہ اگر کسی کو میرے دین کے بارے میں شک ہے، تو وہ سن لے، کہ جن کو تم پوجتے ہو میں ان کو نہیں پوجتا۔ میں صرف اللہ واحد کی عبادت کروں گا۔ نفع و ضرر اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ اگر وہ نقصان پہنچانا چاہے تو کوئی اسے ٹال نہیں سکتا ہے۔ خوب کان کھول کر سن لو، تمہارے پاس حق آچکا ہے، جو راہ ہدایت اختیار کرے گا اسی کا نفع اسی کو پہنچے گا، اور جو گمراہی کی راہ اختیار کرے گا اس کا انجام خود اسے بھگتنا پڑے گا۔ اور میں تم پر نگران نہیں ہوں۔ آخرت میں وحی کی اتباع اور ثابت قدمی کی تلقین پر سورہ یونس کا اختتام کیا گیا ہے۔

دُعا اللّٰھمّ اعنّا علٰی ذکرك وشکرك وحسن عبادتك حتّٰی یاۡتینا الیقین بجاہِ طٰہٰ ویٰس صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم۔

۱۱۔ سُوۡرَۃُ ھُوۡد

مَكِّيَّةٌ

آیات: 123 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 10

اس سورۃ میں رسالت کا موضوع مرکزی موضوع کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس سورۃ میں اللہ نے چھ نافرمان قوموں کا ذکر کیا ہے جن پر اللہ کا غضب ہوا۔

ایک مرتبہ صحابہ رض نے عرض کی یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم آپ پر بڑھاپا بڑی تیزی سے آرہا ہے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے فرمایا مجھے سورۃ ہود اور اس جیسی دوسری سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔ (تفسیر المظہری) اس سورۃ میں دوسرے انبیاء کے علاوہ

قومِ عاد، ان میں مبعوث کیے گئے نبی حضرت ہود علیہ السّلام کا تذکرہ ہے اس لیے سورۃ کا نام "ہود" رکھا گیا۔

اللہ کی بندگی

1-5

ع 17 ابتداء میں قرآن کریم کی حقانیت کا بیان ہے کہ یہ مفصّل اور پُر حکمت کتاب ہے پھر توحید باری تعالیٰ کا بیان اور توبہ و استغفار کی تلقین کے ساتھ آخرت کے یومِ احتساب کا تذکرہ اور محاسبہ کے عمل کی یاد دہانی ہے اور اللہ کے علم کی وسعت و شمول کا بیان کہ وہ خفیہ و اعلانیہ ہر چیز کو جانتا ہے اور سینوں کے تمام بھید اس کے علم میں ہیں۔

پارہ نمبر 12 وَمَامِنْ دَآبَّۃٍ

یہ سیپارہ سولہ[16] رکوع اور تین[3] آیات پر مشتمل ہے۔ پہلے دس[10] رکوع سورۃ ہود میں اور آخری[6] چھ رکوع اور تین[3] آیات سورۃ یوسف میں آتی ہیں۔

ہر چیز کا رازق اللہ ہے

6-8

ع 1 ابتداء میں تمام مخلوقات کی معیشت کا مسئلہ حل کرتے ہوئے اعلان کیا زمین پر چلنے والے تمام جانوروں کی روزی اللہ تعالیٰ نے اپنے ذِمّہ لے رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عارضی اور مستقل قیام گاہ کو جانتا ہے۔ چھ دن میں آسمان و زمین پیدا کر کے انسان کو دنیا میں بھیجا تاکہ بہتر سے بہتر عمل کرنے والے کو منتخب کیا جا سکے۔ اللہ کے یہاں مقدار کی کثرت کی بجائے "معیار کا حسن" مطلوب ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ انسان زندہ کیے جائیں گے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ مُردوں کو زندہ کرنا تو جادو کے عمل سے ہی ممکن ہو سکتا ہے اور ہم اگر ان کی نافرمانیوں پر مصلحت کے پیش نظر عذاب نہیں اتارتے تو یہ کہتے ہیں کہ آپ کے عذاب موعود کو کس نے روک لیا ہے وہ آتا کیوں نہیں ہے؟ آپ ان سے کہیے کہ عذاب کی جلدی نہ مچائیں، جس دن ہم نے عذاب اتار دیا تو تم اسے روکنے کی طاقت نہیں رکھو گے۔

انسان کی زندگی کے مختلف انداز، قرآن کا کھلا چیلنج

9-24

ع 2 اگر ہم انسان کو نعمت دے کر چھین لیں تو یہ مایوس اور ناشکرا ہو جاتا ہے۔ اگر اس کی تکلیف دُور کر کے کسی طرح کا انعام فرمائیں تو ڈینگیں مارنے لگتا ہے۔ یاد رکھو آزمائشوں میں صبر کرنے والے اور اچھے کام کرنے والے ہی بخشش کے

مستحق ہیں۔ حضور ﷺ سے فرمایا کہ آپ مخالفین کے مطالبہ معجزات سے دِل شکستہ نہ ہوں، آپ کا کام تو برائیوں کے نتائج سے خبر دار کرنا ہے باقی معاملہ اللہ کے ذِمہ ہے۔ اگر یہ کہیں یہ تمہارا قرآن گھڑا ہوا ہے تو ان کو کہ دیں دس ایسی ہی گھڑی ہوئی سورتیں بنا کر لے آؤ۔ اور جس کی مدد حاصل کرنا چاہو کر لو۔ لیکن یہ چیلنج قبول کرنے کی ہمت نہ پاؤ، تو مان لو کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ سو جو دنیا کا طالب ہے اس کے لئے آخرت میں کوئی حصّہ نہیں۔ ہم نے جس کو واضح دلیل کے ساتھ بھیجا ہے اور قرآن جس کی صداقت کا گواہ ہے، اس کے مقابلہ میں وہ جو نورِ بصیرت سے محروم ہیں، دونوں کیسے یکساں ہو جائیں گے خدا پر جھوٹ باندھنے والے خدا کے حضور پیش ہوں گے اور آخرت میں یقیناً خسارہ پائیں گے۔ ہاں ایمان والے جو اپنے رَب کے سامنے جھک گئے یقیناً جنتی ہیں۔ یاد رکھو، اندھا بہرا اور دیکھنے، سننے والا ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔

قومِ نوح کا انکارِ نبوّت

25-35

3 اس کے بعد اللہ نے چھ جلیل القدر پیغمبروں اور ان کی بد اعمال قوموں کا ذکر کیا۔ اس سے بتانا یہ مقصود تھا کہ ہر دَور میں انسان کی فلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے ہیں۔ دوسرا اپنے حبیب ﷺ کی دلجوئی فرمائی کہ اے حبیب ﷺ آپ اہلِ مکّہ کے سلوک سے پریشان نہ ہوں پہلے نبیوں سے ان کی قوموں نے ایسے ہی سلوک کیے۔ تیسرا یہ کہ اللہ نے کئی ہزار پہلی بد اعمال قوموں کا نقشہ کھینچ دیا تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں۔ اس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا سبق آموز واقعہ بیان ہوا ہے۔ نوح علیہ السّلام نے قوم کو توحید و رسالت کی بات سمجھائی اور نہ ماننے کی صورت میں انہیں دردناک عذاب کی وعید سنائی۔ قوم میں اونچی سوسائٹی کے لوگ، سردار اور اربابِ اقتدار کہنے لگے کہ

آپ ہمارے جیسے عام انسان ہیں اور آپ کا ساتھ دینے والے معاشرہ کے نچلے طبقے کے لوگ ہیں، دنیا کے اعتبار سے آپ کے اندر وہ کون سی خوبی ہے جس کی بنیاد پر ہم آپ پر ایمان لائیں۔ ہمیں تو آپ جھوٹے معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السّلام نے جواب دیا کہ ہدایت کے لیے مفادات اور مال و دولت کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ دلائل اور رحمتِ خداوندی درکار ہوتی ہے اور یہ نعمت ہمیں حاصل ہے۔ پھر داعی الی اللہ کے لیے کچھ ضوابط بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں دین کے نام پر مالی مفادات کا طلبگار نہیں ہوں اور دین میں سب غریب و امیر برابر ہیں، لہٰذا میں غریبوں کو محض غربت کی بنیاد پر اپنے آپ سے جدا نہیں کر سکتا۔ میں نہ تو مال و دولت کے خزانوں کا دعوے دار ہوں نہ ہی غیب دانی کا دعویٰ کرتا ہوں نہ ہی میں فرشتہ ہونے کا مدعی ہوں اور غریب مسلمان جنہیں تم حقیر سمجھتے ہو صرف تمہیں خوش کرنے کے لیے میں یہ بھی نہیں کہتا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کوئی اجر و ثواب نہیں دیں گے، اللہ کا معاملہ تو نیت اور عمل کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ سردار جو اقتدار اور مال کے نشہ میں بدمست ہو رہے تھے اور اپنی طاقت اور پیسہ کے زور پر انہوں نے پورا معاشرہ یرغمال بنایا ہوا تھا، ہٹ دھرمی اور عناد کا مظاہرہ کرتے ہوئے عذاب کا مطالبہ کرنے لگے۔

طوفانِ نوح اور فرزندِ نوحؑ، غیب کی خبریں

36-49

ع 4 نوح علیہ السّلام کو وحی فرمائی گئی، کہ اب اور کوئی ایمان نہ لائے گا۔ آپ آزردہ خاطر نہ ہوں۔ کشتی تیار کریں، اب ظالموں کے لئے مجھ سے سفارش نہ کرنا۔ نوحؑ کو یہ لوگ کشتی بناتے دیکھتے تو مذاق اڑاتے۔ حضرت نوحؑ فرماتے جلد پتہ چل جائے گا عذاب کس پر آتا ہے؟ اور رسوا کون ہوتا ہے؟ اللہ کا حکم آیا، طوفان ابل پڑا۔ نوح علیہ السّلام اللہ کے حکم سے اپنے ساتھیوں اور جانوروں سمیت کشتی پر

سوار ہو گئے۔ کشتی پہاڑوں کی طرح اٹھتی موجوں کے درمیان چلنے لگی۔ نوح علیہ السّلام نے اپنے سرکش بیٹے کنعان کو دیکھا، تو کہا آ جا میرے ساتھ کشتی پر سوار ہو جا، کافروں کے ساتھ نہ رہ۔ اس نے کہا کہ میں اس پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا۔ نوح علیہ السّلام نے کہا کہ آج اللہ کے قہر سے کوئی بچانے والا نہیں مگر وہی جس پر وہ خود رحم فرمائے۔ اتنے میں بیٹا ڈوبنے لگا تو نوح علیہ السّلام نے رَب سے درخواست کی، الٰہی! یہ میرا بیٹا ہے تیرا وعدہ سچّا ہے، اس کو بچا لے۔ فرمایا یہ تیرا بیٹا نہیں کہ اس کے عمل اچھے نہیں، دیکھو ایسی بات کی درخواست نہ کرو جس کا علم نہ ہو۔ نوحؑ نے عرض کیا، اللہ معاف کر دے، تو نے معاف نہ فرمایا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔ پھر نوحؑ کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری۔ اور ان کو حکم ہوا، سلامتی اور برکتوں کے ساتھ اتر آؤ۔

اب حضور ﷺ سے مخاطب ہو کر فرمایا گیا۔ یہ واقعہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو آپ کو وحی کے ذریعے سنا رہے ہیں۔ اس سے پہلے نہ آپ اس کو جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم۔ ثابت قدم رہو۔ آخری کامیابی خدا سے ڈرنے والوں کا ہی حصّہ ہے۔

قومِ عاد کو حضرت ہود علیہ السّلام کا پیغام

50-60

ع 5 اس کے بعد حضرت ہود علیہ السّلام کا واقعہ ہے جنہوں نے اپنے دَور کی ''سپر پاور'' قومِ عاد سے ٹکر لی تھی۔ یہ قوم ڈیل ڈول اور جسمانی طاقت میں بہت زیادہ تھی، ان کا دعویٰ تھا کہ دنیا میں ہم سے طاقتور کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انہیں سوچنا چاہیے کہ جس اللہ نے انہیں بنایا ہے وہ یقیناً ان سے زیادہ طاقتور ہے۔ ہود علیہ السّلام نے قوم کو توحید کا پیغام سنایا اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کر کے معافی مانگنے کی ترغیب دی۔ اور بتایا کہ تم اگر توبہ و استغفار کر لو گے تو اللہ تمہیں

معاشی اعتبار سے خود کفیل کر دے گا۔ اور بارش برسا کر تمہارے کھیتوں کو سیراب کر دے گا۔ اور تمہاری طاقت و قوّت میں مزید اضافہ کر دے گا، قوم نے ایمان لانے کی بجائے مذاق اڑانا شروع کر دیا، کہنے لگے، ہم تمہاری باتوں کو مان کر اپنے بتوں کو نہیں چھوڑ سکتے۔ ہمارے بتوں نے تم پر اثر انداز ہو کر تمہارا دماغ خراب کر دیا ہے۔ تبھی تم اس قسم کی بہکی بہکی باتیں کرتے ہو۔ حضرت ہود علیہ السّلام نے ان کی باتوں پر مشتعل ہونے کی بجائے انہیں بتا دیا کہ وہ بھی اللہ پر ایمان سے دستبردار نہیں ہوں گے اور اللہ کی طاقت و قوّت کا اعتراف کرتے ہوئے اُس پر بھروسہ اور توکّل میں اضافہ کر دیں گے اور پھر قوم کو اللہ کے حکم سے یہ وعید بھی سنادی کہ اگر تم باز نہ آئے تو میرا رب تمہیں ہلاک کر کے تمہاری جگہ کسی دوسری قوم کو اس سرزمین کا مالک بنادے گا اور تم اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکو گے۔ اللہ فرماتا ہے کہ یہ ہماری رحمت کا مظہر تھا کہ ہم نے حضرت ہود علیہ السّلام اور اس پر ایمان لانے والوں کو عذاب سے بچالیا۔ قوم کی ہٹ دھرمی اور آیاتِ خداوندی کا انکار اور اللہ کے فرستادہ رسول کی نافرمانی نے انہیں تباہ و ہلاک کر کے رکھ دیا۔ یہ ضدی اور عناد پرست قومِ عاد تھی جن پر عذاب آیا اور دنیا و آخرت میں لعنت کے مستحق قرار پائے۔ اور ہمیشہ کے لیے رحمت الٰہی سے دُور پھینک دیئے گئے۔

قومِ ثمود میں حضرت صالح علیہ السّلام کی دعوت

61-68

ع 6 اس کے بعد قومِ ثمود کا تذکرہ ہے کہ صالح علیہ السّلام نے انہیں پیغامِ توحید دیا اور انہیں غیر اللہ کی عبادت سے باز رہنے کی تلقین فرمائی۔ انہیں بتایا کہ تمہیں اللہ نے ہی پیدا کیا اور زمین میں آباد کیا اس اللہ کے سامنے توبہ واستغفار کر لو مگر وہ لوگ باز نہ آئے۔ بلکہ کہنے لگے اے صالح! ہمیں تو آپ سے بڑی توقعات تھیں مگر آپ نے تو ہمارے آباء واجداد کی مخالفت شروع کر دی ہے اور ہمیں تو

آپ کی نبوّت میں شک ہے۔ حضرت صالحؑ نے فرمایا مجھے اللہ پاک نے نبوّت سے نوازا ہے۔ قوم نے کہا ہم آپ کی نبوّت کا اقرار صرف اس صورت میں کریں گے جب آپ سامنے والی پہاڑی سے اونٹنی نکالیں جو فوراً ہی بچّہ دے دے۔ حضرت صالح نے فرمایا: میری قوم میں تو دلائل کی بنیاد پر توحید کی دعوت دے رہا ہوں اور تم بے جا مطالبات کر رہے ہو۔ میں تمہارے کہنے سے اللہ کی رحمت کو نہیں چھوڑوں گا ورنہ میری مدد کون کرے گا۔ تمہارے مطالبہ کے مطابق یہ رہی اونٹنی۔ اب تم اسے اللہ کی نشانی سمجھ کر حق کو تسلیم کر لو اور اس اونٹنی کو نقصان نہ پہنچاؤ ورنہ تم پر عذابِ خداوندی بہت جلد آ جائے گا۔ ان لوگوں نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ کر اسے مار ڈالا جس پر انہیں تین دن کی مہلت دے کر ذلت آمیز عذاب کا نشانہ بنا دیا گیا۔ جبرائیل علیہ السّلام نے زوردار چیخ ماری جس کی دہشت سے ان کے کلیجے پھٹ گئے اور وہ اوندھے منہ گر کر ایسے ختم ہوئے کہ ان کا نام و نشان بھی باقی نہ بچا۔ جب ہمارا عذاب آیا تو ہم نے حضرت صالح اور ان کے ساتھیوں کو اپنی رحمت کے ساتھ اس دن کی رسوائی سے بچا لیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو خوشخبری اور قومِ لُوط پر عذاب

69-83

ع 7 اس کے بعد ابراہیم اور لُوط علیہم السّلام کا تذکرہ ہے۔ (حضرت لُوط علیہ السّلام حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے بھتیجے تھے۔ کچھ مفسرین کے نزدیک حضرت لُوط علیہ السّلام حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے چچازاد بھائی تھے) کہ ہمارے فرشتے قاصد بن کر انسانی شکل میں ابراہیم علیہ السّلام کے پاس آئے۔ ابراہیم علیہ السّلام نے ان کی مہمانی کے طور پر بچھڑا ذبح کر کے بُھونا اور انہیں کھانے کی دعوت دی۔ مگر انہوں نے کھانے میں کسی رغبت کا مظاہرہ نہیں کیا تو ابراہیم علیہ السّلام سمجھے کہ یہ لوگ کہیں دشمنی کی وجہ سے کھانے سے گریز نہ کر رہے ہوں، لہٰذا ان سے

خوف زدہ ہو گئے تو انہوں نے بتادیا کہ ہمارے نہ کھانے کی وجہ دشمنی نہیں ہے بلکہ ہم فرشتے ہیں اس لیے نہیں کھارہے۔ ہم تو قومِ لُوط کے لیے عذاب کے احکام لے کر آئے ہیں۔ ہم راستہ میں آپ کو اولاد کی خوشخبری دینے آئے ہیں۔ اللہ تمہیں اسحاق نامی بیٹا اور یعقوب نامی پوتا عطا فرمائیں گے۔ حضرت ابراہیمؑ کی بیوی قریب ہی کھڑی یہ گفتگو سن رہی تھی۔ عورتوں کے اندازِ گفتگو میں اپنے چہرہ پر دوہتڑ مارتی ہوئی کہنے لگیں کہ میں بانجھ ہوں اور میرا شوہر بڑھاپے کی آخری عمر میں ہے۔ ہمارے ہاں کیسے اولاد ہو سکتی ہے؟ فرشتوں نے کہا اس میں تعجب اور حیرانی کی کون سی بات ہے۔ اللہ تمہارے گھرانے پر اپنی رحمتیں اور برکتیں اتارنا چاہتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السّلام بڑے ہی نرم دِل تھے۔ اس خوشخبری کو سن کر لُوط علیہ السّلام کی قوم کی سفارش کرنے لگے۔ فرشتوں نے کہا کہ ان کی ہلاکت کا اٹل فیصلہ ہو چکا ہے، آپ اس میں مداخلت نہ کریں۔ جب فرشتے لُوط علیہ السّلام کے پاس خوبصورت لڑکوں کے رُوپ میں پہنچے تو قوم کے بدمعاشوں نے جمع ہو کر لُوط علیہ السّلام سے نووارد مہمانوں کو اپنے حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا، حضرت لُوط نے انہیں بہت سمجھایا کہ مجھے مہمانوں کے سامنے رسوانہ کرو مگر وہ اپنے بیجا مطالبہ پر بضد رہے تو مہمانوں نے کہا: اے لُوط! آپ پریشان نہ ہوں۔ ہم انسان نہیں فرشتے ہیں اور عذاب کا حکمنامہ لے کر آئے ہیں، اس لیے یہ لوگ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ انہیں صِرف ایک رات کی مہلت ہے، آپ فوراً یہاں سے نکلنے کا بندوبست کر کے چلے جائیں۔ آپ کی بیوی چونکہ اس مجرم قوم کے ساتھ شریک ہے لہٰذا وہ بھی نہیں بچ سکے گی۔ جب ہمارا عذاب آیا تو انہیں الٹ پلٹ کر رکھ دیا گیا اور ان پر نشان زدہ پتھروں کی بارش کر کے انہیں تباہ و برباد کر دیا گیا۔

قومِ مَدیَنْ کی طرف حضرت شعیب علیہ السّلام

84-95

ع 8 اس کے بعد قوم مدین کا ذکر ہے۔ ان کی طرف ان کے بھائی حضرت شعیب علیہ السّلام کو بھیجا گیا۔ حضرت شعیب علیہ السّلام نے انہیں توحید کا پیغام دیا اور غیر اللہ کی عبادت سے منع کیا۔ آپ کی قوم ناپ تول میں کمی کرتی۔ آپ نے ایسا کرنے سے منع کیا۔ لیکن انہوں نے اس بات کا الٹا اثر لیا۔ کہنے لگے، ہمیں ایسا دین نہیں چاہیے جو انسان کو کاروبار سے منع کر دے۔ آپ نے فرمایا اے میری قوم! اگر تم باز نہ آئے تو تم پر بھی قومِ نوح، قومِ ہود، قومِ صالح اور قومِ لوط کی طرح عذاب آسکتا ہے۔ اس لیے ان قوموں سے عبرت پکڑو اور اپنے رَب کی طرف لوٹ آؤ۔ لیکن اہلِ مدین کے تیور نہ بدلے۔ آخر کار اس قوم پر اللہ کا عذاب آیا۔ شعیب علیہ السّلام اور ان کے ساتھی تو بچ گئے لیکن باقی ظالم قوم پر خوفناک کڑک کی صورت میں ایسا عذاب آیا کہ سارے ظالم موت کی نیند سو گئے اور ان کی برباد بستیوں کو دیکھ کر یوں محسوس ہونے لگا کہ گویا یہاں کبھی کوئی آدمی بسا ہی نہیں تھا۔

فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف حضرت موسیٰ علیہ السّلام

96-109

ع 9 اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قومِ فرعون کا ذکر کیا کہ ہم نے موسیٰ علیہ السّلام کو کھلی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا۔ مگر انہوں نے موسیٰ علیہ السّلام کو جھٹلا دیا اور فرعون کے حکم کی پیروی کی۔ قیامت کے دن وہ اپنی قوم کے آگے آگے ہو گا اور اس کی سرداری میں اس کے پیروکاروں کو بھی دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب ہم کسی ظالم بستی یا قوم کو پکڑتے ہیں تو ہماری پکڑ واقعی بڑی سخت اور دردناک ہوتی ہے۔ اس میں

نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو روزِ قیامت کا خوف کرے۔ جو بد بخت ہیں وہ جہنّم میں اور جو نیک بخت ہیں وہ جنّت میں جائیں گے اور ہمیشہ اپنی اپنی جگہ رہیں گے۔

نیکی پر استقامت کا حکم۔ سنہرے اصول

110-123

ع 10 اے محمد کریم ﷺ! جس طرح آج قرآن مجید کے بارے میں مشرکوں کی طرف سے اور اہل کتاب کی طرف سے اختلاف کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح کا اختلاف تورات کے بارے میں بھی کیا گیا تھا۔ اگر ایک بات طے نہ ہوتی تو ان کے اختلاف کرنے والوں کا فیصلہ کبھی کا چکا دیا جاتا۔ یہ لوگ قرآن کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں۔ ان کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔ آپ اپنے ساتھیوں سمیت سیدھے راستے پر ثابت قدم رہیں اور ان ظالموں کی طرف ذرا بھی نہ جھکیں اور دن کے دونوں سروں اور رات کی گھڑیوں میں نماز قائم کریں۔ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ صبر کریں۔ اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر کبھی ضائع نہیں کرتا۔

پہلی قوموں میں ایسے اہل خیر کم ہی پیدا ہوئے، جو لوگوں کو زمین میں فساد برپا کرنے سے روکتے۔ اللہ کا طریقہ یہ نہیں کہ لوگ اصلاح میں مصروف ہوں اور وہ انہیں ہلاک کر دے۔ اللہ چاہتا تو سب کو سیدھے راستے پر قائم کر دیتا۔ لیکن لوگ اختلاف کرتے رہیں گے سوائے ان کے جن پر تیرے رَب نے رحم فرمایا۔

سیدھے راستے سے اختلاف کرنے والے جنّوں اور انسانوں سے جہنّم بھر دی جائے گی۔ اے محمد کریم ﷺ! آپ کو یہ پیغمبروں کے قصّے اس لئے سنائے جاتے ہیں کہ آپ کا دِل مضبوط ہو، حقیقت کا عِلم حاصل ہو، اور ایمان والے نصیحت حاصل کریں۔ ایمان نہ لانے والوں سے کہہ دیں کہ تم اپنا کام کرو، ہم اپنا کام

کرتے ہیں۔ انجام کا تم بھی انتظار کرو، ہم بھی منتظر ہیں۔ آسمان و زمین کا غیب اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ آپ اسی کی عبادت کریں اور اسی پر بھروسہ رکھیں۔

۱۲۔ سُوْرَۃُ یُوْسُف مَكِّيَّةٌ

آیات: 111 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 12

یہ منفرد سورۃ ہے جس میں صرف ایک ہی واقعہ بیان ہوا ہے۔ اس واقعہ میں تکرار نہیں۔ یوسف علیہ السّلام کے واقعہ کو قرآن کریم نے "احسن القصص" بہترین واقعہ قرار دیا ہے۔ اس میں انسانی زندگی کے ہر پہلو کو اجاگر کیا گیا ہے اور اپنوں کے مظالم اور ان کے مقابلہ میں اللہ کی مدد کا منظر دِکھا کر حضور علیہ السّلام کو اپنی قوم کے مظالم کے مقابلہ میں نصرت خداوندی حاصل ہونے کی بشارت ہے۔

حضرت یوسفؑ کا خواب اور باپ کی نصیحت

1-6

ع 11 اس کتاب مبین کو ہم نے عربی زبان میں اتارا ہے۔ تاکہ تم اس کو اچھی طرح سمجھ سکو۔ ہم تمہیں ایک بہترین قصّہ سناتے ہیں جس سے آپ واقف نہیں ہیں۔ یوسفؑ نے اپنے باپ سے کہا۔ ابا جان! میں نے خواب میں گیارہ ستارے، سورج اور چاند دیکھے ہیں کہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ باپ نے کہا بیٹے، بھائیوں کو خواب نہ سنانا وہ تیرے درپے آزار ہو جائیں گے۔ تیرا رَب تجھے چن لے گا۔ تجھے خوابوں کی تعبیر کا علم دے گا۔ اور تجھ پر اور آلِ یعقوبؑ پر، ابراہیمؑ اور اسحاقؑ کی طرح اپنی نعمتوں کی تکمیل فرمائے گا۔

سوتیلے بھائیوں کی سازش، حضرت یوسفؑ کنویں میں

7-20

ع 12 یوسف اور اس کے بھائیوں کے واقعات میں بڑی نشانیاں ہیں۔ واقعات یوں ہیں کہ سوتیلے بھائیوں نے باہم مشورہ کیا کہ یوسفؑ اور اس کا بھائی ہمارے والد کو ہم سے زیادہ محبوب ہے۔ بہتر تدبیر یہ ہے کہ یوسف کو قتل کر دیں یا کسی ایسے گہرے کنویں میں ڈال دیں کہ کوئی آتا جاتا قافلہ اسے نکال لے۔ وہ یہ طے کر کے باپ کے پاس گئے اور کہنے لگے ابا جان! آپ یوسف کے معاملے میں ہم پر بھروسہ نہیں کرتے۔ ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں۔ ہمارے ساتھ کھیلنے کودنے کے لئے بھیجیں ہم اس کی حفاظت کریں گے۔ یعقوبؑ نے فرمایا۔ مجھے ڈر ہے کہ تم اسے لے جاؤ اور اسے کوئی بھیڑیا کھا جائے۔ اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ کہنے لگے کہ اگر ہمارے ہوتے بھیڑیا کھا جائے تو ہم بڑے نکمے ہیں۔ چنانچہ یوسف کو باپ کے پاس سے لے گئے تو انہوں نے اسے کنویں میں گر دیا۔ ہم نے یوسف سے کہہ دیا۔ ایک وقت آئے گا جب تو ان لوگوں کو ان کی یہ حرکت جتائے گا۔ اس کے بعد یہ رات کو باپ کے پاس روتے ہوئے آئے اور کہنے لگے ابا جی ہم کھیل کود میں مصروف تھے اور یوسف ہمارے سامان کے پاس بیٹھا تھا کہ اسے بھیڑیے نے کھا لیا۔ یوسف کی قمیض پر جھوٹ موٹ کا خون لگا کر آئے تھے۔ یعقوب علیہ السّلام نے کہا تم نے ایک بات گھڑ لی ہے۔ اچھا میں صبر کروں گا، اللہ میرا مددگار ہے۔

ادھر ایک قافلہ آیا اور اس نے اپنے سقّے کو پانی لانے کے لئے بھیجا۔ سقّے نے کنویں میں ڈول ڈالا، تو یوسف کو دیکھ کر پکار اٹھا، مبارک ہو یہاں تو ایک لڑکا ہے۔ ان لوگوں نے یوسفؑ کو مال تجارت سمجھ کر چھپا لیا۔ آخر کار انہوں نے یوسفؑ کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ ڈالا۔

حضرت یوسفؑ اور عزیز مصر کی بیوی۔ جناب یوسفؑ کی پاکدامنی پر گواہی

21-29

ع13 مصر کے جس شخص نے اسے خریدا، اس نے اپنی بیوی سے کہا، اس کو اچھی طرح رکھنا، ہو سکتا ہے یہ ہمارے لیے مفید ثابت ہو، یا ہم اسے بیٹا بنالیں۔ اس طرح ہم نے مصر کی سرزمین میں یوسف کے لئے قدم جمانے کی صورت نکالی۔ اللہ اپنا کام کر کے رہتا ہے۔ مگر اکثر لوگ جانتے نہیں۔ جب یوسف بھرپور جوانی کی حد کو پہنچ گئے تو ان کو نبوّت عطا ہوئی۔

وہ جس عورت کے گھر رہتے تھے وہ ان پر ڈورے ڈالنے لگی۔ اور ایک روز دروازے بند کر کے بولی آجا، یوسفؑ نے کہا خدا کی پناہ کہ میں یہ کام کروں۔ ایسے ظالم کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ وہ اس کی طرف بڑھی، یوسف بھی اس کی طرف بڑھتے اگر اپنے رَب کی نشانی نہ دیکھ لیتے۔ آخر کار یوسفؑ اور وہ آگے پیچھے دروازے کی طرف دوڑے اور اس نے پیچھے سے یوسفؑ کی قمیض پھاڑ دی۔ دروازے پر اس عورت کا شوہر موجود تھا۔ اسے دیکھتے ہی کہنے لگی، کیا سزا ہے اس شخص کی جو تیری گھر والی پر نیت خراب کرے۔ ایسا شخص قید یا سخت سزا کا مستحق ہے۔ یوسفؑ نے کہا اس نے مجھے پھانسنے کی کوشش کی تھی۔ اس عورت کے گھر والوں میں سے ایک نے شہادت دی کہ اگر یوسف کی قمیض آگے سے پھٹی ہے تو عورت سچی ہے اور یہ جھوٹا ہے اور اگر اس کی قمیض پیچھے سے پھٹی ہو تو عورت جھوٹی ہے اور یہ سچّا ہے۔ جب شوہر نے یوسف کی قمیض پیچھے سے پھٹی دیکھی تو کہنے لگا یہ سب عورتوں کی چالاکیاں ہیں۔ واقعی تمہاری چالیں بڑی غضب کی ہوتی ہیں۔ اے یوسفؑ! اس معاملے کو آپ جانے دیجیے۔ اور اے عورت! تو اپنے قصور کی معافی مانگ۔ تو ہی خطاکار ہے۔

مِصر کی بیگمات کی دعوت اور حُسنِ یوسفؑ

30-35

ع 14 شہر کی عورتیں آپس میں چرچا کرنے لگیں کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے نوجوان غلام کے پیچھے پڑی ہوئی ہے اور محبّت نے اس کو بے قابو کر رکھا ہے اس نے ان عورتوں کی باتیں سنیں تو ان کو بلوا بھیجا اور ان کے لئے ضیافت کی مجلس آراستہ کی۔ ہر ایک کے آگے ایک ایک چھری رکھی۔ پھر عین اس وقت جب وہ پھل کاٹ کر کھارہی تھیں۔ اس نے یوسفؑ کو اشارہ کیا، کہ ان کے سامنے نکل آ۔ جب ان عورتوں کی نگاہ پڑی تو وہ دنگ رہ گئیں۔ اور اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں۔ وہ بے ساختہ پکار اٹھیں یہ شخص انسان نہیں کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔

عزیز مصر کی بیوی نے کہا دیکھ لیا یہ ہے وہ شخص جس کے معاملے میں تم مجھ پر باتیں بناتی تھیں۔ میں نے اس کو پھنسانے کی کوشش کی مگر یہ بچ نکلا۔ اگر اس نے اب بھی میرا کہنا نہ مانا تو قید کیا جائے گا اور بہت ذلیل ہو گا۔ یوسفؑ نے کہا اے میرے رَب! مجھے قید منظور ہے بہ نسبت اس کام کے جس کی طرف یہ مجھے دعوت دے رہی ہیں۔ اگر تُو نے میری مدد نہ کی تو میں ان کے جال میں پھنس جاؤں گا۔ حضرت یوسفؑ کی دُعا قبول ہوئی، وہ ان کے فریب سے بچ گئے اور ایک مدت تک کے لیے قید کر دیئے گئے۔

جیل کے ساتھیوں کی خوابوں کی تعبیر، توحید کی دعوت

36-42

ع 15 حضرت یوسفؑ کے ساتھ دو نوجوان بھی ان کے ساتھ قید خانہ میں داخل ہوئے ایک روز ان میں سے ایک نے یوسفؑ سے کہا، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں شراب کشید کر رہا ہوں، دوسرے نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ میرے سر پر روٹیاں رکھی ہیں اور پرندے کھا رہے ہیں۔ دونوں نے کہا ہمیں ہمارے خوابوں کی

تعبیر بتائیے۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں جلد ان خوابوں کی تعبیر بتادوں گا۔ یہ علم ان علوم میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے عطا فرمائے ہیں۔ میں نے ان لوگوں کا طریقہ چھوڑ کر جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اپنے بزرگوں ابراہیمؑ، اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کا طریقہ اختیار کر لیا ہے۔ ہمارا یہ کام نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں۔ اے جیل کے ساتھیوں! تم خود ہی سوچو کہ بہت سے متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک جو سب پر غالب ہے۔ اس کو چھوڑ کر تم جس کی بندگی کر رہے ہو ان کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ تمہارے باپ دادا ان کی پوجا کرتے تھے جبکہ فرمانروائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کا نہیں۔

اے جیل کے ساتھیوں! تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم میں سے ایک شاہ کو شراب پلائے گا، اور دوسرے کو سولی پر چڑھایا جائے گا اور پرندے اس کا سر نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ پھر جس کے متعلق خیال تھا کہ وہ رہا ہو جائے گا، اس سے یوسفؑ نے کہا کہ شاہ مصر سے میرا ذکر کرنا۔ مگر شیطان نے اسے ایسا غفلت میں ڈالا کہ وہ بادشاہ کے سامنے حضرت یوسف علیہ السّلام کا ذکر کرنا بھول گیا۔

حضرت یوسفؑ نے بادشاہ کے خواب کی تعبیر بتائی

43-49

ع 16 بادشاہ نے خواب دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں جنہیں سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں اور اناج کی سات بالیں ہری ہیں اور دوسری سات خشک ہیں۔ بادشاہ نے اہل دربار سے تعبیر پوچھی تو وہ کہنے لگے یہ تو پریشان خوابیں ہیں۔
جیل سے رہاشدہ قیدی کو مدت دراز کے بعد حضرت یوسفؑ کی یاد آئی۔ اس نے کہا مجھے قید خانہ بھیجیے میں تعبیر پوچھ کر آتا ہوں۔ اس نے یوسفؑ کو خواب سنا کر تعبیر پوچھی تو آپ نے فرمایا سات برس تک لگاتار تم کھیتی باڑی کرتے رہو۔ اس دوران جو فصلیں تم کاٹو ان میں سے اتنا حصّہ جو تمہاری خوراک کے کام آئے

نکالو، اور باقی کو ان بالیوں میں ہی رہنے دو۔ پھر سات برس قحط سالی کے آئیں گے اس زمانہ میں وہ غلّہ کام آئے گا۔ اگر کچھ بچے گا تو بس وہی جو تم نے محفوظ کر رکھا ہو گا۔ اس کے بعد ایک سال ایسا آئے گا جس میں خوب بارش ہو گی۔

حضرت یوسفؑ بے گناہ قرار دیئے گئے

50-52

ع 17 بادشاہ تعبیر سن کر بہت متاثر ہوا۔ اس نے کہا یوسفؑ کو میرے پاس لاؤ۔ جب ایلچی گیا تو آپ نے فرمایا اپنے آقا سے کہو پہلے ان عورتوں کا معاملہ صاف ہونا چاہیے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے۔ بادشاہ نے عدالت لگائی، عورتوں سے تمام معاملہ کی باز پرس ہوئی۔ وہ بولیں خدا کی پناہ! ہم نے تو اس میں بدی کا شائبہ تک نہیں پایا۔ عزیز مصر کی بیوی بولی۔ اب حق کھل چکا ہے۔ واقعی وہ سچّا ہے۔ میں نے ہی اس کو گمراہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ یوسف علیہ السّلام نے کہا یہ تحقیق اس لیے تھی تاکہ عزیز مصر جان لے کہ میں نے پیٹھ پیچھے اس کی خیانت نہیں کی بے شک اللہ تعالیٰ دغابازوں کا فریب نہیں چلنے دیتا۔

پارہ نمبر 13 وَمَآ اُبَرِّئُ

اس پارے میں انیس [19] رکوع اور ایک آیت ہے۔ چھ [6] رکوع تک سورۃ یوسف اس کے بعد سورۃ رعد رکوع نمبر [12] تک پھر سورۃ ابراہیم کے سات [7] رکوع اور آخر میں ایک آیت سورۃ الحجر کی ہے۔

نفسِ امّارہ سے بچاؤ، حضرت یوسفؑ امورِ خزانہ کے نگران مقرر

53-57

ع 1 حکومت وقت کی مدعیت میں درج ہونے والے مقدّمہ سے باعزت بری ہونا ایک بہت بڑا اعزاز تھا جو خود پنداری اور عجب میں مبتلاء کر سکتا تھا۔ اس لیے حضرت یوسف علیہ السّلام نے فرمایا کہ گناہ سے بچنے میں میرا کوئی ذاتی کمال نہیں بلکہ اللہ کا فضل و کرم شاملِ حال تھا۔ اب بادشاہ نے کہا کہ اب معاملہ بالکل صاف ہو چکا ہے، وہ بے گناہ ہیں، انہیں لاؤ میں انہیں اپنے لیے مخصوص کر لوں۔ بادشاہ کے ساتھ گفتگو ہوئی تو یوسفؑ نے کہا کہ ملک کے خزانے میرے سُپرد کیجیے، میں حفاظت کرنے والا بھی ہوں اور عِلم بھی رکھتا ہوں۔ اسطرح اللہ تعالیٰ نے سرزمینِ مصر میں یوسفؑ کو اقتدار بخشا۔ اللہ تعالیٰ کسی نیکوکار کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

یوسف علیہ السّلام کے بھائیوں کا غلّہ کے لیے آنا

58-68

ع 2 جب قحط پڑا تو حضرت یوسفؑ کے بھائی غلّہ لینے کے لئے مصر آئے۔ یوسفؑ نے انہیں پہچان لیا، مگر وہ نہ پہچان سکے حضرت یوسفؑ نے ان کا سامان تیار کرا دیا اور چلتے وقت ان سے کہا کہ اپنے سوتیلے بھائی کو میرے پاس لانا۔ دیکھو میں غلّہ پورا دیتا ہوں اور مہمان نواز ہوں۔ اگر تم اسے نہ لائے تو میرے قریب نہ پھٹکنا۔ انہوں نے کہا ہم کوشش کریں گے کہ والد صاحب اسے بھیجنے پر راضی ہو

جائیں۔ یوسفؑ نے ان کی ادا کی ہوئی رقم بھی ان کی بوریوں میں رکھ دی تا کہ وہ پھر آئیں۔

جب وہ اپنے والد کی خدمت میں واپس لوٹے تو ان سے کہا ابا جان! آئندہ ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیجیں کیونکہ ہمیں اس کے بغیر غلّہ نہیں ملے گا۔ یعقوبؑ نے فرمایا کیا میں اس کے معاملے میں تم پر ویسا بھروسہ کروں جیسا کہ اس سے پہلے اس کے بھائی یوسفؑ کے معاملے میں کر چکا ہوں؟ بس اللہ ہی حافظ ہے۔ سامان کھول کر دیکھا تو رقم بھی غلّہ میں موجود پائی۔ اب اور بھی اصرار کرنے لگے۔ باپ نے کہا مجھے پختہ عہد دو کہ میرے پاس اسے ضرور لاؤ گے۔ رخصت کرتے وقت کہا دیکھنا کہیں حسد کا شکار نہ ہو جانا، بطور احتیاط شہر کے مختلف دروازوں سے داخل ہونا۔ میں اللہ کی مشیت سے تمہیں نہیں بچا سکتا، حکم تو اسی کا چلے گا۔

دو بچھڑے بھائیوں کی ملاقات

69-79

ع 3 سب بھائی یوسفؑ کے پاس پہنچے تو یوسفؑ نے اپنے بھائی کو الگ بلا کر سارا واقعہ بتلا دیا۔ اور کہا تم کوئی غم نہ کرو۔ جب یوسفؑ بھائیوں کا غلّہ لدوانے لگے تو بھائی کے سامان میں اپنا پیانہ خفیہ طور پر رکھ دیا۔ پیانے کی تلاش ہوئی تو ملازمین کو ان پر شک گزرا اور کہا تم نے چرایا ہے۔ انہوں نے کہا ہم میں سے جو چور ثابت ہو جائے اس کو تم اپنے پاس رکھ لینا۔

تلاشی ہوئی تو یوسفؑ کے بھائی کے سامان سے پیانہ برآمد ہو گیا۔ ارشاد الٰہی ہے کہ بھائی (بنیامین) کو پاس رکھنے کی یہ تدبیر ہم نے یوسفؑ کو سکھائی تھی۔ ورنہ مصر کے قانون کے مطابق وہ اس کو نہیں روک سکتے تھے۔ بھائیوں نے کہا اگر اس نے چوری کی ہے تو اس کا بھائی بھی چور تھا۔ یوسفؑ یہ بات سن کر پی گئے۔ بس زیر لب اتنا کہا کہ تم بڑے ہی برے لوگ ہو۔ انہوں نے درخواست کی کہ ہمارا والد

بوڑھا ہے۔ ہم میں سے کسی کو اس کی جگہ رکھ لیں۔ یوسفؑ نے کہا ہم تو اسی کو رکھیں گے جس سے سامان برآمد ہوا ہے۔

برادرانِ یوسفؑ کی مایوسی۔ جناب یعقوبؑ کی دُعا

80-93

ع 4 بھائی مایوس ہو کر آپس میں مشورے کرنے لگے۔ سب سے بڑے نے کہا کہ پہلے تم یوسف کے معاملے میں کوتاہی کر چکے ہو۔ اب میں تو والد صاحب کے پاس نہ جاؤں گا جب تک وہ خود مجھے اجازت نہ دیں، یا اللہ ہمارے حق میں کوئی فیصلہ نہ کر دے۔ تم جا کر ان سے کہو، کہ آپ کے بیٹے نے چوری کی ہے۔ بیشک مصر سے آنے والے کسی دوسرے قافلے سے تصدیق کر لیں۔ یا مصر والوں سے کسی طرح دریافت کر لیں۔

بیٹوں نے واپس آ کر حضرت یعقوبؑ کو سارا قصّہ سنایا تو انہوں نے فرمایا۔ اچھا اس پر بھی صبر کروں گا۔ یہ تم نے ایک اور بات گھڑ لی ہے۔ وہ دِل ہی دِل میں غم سے گھلے جا رہے تھے۔ فرطِ گریہ سے ان کی آنکھیں سفید پڑ گئی تھیں۔ بیٹوں نے کہا کہ آپ تو بس یوسف کو ہی یاد کیے جاتے ہیں۔ آپ اس کے غم میں اپنے آپ کو ہلاک کر لیں گے۔ حضرت یعقوب علیہ السّلام نے فرمایا کہ میری شکایت تو رب کے سامنے ہے۔ اور اللہ کی طرف سے جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ بیٹو! جاؤ یوسف کو تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو۔

جب یہ لوگ تیسری بار حضرت یوسفؑ کے سامنے پیش ہوئے تو عرض کرنے لگے کہ اے سردار! ہم ایک حقیر سی پونجی لائے ہیں، ہمیں بھرپور غلّہ عنایت فرمائیں اور کچھ خیرات بھی دیں۔ یہ سن کر یوسف سے نہ رہا گیا۔ فرمانے لگے، تمہیں یاد ہے تم نے یوسفؑ کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟ اب بھائیوں کو ہوش آیا۔ کہنے لگے تو یوسف ہے؟ فرمایا ہاں میں یوسفؑ ہوں۔ اور یہ میرا بھائی بنیامین

ہے۔ اللہ نے ہم پر احسان فرمایا ہے۔ بھائی بولے، واقعی اللہ نے آپ کو فضیلت بخشی۔ اور واقعی ہم خطاکار ہیں۔ یوسفؑ نے کہا کہ جاؤ تم پر کوئی گرفت نہیں۔ اللہ تمہیں بخشے۔ میری قمیض لے جاؤ اور اسے والد کے منہ پر ڈال دینا۔ ان کی بینائی پلٹ آئے گی۔ جاؤ سب اہل و عیال کو لے کر میرے پاس آجاؤ۔

خواب کی حقیقی تعبیر۔ نبی ﷺ اور حضرت یوسفؑ کے واقعات میں مماثلت۔ بابرکت قمیض

94-104

ع 5 بیٹے کے غم میں رو رو کر حضرت یعقوب علیہ السّلام اپنی بینائی سے محروم ہو چکے تھے۔ یوسف علیہ السّلام نے معجزانہ تاثیر کی حامل اپنی قمیض روانہ کر دی کہ باپ کے چہرہ پر ڈالو گے تو ان کی بینائی واپس آجائے گی۔ جیسے ہی قاصد قمیض لے کر مصر روانہ ہوا کنعان میں حضرت یعقوب نے حاضرینِ مجلس سے کہا کہ مجھے یوسف کی مہک آرہی ہے۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ نے پھر یوسف یوسف کی رٹ لگالی ہے۔ مصر سے خوشخبری لانے والا آیا اور اس نے یوسفؑ کی قمیض حضرت یعقوبؑ کے منہ پر ڈالی تو یکایک ان کی بینائی لوٹ آئی۔ فرمانے لگے میں نہ کہتا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ بیٹوں کو اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہونے لگا، انہوں نے والد سے معافی کی درخواست کی۔ والد صاحب نے خود بھی معاف کر دیا اور اللہ سے بھی ان کے لیے مغفرت کی درخواست کی۔ پھر مصر کے لیے روانہ ہو گئے۔ شہر سے باہر سرکاری پروٹوکول کے ساتھ ان کا استقبال کیا گیا اور دربارِ شاہی میں پہنچتے ہی والدین اور گیارہ بھائی یوسف کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔ یہ سجدہ تعظیمی تھا۔ جو پہلی شریعتوں میں جائز تھا۔ نبی ﷺ کی تشریف آوری سے اللہ کے سِوا کسی اور کے لیے سجدہ کرنے کی ممانعت کر دی گئی۔ اب اللہ کے علاوہ کسی کے آگے سجدہ کرنا حرام ہے۔ (ضیاء القرآن)

یوسف علیہ السّلام نے اپنے خواب کی عملی تعبیر پالی اور تشکر آمیز جذبات سے اللہ کے حضور دست بہ دُعا ہوگئے کہ اے اللہ تُو نے مجھے نبوّت و حکمرانی سے سرفراز فرمایا اور میری جان کے دشمن بھائیوں کے دِل صاف کرکے انہیں میرے ساتھ ملایا۔ تُو ہی میرا سرپرست اور ولی ہے، مجھے اسلام پر ثابت قدم رکھ اور اپنے نیکوکار بندوں میں شامل رکھ۔ اس واقعہ میں بہت سے دروس و عبر موجود ہیں۔ باپ کی محبّت، بھائیوں کی عداوت اور اندھے کنویں سے شاہی محل اور وہاں سے جیل اور پھر اقتدارِ مصر پر فائز ہوکر والدین اور بھائیوں کے سامنے سرخروئی اس سارے منظر میں مکّہ مکرمہ کے اندر حضور علیہ السّلام اور اپنوں کے مظالم کا شکار آپ کے ساتھیوں کے لیے بشارت موجود تھی کہ ایک دن مشرکین مکّہ بھی آپ کے سامنے جھکنے پر مجبور ہوں گے اور ایسا ہی ہوا جب کعبۃ اللہ کی دہلیز پر کھڑے ہوکر حضور ﷺ نے فتح مکّہ کے موقع پر یوسف علیہ السّلام والا وہ جملہ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ط (آج تم پر کوئی گرفت یا انتقامی کارروائی نہیں ہوگی) کہہ کر اپنی قوم کو معاف کرنے کا اعلان فرمایا۔ (تفسیر الدر المنثور) ارشادِ الٰہی ہے اے پیغمبر ﷺ یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہیں۔ آپ کے منکر نہ مانیں تو آپ کو کیا غم۔ آپ ان سے کوئی مزدوری تو نہیں مانگ رہے ہیں۔ قرآن دنیا والوں کے لیے نصیحت ہے۔

اگلی قوموں کے قصّے بطورِ عبرت

105-111

ع 6 زمین و آسمان میں کتنی ہی نشانیاں ہیں، جن پر سے یہ لوگ گزرتے ہیں اور ذرا توجہ نہیں دیتے۔ یہ اللہ کو مانتے ہوئے اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں، کیا انہیں خیال نہیں آتا کہ انہیں بے خبری میں خدا کا عذاب پکڑ لے گا۔ آپ ان سے صاف کہہ دیں میرا یہی راستہ ہے۔ کہ میں پورے شعور اور یقین

کے ساتھ اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ اور میں مشرک نہیں۔ جتنے پیغمبر بھیجے گئے سب انسان تھے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ یہ منکرین حق زمین میں چلتے پھرتے تو انہیں پہلی قوموں کا انجام نظر آتا اور یہ کہ آخرت کا اچھا انجام متقیوں کے لیے ہے۔

انبیائے کرام پر ایسا وقت بھی آیا کہ وہ کافروں کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے تو ان تک ہماری مدد آ پہنچی۔ اور یاد رکھو، مجرموں سے ہمارا عذاب نہیں ٹلتا۔

قرآن کریم قصے کہانیاں سنا کر جی نہیں بہلاتا بلکہ تاریخی واقعات سے اپنے ماننے والوں کی تربیت کرتا ہے۔ اور مسلمانوں کو اس سے ہدایت و رحمت کی دولت میسر آتی ہے۔ اس عظیم قصہ کے بیان کے بعد کفار کے اس قول کی تردید کر دی گئی کہ یہ کلام خود حضور ﷺ گھڑ کر پیش کرتے ہیں۔ فرمایا تم خود سوچو ایک اُمّی نبی جو لکھتا نہیں پڑھتا نہیں، کسی صاحب علم کے پاس اس کی نشست و برخاست نہیں وہ اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ کی وحی کے بغیر کیونکر اس عمدگی کے ساتھ پیش کر سکتا ہے۔ یقیناً یہ ناممکن ہے۔ اس لیے اس قرآن کے منزل من اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں اس کتاب سے تو ان آسمانی صحیفوں کی تصدیق ہوتی ہے جو پہلے انبیاء پر نازل کیے گئے۔ نیز ان کتب میں تغیر و تبدل اور تحریف کے پائے جانے سے ان واقعات میں جو الجھنیں پیدا ہو گئی تھیں ان کو یہ کھول کھول کر بیان کرتی ہے۔ نیز یہ سراپا ہدایت و رحمت ہے اس قوم کے لیے جو اس کو اللہ تعالیٰ کا کلام مانے۔

اللہ کی قدرت کی نشانیاں

1-7

اس سورۃ مبارکہ کا نام الرعد ہے کڑکنے والی بجلی یا اس فرشتے کا نام ہے جس کے ذِمّے بادلوں کا انتظام ہے۔ اس کی ایک آیت میں یہ کلمہ مستعمل ہے۔ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ الرعد رکھا گیا ہے۔ اس میں عقیدۂ توحید و نبوّت و آخرت پر بحث کی گئی ہے۔ پہلی آیت میں حقانیت قرآن کو بیان کیا اور توحید باری تعالیٰ پر کائناتی شواہد پیش فرمائے۔ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر سہارے کے قائم فرمایا۔ اس نے آفتاب و ماہتاب کو ایک ضابطے کا پابند بنایا ہے۔ اس نے زمین کو پھیلا کر اس میں پہاڑوں کو گاڑھ دیا ہے۔ اور اس میں ندی نالے، دریا سمندر بہا دیئے ہیں۔ اس نے ہر قسم کے پھل پیدا کیے۔ انگور کھجور، کھیتیاں سب ایک پانی سے سیراب ہونے کے باوجود ذائقے میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ وہی اللہ ہے جو دن کو رات میں اور رات کو دن میں داخل کرتا ہے۔ یہ ساری چیزیں اللہ کے حکم کی پابند ہیں۔ اور اللہ ہی ہر کام کی تدبیر فرماتا ہے۔ بیشک ان تمام چیزوں میں غور و فکر کرنے والوں کے لیے بہت بڑی نشانیاں ہیں۔ اگلی آیت میں فرمایا اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کے ان روشن دلائل کے بعد روزِ قیامت پر ایمان نہ لانا انتہائی تعجب انگیز بات ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ کیا ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہمیں دوبارہ نئے سرے سے پیدا کیا جائے گا۔ ضرور دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ قیامت کا انکار کرنے والے منکرین کو قیامت کے

دن طوق اور بیڑیاں ڈال کر جہنّم رسید کر دیا جائے گا۔ بار بار معجزات کا مطالبہ کرنے والوں کو بتادو کہ میں تو ڈرانے والا اور انسانیت کو پیغامِ ہدایت سنانے والا ہوں۔

بچّہ کی جنس، نیک و بد کا حقیقی عِلم اللہ کو

8-18

ع 8 پھر اللہ کے عِلم و قدرت کا مزید بیان ہے۔ ماں کے پیٹ میں کیا ہے۔ اسے اللہ ہی جانتے ہیں۔ جدید طب زیادہ سے زیادہ بچّہ کی جنس اور صحت کے بارے میں الٹرا ساؤنڈ کی مدد سے اندازہ لگا سکتی ہے، لیکن نیکی بدی، غربت و امارت، عِلم و جہالت اور زندگی کے ماہ و سال ان تمام باتوں کا عِلم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے۔ انسانی حفاظت کے لیے فرشتوں کے ذریعہ اللہ نے سیکیورٹی نظام بنایا ہوا ہے۔ قوموں کے عروج و زوال کا ضابطہ کہ جب تک کسی قوم کی عملی زندگی نہیں بدلتی اللہ اس کی حالت کو نہیں بدلتے۔ بارش سے بھرے ہوئے بادل، بجلی کی چمک اور کڑک اللہ کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں۔ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ۔ فرشتے بھی خوف اور ڈر کے ساتھ اللہ کی تعریف میں رطب اللسان رہتے ہیں۔

صحیح معنوں میں دُعا تو اللہ ہی سے مانگی جا سکتی ہے۔ غیر اللہ سے مانگنے والوں کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی پیاسا دُور سے ہاتھ پھیلا کر پانی اپنے منہ تک پہنچانے کی ناکام کوشش کرے۔ پھر حق و باطل کی دو مثالیں: آسمان سے بارش برسی جس نے سیلاب کی شکل اختیار کر لی، غیر مفید جھاگ اور کوڑا کرکٹ اوپر ہوتا ہے اور مفید پانی نیچے ہوتا ہے۔ آگ میں زیور پگھلایا تو غیر مفید کھوٹ اوپر آ جاتی ہے اور مفید سونا چاندی نیچے رہ جاتا ہے، ایسے ہی حق و باطل کے مقابلہ میں باطل کے اوپر آ جانے سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے۔ حق کے ماننے والے اور منکرین کی مثال ایسی ہے جیسے آنکھوں والا اور اندھا۔ عقل والے ہی درسِ عبرت حاصل کیا کرتے ہیں۔ پھر مالی اور جسمانی نیکی اور برائی کرنے والوں کا تذکرہ کر کے جنّت و جہنّم میں ان کے

ٹھکانے کو بیان کیا۔ آپ ﷺ صبر کیجیے آپ کے مخالفین کا اس سے بھی برا حشر ہو گا۔

اہلِ تقویٰ کی صفات

19-26

ع 9 اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن کو اللہ تعالیٰ کی کتاب ماننے والے اور اس کا انکار کرنے والے یکساں نہیں ہیں۔ پھر اہلِ تقویٰ اور حقیقی عقلمندوں کی صفات بیان فرمائیں۔ وہ اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں۔ عہد شکنی کے مرتکب نہیں ہوتے۔ جن رشتوں کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا انہیں جوڑے رکھتے ہیں۔ وہ اپنے رَب سے ڈرتے ہیں۔ اور یومِ حساب سے خوف کھاتے ہیں۔ اور وہ اللہ کی رضا کی خاطر صبر کرتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں اور اللہ کے دیئے ہوئے مال سے اعلانیہ اور خفیہ خرچ کرتے ہیں اور برائی کا جواب بھلائی سے دیتے ہیں۔ یہ آٹھ علامات ہیں جو اللہ نے اس رکوع میں بیان فرمائی ہیں۔ ایسے لوگوں کو جنّت کی بشارت ہے۔ ایسے نیک لوگوں کے مسلمان آباؤاجداد، بیویوں اور اولاد کو بھی جنّت میں داخل کیا جائے گا اور فرشتے ایسے لوگوں پر سلامتی بھیجیں گے۔ اور جو بدبخت ہیں ان کی تین نمایاں علامات ہیں۔ یہ کہ وہ اللہ کے عہد کو توڑتے ہیں۔ جن رشتوں کو جوڑنے کا حکم دیا وہ انہیں توڑتے ہیں۔ اور وہ زمین میں فساد کرتے ہیں۔ رزق میں کمی زیادتی اللہ ہی کرتے ہیں۔ دنیاوی نعمتیں تو عارضی فائدہ پہنچاتی ہیں۔

اللہ کے ذکر سے دِلوں کو اطمینان، کافروں کو جواب

27-31

ع 10 کافر کہتے ہیں کہ آپ پر کوئی عجیب و غریب نشانی کیوں نہیں اتری؟ کہہ دیجیے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور ہدایت تو اس کی طرف رجوع کرنے والے ہی پاتے ہیں۔ مومنوں کے دِل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہیں۔ اَلَّذِیْنَ

اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ؕ﴿۲۸﴾ واقعی دِلوں کا اطمینان تو اللہ کے ذکر سے ہی ہوتا ہے۔ ان کے لیے دنیا میں خوشخبری اور آخرت میں اچھا انجام ہے۔

پہلی قوموں کی طرح اس اُمّت میں ہم نے آپ ﷺ کو بھیجا۔ تاکہ آپ ان کو قرآن پڑھ کر سنائیں۔ مگر یہ رحمان کا انکار کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے میرا کارساز اللہ کے سوا کوئی نہیں۔ میرا بھروسہ تو اسی پر ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا منہ مانگا معجزہ مل جائے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ یاد رکھو! اگر ایسا ہوتا کہ کسی آسمانی کتاب کے ذریعے پہاڑ چلنے لگتے یا اس کے اثر سے زمین پھٹ جاتی یا مُردے بول اٹھتے تو یہ لوگ پھر بھی ایمان نہ لاتے۔ کافروں پر قیامت کا آخری وعدہ پورا ہونے تک کوئی نہ کوئی سخت عقوبت آتی رہے گی۔ بیشک اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا

کافروں کا انجام اور میرا راستہ

32-37

ع 11 آپ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا گیا۔ میں نے کافروں کو ڈھیل دی، پھر میں نے انہیں عذاب کی گرفت میں لے لیا، ہر شخص کے کئے پر نگرانی کرنے والی ذات ان کے خودساختہ معبودوں کی طرح کیونکر ہوسکتی ہے؟ یہ ذرا اپنے معبودوں کے نام تو بتائیں۔ کافروں کے لئے اور اللہ کی راہ روکنے والوں کے لئے بظاہر ان کے اعمال خوب صورت بنادیئے گئے ہیں لیکن ان کے لیے دنیا میں بھی عذاب ہے۔ اور آخرت کا عذاب تو بہت سخت ہے۔ متقیوں سے جس جنّت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اس کے پھل اور سائے سدابہار ہوں گے۔

اعلان کر دیجیے مجھے اللہ کی عبادت کا حکم ہے میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔ قرآن آنے کے بعد خواہش کی پیروی کی، تو اللہ کے عذاب سے کوئی نہ بچاسکے گا۔

اللہ کے انبیاءؑ لباس بشریت میں آئے

38-43

ع 12 آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے گئے سب بیوی، بچّوں والے تھے۔ کفّار و مشرکین نے نبی ﷺ پر عیب لگایا کہ وہ نکاح کرتے ہیں اگر نبی ہوتے تو دنیا ترک کر دیتے۔ بیوی بچوں سے کچھ واسطہ نہ رکھتے۔ اس اعتراض پر اللہ تعالیٰ نے جواب دیا بی بی بچّے ہونا نبوّت کے منافی نہیں ہے۔ پہلے جو نبی آئے ان کی بھی بیبیاں اور بچّے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو لباس بشری میں بھیجا اور بشریت کے تقاضے پورے کرائے تاکہ آپ ﷺ کا ہر عمل اُمّت کے لیے سنّت بن جائے۔ خود ان لوگوں کا کام صِرف اعتراض کرنا ہے۔ حق کو سمجھنا نہیں۔ لوحِ محفوظ میں جو لکھا گیا ہے اس میں سے جس چیز کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اُسی کے پاس ہے اصل کتاب کا علم ہے۔ کافر کہتے ہیں کہ تم رسول نہیں ہو۔ اے حبیب ﷺ آپ کہہ دیجیے میری صداقت پر اللہ کی گواہی کافی ہے۔ اور پھر اس شخص کی جس کے پاس آسمانی کتابوں کا علم ہے

١٤۔ سُوْرَةُ اِبْرَاهِيْم

مَكِّيَّةٌ

آیات: 52 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 7

اس سورۃ میں حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ اور دُعا بیان کی گئی ہے۔ اس لیے اس سورۃ کا نام سورۃ ابراھیم ہے۔ اس سورۃ کا مرکزی مضمون "اثبات رسالت" ہے جبکہ توحید، جنّت اور جہنّم کا تذکرہ اور ظالموں کی عبرتناک گرفت کا تذکرہ بھی موجود ہے۔

اندھیروں سے روشنی کا سفر قرآن کے ساتھ

1-6

ع 13 اے محمد کریم ﷺ اس کلام پاک کو آپ پر اس لیے اتارا گیا ہے کہ آپ اپنے رَب کی توفیق کے ساتھ لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنیوں میں لائیں۔ اپنے رَب کے راستے کی طرف جو ساری موجودات کا مالک ہے۔

آپ انہیں آگاہ کر دیں کہ جو لوگ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں اور اللہ کے راستے میں شبہات پیدا کر کے لوگوں کو اس کی راہ سے روکتے ہیں۔ ایسے کافر سخت سزا کے مستحق ہوں گے۔ ہم نے ہر نبی کو اس کی قوم کی زبان میں پیغام دیا ہے تاکہ وہ اچھی طرح سمجھا سکے۔ ہدایت اور گمراہی کا سر رشتہ بہر حال ہمارے ہاتھ میں ہے۔ ہم نے موسیٰ کو بھی اس لیے بھیجا تھا کہ لوگوں کو گمراہیوں سے نکال کر ہدایت کی طرف لے آئیں اور ان کو تاریخ کے سبق آموز واقعات سے نصیحت کر دیں۔ موسیٰؑ نے قوم سے فرمایا تھا کہ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو، کہ اس نے تمہیں فرعونیوں سے نجات دی جنہوں نے تم کو طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کر رکھا تھا۔

اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔ انبیاء کی دعوت

7-12

ع 14 تمہارے رَب کا اعلان ہے کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں اور زیادہ دوں گا، اگر ناشکری کی تو اس کی سزا بہت سخت ہو گی۔ یاد کرو موسیٰؑ نے کہا تھا اگر تم سب خدا کے منکر ہو جاؤ تو اس کو کوئی پرواہ نہیں۔ کیا تم نے قوم نوحؑ، عادؑ اور ثمودؑ کا حال نہیں سنا، اور ان بے شمار قوموں کا جنہیں آج اللہ کے سوا کوئی جانتا بھی نہیں، ان کے پاس رسول آئے تو ایمان کے بجائے انہیں بہت غصہ آیا۔ کہنے لگے کہ ہم تمہارے پیغام کے منکر ہیں۔ پیغمبروں نے فرمایا کیا تمہیں آسمانوں اور زمین کے

پیدا کرنے والے کے بارے میں شک ہے؟ قوم نے کہا کہ تم تو ہماری طرح کے انسان ہو، تم ہمیں باپ دادا کے دین سے ہٹانا چاہتے ہو، اپنی سچائی کی کوئی دلیل لاؤ۔ رسولوں نے کہا کہ یقیناً ہم تمہاری طرح کے انسان ہیں لیکن ہم پر اللہ نے احسان فرمایا ہے۔ رہا کوئی معجزہ دکھانا، تو یہ اللہ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں۔ ہمارا بھروسہ اللہ پر ہے۔ ہمیں کیا ہے کہ ہم اللہ پر بھروسہ نہ کریں، اسی نے زندگی کی راہوں میں ہماری راہنمائی کی ہے۔ ہم تمہاری اذیتوں پر صبر کریں گے اور اللہ پر بھروسہ کریں گے۔

جہنّم کی وعید۔ مجرمین کا مکالمہ

13-21

ع 15 کفّار نے رسولوں سے کہا ہم تمہیں اپنے ملک سے نکال باہر کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے جواب میں فرمایا کہ ظالم اور معاند و متکبر ہلاک ہوں گے اور ان کی جگہ انبیاء کے متبعین زمین کے اقتدار کے وارث بنا دیئے جائیں گے۔ کافروں کے اعمال کی مثال راکھ کی طرح ہے جب تیز ہوا چلتی ہے تو اسے اڑا کر لے جاتی ہے۔

قیامت کے دن جب مجرمین کو آپس میں بات چیت کا موقع ملے گا تو وہ ایک دوسرے پر اعتراضات کر کے اپنے دِل کی بھڑاس نکالیں گے۔ کمزور لوگ اپنے سرداروں سے کہیں گے کہ دنیا میں تم نے ہم سے گناہ کروائے اب عذاب کو بھی ہم سے ہٹواؤ۔ تو وہ کہیں گے کہ ہم تو خود عذاب میں پھنسے ہوئے ہیں۔ تمہیں کس طرح بچا سکتے ہیں۔ اگر ہمیں نجات کی کوئی راہ دکھائی دیتی تو تمہیں بھی بتا دیتے۔

شیطان کا دوزخ میں اعلان، نیکی اور بدی کی مثال

22-27

ع16 آخرت میں فیصلہ ہو جانے کے بعد شیطان دوزخ میں اعلان کرے گا کہ اللہ کا وعدہ سچّا اور میرا وعدہ جھوٹا تھا۔ میں نے تمہیں برائیوں کی طرف بلایا، تم نے میری بات مان لی۔ مجھے ملامت کرنے سے کیا فائدہ؟ اپنے آپ کو ملامت کرو۔ نہ میں تمہاری فریادرسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری۔ میں شریک بننے سے بری الذمہ ہوں۔ ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔ ایمان والے جنّت میں ہوں گے جہاں ان کا استقبال سلامتی کی مبارک باد سے ہو گا۔

کلمہ طیّبہ کی مثال ایک اچھی ذات کے درخت کی ہے جس کی جڑیں گہری اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ اور ہر آن وہ پھل دے رہا ہے۔ کلمہ خبیثہ کی مثال اس بد ذات درخت کی سی ہے جو کہیں بھی اگنے نہیں پاتا۔ ایمان والوں کو ایمان اور توحید کی بدولت دنیا و آخرت میں ثبات ملتا ہے اور ظالموں کو اللہ پھٹکار دیتا ہے۔

قریشِ مکّہ کو دعوت حق اور ان پر اللہ کے احسانات

28-34

ع17 ان کافروں کی حالت قابلِ غور ہے جنہوں نے اللہ کی نعمت پا کر ناقدری کی، اللہ کے شریک ٹھہرائے اور اپنے ساتھ اپنی قوم کو بھی جہنّم میں جھونک دیا۔ آپ میرے بندوں کو نماز پڑھنے اور میری راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیں، اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہو گی اور نہ دوستی کام آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا، پھر پانی سے تمہارے لئے غذا مہیا کی اور بحری جہازوں کو تمہارے کام پر لگا دیا، نہریں بنا دیں، سورج اور چاند کام پر لگا دیئے، جو کچھ تم نے مانگا تمہیں دیا۔ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو تو شمار نہ کر سکو گے۔

انسان واقعی بڑا ناشکرا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی دعائیں

35-41

ع 18 حضرت ابراہیمؑ کی دعائیں انہوں نے عرض کیا اے میرے رَب! مکّہ کو امن والا شہر بنادے۔ اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا۔ اے میرے رَب! میں نے اپنی اولاد کو بے آب وگیاہ وادی میں لا بسایا ہے۔ اے اللہ! تو لوگوں کے دِلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں وافر رزق عطا فرما۔ اے رَب! تو کھلے چھپے حالات سے واقف ہے، تجھ سے کوئی شے چھپی نہیں۔ اے رَب تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے بڑھاپے میں اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ عطا فرمائے۔ اے میرے رَب! میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا، مجھے میرے والدین اور سارے مومنوں کو بخش دے۔

ظالموں کا انجام، قیامت کی منظر کشی

42-52

ع 19 اللہ ظالموں کے اعمال سے ہرگز بے خبر نہیں۔ وہ ان کو اس دن کے لئے مہلت دے رہا ہے جب آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی، یہ اٹھائے بھاگ رہے ہوں گے، نظریں اوپر جمیں ہوں گی اور دِل اڑے جارہے ہوں گے۔ ان کو ڈرایئے اس وقت سے جب ظالم کہیں گے، اے ہمارے رَب! ہمیں تھوڑی سی مہلت دے دے۔ ہم تیری دعوت کو لبیک کہیں گے اور رسولوں کی پیروی کریں گے۔ کہا جائے گا کہ تم تو کہتے تھے کہ ہمیں کبھی زوال نہیں آئے گا حالانکہ تم ظالموں کی بستیوں میں رہ بس چکے تھے۔ اور دیکھ چکے تھے کہ ہم نے ان سے کیا سلوک کیا۔ پھر بھی تمہیں سمجھ نہیں آئی۔ ظالموں نے حق کے خلاف بڑے خوفناک حربے استعمال کئے، مگر رسول کامیاب ہوئے کیونکہ خدا اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی

نہیں کرتا۔ روز محشر مجرموں کے ہاتھ پاؤں زنجیروں میں جکڑے ہوں گے۔ تارکول کالباس پہنے ہوں گے۔ اور آگ کے شعلے ان کے چہروں پر چھائے جارہے ہوں گے اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ دے گا۔ اس سورۃ کی پہلی آیت کی طرح آخری آیت بھی قرآن کے متعلق ہے۔

یہ ایک پیغام ہے جسے ساری انسانیت کو خبر دار کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے اور لوگ جان لیں کہ معبود برحق بس ایک ہی ہے۔ جو عقل رکھتے ہیں وہ ہوش میں آجائیں اور نصیحت پکڑیں۔

الحمد للہ ربنا و ربّ الملئکۃ والروح والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ نوّر قلوبنا وقرّۃ عیوننا وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہ اجمعین۔

پارہ نمبر 14 رُبَمَا

اس پارے کے بائیس 22 رکوع ہیں۔ پہلے چھ 6 رکوع سورۃ الحجر میں اور پھر سولہ 16 رکوع سورۃ النحل میں ہیں۔

وادیٔ حجر کے رہنے والوں یعنی قومِ ثمود کا ذکر ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ الحجر رکھا گیا۔ اس سورۃ کی دوسری آیت سے چودھواں پارہ شروع ہو رہا ہے۔ اس مختصر سورۃ میں عقیدۂ اسلام کے تینوں بنیادی مضامین، توحید و رسالت اور قیامت پر منفرد انداز میں گفتگو کی گئی ہے۔

رسولوں کا مذاق۔ اللہ خود قرآن کا نگہبان ہے

1-15

ع 1 پہلی آیت میں قرآن کریم کے عظیم اور واضح کتاب ہونے کا بیان ہے۔ چودھویں پارے کے ابتداء میں کہا گیا ہے کہ کافر اگرچہ آج مسلمان ہونے کے لیے تیار نہیں ہیں مگر ایک وقت آنے والا ہے جب یہ تمنا کریں گے کہ کاش! ہم مسلمان ہوتے۔ لہٰذا آپ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ یہ کھاتے پیتے رہیں اور دنیا کے عارضی مفادات میں مگن رہیں اور امیدوں اور آرزوؤں کے دھوکے میں پڑے رہیں۔ عنقریب انہیں دنیا کی بے ثباتی کا پتہ چل جائے گا۔ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں کہ جس شخص پر قرآن اتارا گیا ہے وہ تو مجنون اور دیوانہ ہے۔ اگر یہ سچا رسول ہوتا تو ہر وقت فرشتوں کو اپنے ساتھ رکھتا۔ اللہ

تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم فرشتوں کو بھیجیں گے تو عذاب دے کر بھیجیں گے پھر ان لوگوں کو کسی قسم کی مہلت بھی نہیں مل سکے گی۔ "اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ۝" اس قرآن کریم کو ہم ہی نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ حضور علیہ السّلام کی تسلی کے لیے اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ کافروں کی طرف سے مذاق اڑانے اور نشانیوں کا مطالبہ کرنے پر آپ دِل گرفتہ نہ ہوں۔ رسالت کی "وادی پُرخار" ایسی ہی ہے کہ پہلے بھی جتنے انبیاء آتے رہے ان کے ساتھ بھی استہزاء و تمسخر کیا گیا۔ مجرمین کا یہی وطیرہ رہا ہے۔ یہ ہٹ دھرم ہیں نشانی دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ اگر ہم آسمان کا دروازہ کھول کر انہیں اوپر چڑھنے کا موقع فراہم کر دیں اور یہ لوگ ہماری نشانیوں اور مظاہر قدرت کا بچشم خود مشاہدہ بھی کر لیں تو یہ کہنے لگیں گے کہ ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے بلکہ ہم پر محمد علیہ السّلام کا جادو چل گیا ہے۔

کائناتی شواہد

16-25

ع 2 اس رکوع میں قدرتِ خداوندی اور توحید باری تعالیٰ کے کائناتی شواہد پیش کیے گئے ہیں۔ ہم نے آسمان کو دیکھنے والوں کے لیے خوبصورت بنایا ہے اور اس میں چوکیاں قائم کر کے شیطانوں سے محفوظ بنا دیا ہے اور اگر کوئی چوری چھپے سننے کی کوشش کرے تو "شہاب مبین" اس کا پیچھا کرتا ہے، زمین کو ہم نے پھیلا کر اس میں پہاڑ گاڑھ دیئے ہیں تاکہ یہ ڈانواں ڈول ہونے سے بچی رہے اور اس میں مناسب چیزیں ہم نے اُگا دی ہیں۔ تمہاری معیشت کا سامان ہم نے اس زمین کے اندر ہی رکھا ہے۔ ہر چیز کے خزانے ہمارے پاس ہیں۔ دنیا میں ہم ایک مقررہ اندازہ کے مطابق ہی اتارتے ہیں۔ بارآور کرنے والی ہوائیں ہم ہی چلاتے ہیں جس کے نتیجہ میں آسمان سے پانی برسا کر تمہیں سیراب کرتے ہیں۔ ہم نے تمہارے

لیے پانی ذخیرہ کر رکھا ہے۔ تم اسے محفوظ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہو۔ زندگی اور موت ہمارے ہاتھ میں ہے۔ ہم پہلوں اور پچھلوں کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں اور قیامت میں ان سب کو جمع کر لیں گے۔

تخلیق آدمؑ

26-44

ع 3 اس کے بعد فرمایا ہم نے انسان کو خمیر میں اٹھے ہوئے اس گارے سے پیدا کیا ہے جو سوکھ کر بجنے لگتا ہے۔ اور جِنّوں کو آگ سے پیدا کیا۔ جب آدمؑ پیدا ہوئے تو فرشتوں کو ان کے سامنے جھکنے کا حکم ہوا۔ ابلیس نے انکار کیا، کہنے لگا میں مٹی سے پیدا ہونے والے کے سامنے کیوں جھکوں؟ اللہ نے فرمایا، تو ذلیل ہے، یہاں سے نکل جا۔ کہنے لگا، مجھے مہلت مل جائے۔ فرمایا جا تجھے مہلت مل گئی ہے۔ کہنے لگا کہ میں زمین میں تیرے خاص بندوں کے سِوا سب کو گمراہ کروں گا۔ فرمایا کہ میرے بندوں پر تیرا بس نہ چلے گا۔ رہا تو اور تیرے پیروکار، تو تمہارا مقام جہنّم ہو گا۔ جہنّم کے سات دروازے ہیں اور ہر طبقے کا الگ الگ دروازہ ہو گا۔

بندوں کی طرف اللہ کا پیغام۔ ابراہیمؑ کو خوشخبری

45-60

ع 4 پرہیز گار جنّت میں ہوں گے، ان کے دِلوں کی باہمی رنجشیں نکال دی جائیں گی، وہ بھائی بھائی بن کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ "نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ۝" اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میرے بندوں کو آگاہ کر دیجیے کہ میں بڑا بخشنے والا مہربان بھی ہوں اور میرا عذاب بھی بہت سخت ہے۔ ابراہیمؑ کے پاس فرشتے انسانی شکل میں آئے، تو وہ ڈر گئے۔ فرشتوں نے کہا ڈریئے نہیں، ہم آپ کو ایک عالِم بچّے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ مایوسی کا کوئی محل نہیں مایوس تو صِرف گمراہ ہوا کرتے ہیں۔

فرشتوں نے بتایا کہ ہماری مہم قوم لوطؑ کی طرف ہے۔ ہم اس قوم کو نیست و نابود کر دیں گے۔ صِرف حضرت لوطؑ اور ان کے ساتھی بچیں گے۔

قومِ لُوط کا ذکر

61-79

ع 5 فرشتے حضرت لُوط علیہ السّلام کے پاس خوبصورت انسانوں کے رُوپ میں آئے۔ جب لُوط علیہ السّلام نے ان اجنبی خوبصورت مہمانوں کو دیکھا تو پریشان ہوئے کہ اب بستی کے بدکردار لوگ ان کو اپنی ہوس کا نشانہ بنائیں گے۔ جناب لُوط کو پریشان دیکھ کر فرشتوں نے کہا اے لُوط ہم تیرے رَب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں۔ یہ لوگ ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔ اپنے اہل و عیال کو لے کر نکل جائیں۔ دیکھو تمہاری بیوی ساتھ نہیں جائے گی۔ اس پر بھی عذاب نازل ہو گا۔ پھر فیصلہ کی گھڑی آن پہنچی۔ اللہ نے ایک سخت زلزلہ پیدا کیا۔ پھر اس بستی کا اوپر کا حصّہ نیچے کر دیا اور پھر ان پر پتھروں کی بارش کر کے سب کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ ایکہ قوم مدین یہ حضرت شعیب علیہ السّلام کی قوم تھی۔ یہ بھی ظالم لوگ تھے۔ اللہ نے ان سے انتقام لیا اور یہ تباہ شدہ بستیاں عبرت کا سامان ہیں۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کی عمر کی قسم اٹھائی۔ فرمایا **لَعَمْرُكَ** اے محبوب تیری عمر (حیاتِ طیبہ) کی قسم۔ حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کریم ﷺ سے زیادہ کسی چیز کو معزز و مکرم نہیں پیدا کیا اور حضور علیہ السّلام کے بغیر کسی کی زندگی کی قسم نہیں کھائی۔ (تفسیر القرطبی)۔

سبعاً من المثانی سورۃ الفاتحہ۔ نبی علیہ السّلام کی دلجوئی

80-99

ع 6 اس کے بعد قومِ ثمود اور ان کی تباہ شدہ بستی "حجر" کو درسِ عبرت کے لیے ذکر فرمایا۔ پھر عظمتِ قرآن اور خاص طور پر بار بار دہرائی جانے والی سورۃ

سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ سورۃ فاتحہ کا ذکر فرمایا۔ کافروں کے سامانِ تعیش کو للچائی ہوئی نظروں کے ساتھ نہ دیکھنے کی تلقین اور اپنے پیروکار مؤمنین کے لیے نرم رویہ اختیار کرنے کا حکم دے کر فرمایا کہ اے نبی ﷺ آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اس پر ڈٹے رہیے اور کافروں کے استہزاء کی پرواہ نہ کیجیے ان کے لیے ہم ہی کافی ہیں۔ انہیں عنقریب پتہ چل جائے گا۔ ہمیں معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے آپ کی دِل آزاری ہوتی ہے۔ مگر آپ ان کے طعنوں کی پرواہ نہ کریں۔ آپ صبر سے کام لیتے ہوئے تسبیح و تحمید میں مشغول رہیں اور آخری دم تک سجدہ ریز ہو کر اپنے رَب کی عبادت میں مشغول رہیں۔

نحل شہد کی مکھی کو کہتے ہیں۔ اس سورۃ کی آیت نمبر 68 میں نحل (شہد کی مکھی) کے محیر العقول طریقہ پر چھتہ بنانے اور شہد پیدا کرنے کی صلاحیت کا تذکرہ ہے۔ اس لیے پوری سورۃ کو اس کے نام سے موسوم کر دیا گیا ہے۔ اس سورۃ میں دیگر امور و مسائل کے علاوہ وحی الٰہی، دعوت وحی کی کامیابی اور مخالف قوتوں کی ناکامی کا اعلان ہے۔

جانور اللہ کی نعمتیں۔ سواریاں

1-9

ع 7 مشرکین کی طرف سے قیامت کے مطالبہ پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت آیا ہی چاہتی ہے۔ تمہیں جلدی کس بات کی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو اپنا پیغام دے کر بھیج رہے ہیں کہ لوگوں کو ڈرائیں کہ میں ہی معبود ہوں، میرے علاوہ

کسی دوسرے کی پرستش نہ کریں۔ میں نے آسمان وزمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا اور انسان کو نطفہ سے تخلیق کیا پھر بھی وہ جھگڑالو بن گیا۔ انسان کی خوراک، اس کے منافع خاص طور پر سردیوں میں گرمائش کے حصول کے لیے جانور پیدا کیے۔ صبح وشام جب ان کے ریوڑوں کے ریوڑ چرنے کے لیے آتے اور جاتے ہیں تو کتنے خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔ تمہارے بھاری سامان کو ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنے میں کام آتے ہیں۔ گدھے، گھوڑے، خچر اسی نے تمہاری سواری کے لیے پیدا کیے اور تمہارے لیے ایسی سواریاں (مثلاً ہوائی جہاز، الیکٹرک ٹرین وغیرہ) بھی مستقبل میں پیدا کرے گا جنہیں تم جانتے بھی نہیں ہو۔ اگر اللہ چاہتا تو زبردستی سب کو ہدایت دیتا لیکن یہ اس کی سنّت نہیں ہے۔

پانی زندگی ہے۔ اللہ کی نعمتوں کا شمار ممکن نہیں

10-21

ع 8 اسی نے آسمان سے پانی برسایا، اسے تم پیتے ہو، درخت شاداب ہوتے ہیں، چوپائے سیراب ہوتے ہیں۔ کھیتیاں، درخت اور پھل پھول اگتے ہیں۔ اسی نے دن رات کو تمہارے لیے مسخر کیا، شمس وقمر اسی کے حکم سے مسخر ہیں، اسی نے سمندر جاری کئے، اُس سے تم تر وتازہ گوشت کھاتے ہو، موتیوں کے زیور بناتے ہو۔ کشتیاں تمہارا مال تجارت لئے پھرتی ہیں، اسی نے پہاڑ کھڑے کئے۔ ان سب آیاتِ الٰہی میں عقلمندوں کے لئے سامان عبرت ہے۔ جس نے یہ سب کچھ پیدا کیا ہے کیا وہ ان معبودانِ باطل جیسا ہے جو کچھ بھی پیدا کرنے کے اہل نہیں؟ اگر تم نعمائے الٰہی کا شمار کرنا چاہو تو ہرگز نہ کرسکو گے۔ تمہارے معبودانِ باطل تو محض بے جان لاشے ہیں۔

اللہ واحد و یکتا ہے اُسی کو مانو

22-25

ع 9 تمہارا خدا بس ایک ہی خدا ہے جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دِل منکر ہیں۔ اور حقیقت کو جانتے ہوئے غرور سے انکار کرتے ہیں۔ یاد رکھو اللہ تکبّر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ جب نبی علیہ السّلام پر اترنے والے اللہ کے کلام کے بارے میں ان منکروں سے پوچھا جاتا تو وہ قسمیں اٹھا کر کہتے یہ اللہ کا کلام نہیں بلکہ گزشتہ قوموں کی کہانیاں ہیں جو اس نے گھڑ لی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کذب بیانی کے باعث وہ اپنے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھائیں گے اور جن لوگوں کو انہوں نے گمراہ کیا ان کا بوجھ بھی اٹھائیں گے۔ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ﴿۲۵﴾ کتنا بُرا ہے یہ بوجھ جسے وہ اپنے اوپر لاد رہے ہیں۔

منکرینِ حق کا انجام اور اہلِ ایمان کے درجات

26-34

ع 10 ان سے پہلے لوگوں نے حق کے خلاف چالیں چلیں تو ان کی چالیں ان پر پلٹ دی گئیں۔ قیامت کی رسوائی ان کا مقدر ہو گا۔ جہاں ان کا کوئی خود ساختہ مشکل کشا ان کے کام نہ آئے گا۔ فرشتے جب ان کی جانیں نکالنے کے لئے آئیں گے تو یہ ہتھیار ڈال دیں گے۔ پھر ان کو جہنّم میں داخل ہونے کا حکم ہو جائے گا۔

ان کے برعکس نیکوکار کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے سراسر خیر و برکت کی بات نازل ہوتی ہے، دنیا اور آخرت کی بھلائیاں ایسے لوگوں کے لئے ہیں۔ فرشتے موت کے وقت مبارک سلامت کے ساتھ ان کا استقبال کریں گے۔ اے منکرینِ حق! فرشتوں کا یا عذاب کا انتظار کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔ پہلی قومیں اس کی سزا پا چکی ہیں، ان سے عبرت پکڑو۔

مشرکوں کی عجیب منطق

35-40

ع 11 مشرک لوگ اپنے جرائم کی ذِمّہ داری قبول کرنے کی بجائے اسے اللہ کی مشیت قرار دینا چاہتے ہیں۔ پہلی قومیں بھی ایسا ہی کرتی رہی ہیں۔ حالانکہ ہمارے رسول ہر اُمّت کو یہ تعلیم دیتے رہے ہیں کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو۔ بعض لوگوں نے ہماری بات کو تسلیم کیا اور بعض نے انکار کیا تو ان پر ہمارا عذاب آ کر رہا۔ دنیا میں چل پھر کر ایسے جھوٹوں کے انجام سے تم عبرت حاصل کر سکتے ہو۔ یہ لوگ قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم زندہ کر کے دکھائیں گے۔ مُردوں کو زندہ کرنا ہمارے لیے کیا مشکل ہے۔ ہم ''كُنْ فَيَكُوْنُ'' کے ایک حکم سے تمام انسانوں کو زندہ کر دیں گے۔ ہمارا فیصلہ پلک جھپکنے میں ہو جاتا ہے۔

ہجرت کا اجر و ثواب

41-50

ع 12 اللہ کے نام پر ہجرت کرنے والوں کو بہتر ٹھکانہ فراہم کرنے کی نوید اور انہیں صبر و توکّل کے ساتھ زندگی گزارنے کی تلقین ہے۔ انبیاء و رسل انسان ہوتے ہیں۔ اور دلائل و شواہد کی روشنی میں توحید بیان کرتے ہیں۔ گناہوں کو دنیا میں پھیلانے کی سازشیں کرنے والے اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے۔ یہ لوگ دائیں بائیں جھکنے اور بڑھنے والے سائے میں غور کر کے اس نتیجہ پر کیوں نہیں پہنچ جاتے کہ زمین و آسمان کی ہر مخلوق حتیٰ کہ فرشتے بھی اللہ ہی کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں اور کسی قسم کا تکبّر نہیں کرتے۔ بلندیوں کے مالک رب تعالیٰ کے عذاب سے خوفزدہ کرتے رہتے ہیں اور انہیں جو حکم دیا جاتا ہے اس کی حرف بہ حرف پابندی کرتے ہیں۔

اعمالِ مشرکین کا رَدّ

51-60

13 توحید کے دلائل بیان کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔ جب زمین و آسمان میں سب کچھ اسی کا ہے تو سب پر اس کی ہی عبادت لازم ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کوئی نقصان پہنچتا ہے تو تم اس کے آگے چلاتے ہو، تکلیف دُور ہو جاتی ہے تو تم سے کچھ لوگ شرک شروع کر دیتے ہیں۔ ہمارے دیئے ہوئے رزق میں دوسروں کا حصہ مقرر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ حالانکہ خود بیٹی کی پیدائش پر بد حواس ہو جاتے ہیں اور لوگوں سے منہ چھپاتے پھرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کو صفتِ اعلیٰ زیب دیتی ہے، وہ تو غالب ہے، حکمتوں والا ہے

اللہ تعالیٰ نے حساب کتاب کو قیامت تک مؤخر کر دیا ہے

61-65

14 انسانوں کے جرائم اور مظالم اس قدر ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر گرفت کرنے پر آجائیں تو کوئی جاندار زمین پر زندہ نہ بچ سکے۔ اللہ تعالیٰ نے جرائم پر محاسبہ کے نظام کو قیامت کے دن تک مؤخر کیا ہوا ہے جسے ٹالا نہیں جاسکتا۔ دنیا میں یہ کافر شیطان کے چیلے بنے رہے۔ اللہ کی ذات پر جھوٹ بولتے رہے۔ نہ انہوں نے اپنے خدا کو پہچانا نہ اس کے رسول سے تعلق جوڑا۔ آج قیامت کے دن وہ جانیں اور ان کا پیشوا ابلیس اسے ہی جا کر کہیں وہ انہیں عذاب الٰہی سے چھڑائے۔

مویشیوں میں عبرت، شہد کی مکھی

66-70

15 اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے کائناتی شواہد سے توحید کے دلائل پیش فرمائے۔

چوپایوں میں تمہارے لیے عبرت ہے۔ اللہ تعالیٰ خون اور گوبر کے بیچ

میں سے خالص مزیدار دودھ تمہیں پلاتے ہیں۔ تم کھجور اور انگور کے پھلوں سے مشروب تیار کرتے ہو۔

شہد کی مکھی میں مظاہر قدرت کا مطالعہ کر کے دیکھو، اسے ہم نے پہاڑوں، گھروں اور درختوں پر چھتہ بنانے کا سلیقہ عطا فرمایا ہے۔ پھر ہر قسم کے پھلوں اور پھولوں سے رس چُوس کر دُور دراز کا سفر طے کر کے اپنے چھتہ تک پہنچنے کی سمجھ عطا فرمائی۔ پھر مکھی کے پیٹ سے مختلف رنگوں اور ذائقوں کا شہد نکالا جو انسانوں کے مختلف امراض کے لیے شفاء اور صحت عطا کرنے والا ہے۔ سوچ و بچار کرنے والوں کے لیے اس میں اللہ کی توحید کے دلائل موجود ہیں۔ تمہاری زندگی اور موت اور درازئ عمر اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

دلائل توحید۔ رزق کے اعتبار سے فضیلت

71-76

ع 16 رزق کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے مثال دی اللہ نے بعض انسانوں کو بعض پر رزق کے اعتبار سے فضیلت بخشی ہے۔ ایک انسان اپنے غلام کو جو اس جیسا انسان ہے کبھی بھی رزق میں اپنے برابر نہیں کرتا پھر یہ عاجز کمزور مخلوق اللہ کے برابر کیسے ہو سکتی ہے۔ لوگو اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو جس نے تمہارے لیے ہم جنس بیویاں بنائیں اور پھر ان سے بیٹے اور پوتے عطا کیے۔ اس کے بعد توحید کے مزید دلائل پیش کرنے کے بعد معبود حقیقی اور معبودانِ باطلہ کا فرق دو مثالوں سے سمجھایا ہے۔ (1) ایک غلام ہے جو اپنے جان و مال کے معاملے میں بالکل بے اختیار ہے۔ مالک کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔ دوسرا آزاد شخص ہے جو وسیع مال و دولت رکھتا ہے اور شب و روز فقراء و مساکین کی مدد کرتا ہے۔ جس طرح ان دونوں افراد کو برابر سمجھنے والا عدل و انصاف کے تقاضوں کا خون کرنے والا ہے اسی طرح معبود حقیقی کے ساتھ بتوں کو شریک سمجھنے والا عقل و خرد سے عاری ہے۔

(2) ایک غلام گونگا، بہرا، کسی کام کا نہیں ہے۔ اپنے مالک پر بوجھ بنا ہوا ہے اور دوسرا معتدل طرزِ زندگی رکھنے والا اور معاشرہ میں خیر اور نیکی کو پھیلانے والا ہے۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ جو شخص عدل کا حکم دیتا ہے وہ راہ راست پر گامزن ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرتیں۔ دلائل توحید

77-83

ع 17 انسان کی مادّی و جسمانی زندگی کو سامنے رکھ کر توحید کے دلائل بیان کیے جا رہے ہیں کہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے کس نے نکالا؟ کان، آنکھیں اور دھڑکنے والا دِل کس کی عطا ہے؟ آسمان کی فضاؤں میں اڑنے والے پرندوں کو کس کے دستِ قدرت نے تھام رکھا ہے؟ تمہیں تمہارے رہائشی مکانات اور ان میں آرام و سکون کس کی بخشش ہے؟ جانوروں کی کھالوں کو استعمال میں لانے کے لیے عقل کس نے دی؟ پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں اور زرہیں بنانے کا فن تمہیں کس کی عنایت سے مِلا؟ ان سارے سوالات کا جواب صِرف اور صِرف اللہ ہے۔ اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں تو تم ان مثالوں سے عبرت کیوں نہیں پکڑتے ہو اور توحید کے قائل کیوں نہیں ہو جاتے ہو؟

قیامت کے دن نبی علیہ السّلام کی گواہی

84-89

ع 18 دلائل توحید اور روزِ قیامت کا تذکرہ جاری ہے۔ قیامت کے دن مشرکین اپنے معبودوں سے برأت کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے عہدِ وفا باندھنے کی کوشش کریں گے مگر وقت گزر چکا ہو گا اور اللہ کے دین کے راستہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے والے کافروں کو ان کے فساد پھلانے کے جرم میں سزا پر سزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔

قیامت کے دن ہم ہر اُمّت سے گواہ لائیں گے۔ ”وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ۝“ اور اے محبوب ہم آپ کو ان سب پر گواہ لائیں گے۔ هٰٓؤُلَآءِ کا مشارٌ الیہ اُمّت مصطفیٰ ﷺ ہے۔ یعنی حضور علیہ السّلام اپنی اُمّت پر گواہی دیں گے۔ ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں ہر چیز کا تفصیلی بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت، رحمت و خوشخبری ہے۔ (تفسیر مقاتل، تفسیر خازن) حضور علیہ السّلام نے فرمایا۔ میری زندگی بھی تمہارے لیے بہتر ہے اور میرا یہاں سے انتقال کر جانا بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔ تمہارے اعمال میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ اگر تمہاری کسی نیکی کو دیکھتا ہوں تو اللہ کی حمد کرتا ہوں اور جب تمہارے کسی گناہ کو دیکھتا ہوں تو تمہارے لیے استغفار کرتا ہوں۔ اے نبی ﷺ ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں ہر چیز کا کافی بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت و رحمت اور خوشخبری ہے۔ (ضیاء القرآن)

تین بھلائیاں، تین بُرائیاں

90-100

ع 19 اس رکوع کی پہلی آیت قرآن کریم کی جامع ترین آیت ہے۔ جس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ قرآن کریم کی یہ آیت خیر و شر کی سب سے جامع آیت ہے۔ یہ وہ آیت ہے جسے سن کر دشمنِ اسلام ولید بن مغیرہ بھی تعریف کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ اس آیت کی جامعیت کی وجہ سے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے سے ہر خطیب خطبہ جمعہ میں پڑھتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۝۔ اس آیت میں تین باتوں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ عدل، احسان، قرابت داروں کے ساتھ اچھا سلوک، تین باتوں سے منع کیا گیا ہے فَحْشَآءِ ہر قبیح قول و عمل مُنْكَرِ ہر وہ عمل جس سے شریعت نے منع کیا،

اَلْبَغْيِ حد سے تجاوز کرنا، تکبّر، ظلم وغیرہ۔(تفسیر البغوی، تفسیر ابنِ کثیر)

اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ آپس کے قول و قرار اللہ کے عہد سمجھ کر پورے کرو۔ قسمیں پکی کر کے ہر گز نہ توڑو۔ تمہاری کوئی بات اللہ سے چھپی نہیں۔ کہیں تمہاری مثال اس عورت جیسی نہ ہو جائے جس نے بڑی محنت سے سوت کاتا پھر توڑ کر خود ٹکرے ٹکرے کر دیا۔ اپنی قسموں کو فساد کا ذریعہ نہ بناؤ۔ ایسا کبھی نہ کرو کہ آج ایک گروہ کے ساتھ معاہدہ کرو، کل اسے کمزور دیکھ کر طاقتور کے ساتھ مل جاؤ۔ یاد رکھو! اگر تم اپنی قسموں کو مکر و فریب کا ذریعہ بنایا تو اسلام کی طرف آنے والے لوگ تمہاری حالت دیکھ کر دین سے بد ظن ہو جائیں گے، اور تم اللہ کے ہاں اس کی سزا پاؤ گے۔ دنیا کے حقیر مال کے بدلے اللہ کے عہد کو نہ بیچو۔ دنیا کا مال ختم ہو جانے والا ہے۔ جو کچھ تمہارے لئے اللہ کے پاس ہے وہ ہمیشہ باقی رہے گا۔ اچھے کام کرنے والے مومن دنیا کی خوشگوار زندگی کا بھی مزہ پائیں گے، اور آخرت کے اجر نیکوکاروں کے لئے ہی مخصوص ہیں۔ مسلمانو! جب قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ حاصل کر لیا کرو۔ شیطان کا زور ایمان والوں اور اللہ پر بھروسہ کرنے والوں پر نہیں چلتا۔ اس کا زور انہیں پر چلتا ہے جو مشرک ہیں اور اسے اپنا دوست بناتے ہیں۔

قرآن اور صاحبِ قرآن کی حقانیت۔ مجبوراً کلمہ کفر کہنا 101-110

ع 20 جب ہم ایک حکم کی جگہ دوسرا حکم لاتے ہیں تو کافر کہتے ہیں کہ تم یہ خود گھڑ لیتے ہو۔ آپ کہ دیں تمام احکام تمہارے رَب کی طرف سے روح القدس لے کر آتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کو تو ایک آدمی یہ باتیں سکھا جاتا ہے جب کہ اس آدمی کی زبان عربی نہیں ہے۔ اور قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔ سنو! یہ جھوٹے کبھی ہدایت نہ پا سکیں گے۔

کسی مومن کو کلمہ کفر کہنے پر مجبور کر دیا جائے اور اس کا دِل ایمان پر مطمئن ہو، تو وہ قابل معافی ہے۔ لیکن جو شخص ایمان لانے کے بعد کفر پر اپنے دِل سے رضامند ہو گیا، وہ عذاب الٰہی کا نشانہ ہو گا۔ کیونکہ اس نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی۔ یاد رکھو! کہ آزمائشوں میں پڑنے کے بعد جن لوگوں نے ہجرت کی، جہاد کیا اور راہ حق میں ثابت قدمی دکھائی۔ اللہ ان کی کوتاہیوں سے یقیناً درگزر فرمائے گا۔

حلال کھاؤ، حرام کو ترک کر دو

111-119

ع 21 وہ دن آنے والا ہے جب ہر شخص کو پنی فکر ہو گی اور ہر ایک اپنے کیے کا پورا بدلہ پائے گا۔ ایک بستی کی مثال سنو، اس کے باشندے امن چین سے رہ رہے تھے اور ہر طرف سے ان کو وافر رزق پہنچ رہا تھا۔ ان کے پاس اللہ کا پیغمبر آیا، انہوں نے اس کو جھٹلایا۔ آخر ان ظالموں کو عذاب نے آگھیرا۔

ارشادِ خداوندی ہے۔ اللہ کا دیا حلال مال کھاؤ اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔ سنو، مُردار، ذبح کے وقت بہنے والا خون، سوّر کا گوشت اور وہ جانور جن کو ذبح کرتے وقت اللہ کے سِوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو، سب حرام ہیں۔ کوئی لاچار بھوک سے مجبور ہر کر جان بچانے کی حد تک کھالے، بشر طیکہ نہ باغی ہو نہ حد سے بڑھنے والا ہو۔ تو اللہ معاف کرنے والا ہے۔

تم اپنی طرف سے حلال یا حرام نہ ٹھہراؤ، ورنہ دردناک عذاب کے مستحق ہو گے۔ یہودیوں پر ان کے علاوہ بعض دوسری چیزیں ان کی زیادتیوں کے باعث حرام کی گئی تھیں۔ سنو! جو لوگ جہالت سے کوئی بُری حرکت کر بیٹھیں، پھر توبہ کر کے اپنے عمل کی اصلاح کر لیں تو رَب تعالیٰ بخش دے گا۔

اسوۂ ابراہیمی۔ دعوتِ دین پُر حکمت انداز میں کرو

120-128

ع 22 پھر ابراہیم علیہ السّلام کے پسندیدہ طرزِ زندگی کو اپنانے کا حکم اور دعوت و تبلیغ کا فریضہ ادا کرنے والوں کے لیے زرین ضوابط کا تذکرہ ہے کہ حکمت، موعظ حسنہ اور سنجیدہ بحث و مباحثہ کی مدد سے اللہ کی طرف لوگوں کو بلایا جائے۔ پھر انتقام اور بدلہ لینے کا قانون بتایا کہ اس میں مساوات پیشِ نظر رہے اور حد سے تجاوز نہ کیا جائے۔ اللہ کی مدد اور توفیق سے دینِ اسلام پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے کی تلقین کے ساتھ آخر میں خوشخبری سنادی کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ اور احسان یعنی اعلیٰ کردار کے حاملین کی ہر قدم پر مدد و نصرت فرمایا کرتے ہیں۔

ربنا تقبل منّا انّك انت السّميع العليم۔ والصّلوٰة والسّلام علىٰ حبيبك و محبوبك سيّد الانبياء والمرسلين وعلىٰ اٰله واصحابه اجمعين۔

پارہ نمبر 15 سُبْحٰنَ الَّذِیٓ

اس پارے میں اکیس [21] رکوع اور چار [4] آیات ہیں۔ پہلے بارہ [12] رکوع سورۃ بنی اسرائیل اور آخری نو [9] رکوع اور چار [4] آیات سورۃ الکہف میں ہیں۔

۱۷۔ سُوْرَۃُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْل مَکِّیَّۃٌ

آیات: 111 — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — رکوع: 12

یہ سورۃ بنی اسرائیل کے علاوہ اسریٰ اور سبحان کے ناموں سے بھی موسوم ہے۔ حضور علیہ السّلام کی زندگی میں پے در پے غم آنے کے بعد حضور علیہ السّلام کے لیے انتہائی اہم اور خوش کن رات وہ شبِ معراج ہے۔ گو تمام انبیاء کی معراجین اپنی اپنی جگہ الگ الگ اہمیت کی حامل ہیں لیکن حضور علیہ السّلام کی معراج افضل المعارج ہے۔ حضور علیہ السّلام امام الانبیاء ہیں اسی طرح آپ کا دین امام الادیان ہے۔ آپ خاتم الانبیاء آپ کا دین بھی خاتم الادیان۔

اس سورۃ کے مضامین میں توحید، رسالت اور قیامت کے اثبات کے ساتھ اخلاقِ فاضلہ کی تعلیم کی گئی ہے مگر مرکزی مضمون اثبات رسالت اور خاص طور پر "رسالت محمدیہ" کا اثبات ہے۔

واقعہ معراج النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

1-10

ع 1 اللہ نے فرمایا "سُبْحٰنَ الَّذِیٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ" پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ خاص (بِعَبْدِہٖ) کو رات کے تھوڑے سے حصہ میں مسجد حرام سے مسجد

اقصیٰ تک کا سفر کرا دیا۔ مسجدِ اقصیٰ جس کے چاروں طرف مادّی اور روحانی برکتیں پھیلی ہوئی ہیں۔ "عبد" چونکہ جسم و روح کے مجموعہ کو کہتے ہیں۔ اس لیے معراج نبی عالم بیداری میں بہ نفسِ نفیس پیش آیا اس سورۃ کے رکوع نمبر 6 اور آیت نمبر 60 میں معراج کے سفر کو مومن اور کافر میں امتیاز اور فرق کا ذریعہ قرار دیا ہے اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب جاگتے ہوئے جسمانی سفر کی شکل میں ہو۔ ورنہ خواب تو کوئی بھی دیکھ سکتا ہے۔ کیونکہ خواب میں تو اس واقعہ سے بھی زیادہ عجیب و غریب واقعات اور مناظر کوئی انسان دیکھے تو کوئی بھی اُسے جھوٹا نہیں کہتا۔ اگر یہ واقعہ نیند کی حالت میں پیش آیا ہوتا تو اسے اتنے اہتمام کے ساتھ قرآن کریم میں ذکر نہ کیا جاتا۔

ہم نے بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے کتاب عطا فرمائی اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ تم بنی اسرائیل اللہ کی کتاب پر عمل کرنے کی بجائے زمین میں سرکشی اور بغاوت پھیلاؤ گے اور دو مرتبہ بڑا فساد کرو گے۔ پہلی مرتبہ حضرت زکریا علیہ السلام کو قتل کر کے ظلم و ستم کا بازار گرم کیا اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے بغاوت میں حد کر دی تو شاہ بابل بخت نصر کی شکل میں تم پر عذاب مسلط کیا جس نے چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کیا۔ پھر جب تم نے توبہ کی تو ہم نے دوبارہ تمہیں اقتدار اور مال و دولت سے نواز دیا۔ اس کے بعد ضابطۂ خداوندی کو بیان کیا کہ اگر کوئی قوم اپنا رویہ درست رکھے تو اس میں ان کا اپنا فائدہ ہے اور اگر بغاوت و سرکشی کرے تو اس میں اس کا اپنا ہی نقصان ہے۔ پھر تم نے اللہ کے نبی یحییٰ علیہ السلام کے قتل کی صورت میں قتل و بربریت اور فساد کی آگ بھڑکائی، مجوسیوں کے اقتدار کی شکل میں تم پر عذاب اتارا جنہوں نے قتل و غارت گری کے ذریعہ تمہیں تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا۔ پھر اللہ نے اپنے رحم و کرم سے تمہیں بچایا لیکن اگر تم نے اپنی حرکتیں نہ چھوڑیں تو ہمارے عذاب کی شکل پھر لوٹ سکتی ہے۔

نیت اور اعمال کا نتیجہ

11-22

ع 2 انسان بڑا جلد باز ہے وہ بھلائی کی طرح بسا اوقات برائی مانگنے لگتا ہے۔ دیکھو ہم نے رات اور دن اپنی قدرت کے دو نشان بنائے۔ رات کو تاریک اور دن کو روشن بنایا تاکہ تم دن میں اپنے لئے گزران کا سامان مہیا کرو۔ ہر شخص کا اعمالنامہ اس کی گردن میں لٹکا دیا گیا ہے جو اس کے سامنے قیامت میں پیش کیا جائے گا۔ اور کہا جائے گا اسے پڑھ لے، یہی تیرے احتساب کے لئے کافی ہے۔ یاد رکھو، ہر ایک کو اپنا بوجھ اٹھانا پڑے گا۔ ہم جب کسی قوم کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس کے دولت مند نافرمانیاں شروع کر دیتے ہیں اور ہم بری طرح اُنہیں تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ نوحؑ کے بعد کتنی ہی قومیں اپنی بد اعمالیوں کی سزا میں ہلاک ہو چکی ہیں۔

جو شخص صرف دنیا کا طلبگار ہو، اسے ہم اپنی مرضی کے مطابق صرف دنیا میں دیتے ہیں اور آخرت کے انعامات سے محروم رکھتے ہیں۔ مگر صرف آخرت کے طالب کے لئے ہمیشہ کامیابیاں ہیں۔

اخلاق عظیمہ

23-30

ع 3 اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ ٹھہراؤ، اسی کی عبادت کرو، والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو، ماں باپ بوڑھے ہو جائیں، تو ان کے سامنے اف تک نہ کرو، ان کے سامنے شفقت اور عاجزی سے جھکے رہو۔ اگر بلا ارادہ ان کی خدمت میں تم سے کوتاہی ہو جائے تو اللہ معاف فرمانے والا ہے، رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کے حقوق ادا کرو، فضول خرچی نہ کرو، فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ نہ ایسے بخیل بنو کہ گردن سے ہاتھ باندھ لو۔

اخلاقِ عالیہ

31-40

ع 4 اپنی اولاد کو افلاس کے خوف سے قتل نہ کرو۔ زنا کے قریب نہ جاؤ، یہ بہت بڑی بے حیائی ہے۔ کسی بے گناہ کو قتل نہ کرو، مقتول کے وارث کو قصاص تک مطالبہ کا حق ہے مگر وہ حق سے زیادہ بدلہ لینے کی فکر نہ کرے۔ یتیموں کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ وعدے پورے کرو۔ وعدوں کے بارے میں تم سے باز پرس کی جائے گی۔ ناپ تول میں کمی نہ کرو۔ جس بات کا تمہیں علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑو۔ زمین پر اکڑ اکڑ کر نہ چلو۔ یہ حکمت کی باتیں آپ پر آپ کے پروردگار کی جانب سے وحی کی گئی ہیں۔ اے منکرو! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراو، ورنہ تمہارا مقام جہنّم کا ٹھکانہ ہو گا۔ دیکھو یہ کیسی بُری بات ہے۔ کہتے ہو کہ تمہارے لیے رَب تعالیٰ نے بیٹے پسند کئے اور اپنے لئے فرشتوں کو بیٹیاں بنالیا۔

ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔ اعتراضات کے جوابات

41-52

ع 5 ہم نے قرآن کریم کئی طرح سے ان کو سمجھانے کے اسلوب بدل بدل کر بیان کیا ہے مگر انہیں نفرت ہی بڑھتی جا رہی ہے۔ سنو! اگر اللہ کے ساتھ ساتھ دوسرے خدا بھی ہوتے تو عرش کے مالک تک پہنچنے کی ضرور کوشش کرتے۔ اللہ تعالیٰ مشرکوں کی خرافات سے بالاتر ہے۔ ساتوں آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے اندر ہے۔ اس کی پاکی بیان کر رہا ہے۔ ہر چیز اللہ کی تسبیح کر رہی ہے۔ مگر تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں۔

جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے درمیان پردہ حائل کر دیتے ہیں۔ جب آپ اللہ کی توحید کا ذکر کرتے ہیں۔ تو وہ نفرت سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ یہ ظالم ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ اس

شخص کی پیروی نہ کرنا یہ تو سحر زدہ ہے۔ قیامت کا ذکر آتا ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ جب ہماری ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی تو کیا ہم از سر نو پیدا کیے جائیں گے۔ آپ انہیں کہہ دیں کہ تم خواہ پتھر بن جاؤ یا لوہا، یا کوئی ایسی مخلوق جس کا دوبارہ زندہ کرنا تمہارے خیال میں مشکل ہو تو پھر بھی تم اٹھ کر رہو گے۔ یہ کہتے ہیں کہ دوبارہ کون زندہ کرے گا؟ کہہ دیں وہی جس نے پہلی بار پیدا کیا تھا۔ کہتے ہیں یہ کب ہو گا؟ کہہ دیں عجب نہیں کہ وہ وقت قریب ہی آ لگا ہو۔ جس دن وہ تمہیں پکارے گا اس کی پکار کے جواب میں تم اس کی تعریف کرتے ہوئے نکل آؤ گے، اور تمہارا گمان یہ ہو گا۔ کہ ہم بس تھوڑی دیر اس حالت مرگ میں پڑے رہے ہیں۔

کچھ باتوں سے آزمائش

53-60

ع 6 ایمان والو! کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکالو جو مخالفین کے لئے مزید اشتعال کا سبب بن جائے اور شیطان اسے فتنہ کا ذریعہ بنا لے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو ایک دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی ہے داؤد علیہ السّلام خدا کے پیغمبر تھے۔ ان کو زبور عطا کی گئی تھی مشرکوں سے کہا گیا کہ تمہارے بنائے ہوئے معبود تم سے کسی تکلیف کو دور کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے، وہ تو خود اللہ تک رسائی حاصل کرنے کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں، اس کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب کے مخالف ہیں، تم غلط فہمی میں نہ رہو۔ ان تمام آبادیوں کو یا تو طبعی موت مرنا ہے یا عذاب خداوندی کا شکار ہونا ہے۔ معجزے دکھانے سے مقصود ہمیشہ یہ رہا ہے کہ لوگ انہیں دیکھ کر خبردار ہو جائیں۔ چنانچہ ہم نے قوم ثمود کو اونٹنی بطور معجزہ دی تھی۔ ہم نے واقعہ معراج کو اور جہنم میں پیدا ہونے والے تھوہر کے درخت کو ان لوگوں کے لئے آزمائش بنا دیا۔ ہم ان کو تنبیہات کرتے جا رہے ہیں۔ مگر ہر تنبیہ سے ان کی سرکشی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ

اَرَیْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ" اور جو نظارہ ہم نے تمھیں دکھایا وہ ہم نے نہیں کیا مگر لوگوں کی آزمائش کے لیے یہاں "رُءْیَا" کا لفظ عالم بیداری میں دیکھنے کے لیے مستعمل ہے۔ حضرت ابن عباس کا قول ہے "برؤیاھٰھُنا رُؤیاعَیْنٌ" یہاں "رؤیا" سے مراد عالمِ بیداری میں دیکھنا ہے۔ (تفسیر مظہری، روح المعانی)

شیطان ازلی دشمن ہے۔ بنی آدم کی تکریم

61-70

ع 7 فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو، تو ابلیس کے سِوا سب نے سجدہ کیا۔ ابلیس نے کہا میں اسے کیسے سجدہ کروں، جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اس نے رَب سے کہا اگر مجھے مہلت مل گئی تو میں اس کی پوری نسل کی بیخ کنی کروں گا۔ اللہ نے فرمایا جا، تیرے پیروکاروں کا بدلہ جہنّم ہے تو جس طرح چاہے ان کو وعدوں کے جال میں پھنسالے۔ میرے بندوں پر تیرا زور نہ چلے گا۔

سنو! شیطان کے چکر میں آکر مشرک نہ بن جانا۔ سمندروں میں جب تمھاری کشتیاں ہچکولے کھانے لگتی ہیں تو اللہ ہی ہے جو تمھاری دُعا قبول فرما کر تمھیں بچاتا ہے۔ مگر طوفان سے نجات پاتے ہی شِرک کرنے لگتے ہو۔ وہ تمھیں خشکی میں بھی دھنسا سکتا ہے اور سمندر میں لے جا کر بھی تمھارا بیڑا غرق کر سکتا ہے۔ تمھارا سر اللہ کے سِوا اور کسی کے سامنے نہ جھکے۔ اسی نے بنی آدمؑ کو عزّت بخشی ہے، وہی تمھیں خشکی میں اور سمندروں میں سواریاں مہیا کرتا ہے۔ اسی نے تمھیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا ہے اور اسی نے اپنی اکثر مخلوق پر تمھیں فوقیت بخشی ہے۔

روزِ آخرت کے کچھ مناظر

71-77

قیامت کے دن ہم ہر انسانی گروہ کو اس کے پیشوا کے ساتھ بلائیں گے

جن خوش نصیبوں کو اعمال نامے داہنے ہاتھ میں ملیں گے وہ کامیاب ہوں گے۔ لیکن جو شخص دنیا میں حق سے آنکھیں بند کئے رہا وہ آخرت میں اندھا ہو گا۔ یہ لوگ آپ کو راہ حق سے ہٹانے کی فکر میں ہیں۔ اگر آپ ان کی بات مان لیتے تو آپ کو دنیا اور آخرت میں سخت سزا ملتی۔ یہ آپ کو مکّہ سے نکال دینا چاہتے ہیں، تو یہ سن لیں کہ آپ کے بعد یہ خود یہاں زیادہ دیر نہ ٹھہر سکیں گے۔ سب رسولوں کے معاملہ میں ہماری سنّت یہی رہی ہے۔ ہماری سنّت تم کبھی بدلی ہوئی نہ پاؤ گے۔

اللہ کا نبی کریم ﷺ سے مقامِ محمود کا وعدہ۔ جامع دعا

78-84

ع 9 ایمان والو! زوالِ آفتاب سے لے کر رات کے اندھیرے تک نماز قائم کرو، اور فجر کی نماز کا التزام کرو۔ یہ فرشتوں کی حضوری کا وقت ہے رات کو تہجد پڑھا کرو، بعید نہیں کہ تمہارا رب تمہیں مقام محمود پر فائز کر دے۔

"وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا۝۸۰"

تم یُوں کہو اے پروردگار! تو جہاں بھی مجھے لے جا سچائی کے ساتھ لے جا، اور جہاں سے نکال، سچائی کے ساتھ نکال، اور اپنی طرف سے غلبہ واقتدار کو میرا مددگار بنادے۔ اے نبی ﷺ اعلان کر دیں کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا اور باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔ سنو! قرآن حکیم شفاء اور رحمت ہے۔ ہر شخص اپنے طریقے پر کام کر رہا ہے اب سیدھی راہ پر کون ہے، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

روح اللہ کا امر ہے۔ کافروں کے بے جا مطالبات

85-93

ع 10 لوگ روح کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دیں کہ روح میرے رب کا حکم ہے۔ تمہیں اس کا بہت کم علم دیا گیا ہے۔ اے پیغمبر! آپ کو جو کچھ ملا ہے آپ

کے رب کی رحمت سے ملا ہے۔ آپ پر اس کا فضل بہت بڑا ہے۔ آپ اعلان کر دیں کہ تمام منکرینِ حق مل کر بھی قرآن جیسی کتاب بنا کر نہیں لا سکتے۔ اس سے بڑا کون سا معجزہ ہے۔ مگر یہ لوگ عجیب و غریب معجزوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں ہم اس وقت ایمان لائیں گے جب ہمارے لیے زمین سے چشمہ جاری کر دیں، یا شاندار کھجوروں اور انگوروں کا باغ لگا دیں جس کے نیچے نہریں جاری ہوں یا آسمان کا ٹکڑا گرا دیں یا اللہ اور فرشتے رُوبرو آجائیں، یا آپ کے پاس سونے کا گھر ہو یا آسمان پر چڑھ کر کتاب لا دو۔ جسے ہم پڑھیں۔ اے پیغمبر آپ ان سب خرافات کے جواب میں اتنا فرما دیں میرا رب ہر عیب سے پاک ہے۔ میں تو اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔

کفّار و مشرکین کے بے جا اعتراض

94-100

ع 11 ان کافروں سے پہلے بھی لوگ بشر رسول پر ایمان لانے کے لئے تیار نہ ہوتے تھے۔ آپ ان سے کہہ دیں کہ زمین میں انسان بستے ہیں تو انسان ہی رسول بن کر آئیں گے۔ اگر فرشتے بستے ہوتے تو ہم فرشتوں کو رسول بنا کر بھیج دیتے۔ میری سچائی کا گواہ اللہ کافی ہے۔ ہدایت اور گمراہی اسی کے قبضہ میں ہے۔ گمراہ لوگ قیامت کے روز اندھے، بہرے، گونگے اٹھائیں جائیں گے۔ یہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد ہمیں کون زندہ کرے گا؟ کہ دیں کہ زمین و آسمان کا مالک اللہ ہے۔ وہ ان جیسوں کو دوبارہ زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ اگر تم رَب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو تم خزانوں کے ختم ہونے کے خوف سے ہاتھ روک لیتے واقعی انسان بڑا تنگ دِل ہے۔

حضرت موسیٰؑ اور فرعون۔ اللہ کے اچھے نام

101-111

ع 12 ہم نے موسیٰؑ کو نو نشانیاں دے کر بھیجا۔ تو فرعون کہنے لگا اے موسیٰ! تو مجھے سحر زدہ معلوم ہوتا ہے۔ موسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا کہ میں اللہ کی طرف سے بصیرتوں کے ساتھ آیا ہوں۔ تو مجھے شامت زدہ دکھائی دیتا ہے۔ فرعون نے انہیں ملک بدر کرنا چاہا تو ہم نے فرعون اور اس کے ساتھیوں کو غرق کر دیا۔ اور ان کی جگہ بنی اسرائیل کو بسا دیا۔ قیامت کے دن ہم ان سب کو جمع کر کے لے آئیں گے۔

سورۃ کے آخر میں پھر ارشاد ربانی ہو رہا ہے، قرآن حق ہے۔ اور آپ بشیر و نذیر بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ تم ایمان لاؤ یا نہ لاؤ۔ جو لوگ حقیقت کا علم رکھنے والے ہیں، وہ قرآن پڑھتے ہیں اور روتے ہیں۔ اور رَب کے حضور سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ آپ اعلان کر دیں کہ تمام تعریفوں کا مستحق صِرف اللہ ہے اور اس کا کِسی طرح بھی کوئی شریک نہیں، تم اسے اللہ کہو یا رحمٰن، سب اچھے نام اسی کے ہیں۔ آپ اعلان کر دیں کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ اس کی بادشاہی میں کوئی شریک ہے اور اسی کی بڑائی بیان کرو۔

۱۸۔ سُوْرَةُ الْكَهْفِ

مَكِّيَّةٌ

آیات: 110 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 12

الکہف عربی میں غار کو کہتے ہیں، اس سورۃ میں چند ایمان والے نوجوانوں کا ذکر ہے، جنہیں ایمان کے تحفظ کے لیے غار میں پناہ لینی پڑی تھی اس لیے پوری سورۃ کو "کہف" کے نام سے موسوم کر دیا۔ مشرکین کے تین سوالوں کے جواب

میں یہ سورۃ اتری تھی۔ روح کیا ہے اس کا جواب سورۃ بنی اسرائیل میں ہے۔ کہف میں پناہ لینے والے نوجوانوں کے ساتھ کیا بیتی اور مشرق و مغرب میں فتح و کامرانی کے جھنڈے گاڑنے والے بادشاہ کا کیا واقعہ ہے ان دونوں سوالوں کا جواب اس سورۃ میں دیا گیا ہے۔ اس سورۃ میں چار واقعات (1) اصحاب کہف، (2) آدم و ابلیس، (3) موسیٰ و خضر، (4) ذوالقرنین کا ذکر ہے جبکہ دنیا کی بے ثباتی کے بیان کے لیے دو مثالیں دی گئی ہیں۔

اصحابِ کہف کا ذکر

1-12

ع 13 ہر طرح کی ستائش اس خدا کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب اتاری، جس میں منکروں کے لئے عذاب کی خبر ہے اور اچھے کام کرنے والوں کے لیے خوشخبری ہے۔ یہ کتاب اللہ کی اولاد تجویز کرنے والوں کو بھی خبردار کرتی ہے کہ وہ بالکل بے خبر ہیں اور ان کے آباؤ اجداد بھی بے خبر تھے۔ آپ ان کے ایمان نہ لانے پر افسوس نہ کریں، یہ دنیا کا ساز و سامان تو محض آزمائش ہے کہ دیکھیں کون اچھے کام کرتا ہے!

ایمان والو کو (غار والوں) کا ذکر سنا دیں کہ وہ ہماری نشانیوں میں سے تھے۔ غار میں جاتے ہوئے انہوں نے رب کریم سے رحمت اور ہدایت کی دُعا کی تھی۔ برسوں تک وہ نیند کی آغوش میں پڑے سوئے رہے۔

توحید والوں کی حفاظتِ ربّانی

13-17

ع 14 یہ چند نوجوان تھے جنہوں نے غار میں پناہ لے کر اپنا ایمان بچایا، پھر ہم نے کئی سالوں تک ان کو غار میں سلا دیا۔ واقعہ یُوں ہوا کہ ان کی قوم نے ان کو شرک و کفر پر آمادہ کرنا چاہا۔ انہوں نے کہا ہم تو اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک

بنانے پر تیار نہیں ہیں۔ وہ آپس میں کہنے لگے کہ ایمان بچانے کی خاطر چلو کسی غار میں پناہ لے لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آسانیاں پیدا کر دے گا۔ چنانچہ وہ ایسی غار میں سلائے گئے جہاں کسی حال میں بھی سورج کی شعاعیں غار میں نہیں پہنچتی تھیں، دھوپ اِدھر اُدھر سے گزر جاتی تھی۔

غار میں طویل قیام۔ اللہ کی قدرت کا ظہور

18-22

ع 15 یہ لوگ غار میں پڑے سوتے رہے۔ سردی گرمی، دن رات ہر حال میں اللہ نے ان کی حفاظت کی۔ ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ان کی کروٹیں بھی بدلتے تھے۔ دیکھنے والا انہیں بیدار خیال کر کے مرعوب ہو کر بھاگ جاتا۔ ان کے ساتھ کُتّا بھی تھا۔ کُتّا بھی غار کے دہانہ پر ایسے بیٹھا ہوا سو رہا تھا جیسے وہ گھات لگا کر کسی پر حملہ آور ہونا چاہتا ہو جب اللہ نے انہیں بیدار کیا تو آپس میں ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ ہمیں سوتے ہوئے کتنا وقت گزرا ہو گا۔ ان کا خیال تھا کہ ایک دن یا آدھا دن ہوا ہو گا مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تین سو نو سال تک یہ لوگ سوتے رہے تھے۔

بیدار ہونے پر انہیں بھوک نے ستایا۔ رقم جمع کر کے ایک آدمی کو احتیاط کے تمام پہلو مد نظر رکھتے ہوئے کھانا لینے کے لیے شہر بھیجا، جس ہوٹل سے کھانا لیا اس کے مالک پرانے سکّوں اور اسے دیکھ کر حیران رہ گیا اور اسے پولیس کے حوالہ کر دیا۔ اس طرح اسے بادشاہ کے دربار میں پہنچا دیا گیا۔ ان دنوں وہاں کا بادشاہ مسلمان تھا۔ مرنے کے بعد زندہ ہونے کا قائل تھا۔ لوگ اس کے عقیدہ کو نہیں مانتے تھے وہ دعائیں کیا کرتا تھا کہ اللہ کی کوئی ایسی نشانی ظاہر ہو کہ وہ اپنی قوم کو صحیح عقیدہ کا قائل کر سکے۔ جب اس نوجوان کو اس کے سامنے پیش کیا گیا اور تحقیقات سے پتہ چلا کہ یہ ان نوجوانوں کا ساتھی ہے جن کے نام آج سے تین صدیاں قبل

ایک تحریر کی شکل میں شاہی محل میں محفوظ کر دیئے گئے تھے تو بہت خوش ہوا۔ لوگ اس واقعہ کو سن کر ایمان لے آئے اور جہاں اصحاب کہف دریافت ہوئے تھے ان کی یادگار کے طور پر مسجد تعمیر کر دی گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دوبارہ زندہ کرنے سے ہم لوگوں کو یہی پیغام دینا چاہتے تھے کہ قیامت برحق ہے اور مرنے کے بعد ہر انسان کو زندہ ہونا ہے۔ لوگوں نے اصحابِ کہف کی تعداد میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے تین بعض نے پانچ اور بعض نے کہا کہ وہ سات تھے، آٹھواں ان کا کتّا تھا مگر ان کی صحیح تعداد اللہ کے سوائے کسی کو معلوم نہیں۔ تمہیں اس سلسلہ میں بحث کی ضرورت نہیں۔ تاریخ مقصود نہیں بلکہ اس واقعہ سے مطلوب عبرت اور نصیحت ہے۔ جب اللہ اپنی قدرت کو ظاہر کرنا چاہے کچھ بھی ہو اللہ کی قدرت ظاہر ہو جاتی ہے۔

انشاء اللہ کا حکم۔ اللہ کو یاد کرو

23-31

ع 16 تمہیں ہدایت کی جاتی ہے کہ یہ نہ کہا کرو کہ میں یہ کام کل کروں گا بلکہ یوں کہو انشاء اللہ میں یہ کام کل کروں گا۔ اصحابِ کہف تین سو سے کچھ اوپر سال غار میں ٹھہرے رہے۔

ارشادِ ربانی ہے آپ وحی الٰہی کی تلاوت میں مصروف رہیں۔ اللہ کے فیصلوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ وابستہ رکھیں، جو صبح و شام اللہ کی یاد میں مصروف ہیں اور اس کی رضا چاہتے ہیں، آپ کبھی بھی غافلوں کا کہنا نہ مانیے۔ ظالموں کے لیے ہم نے جہنّم تیار کر رکھی ہے۔ جہاں وہ پانی مانگے گے تو پینے کو تیل کا تلچھٹ ملے گا۔ ہاں ایمان والوں اور اچھے کام کرنے والوں کے اجر ضائع نہ ہوں گے۔

دو آدمیوں کی نصیحت آموز مثال

32-44

ع 17 عذاب خداوندی کا مذاق اڑانے والوں کو آپ دو آدمیوں کا قصہ سنایئے۔ ایک ان میں سے منکر قیامت تھا اور بہت مالدار تھا اس کے پاس دو خوبصورت باغ تھے۔ دوسرا نادار تھا مگر اللہ والا تھا، مالدار اس غریب بھائی سے کہتا کہ میں قیامت کے ڈھکوسلے کو نہیں مانتا ہوں۔ اگر قیامت آ بھی گئی تو وہاں مجھے اس سے کہیں زیادہ انعام واکرام حاصل ہو گا۔ اس کا بھائی اسے کہتا اللہ کو مانو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ ہو سکتا ہے کہ تمہارا مال تباہ ہو جائے اور مجھے اس سے کہیں بہتر مل جائے۔ چنانچہ ایک روز اس کا باغ تباہ کر دیا گیا۔ اب وہ کفِ حسرت ملتا رہ گیا کہ اے کاش! میں اپنے رَب کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا۔ جب عذاب آیا تو اس کی مدد کے لئے کوئی آگے نہ بڑھا۔

اعمالِ صالحہ اور سامان دنیا کا مقابلہ

45-49

ع 18 ان منکرینِ آخرت کو دنیا کی زندگی کی یہ مثال سنائیں کہ پانی آسمان سے اترے اس کی بدولت گنجان کھیتیاں اگ آئیں۔ لیکن کچھ دیر کے بعد سوکھ جائیں، اور ہوائیں بھس اڑا کر لے جائیں۔ بالکل اسی طرح مال اور اولاد دنیا کی زندگی کی زینت ہیں۔ باقی رہنے والے شے نیکیاں ہیں۔ قیامت کے دن پہاڑ اڑنے لگیں گے اور زمین چٹیل ہو جائے گی۔ تمام انسان اکٹھے ہو کر اللہ کے حضور پہنچ جائیں گے اور بالکل ویسے ہی آئیں گے جیسے ننگ دھڑنگ پہلی مرتبہ پیدا ہوئے تھے۔ پھر اعمال نامے سب کے سامنے رکھ دیئے جائیں گے۔ لوگ اعمال نامے دیکھیں گے تو حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسی کتاب ہے کہ جو چھوٹی بڑی کوئی بات نہیں چھوڑتی۔ وہ اپنے تمام عملوں کو اپنے سامنے موجود پائیں گے۔

ابلیس اور اس کی اولاد کی دوستی سے ممانعت کا حکم

50-53

ع 19 وہ وقت بھی قابل غور ہے کہ جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو۔ تو ابلیس کے سوا سب جھک گئے۔ وہ ایک جن تھا وہ اپنے رب کے حکم سے باہر ہو گیا۔ تم اس کو اور اس کی اولاد کو دوست نہ بناؤ۔ میں نے زمین و آسمان کی پیدائش میں ان سے کوئی مدد نہیں لی۔ قیامت کے دن شیطان کے پیروکار اپنے خود ساختہ شریکوں کو مدد کے لئے پکاریں گے۔ مگر کوئی ان کی مدد کو نہ پہنچ سکے گا۔

اللہ کی طرف سے مہلت۔ قرآن کا اسلوبِ بیان

54-59

ع 20 ہم نے قرآن کریم میں ہر اسلوب کے ساتھ بات سمجھائی ہے، مگر انسان بڑا جھگڑالو ہے۔ بھلا ہدایت آ جانے کے بعد انہیں ایمان لانے اور گناہوں کی بخشش مانگنے سے کس چیز نے روکا؟ شاید یہ لوگ عذاب کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ ہمارے رسول بشیر اور نذیر بن کر آتے رہے۔ مگر کافروں نے ہمیشہ خدا کے نبیوں کا مذاق اڑایا۔ ان ظالموں کے دلوں پر ضد کے غلاف چڑھے ہیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ ہیں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ آیات الٰہی سے منہ پھیر لینے سے بڑھ کر کوئی ظلم نہیں۔ یہ اس کی مہربانی ہے کہ فوراً نہیں پکڑتا۔ ان کو مہلت دی گئی ہے۔ یہ نہ مانیں تو ان کے لئے ہماری طرف سے ہلاکت کا وقت مقرر ہو چکا ہے۔ ان سے پہلے بھی ہی بستیوں کو ہم نے ان کے ظلم و شرک کی وجہ سے تباہ کر دیا ہے۔

جناب موسیٰ علیہ السّلام و خضر علیہ السّلام کا واقعہ

60-70

ع 21 حضرت موسیٰؑ نے اپنے ساتھی یوشع بن نون سے کہا ہمیں دو دریاؤں کے سنگم تک جانا ہے۔ لیکن سنگم پر اپنی زادِ راہ مچھلی بھول گئے اور آگے بڑھتے رہے۔

مچھلی زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی مگر موسیٰؑ کو خبر نہ ہوئی۔ جب موسیٰؑ منزلِ مقصود سے آگے بڑھے تو انہیں تھکاوٹ محسوس ہوئی۔ ساتھی سے فرمانے لگے کھانا لاؤ۔ میں تو بہت تھک گیا ہوں۔ یہاں یوشع نے مچھلی کے زندہ ہو کر دریا میں جانے کا قصہ سنایا۔ موسیٰؑ نے کہا کہ واپس چلو، وہی ہماری منزل ہے۔

یہاں پہنچے تو حضرت خضر ملے۔ حضرت موسیٰؑ نے اُن سے حصولِ علم کی خاطر رفاقت کی درخواست کی۔ انہوں نے اس شرط پر قبول کی کہ میں جو کچھ بھی کروں، آپ خاموش رہیں گے۔ مجھ سے سوال نہ کریں گے۔ میں خود حقیقتِ حال سے آگاہ کر دوں گا۔

پارہ نمبر 16 قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ

یہ پارہ سترہ 17 رکوع پر مشتمل ہے۔ پہلے تین 3 رکوع سورۃ الکھف پھر چھ 6 رکوع سورۃ مریم کے اور آٹھ 8 رکوع سورۃ طٰہٰ کے ہیں۔

سفر میں شرائط کی عدم پابندی۔ کاموں کی حکمت

71-82

ع 1 پندرھویں پارے کی آخری آیتوں کا تفسیری ربط سولھویں پارے کی آیتوں سے ہے اس لیے ان کو بھی سولھویں پارے میں بیان کیا جارہا ہے۔ ساحل سمندر پر چلتے ہوئے حضرت موسیٰ و خضر علیہما السّلام ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔ خضر علیہ السّلام نے کشتی پر سوار ہوتے ہی کشتی کو ایک طرف سے توڑ کر عیب دار کر دیا۔ موسیٰ علیہ السّلام کہنے لگے کہ آپ کشتی کو توڑ کر سواریوں کو غرق کرنا چاہتے ہیں؟ آپ نے بہت خطرناک کام کیا ہے۔ انہوں نے یاد دہانی کراتے ہوئے کہا کہ میں نے آپ کو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ آپ میری باتوں پر صبر نہیں کر سکو گے۔ موسیٰ علیہ السّلام نے کہا کہ میں بھول گیا تھا۔ آپ مجھ پر اتنی سختی نہ کریں۔ پھر وہ چل پڑے، راستہ میں ایک بچّہ ملا جس کا گلا گھونٹ کر خضر علیہ السّلام نے مار ڈالا۔ موسیٰ علیہ السّلام سے پھر نہ رہا گیا اور کہنے لگے کہ آپ نے یہ کیا کیا؟ ایک معصوم جان کو قتل کر ڈالا۔

انہوں نے کچھ زور دے کر کہا کہ میں نے کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ نہیں چل سکیں گے۔ موسیٰ علیہ السّلام کہنے لگے کہ مجھے آخری موقع دے دیں اگر اس مرتبہ میں نے اعتراض کیا تو آپ کو اختیار ہو گا کہ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں۔ پھر وہ لوگ چل پڑے اور چلتے چلتے ایک گاؤں میں جا پہنچے، دونوں حضرات کو لمبے سفر کی بنا پر بھوک لگی ہوئی تھی۔ وہاں کے لوگوں سے کھانا طلب کیا تو انہوں نے

کھانا کھلانے سے انکار کر دیا۔ گاؤں میں ایک دیوار گرنے والی ہو رہی تھی۔ خضر علیہ السّلام نے مرمت کر کے اسے درست کر دیا۔ موسیٰ علیہ السّلام کہنے لگے کہ جب گاؤں کے لوگوں نے ہمیں کھانا نہیں دیا تو آپ کو چاہیے تھا کہ ان کا کام کر کے معاوضہ وصول کر لیتے تا کہ ہم اس سے کھانا ہی خرید لیتے۔ حضرت خضر علیہ السّلام کہنے لگے کہ اب ہمارا مزید اکٹھے رہنا ممکن نہیں ہے۔ اس لیے آئندہ کے لیے ہمارے راستے جدا جدا ہو جائیں گے، البتہ گزشتہ جو تین واقعات پیش آئے ہیں میں ان کی وضاحت کر دیتا ہوں۔

کشتی عیب دار بنانے کی وجہ دراصل کشتی کے غریب مالکان کا مفاد تھا کیونکہ آگے سمندری حدود میں ایک ظالم بادشاہ کی عملداری تھی اور وہ ہر اچھی اور نئی کشتی کو بحق سرکار ضبط کر لیتا تھا۔ میں نے اس کشتی کا ایک کونہ توڑ دیا جس سے ان غریبوں کی کشتی بچ گئی۔

جس لڑکے کو میں نے قتل کیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ مستقبل میں آوارہ، بدمعاش، منکر، کفر کا عَلَم بردار بننے والا تھا اور وہ اپنے نیک والدین کے لیے مشکلات کا باعث بننے والا تھا، اسے میں نے قتل کر دیا تا کہ اللہ تعالیٰ اس کے والدین کو اس کا نعم البدل عطا فرما کر اس کے شر سے محفوظ فرمالیں۔

دیوار کی تعمیر کا مسئلہ یہ تھا کہ گاؤں میں ایک نیک سیرت انسان تھا، اس کے یتیم بچّے چھوٹے تھے کہ اس کا انتقال کا وقت آ گیا۔ اس نے اپنا خزانہ زمین میں دفن کر کے اوپر دیوار تعمیر کر دی تھی تا کہ بچّے بڑے ہو کر وہ خزانہ حاصل کر سکیں اگر دیوار گر جاتی تو لوگ وہ خزانہ لُوٹ کر لے جاتے اور یتیموں کا نقصان ہو جاتا اس لیے میں نے گرتی ہوئی دیوار کو سہارا دے کر درست کر دیا۔ یہ ان واقعات کی وضاحت ہے جن پر آپ صبر و تحمل کا دامن چھوڑ بیٹھے تھے۔ یہ سب اللہ کا حکم تھا۔ ان میں سے کوئی کام بھی میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا۔

سکندر ذوالقرنین کا سفر۔ یاجوج ماجوج

83-101

پھر قرآن کریم نے مشرکین کے تیسرے سوال کا جواب دیتے ہوئے صالح بادشاہ کے حالات بیان فرمائے ہیں تاریخ میں چار ایسے بادشاہ گزرے ہیں جنہوں نے پوری دنیا پر حکومت کی۔ دو مسلم اور دو کافر ہیں۔ مسلمانوں میں ایک حضرت سلیمان علیہ السلام اور دوسرے سکندر ذوالقرنین کافروں میں نمرود اور بخت نصر ہیں۔ ذوالقرنین کا واقعہ یوں ہے کہ ہم نے اُسے زمین میں حکمرانی عطا فرمائی تھی اور ہر طرح کا سازوسامان مہیا کیا تھا۔

ذوالقرنین فتوحات کے سلسلے میں پہلے وہ مغرب کی طرف روانہ ہوا حتیٰ کہ غروب آفتاب کی حد تک پہنچ گیا۔ جہاں سورج سیاہی مائل گدلے پانی میں ڈوب رہا تھا۔ وہ فتح یاب ہو کر اس علاقہ پر قابض ہوا تو اللہ نے اُسے کہا مفتوح قوموں کو عذاب کرنا یا شرافت سے پیش آنا تمہاری مرضی ہے اور اس نے اعلان کر دیا جو ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے ان کے ساتھ اچھا برتاؤ ہو گا۔

دوسرا سفر مشرق کی طرف ہوا۔ اور آخر طلوع آفتاب کی حد تک جا پہنچا وہاں اس نے ایسی قوم دیکھی جس کے پاس دھوپ سے بچنے کا کوئی انتظام نہیں تھا۔

پھر تیسری مہم دو پہاڑوں کی دیوار کے درمیان کی تھی۔ پہاڑی سلسلہ کے باشندوں کا ایک دیرینہ اور پیچیدہ مسئلہ یہ تھا کہ یاجوج ماجوج کے جنگجو دستے ان پر حملہ آور ہو کر انہیں مسلسل نقصان پہنچاتے رہتے تھے۔ ان لوگوں نے ذوالقرنین سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ ان کے اور ہمارے درمیان ایک دیوار بنا دیں۔ سکندر ذوالقرنین نے لوہے اور پیتل کے جوڑ سے ایک آہنی دیوار "سد سکندری" تعمیر کر کے ان کے حملوں کا سلسلہ بند کروا دیا جس سے وہاں کے باشندوں کو امن نصیب ہوا۔ اب قربِ قیامت میں جب اللہ چاہیں گے یاجوج ماجوج کا گروہ اس

دیوار کو توڑنے میں کامیاب ہو جائے گا اور اس وقت کے لوگوں پر مصائب و آلام ڈھا کر ان کے لیے مسائل و مشکلات پیدا کرے گا، جس کے بعد قیامت قائم ہو جائے گی۔ جن کی آنکھوں پر غفلت کے پردے پڑے ہیں وہ جہنّم میں جھونک دیئے جائیں گے۔

مادیت پرستوں کو تنبیہ۔ ربّ العالمین کی حمد و ثنا

102-110

ع 3 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنی توانائیوں کو محض دنیا کی زیب و زینت پر صرف کرنے والے لوگ ناکام و نامراد ہیں اور ان کے اعمال بدترین ہیں۔ کم عقل یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہترین کاموں میں مشغول ہیں۔ ایسے لوگ اللہ کی آیات اور ملاقات کا انکار کرتے ہیں۔ ان کے اعمال برباد ہوں گے۔ قیامت کو ان کا کوئی وزن نہ ہو گا۔ ایمان لانے والوں کے لیے ٹھنڈی چھاؤں والے باغات ہیں۔ اس سورۃ کے آخر میں اللہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کے کام اس کے کمالات، عجائبات اور حکمت و دانش کی باتیں اتنی ہیں کہ اگر سارے سمندروں کا پانی سیاہی بن جائے اور روئے زمین کے درختوں کی قلمیں بن جائیں اور لکھا جائے تو سیاہی اور قلمیں ختم ہو جائیں لیکن اللہ کے کمالات ختم نہیں ہوں گے اگر اتنے سات سمندر اور بھی ملا لیے جائیں۔ آپ اعلان کر دیں میں تم جیسا بشر ہوں مگر مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ تم سب کا معبود وہ یکتا معبود ہے۔ لہٰذا جو شخص اللہ کی ملاقات کا خواہش مند ہو اُسے چاہیے کہ نیکی کرے اور اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ حضرت صدیق اکبرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شرک کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ شرک چیونٹی کے رینگنے سے بھی زیادہ تم میں مخفی ہوتا ہے۔ میں تمہیں ایک دعا سکھاتا ہوں اگر تم یہ مانگو گے تو اس کی برکت سے چھوٹا اور بڑا ہر قسم کا شرک تم سے دور ہو جائے گا۔ الفاظ یہ ہیں۔ انہیں تین بار کہے۔ "**اللّٰھم انی اعوذبك ان اشرك بك**

وانا اعلم واستغفرك لما لا اعلمo" اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں تیرے ساتھ دانستہ شرک کروں اور میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، اس شرک سے جو نادانستہ مجھ سے سرزد ہو۔ (تفسیر القرطبی)

۱۹۔ سُوْرَۃُ مَرْیَمْ

مَکِّیَّۃٌ

آیات: 98 بسم اللہ الرحمن الرحیم رکوع: 6

حضرت زکریاؑ کی دُعا پر یحییٰؑ بیٹے کی بشارت

اس سورۃ کے دوسرے رکوع میں حضرت مریم کا ذکر ہے۔ اس لیے اس سورۃ کا نام سورۃ مریم رکھا گیا۔ مریم حضرت عیسیٰؑ کی والدہ کا اسم گرامی ہے۔ ماں بیٹے کا تذکرہ عیسائیوں کے غلط عقائد کی تردید دیگر انبیا۔ جہنّم اور قیامت تمہیداً حضرت یحییٰ، زکریا کا ذکر اس سورۃ کے اہم مضامین ہیں۔

1-15

ع 4 کٓھٰیٰعٓصٓ حروف مقطعات ہیں۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ حروف اللہ کے مختلف اسما پر دلالت کرتے ہیں "ك" کافی پر "ہ" ھادی پر، "ی" حکیم پر "ع" علیم پر اور "ص" صادق پر۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ دُعا مانگتے ہوئے کہا کرتے تھے یا "کٓھٰیٰعٓصٓ" اِغْفِرْلِیْ۔ یا کاف ھا یا عین ص، مجھے بخش دے۔ بعض علماء نے اس کو اسم اعظم کہا ہے۔ (تفسیر القرطبی، روح المعانی) اس سورۃ کے شروع میں حضرت زکریا علیہ السّلام کا ذکر ہے جنہوں نے اللہ سے دُعا کی میرے رب میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ میری بیوی بانجھ ہے مجھے اپنے فضلِ خاص سے وارث عطا کر۔ اللہ تعالیٰ نے دُعا کو قبول فرمایا اور حضرت زکریا علیہ السّلام کو یحییٰ کی صورت میں بیٹا عطا کیا اور یحییٰ نام بھی خود رکھا۔ پھر ان کو منصبِ نبوّت پر

سرفراز فرمایا۔ حضرت یحییٰ بڑی اچھی صفات کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سلام ہو اس پر جس روز وہ پیدا ہوئے، جس دن وہ مرے اور جس دن ان کو زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ ان تینوں موقعوں پر آدمی وہ دیکھتا ہے جو اس سے پہلے اس نے نہیں دیکھا ہوتا۔ اس لیے ان تینوں موقعوں پر نہایت وحشت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰؑ کا اکرام فرمایا کہ انہیں ان تینوں موقعوں پر امن و سلامتی عطا کی۔

حضرت مریم کے ہاں پیدائش عیسیٰؑ و کلام عیسیٰؑ

16-40

ع 5 حضرت مریمؑ کا ذکر فرمایا گیا فرشتہ انسانی شکل میں ان کے پاس آیا۔ ایک خوبرو جوان کو اس طرح اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر حضرت مریمؑ کہنے لگیں۔ اگر تجھ میں ذرا بھی خوفِ خدا ہے تو میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ فرشتے نے کہا میں فرشتہ ہوں اور تجھے بیٹا عطا کرنے کے لئے آیا ہوں۔ مریمؑ نے کہا کہ مجھے آج تک کسی انسان نے نہیں چھوا اور نہ ہی میں بدکار ہوں۔ فرشتے نے کہا حکم الٰہی سے آپ کے ہاں بچّے کی پیدائش ظاہری اسباب کے بغیر ہو گی۔ اور وہ اللہ کا ایک نشان ہو گا۔ بچّہ پیدا ہوا، مریم کو بے حد صدمہ ہوا۔ کہنے لگیں کاش مجھے پہلے ہی موت آجاتی۔ ارشاد ہوا، غم نہ کر، کھا پی اور اللہ کے لیے خاموش رہنے کی نذر مان لے۔ کسی سے بات نہ کرنا، لوگوں نے جب مریم کی گود میں بچّہ دیکھا تو طعنے دینے لگے کہ اے مریم ہارون کی بہن نہ تو آپ کا باپ بُرا آدمی تھا اور نہ ہی ماں بدکار عورت تھی اور نہ ہی تیرا خاندان ایسا تھا پھر تُو نے اتنا بڑا حادثہ کیسے کر دیا؟ مریمؑ نے بچّہ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ خود جواب دے گا۔ قوم نے کہا کہ گود کا بچّہ کیسے بولے گا۔ بچّہ بول اٹھا۔ کہ میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے۔ اور مجھے نماز پڑھنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور والدہ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ سلامتی ہو مجھ

سروسامان کا ذکر یہ لوگ کر رہے ہیں یہیں دنیا میں رہ جائے گا۔ اور ان کو تنہا ہمارے پاس آنا ہو گا۔

اللہ کی کوئی اولاد نہیں

83-98

ع 9 ان کے خود ساختہ مشکل کشا آخرت میں ان کے کچھ کام نہ آئیں گے شیاطین ان لوگوں کو انکارِ آخرت پر اکسا رہے ہیں۔ آپ فکر نہ کریں ہم نے ان کی گنتی کر لی ہے۔ مجرموں کو پیاسے جانوروں کی طرح جہنّم کی طرف ہانک کر لے جایا جائے گا۔ ان ظالموں نے خدا کے لئے اولاد تجویز کی۔ یہ اتنی سخت بے ہودہ بات ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں۔ سنو! خدا کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے۔ زمین و آسمان میں سب اس کے بندے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے لئے اور اچھے کام کرنے والوں کے لئے لوگوں کے دلوں میں محبّت پیدا کر دے گا۔ قرآن مجید کو آپ کی زبان میں اتار کر آسان کر دیا ہے کہ آپ پرہیز گاروں کو خوشخبری سنائیں اور ہٹ دھرم لوگوں کو ڈرائیں۔ ہٹ دھرم غور کیوں نہیں کرتے کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی قومیں ہلاک کر دی ہیں۔ جن کا آج نہ کہیں نشان ملتا ہے نہ تم ان کی آہٹ سنتے ہو۔

٢٠۔ سُوْرَۃُ طٰہٰ

مَكِّيَّةٌ

آیات: 135 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 8

طٰہٰ نبی علیہ السّلام کا صفاتی نام ہے۔ اسی نام کی مناسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ طٰہٰ رکھا گیا ہے۔ اس سورۃ میں بہت تفصیل کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا تذکرہ ہے اور میدانِ محشر کی منظر کشی اور اختصار کے ساتھ قصّہ آدم و ابلیس

ہے اور دعوتِ الی اللہ کے لیے آخر میں کچھ زریں ہدایات دی گئی ہیں۔

نزولِ قرآن کا مقصد۔ معجزاتِ موسیٰ علیہ السّلام

1-24

ع 10 ابتداء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نزولِ قرآن کا مقصد انسانی مشکلات و پریشانیوں میں اضافہ نہیں بلکہ نصیحت و خیر خواہی ہے۔ اس کے بعد توحید کا بیان ہے اور موسیٰ علیہ السّلام کا تفصیلی واقعہ شروع ہو جاتا ہے۔ ابتدائی حصّہ کو یہاں نظر انداز کر کے موسیٰ علیہ السّلام کی زوجہ کے ہمراہ مدین سے واپسی کے تذکرہ سے واقعہ شروع کیا گیا ہے۔ زوجہ امید سے تھیں۔ دردزہ شروع ہو چکا تھا۔ سامنے آگ جلتی ہوئی دیکھ کر موسیٰ علیہ السّلام آگ لینے کو گئے۔ موسیٰ علیہ السّلام کو بتایا گیا کہ یہ آگ نہیں تمہارے رَب کی تجلّی ہے۔ وادیٔ مقدّس طُوٰی کے احترام میں جوتے اتارنے کے حکم کے ساتھ ہی پروانۂ نبوّت عطا کر کے توحید کا پیغام بنی اسرائیل کے لیے دے کر نماز کے اہتمام کی تلقین کی گئی۔

عصا سے اژدھا اور ہاتھ کو روشن و چمکدار بنا کر دو معجزات عطا فرما کر فرعون جیسے سرکش و باغی حکمران کے دربار میں توحید کا ڈنکا بجانے کے لیے روانگی کا حکم دیا۔

دُعائے موسیٰؑ اور موسیٰؑ فرعون کے دربار میں

25-54

ع 11 موسیٰؑ نے اس عظیم مشن کی آسانی کے لئے شرح صدر اور ہارونؑ کو بطور معاون پیغمبر مقرر کرنے کی درخواست کی جو قبول ہوئی اور فرمایا گیا کہ موسیٰؑ تم پر ہمارے پہلے بہت سے انعامات ہوئے ہیں۔۔ تم پیدا ہوئے تو فرعون بنی اسرائیل کے بچّوں کو قتل کر رہا تھا۔ ہم نے تمہاری والدہ کے دِل میں بات ڈالی کہ بچّے کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے۔۔ ایسی تدبیر فرمائی کہ تمہیں تمہارے دشمن اور اپنے

دشمن کے گھر میں پالا۔ اس کے دِل میں تمہاری محبّت ڈال دی۔۔ پھر تمہیں ماں کی طرف لوٹا دیا۔۔ تم نے جوان ہو کر ایک شخص کو مار ڈالا۔۔ پھر ہم نے تمہیں غم سے نجات دی۔۔ اب فرعون کے پاس جاؤ۔ اسے نرمی کے ساتھ سمجھاؤ اور اسے کہو کہ تمہیں اللہ کا رسول مان لے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ بھیج دے۔ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السّلام فرعون کے پاس گئے اور اسے بتایا کہ میرا رب وہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا، آسمان سے پانی برسایا۔ پھر مختلف اقسام کی پیداوار پانی کے ذریعے نکالی، وہی سب کو موت سے ہمکنار کرے گا، اور پھر اسی مٹی سے سب کو زندہ کر کے نکال لے گا۔

جادو کی شکست اور جادو گروں کا ایمان

55-76

ع 12 فرعون نے موسیٰؑ کی بات نہ مانی ، ان سے کہنے لگا کہ تم جادو گر معلوم ہوتے ہو۔ ہم تمہارا مقابلہ کریں گے، اس نے ملک بھر سے جادو گروں کو اکٹھا کر لیا مگر موسیٰؑ کے عصا نے جادو گروں کی تمام رسیاں اور لاٹھیاں کھا لیں۔ یہ معجزہ دیکھ کر جادو گر ایمان لے آئے فرعون نے ان کو قتل کرنے اور سولی پر چڑھانے کی دھمکی دی تو انہوں نے کہا، جو تیرے جی میں آئے کر لے ہم تو اپنے رَب پر ایمان لا چکے ہیں۔ یہ تمہاری سزا تو عارضی ہے۔ مجرم آخر کار جہنّم میں جائیں گے۔ اور ایمان والے سدا بہار جنّت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داخل ہوں گے۔

قوم بنی اسرائیل بے صبری قوم

77-89

ع 13 اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو فرمایا کہ اسرائیلیوں سمیت مصر سے ہجرت کر جائیں۔ فرعون نے تعاقب کیا اور اپنے لشکر سمیت بحیرہ قلزم میں ڈوب مرا۔ ارشادِ الٰہی ہے اے بنی اسرائیل یاد تو کرو ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات

دی، تمہارے لیۓ من و سلویٰ کی صورت میں خوراک کا انتظام کر دیا۔ اور تاکید کر دی کہ حد سے نہ بڑھنا۔ مگر موسیٰ علیہ السّلام کوہ طور پر گئے تو تم نے بچھڑے کی پرستش شروع کر دی۔ موسیٰؑ نے واپس آکر شدید غصہ کا اظہار کیا، کہ اے میری قوم! کیا تمہارے رَب نے تم سے اچھے وعدے نہیں کیے تھے؟ کیا میں زیادہ دیر تمہارے پاس سے دُور رہا ہوں؟ تم نے میرے ساتھ وعدہ خلافی کر کے اپنے کو عذاب کا مستحق کیوں بنالیا؟

جناب موسیٰ علیہ السّلام کا غصّہ اور سامری کی شامت

90-104

ع 14 حضرت موسیٰؑ نے ہارون بھائی سے بڑے غصہ کے ساتھ کہا تم نے میرے بعد انہیں گمراہی سے کیوں نہ روکا؟ حضرت ہاروں نے کہا میری ماں جائے! میری داڑھی اور سر کے بال نہ پکڑیں، میں اس بات سے ڈرا کہ آپ یہ نہ فرمائیں کہ تُو نے قوم میں تفرقہ ڈال دیا ہے۔

پھر آپ نے بچھڑا بنانے والے سامری سے کہا کہ تو نے پوری قوم کو گمراہ کیا ہے۔ اب دفع ہو جا۔ زندگی بھر تجھے یہی پکارتے رہنا ہے کہ مجھے نہ چھونا۔ مجھے نہ چھونا۔ اے سامری ! اپنے جھوٹے معبود کو دیکھ، ہم اسے جلادیں گے اور ریزہ ریزہ کر کے دریا میں بہادیں گے۔ یاد رکھ، سب کا معبود وہی اللہ ہے جس کے سِوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اس کے ساتھ شرک کرنے والے آخرت میں پتھرائی ہوئی آنکھوں کے ساتھ آئیں گے۔ اور ان کو دنیا کی تمام عیش و عشرت بھول جائے گی۔

مناظر قیامت

105-115

ع 15 قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے خوف سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر ہوا میں اُڑنے لگیں گے، زمین ایک ہموار چٹیل میدان میں تبدیل ہو جائے گی اور ہر انسان دم بخود

بے حس و حرکت ہو گا۔ کسی کی سفارش نہیں چلے گی لیکن ایمان و اعمالِ صالحہ والوں کو کوئی خوف اور غم نہیں ہو گا۔ ہم نے قرآن کریم کو عربی زبان میں اتار کر ایک ہی بات کو مختلف اسالیب میں بیان کیا ہے تاکہ تمہیں نصیحت اور تقویٰ حاصل ہو سکے۔ اس لیے قرآن کریم کو ٹھہر ٹھہر کر غور و خوض کر کے پڑھا کرو جب تک وحی کا نزول پورا نہ ہو جائے آپ پڑھنے میں جلدی نہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے علم میں اضافے کی دعا مانگتے رہا کرو۔ "رَّبِّ زِدْنِىْ عِلْمًا" اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔

قصّہ آدمؑ و ابلیس

116-128

ع 16 پھر آدم علیہ السّلام کا تذکرہ کہ انہیں مسجودِ ملائک بنایا مگر ابلیس سجدہ سے انکاری بنا۔ ہم نے آدم علیہ السّلام کو بتا دیا کہ یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے۔ کہیں تمہیں جنّت سے نکلوا کر مشکلات میں مبتلا نہ کر دے۔ جنّت میں آپ کی تمام بنیادی ضرورتیں پوری کی جائیں گی، بھوک اور پیاس مٹانے کا انتظام کر دیا جائے گا اور لباس اور چھت کا بندوبست بھی ہو گا، لہٰذا نہ آپ کو بھوک پیاس ستائے گی اور نہ ہی جسم ڈھانپنے اور دھوپ سے بچاؤ کے لیے آپ کو پریشانی ہو گی۔ مگر آپ کو فلاں مخصوص درخت کے قریب نہیں جانا ہو گا۔ شیطان نے مختلف حیلے بہانے سے آدم علیہ السّلام کو اللہ کا عہد بھلا کر وہ درخت کھانے پر آمادہ کر لیا اور بتایا کہ اس درخت کو کھا کر آپ دائمی طور پر جنّت میں سکونت پذیر ہو جائیں گے۔ مگر نتیجہ برعکس نکلا اور اس طرح حضرت آدم علیہ السّلام کو خلد سے نکل کر اس دنیا کے دارالامتحان میں آنا پڑ گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اللہ کے نازل کردہ آسمانی نظامِ حیات (قرآن) سے روگردانی اس انسان کے تمام مسائل کی جڑ اور معیشت کی تباہی کا سبب ہے۔

داعی اسلام کے لیے زریں اصول

129-135

ع 17 آخر میں حضور ﷺ کو فرمایا اگر تقدیر الٰہی طے شدہ نہ ہوتی تو منکرین حق پر کبھی کا عذاب آگیا ہوتا۔ آپ دشمنانِ حق کی باتوں پر صبر کریں اور صبح و شام تسبیح و تہلیل میں مصروف رہیں اور ظالموں کی دولتمندیوں کو نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں۔ اپنے متعلقین کو بھی نماز اور صبر کی تلقین کرتے رہیں۔ کیونکہ اچھا انجام پرہیز گاروں کا ہے۔ اگر آپ کی تشریف آوری سے پہلے ہم ان کو ہلاک کر دیتے تو یہ کہتے کہ ہمارے پاس کوئی رسول نہیں آیا۔ پھر آپ تشریف لائے تو انہوں نے انکار کر دیا۔ آپ انہیں کہہ دیں کہ انتظار کرو، عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون سیدھی راہ پر چلنے والا ہے؟

الحمد للہ ربّنا وربّ الملٰئکۃ والرّوح والصّلوٰۃ والسّلام علٰی حبیبہٖ نوّر قلوبنا و قرّۃ عیوننا وعلٰی اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین o

پارہ نمبر 17 اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ

اس پارہ میں سترہ 17 رکوع ہیں پہلے نصف 7 رکوع میں سورۃ الانبیاء اور دوسرے نصف 10 رکوع میں سورۃ الحج مکمل ہیں۔
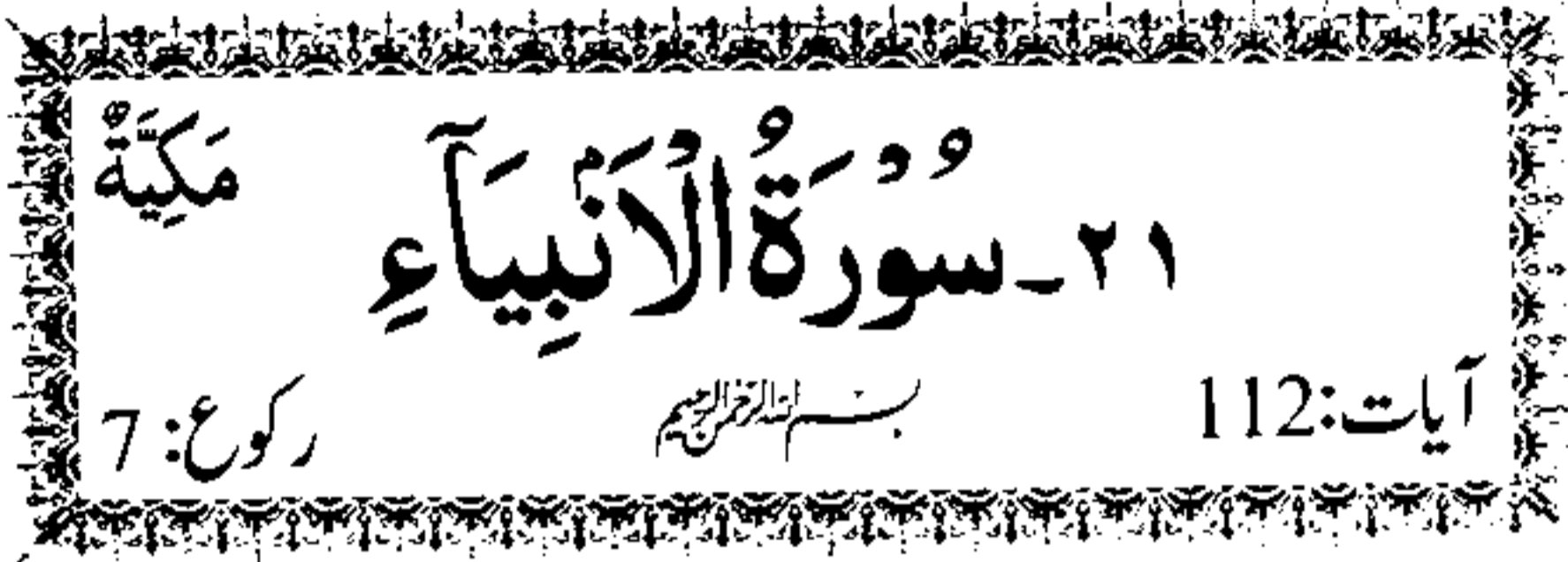
وقت حساب قریب ہے۔ انبیاء سے تمسخر

1-10

ع 1 سورۃ الانبیاء سے اس پارہ کی ابتداء ہو رہی ہے۔ اس سورۃ میں بہت سے انبیاء کرام کا تذکرہ ہے۔ اس مناسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ الانبیاء رکھا گیا ہے۔ دوسری مکی سورتوں کی طرح اس میں بھی توحید و رسالت اور قیامت کے عقیدہ پر گفتگو کی گئی ہے مگر "رسالت" کا موضوع خاص طور پر اجاگر کیا گیا ہے۔ اور مختلف انبیاء و رسل کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ قیامت اور اس کی تیاری کی طرف متوجہ کرنے کے لیے سورۃ کی ابتداء میں فرمایا: لوگوں کے حساب و کتاب کا وقت قریب آرہا ہے، لیکن وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

اور جب بھی اللہ کی طرف سے ان کی ہدایت کے لیے کوئی قرآنی آیت اترتی ہے تو یہ اسے مذاق میں ٹالتے ہوئے کہتے ہیں کہ تمہیں قرآن سنانے والا تمہارے جیسا بشر ہے۔ جادو کر دیتا ہے یا بد خوابی کی باتیں کرتا ہے۔ قرآن اس نے خود ہی گھڑ لیا ہے بلکہ یہ شاعرانہ کلام ہے۔ اگر سچا ہوتا تو کوئی معجزہ دِکھاتا جیسے پہلے انبیاء معجزات دکھاتے رہے۔ پہلے انبیاء کے معجزات سے ان کی قوموں نے کوئی

فیض حاصل نہیں کیا، جس کی بنا پر وہ ہلاک ہو کر رہے، اب کیا یہ لوگ ایمان لے آئیں گے؟ پہلے انبیاء بھی بشر ہی تھے ان پر وحی اتاری گئی تھی، ہم نے انہیں کوئی ایسے جسم میں تو نہیں بنایا تھا جنہیں کھانے پینے کی حاجت ہی نہ ہو۔ ہم نے ان کی ہدایت کے لیے ایسی کتاب اتاری ہے، جس میں ان کا تذکرہ موجود ہے کہ یہ کتاب جس قدر لوگوں تک پہنچے گی اس کے ساتھ ان کا ذکر بھی پہنچے گا اور پھر اس میں ہر شعبہ زندگی کے اچھے بُرے لوگوں کے واقعات موجود ہیں، ان کے ضمن میں یہ اپنا تذکرہ بھی اس کتاب میں تلاش کر سکتے ہیں۔

ایک سے زائد معبود فساد کا باعث

11-29

ع 2 اس کے بعد قوموں پر عذابِ الٰہی کے نزول اور ان کی عبرتناک ہلاکت کا تذکرہ اور پھر معرکۂ حق و باطل اور اس کا نتیجہ بتایا ہے کہ حق و باطل باہم ٹکراتے ہیں تو باطل پاش پاش ہو کر رہ جاتا ہے۔ باطل ہے ہی زائل ہونے والی چیز۔ آسمان و زمین کے نظام کا نہایت نظم و نسق سے چلتے رہنا اس بات کا غماز ہے کہ اس نظام کا خالق و مالک ایک وحدہٗ لاشریک ہے۔ اگر ایک سے زیادہ بااختیار شخصیات اس نظام کو چلا رہی ہوتیں تو ان کے اختیارات کی جنگ میں کائنات میں فساد برپا ہو چکا ہوتا اور سارا نظام منتشر ہو کر رہ جاتا۔ فرشتوں کو اللہ کی اولاد سمجھنے والے غلطی پر ہیں، وہ تو اللہ کے بندے اور اس کے فرماں بردار ہیں۔ وہ اللہ کے سامنے نہ بول سکتے ہیں نہ سفارش کر سکتے ہیں۔ وہ تو اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں اگر ان میں کوئی دعویٰ کرے کہ اللہ کے مقابلہ میں میں بھی اِلٰہ ہوں تو ہم اسے ظالموں کے انجام سے دوچار کر کے جہنم کا ایندھن بنا دیں گے۔

قدرت خداوندی کے دلائل

30-41

ع 3 یہ لوگ غور کیوں نہیں کرتے؟ آسمان وزمین کا خام مادہ ایک ہی تھا ہم نے الگ الگ کر کے اوپر آسمان اور نیچے زمین کو بنادیا، پھر آسمان وزمین بالکل بند تھے کہ نہ بارش برسے اور نہ ہی نباتات پیدا ہوں۔ ہم نے آسمان سے بارش برسائی اور زمین سے پودے اور درخت اگائے، کیا ان کی عقلیں کام نہیں کرتیں؟ پھر دن رات کا نظام، سورج اور چاند کا اپنے مدار میں چکر لگاتے رہنا، پہاڑ اور ان کے بیچ انسانی نقل و حمل کے لیے راستے، یہ سب قدرت خداوندی کے مظاہر ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ محمد علیہ السلام کی موت پر ان کا پیغام ختم ہو کر رہ جائے گا اور بعد میں ان کا دین نہیں چل سکے گا۔ کیا یہ اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی صورت میں یہ لوگ نہیں مریں گے؟ کیا انہوں نے دنیا میں بقاء دائمی کا کوئی معاہدہ کر رکھا ہے؟ ہر انسان نے موت کے مرحلہ سے گزرنا ہے اور اس کے اچھے اور بُرے اعمال کا بدلہ اسے مل کر رہے گا۔ ارشادِ الٰہی ہے کہ انسان بڑا جلد باز ہے۔ میں تم لوگوں کو عنقریب اپنی نشانیاں دِکھاؤں گا جلدی نہ کرو کاش کافر اُس وقت کو آج محسوس کر لیں جب وہ نہ اپنے چہروں سے دوزخ کی آگ کو روک سکیں گے اور نہ پیٹھوں سے اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

انصاف کا ترازو

42-50

ع 4 ذکرِ الٰہی سے منہ موڑنے والے نہیں سوچتے کیا ان کے معبودانِ باطل ان کی حفاظت کرتے ہیں جب کہ وہ خود اپنی حفاظت پر قادر نہیں۔ اصل یہ ہے کہ ہم نے ان ظالموں کو اور ان کے باپ دادا کو مدت دراز تک آسائشیں بخشی ہیں یہاں تک کہ اسی حالت میں ان کی عمریں بسر ہو گئیں۔ کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم

زمین تنگ کرتے آرہے ہیں۔ کیا انہیں توقع ہے کہ یہ کبھی غالب آجائیں گے۔ اگر عذاب الٰہی کا ایک جھونکا بھی آجائے تو یہ کہیں گے ہائے کم بختی، ہم تو واقعی ظالم ہیں۔ سنو! ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے۔ کسی پر کوئی ظلم نہ ہو گا۔ اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی عمل ہو گا، وہ بھی موجود ہو گا۔ ہم پورا پورا حساب کرنے کے لیے کافی ہیں۔

جناب ابراہیمؑ کے لیے آگ ٹھنڈی، انبیاءؑ کا تذکرہ

51-75

ع 5 اس رکوع میں ابراہیم علیہ السّلام اور ان کی بت پرست قوم کا تذکرہ کہ ان کی عید کے موقع پر وہ کھیل کود کرنے شہر سے باہر چلے گئے اور اپنے بتوں کے آگے مٹھائیاں اور کھانے پینے کا سامان چھوڑ گئے۔ ابراہیم علیہ السّلام نے ان بتوں کو ہتھوڑے سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور جب مشرک قوم لوٹ کر آئی اور اپنے خداؤں کی حالت زار دیکھی تو ابراہیم علیہ السّلام کو بلا کر باز پرس کرنے لگے۔ ابراہیمؑ نے کہا تم سمجھتے ہو کہ بُت کچھ کر سکتے ہیں اور بولتے بھی ہیں تو انہیں سے پوچھ لو۔ بڑے بُت کے کندھے پر ہتھوڑے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس نے سب کو کاٹ کر برباد کر دیا ہے۔ قوم کے لوگ بے اختیار پکار اٹھے کہ یہ پتھر کے بُت تو بول ہی نہیں سکتے۔ یہ حقیقت حال کیسے بیان کریں گے؟ ابراہیم علیہ السّلام کہنے لگے افسوس کا مقام ہے کہ ایسے بے اختیار معبودوں کی تم پرستش کرتے ہو؟ وہ لوگ لاجواب ہو کر انتہائی نادم اور شرمندہ ہوئے اور ابراہیمؑ سے انتقام لینے کا اعلان کیا اور ابراہیم علیہ السّلام کے لیے آگ کا الاؤ جلا کر اس میں پھینک دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو آگ میں پھینکا گیا تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا۔ **يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾**۔ اے آگ ابراہیم کے لیے ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی کا باعث بن جا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السّلام کی حفاظت فرمائی اور ان کی مشرک

قوم کو ناکام و نامراد کیا۔ ہم ابراہیم اور لُوط کو بچا کر ارضِ مبارک کی طرف لے گئے۔ ابراہیم علیہ السّلام کو اسحاق نامی بیٹا اور یعقوب نامی نامور پوتا عطا فرمایا اور ان کے بھائی لُوط کو بدکار قوم سے نجات دلا کر اس قوم کو خبیث عمل کرنے کی وجہ سے ہلاک کر دیا۔

متعدّد انبیائے کرامؑ کے حالات

76-93

ع 6 اور ہم نے نوح علیہ السّلام کی دُعا قبول کی اور ان کو مشکلات سے نجات دی اور ان کے منکرین کو بدترین عذاب میں مبتلا کر کے نشانِ عبرت بنا دیا۔ داؤد و سلیمان علیہما السّلام کی نبوّت و حکمرانی کے ساتھ ان کی فیصلہ کرنے کی بہترین صلاحیتوں کا ذکر اور جنگ سے بچاؤ کے لیے داؤد علیہ السّلام کی زرہ سازی کو بیان کر کے بتایا کہ دستکاری اور مزدوری کر کے کمانا کوئی عیب نہیں ہے اور اپنا دفاع کرنا توکّل کے منافی نہیں ہے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السّلام کے لیے ہوا کا تابع ہونا اور جنّوں پر حکومت کرنے کا ذکر ہے۔ پھر ایوب علیہ السّلام کی بیماری اور ان کے صبر و شکر کے ساتھ اسے برداشت کرنے اور اللہ سے دعائیں مانگنے کا تذکرہ ہے، جس کے نتیجے میں اللہ نے انہیں صحت عطا فرمائی اور بیماری کے زمانہ میں ہونے والے نقصانات کا ازالہ فرمایا۔ پھر اسماعیل علیہ السّلام و ادریس علیہ السّلام اور ذوالکفل کا مختصر تذکرہ اور ان کی ثابت قدمی کا بیان ہے۔ اس کے بعد مچھلی والے نبی یونس علیہ السّلام کا ایمان افروز ذکر کہ قوم پر عذاب کے آثار دیکھ کر وہ یہ سمجھ کر اپنے مقام سے ہٹ گئے کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر میری گرفت نہیں کریں گے مگر جب انہیں کشتی سے سمندر میں پھینکا گیا اور مچھلی نے نگل کر انہیں اپنے پیٹ میں اتار لیا تو وہ اپنے رَب کو پکارنے لگے۔ "لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۚ" اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں بے شک میں ہی قصور واروں میں سے ہوں۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں غم سے

نجات عطا فرمائی اور ساحل پر پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ ایسے ہی اپنے ایمان والے بندوں کی مدد فرمایا کرتے ہیں۔ حضرت زکریا علیہ السّلام نے دُعا کی اے اللہ مجھے اکیلا نہ چھوڑ۔ بہترین وارث تُو ہی ہے۔ اس کی دُعا قبول کی اس کی بیوی کا بانجھ پن دُور کیا اور اسے یحیٰی جیسا بیٹا عطا کیا۔ یہ دونوں میاں بیوی نیکی کے کاموں میں سبک روتھے اور ہمیں خوف اور امید سے پکارتے تھے۔ اور ہمارے سامنے عاجزی و انکساری کرتے تھے۔ پھر حضرت مریم کے عظیم کردار اور ان کی عفت و عصمت کی حفاظت اور ان کے ہاں بیٹے کی کراماتی ولادت کی طرف اشارہ کرکے انبیاء علیہم السّلام کی صالح جماعت کا تذکرہ ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سب ایک ہی جماعت کے افراد ہیں اور تم لوگوں کے لیے ہم نے ایک ہی دین "اسلام" تجویز کیا ہے، لہٰذا مجھے اپنا رَب تسلیم کرو اور میری ہی عبادت کرو۔ اس رکوع میں یہ بتایا گیا کہ ان انبیاء کی دعوت وہی رہی ہیں جو قرآن پیش کر رہا ہے۔ اور اس کی مخالفت کرنے والوں کا انجام بھی وہی ہو گا جو ان انبیاء کی مخالفت کرنے والوں کا ہوا۔

نبی رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ نیک بندوں کو بشارت

94-112

ع 7 نیک عمل کرنے والے کسی، مومن کے کام کی ناقدری نہ ہو گی۔ یاد رکھو! کسی قوم کے ہلاک ہو جانے کے بعد اس کا پلٹنا اور اس کو امتحان کا دوبارہ موقع ملنا ممکن نہیں۔ جب یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور قیامت قریب آجائے گی تو ان ظالموں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ یاد رکھو تم اور تمہارے معبود جہنّم کا ایندھن ہوں گے۔

لیکن جن کے لئے بھلائی مقدر ہو چکی ہے وہ دوزخ کی سرسراہٹ بھی نہ سنیں گے۔ فرشتے ان کو جنّت میں خوش آمدید کہیں گے، ہم زبور میں یہ بات لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔

"وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ۝" اے حبیب ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اب رحمۃ اللعالمین ﷺ تشریف لے آئے ہیں اب زمین کی وراثت ان کے اور ان کے پیروکاروں کے حصہ میں آئے گی۔ اگر تم حضور ﷺ پر ایمان نہیں لاتے ہو تو وہ اپنا فرض تبلیغ پورا فرما چکے ہیں اور تمہیں علی الاعلان خبر دار کر چکے ہیں۔ اب تمہارے مقابلے میں ان کا مددگار اللہ تعالیٰ ہے۔
امام رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السّلام کو جن کمالات صوری و معنوی، خلقی وہبی و کسبی سے مشرف فرمایا وہ بلاشک وشبہ بے مثال و بے نظیر ہیں۔ نبی علیہ السّلام کی رحمۃ اللعالمینی کا اہم اور مبارک ترین پہلو یہ ہے کہ کفر و شرک میں ڈوبی ہوئی دنیا کو پھر نورِ توحید سے جگمگا دیا۔ بندے کا تعلق اپنے حقیقی رَب سے جوڑ دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبّت کا نُور اس کے دِل میں پیدا کر دیا۔ یہ انسان جو اپنی منزل کی تلاش میں صدیوں سے بھٹک رہا تھا اسے اپنی منزل کا پتہ بھی بتا دیا اور وہ راہ بھی بتائی جو اُسے منزل تک لے جا سکتی ہے۔

وہ دانائے سبل ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

الٰہی ہمیں اپنے محبوب علیہ السّلام کی رحمت سے حصّہ وافر عطا فرما اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لطف و کرم سے ہمارے دنیاوی و اخروی کاموں کو آسان فرما۔ آمین ثم آمین وصلی اللہ تعالیٰ حبیبہٖ رحمۃ للعالمین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

اس سورۃ میں حج کے اعلان عام اور اس سے متعلقہ چند احکام کا ذکر ہے اس مناسبت سے اس سورۃ کو سورۃ الحج کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ قیامت اور توحید باری تعالیٰ اور جہاد کے کچھ احکام بیان کیے گئے ہیں۔

قیامت کی ہولناکیاں

1-10

ع 8 اے انسانو! اللہ سے ڈرو قیامت کا جھٹکا بڑا ہولناک ہو گا۔ دودھ پلانے والی مائیں اپنے دودھ پیتے بچّوں کو بھول جائیں گی جبکہ حاملہ اس دن دہشت اور خوف سے اپنے بچّے ساقط کر دیں گی۔ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا برحق ہے۔ اپنی پیدائش میں غور کرنے سے یہ عقیدہ تمہیں بہت اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے۔ مٹی سے نطفہ، نطفہ سے لوتھڑا، پھر گوشت کا ٹکڑا جس کی تخلیق کبھی مکمل ہوتی ہے کبھی نہیں ہوتی۔ ایک متعینہ مدت کے لیے رحم مادر میں پڑا رہنا، پھر کمزور و بے کس بچّہ کی شکل میں پیدا ہونا، پھر بھرپور جوانی کو پہنچنا، پھر قویٰ کی کمزوری کے ساتھ بڑھاپے کی منزل تک پہنچنا اس بات کا غماز ہے کہ قادرِ مطلق تمہیں دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ زمین کو دیکھو! بنجر وویران ہوتی ہے، بارش برستی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے کھیتیاں اور باغات اگنے لگتے ہیں اور پھر پھلنے پھولنے اور لہلہانے لگتے ہیں۔ اس سے اللہ کی قدرت کا اندازہ کر کے سمجھ لو کہ وہ ہر چیز پر قوت رکھتا ہے۔

آزمائش سے ڈرنے والے منکرینِ حق

11-22

ع 9 اس رکوع میں ان لوگوں کا ذکر ہے جن کا یقین نہ دین پر ہے نہ دنیا پر۔ اللہ کی عبادت کرتے ہوئے خیریت گزرے تو مطمئن اگر کوئی پریشانی آجائے یا قربانی دینی پڑے تو فوراً روگردانی اختیار کر لیتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے دنیا اور آخرت میں خسارا ہی خسارہ ہے۔ ہر چیز، سورج چاند ستارے پہاڑ درخت جانور اور تمام مخلوقات غرضیکہ انسانوں کی اکثریت اللہ کی بندگی کرتی ہے۔ اور بہت سے لوگ نافرمان ہیں۔ انہیں عذاب سے ذلیل کیا جائے گا۔ اور جسے اللہ ذلیل کرے اُسے کوئی عزّت نہیں دے سکتا اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ "وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ۝" پھر بتایا کہ جہنمیوں کو چار چیزوں کا سامنا ہو گا۔ آگ کا لباس، کھالوں اور انتڑیوں کو پگھلا دینے والا گرم پانی، سروں پر لوہے کے ہتھوڑوں کا برسنا، جہنّم میں سے بھاگنے کی صورت میں دوبارہ واپس دھکیل دیئے جائیں گے۔

اہلِ ایمان کی جزا، مسجدِ حرام کا تقدّس

23-25

ع 10 ان کے مقابلے میں ایمان لانے والے شاہانہ لباس زیبِ تن کیے جنّت میں عیش کر رہے ہوں گے۔ دوسری طرف کافر اور اللہ کے راستے سے اور اس مسجد حرام کی زیارت سے روکنے والے مشرک جسے تمام انسانوں کے لئے بنایا گیا ہے۔ جس میں مقامی باشندوں اور باہر سے آنے والوں کے حقوق برابر ہیں۔ یقیناً سزا کے مستحق ہیں۔ یاد رکھو! جو کوئی مسجد حرام میں سیدھے راستے سے ہٹ کر ظلم کا راستہ اختیار کرے گا ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔

اعلانِ حج اور شعائر اللہ کا بیان

26-33

ع 11 پھر ابراہیم علیہ السّلام کے تعمیر کعبہ کے شاندار کارنامہ کا تذکرہ اور نماز اور طواف کرنے والوں کے لیے اسے پاک وصاف رکھنے کا حکم ہے اور لوگوں کو دنیا بھر سے کعبۃ اللہ کی زیارت کے لیے آنے کی دعوت دینے کا حکم ہے۔ "**وَاَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ**" حج کے عظیم الشان اجتماع میں قربانی اور صدقہ وخیرات سے غرباو مساکین کی کفالت اور تجارت اور کاروبار کے ذریعہ اسلامی معاشرہ کے تمام افراد کے مفادات ومنافع کی حفاظت کی نوید ہے۔ قرآن کریم میں صفاومروہ کی پہاڑیوں اور قربانی کے جانوروں کو اللہ کی نشانیاں کہا گیا ہے۔ شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس کو دِل کے تقویٰ کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ "**وَمَنۡ یُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَی الۡقُلُوۡبِ**۝" یادرکھو اللہ کے مقرر کردہ شعائر کا احترام کرنا ہی پرہیز گاری ہے۔

قربانی کے اصول اور مقاصد

34-38

ع 12 اللہ نے ہر اُمّت کے لیے قربانی کا ایک قاعدہ مقرر کیا ہے۔ قربانی کے جانور اللہ کا نام لے کر ذبح کرنے کا حکم دیا اور نیک بندوں کی نشانی یہ ہے کہ وہ عاجزی کرتے ہیں، ذکرِ الٰہی سے ان کے دِل لرز جاتے ہیں۔ مصیبت پر صبر کرنے والے ہیں۔ نماز کو قائم رکھتے ہیں اور اللہ کے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں۔ قربانی کے گوشت کے تین حصّے بناؤ۔ خود کھاؤ، غرباء مساکین کا حصّہ نکالو اور عزیز واقارب میں تقسیم کرو۔ اللہ کو نہ گوشت پہنچتا ہے نہ خون بلکہ تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ اس لیے قربانی میں دکھلاوا نہیں صِرف اللہ کی رضا شامل ہونی چاہیے۔

اعلانِ جہاد اور مسلمان حکمرانوں کے فرائض

39-48

ع13 سنو! اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو تنہا نہ چھوڑے گا بلکہ ہر موقع پر ان کی تائید اور حمایت فرماتا رہے گا۔ آج مظلوموں کو جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا۔ صِرف اس جرم میں کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ ظالموں کے خلاف جنگ کی اجازت دی جاتی ہے۔ اگر اس طرح اللہ تعالیٰ مظلوموں کی مدد نہ کرتے اور ان کے ذریعہ ظالموں کا زور نہ توڑتے تو عبادت خانے تک مسمار ہو جاتے۔ اللہ اپنے دین کی مدد کرنے والوں کی ضرور مدد کرتا ہے جب اہل ایمان کو ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں۔ زکوٰۃ ادا کریں، نیکی کا حکم کریں اور برائی سے منع کریں، تمام کاموں کی بازگشت اللہ کی طرف ہے۔

قومِ نوح، عاد، ثمود، قومِ ابراہیم، قومِ لُوط، قومِ شعیبؑ اور فرعونیوں میں سے کوئی بھی قوم اپنے رسول کو جھٹلا دینے کے بعد صفحہ ارضی پر قائم نہ رہ سکی، صِرف ان کے کھنڈرات باقی رہ گئے ہیں جو عبرت کے لئے کافی ہیں۔ بشرطیکہ دیکھنے والی آنکھیں ہوں۔ لیکن جن ظالموں کے دِل اندھے ہو چکے ہیں ان کا کوئی علاج نہیں۔ ظلم کرنے والے یہ بالکل نہ سوچیں کہ ان کی گرفت نہ ہو گی۔ یاد رکھو! کہ اللہ کا، ایک دن تمہارے ہزار سالوں کے برابر ہے۔ جلدی نہ مچاؤ، خدا کی بات پوری ہو کر رہے گی۔ اللہ نے بلاشبہ پچھلی قوموں کی طرح تمہیں بھی مہلت دی ہے۔ لیکن جس طرح ان پر عذاب آیا اگر تم ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے تو تم پر بھی آکر رہے گا۔

انبیاء کی دعوت میں شیطانی رکاوٹیں

49-57

 اے نبی ﷺ! آپ اعلان کر دیں کہ میں نوعِ انسانی کے لئے نذیر بن

کر آیا ہوں۔ اہل ایمان یقیناً مغفرت اور رزق کریم کے مالک ہوں گے اور دشمنانِ حق جہنّم میں جائیں گے۔ شیطان نے ہر نبی کی راہ میں رکاوٹیں اور دِل میں خیالات ڈالنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات کو مستحکم فرمایا۔ دِل کے روگی لوگوں کے لیے یہ آزمائش ہوئی اور اہل علم کا ایمان اور پختہ ہوا۔ منکر قیامت کی آمد یا عذاب کے نزول تک قرآن کے بارہ میں شک کرتے رہیں گے۔ یاد رکھو، اس دن حکومت اللہ کی ہو گی وہی ان کا فیصلہ فرمادے گا۔

مہاجرین کے لیے بشارتیں

58-64

ع 15 جن لوگوں نے راہِ حق میں ہجرت کی پھر قتل کر دیئے گئے یا فوت ہو گئے ان کے لیے اللہ کے ہاں بہترین رزق اور پسندیدہ رہائش جنّت میں داخلہ کی نوید سنائی گئی ہے۔ پھر مزید کائناتی شواہد میں غور و خوض کر کے اللہ کی واحدانیت تسلیم کرنے کی تعلیم ہے۔ اللہ ہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ وہ اللہ ہی ہے جو آسمان سے پانی برسا کر خشک زمین کو سر سبز و شاداب بنا دیتا ہے۔ اُسی کا ہے جو کچھ آسمان و زمینوں میں ہے۔ بے شک وہ بے پرواہ اور ہر تعریف کا مستحق ہے۔

ہر اُمّت کے لیے علیحدہ نظامِ حیات

65-72

ع 16 کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ اس نے زمین کی تمام اشیاء سمندر میں چلنے والی کشتیاں تمہارے لیے مسخر کر دی ہیں۔ آسمان اسی کے حکم سے قائم ہے۔ موت اور زندگی اللہ کے اختیار میں ہے۔ ہر اُمّت کو علیحدہ نظام حیات دیا گیا ہے۔ اختلاف کرنے کی بجائے اس پر عمل کرنا چاہیے۔ جب انہیں قرآن سنایا جاتا ہے تو ان کے چہروں پر سیاہی چھا جاتی ہے۔ انہیں بتائیے کہ تمہارے لیے اس سے بھی بدترین

خبر جہنم کی آگ ہے جس کا وعدہ اللہ نے کافروں کے لیے کر رکھا ہے۔

ایک تمثیل۔ دعوتِ عمل

73-78

ع 17 پھر معبودِ حقیقی اور معبودانِ باطل کے امتیاز کے لیے معرکۃ الآراء مثال بیان کی گئی ہے کہ اے کافرو! تم اللہ کے علاوہ جن کی پرستش کرتے ہو وہ ایک مکھی پیدا کرنے کی بھی صلاحیت نہیں رکھتے۔ بلکہ مکھی جیسی کمزور ترین مخلوق اگر ان کے کھانے کا کوئی ذرّہ اٹھا کر لے جائے تو یہ سب مل کر اس سے واپس لینے کی طاقت بھی نہیں رکھتے۔ طالب و مطلوب سب کمزور اور ضعیف ہیں۔ یہ لوگ انبیاء ورسل کا انکار کر کے اللہ کی ناقدری کر رہے ہیں۔ اس لیے کہ انبیاء ورسل اللہ کے منتخب نمائندے ہیں۔ اللہ کے راستہ میں جہاد کا حق ادا کر دو۔ اس نے تمہارے دین میں کوئی مشکل احکام نہیں دیئے ہیں۔ ملت اسلامیہ ہی دراصل ملت ابراہیمی ہے۔ رسول اکرم ﷺ اُمّت مسلمہ کے اعمال پر گواہ بنیں گے اور اُمّت مسلمہ دوسری امتوں کی گواہی دے گی۔ لہٰذا تم نماز اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔ اللہ بہترین کارساز اور بہترین مدد گار ہے۔ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے دامنِ رحمت کو مضبوطی سے پکڑے رہو، دشمن کتنا قوی ہو، مشکلات کتنی ہوشربا ہوں، ماحول کتنا ناساز گار ہو، پرواہ نہ کرو، عزم، حوصلہ اور اخلاص سے قدم آگے بڑھاتے چلے جاؤ کیونکہ "هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿٧٨﴾"

پارہ نمبر 18 قَدْ اَفْلَحَ

اس سیپارے کے سترہ [17] رکوع ہیں۔ پہلے چھ [6] رکوع سورۃ المؤمنون پھر نو [9] رکوع سورۃ النور اور آخری دو [2] رکوع سورۃ الفرقان میں ہیں۔

۲۳۔ سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ

آیات: 118 بسم اللہ الرحمن الرحیم رکوع: 10

ابتداء میں مؤمنین کی اعلیٰ صفات کا تذکرہ ہے، اس لیے سورۃ کو المؤمنون کے نام سے موسوم کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس سورۃ میں عقائد، اعمال اور انبیاء کرام کی مثالیں ہیں۔

مؤمنین کی صفات۔ تخلیقِ انسانی

1-22

ع 1 ایسے مؤمن کامیابی کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوں گے جو اپنی نمازوں میں خشوع و خضوع کا مظاہرہ کرتے ہیں، بے مقصد باتوں سے گریز کرتے ہیں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کا اہتمام کرتے ہیں۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ایسے لوگ نہ قابلِ ملامت ہیں اور نہ ہی حد سے تجاوز کرتے ہیں۔ جو اپنے عہد و پیمان کے محافظ اور امانتدار ہیں۔ پنج وقتہ نمازوں کے پابند ہیں، یہی لوگ جنّت الفردوس کے دائمی وارث ہیں۔ اس کے بعد تخلیقِ انسان کے مختلف مراحل کو ایسے معجزانہ انداز میں بیان کیا ہے کہ تعصب اور ہٹ دھرمی سے پاک ہو کر مطالعہ کیا جائے تو بے اختیار قدرت خداوندی اور حقانیت قرآنی کا اعتراف زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔ مٹی کے جوہر سے انسان کی تخلیق کی ابتداء ہوئی پھر نُطْفَه ﴿پانی کی بوند﴾، پھر عَلَقَه

﴿خون کا لوتھڑا﴾، پھر مُضْغَه ﴿گوشت کی بوٹی﴾ کے مراحل پھر ہڈیاں اور گوشت بننے کا مرحلہ۔ پھر اس کے بعد شکم مادر سے باہر آنے کا کراماتی مرحلہ ظہور پذیر ہوتا ہے۔ انسان جب اس سارے عمل پر نظر دوڑاتا ہے تو اس کی زبان سے بے ساختہ یہ کلمہ جاری ہو جاتا ہے "فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ" "بڑی برکت والا ہے۔ اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

قرآن نے شکم مادر میں انسانی وجود کے مراحل آج سے کئی سو سال پہلے اس وقت بیان کیے تھے جب عرب و عجم کے حکماء میں سے کوئی بھی ان مراحل کے بارے میں لب کشائی کی جرأت نہیں کر پاتا تھا۔ آج کی جدید سائنس اور میڈیکل تحقیقات بھی ان مراحل کی تصدیق کرتی ہے۔ پھر دنیا کی عارضی زندگی پھر موت کے بعد قبر میں دفن ہونے کا مرحلہ۔ ان تمام مراحل کے بعد قیامت کے دن کے احتساب کے لیے بوسیدہ ہڈیوں اور گوشت کے بکھرے ہوئے ذرات کو جمع کر کے پھر سے زندہ کرنے کا آخری مرحلہ۔ آپ غور تو کریں کہ اس مہارت اور خوبصورتی کے ساتھ انسانی تخلیق کا کارنامہ سرانجام دینے والا کس قدر برکتوں والا ہے۔ اللہ نے ساتوں آسمان بنائے، پانی برسایا، زمین کے اندر جذب کرنے کی صفت کے پیشِ نظر اس پانی کے جذب ہو کر غائب ہو جانے کا یقینی امکان تھا مگر اللہ نے مخصوص فاصلہ پر اس پانی کو جمع فرما کر انسانی ضروریات کے لیے زمین کے اندر روک کر محفوظ کر لیا۔ پھر اس پانی سے باغات، پھل، پھول اور پودے پیدا فرمائے۔ بلندیوں پر پیدا ہونے والا زیتون کا درخت اگایا جس سے چکنائی والا تیل حاصل ہوتا ہے اور کھانے والوں کا لقمہ اس سے تر کیا جاتا ہے۔ جانوروں میں بھی سبق آموز نشانیاں موجود ہیں۔ ان کے پیٹ سے تمہیں دودھ کی شکل میں بہترین مشروب اور دوسرے فوائد بھی عطا کیے جاتے ہیں۔ تمہاری خوراک کی ضروریات ان سے پوری ہوتی ہیں ان جانوروں اور کشتیوں سے تمہاری سواری اور باربرداری کے مسائل بھی

حل ہوتے ہیں۔

نوح علیہ السّلام کا واقعہ

23-32

ع 2 اس سورۃ کے دوسرے رکوع میں حضرت نوح علیہ السّلام کی نبوّت و تبلیغ کا تذکرہ شروع ہو گیا۔ ابو البشر ثانی حضرت نوح علیہ السّلام نے اپنی قوم کو دعوت توحید دی تو وہ کمبخت لغو اور بھونڈے اعتراض کرنے لگے۔ آپ کی ایک انسان سے زیادہ حیثیت ہی کیا ہے؟ آپ دین کے نام سے ہم پر اپنی برتری ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اگر اللہ نے رسول بنانا ہی تھا تو کسی فرشتے کو رسول بنا دیتے۔ نوح علیہ السّلام نے قوم کے جھٹلانے کی شکایت اللہ کے دربار میں پیش کی، اللہ نے کشتی بنانے کا حکم دیا۔ آسمان سے پانی برسا کر سیلاب کا عذاب بھیجا۔ نوح علیہ السّلام اور ایمان والوں کو کشتی میں بحفاظت بچا لیا اور کافروں کو غرق کر کے آنے والوں کے لیے عبرت کا سامان بنا دیا۔ پھر دوسری قومیں اللہ نے پیدا کیں۔ ان میں توحید کا پیغام دے کر رسول بھیجے۔

نافرمان قوموں پر عذاب

33-50

ع 3 قوم میں نبی آئے تو قوم کے سرداروں نے جھٹلایا اور اعتراضات کیے، ان پر بھی عبرتناک عذاب بھیج کر ہلاک کر دیا گیا اور ان کے سبق آموز تذکرے بعد میں آنے والوں کے لیے چھوڑ دیئے۔ موسیٰ و ہارون علیہما السّلام کو فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ اس نے تکبّر اور بڑائی کی وجہ سے ان کی بات ماننے سے انکار کیا۔ ہر قسم کے وسائل اور مضبوط حکومتی نظام کے باوجود وہ ہلاک ہو کر رہا۔ عیسیٰ علیہ السّلام اور ان کی والدہ مریم کو ہم نے اپنی قدرت کی نشانی کے طور پر بھیجا۔ انہیں بہترین ٹھکانہ عطا کیا۔

کسبِ حلال

51-77

ع 4 تمام انبیاء و رسل کو پاکیزہ خوراک کے استعمال اور نیک اعمال سرانجام دیتے رہنے کی تلقین کے ساتھ بتایا کہ ہماری نعمتیں استعمال کرنے کے باوجود منکرین اپنی سرکشی اور طغیانی سے باز نہیں آتے۔ مگر جب ہم عیش و عشرت میں رہ کر گناہ کرنے والوں کی گرفت کرتے ہیں تو پھر یہ ہماری پناہ حاصل کرنے کے لیے دوڑتے ہیں۔ ایسے وقت میں ان کی کوئی مدد نہیں کی جاتی۔ حق کو اگر ان کی خواہشات کا تابع بنا دیا جائے تو کائنات میں فساد برپا ہو جائے۔

قدرت خداوندی کے شواہد۔ عظمتِ الٰہی

78-92

ع 5 پھر قدرتِ خداوندی اور توحید کے دلائل دیتے ہوئے بتایا کہ اللہ ہی نے آنکھ کان اور دِل عطا فرما کر انسان کو اس سرزمین میں پیدا کیا۔ زندگی اور موت اُسی مالک کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ دن اور رات کو وہی لاتا ہے مگر یہ لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔ یہ کہتے ہیں کہ مر کر ہم پیوند زمین اور بوسیدہ ہڈیاں بن جائیں گے کیا پھر بھی ہمیں دوبارہ پیدا کر لیا جائے گا۔ ایسے وعدے ہمارے آباؤ اجداد سے بھی کیے جاتے رہے۔ یہ سب افسانہ تراشیاں ہیں۔ آپ ان سے پوچھیے آسمان و زمین اور اس پر بسنے والوں کا مالک کون ہے؟ یہ جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے۔ مگر نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ ان سے پوچھیے؟ ساتوں آسمان اور عرش عظیم کس کا ہے؟ یہ کہیں گے اللہ ہی کا ہے پھر بھی یہ تقویٰ اختیار نہیں کرتے۔ ان سے کہیے کہ ہر چیز پر کس کی حکمرانی ہے جو پناہ دے سکتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ یہ کہیں گے کہ اللہ ہی ہے مگر پھر بھی سحر زدہ افراد کی طرح کہاں بھٹکے چلے جا رہے ہیں۔ اللہ کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ نہ ہی اس کے ساتھ کوئی دوسرا

معبود شریک ہے۔ یہ جو دعوے کرتے ہیں اللہ ان سے پاک ہے۔

روزِ قیامت کے مناظر۔ اہم دُعا

93-118

ع 6 دین کے داعیوں کے لیے کچھ رہنما اصول بیان کرتے ہوئے فرمایا تواضع اور انکساری کے ساتھ اللہ سے مانگو! کہ اللہ تمہیں ظالموں کا ساتھی نہ بنائے۔ کافروں کے ساتھ بھی خوش گفتاری اور حسن اخلاق کا مظاہرہ کرو اور شیطانی وساوس سے اللہ کی پناہ مانگتے رہو۔ اس کے بعد قیامت اور اللہ کے دربار میں پیشی کا منظر دکھایا کہ اعمال اور ایمان کی بنیاد پر جن کے نامۂ اعمال کا وزن بھاری ہو جائے گا وہ کامیاب ہوں گے جبکہ ہلکے نامۂ اعمال والے ناکام و نامراد ہوں گے۔ انہیں ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ قیامت کے دن ایسا محسوس ہو گا کہ دنیا کی زندگی ایک آدھ دن سے زیادہ نہیں تھی۔ اللہ نے انسانوں کو بے مقصد اور بے کار پیدا نہیں کیا ہے جو اللہ کے ساتھ معبودانِ باطل کو شریک کرے گا اس کا سخت محاسبہ ہو گا، ایسے کافر بدبخت فلاح نہیں پا سکیں گے۔ آپ اللہ سے اس کی رحمت و مغفرت طلب کرتے رہیں۔ وہ بہترین رحم کرنے والا ہے۔ "رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝"

٢٤۔ سُوْرَةُ النُّوْرِ

مَدَنِيَّةٌ

آیات: 64 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 9

سورۃ النور اسے سورۂ نُور ایک تو اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں نُور کا لفظ آیا ہے۔ "اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" دوسری وجہ یہ ہے کہ اس سورۃ میں ایسے فضائل، احکام، قواعد بیان کیے گئے ہیں۔ جو اجتماعی زندگی کی راہ کو منور اور روشن کر

دیتے ہیں۔ توحید و رسالت کے مضامین کے علاوہ اس سورۃ میں ایسے احکام مذکور ہیں جو عفت و عصمت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے یہ سورۃ عورتوں کو سکھانے کا خاص طور پر حکم دیا گیا ہے۔

زنا، تہمت اور لعان کے قوانین

1-10

ع 7 زناکار مردوں عورتوں کو بے رحم قانون کے شکنجہ میں کسنے کا حکم دیا ہے اور سزا کو مؤثر بنانے کے لیے عوام کے مجمع کے سامنے سزا نافذ کرنے کی تلقین ہے تا کہ زانی کو زیادہ سے زیادہ تکالیف اور ذلت و رسوائی ہو اور سزا کا مشاہدہ کرنے والوں کے لیے بھی عبرت و موعظت کی صورت پیدا ہو۔ غیر شادی شدہ مرد و عورت ارتکاب زنا کی صورت میں سو کوڑوں کے مستحق قرار دیئے گئے ہیں اور زانی اور مشرک کو ایک ہی صف میں کھڑا کیا گیا ہے۔ زنا کے ثبوت کے لیے چار گواہوں کی شرط عائد کی گئی ہے اور زنا کی جھوٹی تہمت لگانے پر اسی 80 کوڑوں کی سزا کا اعلان کیا گیا ہے اور مستقبل میں ایسے شخص کو مردود الشہادۃ قرار دیا گیا ہے۔ میاں بیوی میں اگر اعتماد کا فقدان ہو جائے اور شوہر کو بیوی پر زناکاری کے حوالہ سے اعتراض ہو مگر اس کے پاس گواہ موجود نہ ہوں اور بیوی اعتراف نہ کرتی ہو تو اس بے اعتمادی کی حالت میں خاندانی زندگی مشکلات کا شکار ہو جائے گی، اس لیے ایسی شادی کو ختم کرنے کے لیے "لعان" کے نام سے قانون وضع کیا گیا ہے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ شوہر عدالت کے اندر اپنے الزام کو حلفیہ طور پر چار مرتبہ دہرائے اور اپنی صداقت کا اعتراف کرے اور پانچویں مرتبہ یوں کہے کہ میرے جھوٹا ہونے کی صورت میں مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ جبکہ بیوی چار مرتبہ حلفیہ طور پر شوہر کی تردید کرتے ہوئے اسے جھوٹا قرار دے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اگر شوہر اپنی بات میں سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو۔ اس کے بعد عدالت ان میں علیحدگی کا

فیصلہ کر دے اور آئندہ انہیں میاں بیوی کی حیثیت سے رہنے کے حق سے محروم کر دے۔ لعان کرنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور پھر وہ عورت زندگی بھر اُس کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ (ضیاء القرآن جلد سوم)

واقعہ افک۔ حدِ قذف (بہتان تراشی کی سزا)

11-20

ع 8 اس کے بعد واقعہ افک (کذب بیانی اور بہتان تراشی کی انتہا کو افک کہتے ہیں) اور اس کے متعلق احکام کا بیان ہے۔ غزوہ بنی مصطلق جہاد کے ایک سفر میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ حضور علیہ السّلام کے ہمراہ تھیں، ایک جگہ پڑاؤ کے موقع پر وہ قضاء حاجت کے لیے گئی ہوئی تھیں کہ لشکر کو روانگی کا حکم دے دیا گیا اور وہ لشکر سے پیچھے رہ گئیں۔ پیچھے رہ جانے والے سامان کی دیکھ بھال کے لیے مقرر شخص صفوان بن معطلؓ بعد میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو لے کر مدینہ منورہ پہنچے تو منافقین نے یہودیوں کے ساتھ مل کر افواہوں اور جھوٹے الزامات کا ایک طوفان کھڑا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پاک بازی اور برأت کا اعلان اس رکوع میں کیا اور ایسی صورتحال کے لیے رہنما اصول بیان فرمائے۔ (تفسیر کبیر، تفسیر ابن کثیر) قرآن کریم نے فرمایا کہ زنا کے الزام کی صورت میں اگر چار گواہ پیش نہ کیے جا سکیں تو الزام لگانے والے کو جھوٹا شمار کر کے "حد قذف" کا مستحق قرار دے کر کوڑوں کی سرعام سزا جاری کی جائے تا کہ آئندہ کے لیے ایسی افواہوں اور الزامات کے پھیلانے والوں کی حوصلہ شکنی ہو اور دوسروں کی کردار کشی کی ناجائز حرکتوں کا سدّباب ہو سکے۔ دوسروں پر الزام لگانے کو معمولی نہ سمجھا جائے، اس سے معاشرہ میں بے حیائی کا حجاب اٹھتا ہے اور اسلامی معاشرہ کے ایک معزز شخص کی عزّت کی پامالی اور کردار کشی ہوتی ہے، لہٰذا اگر بلا ثبوت ایسا کوئی الزام سامنے آئے تو یہ سوچ لو کہ ایسی کوئی بات اگر تمہارے بارے میں کہی جائے

تو تمہارا رویہ کیا ہو گا اور اس جھوٹے الزام کو اپنے بارے میں تم کس حد تک تسلیم کرو گے۔ اگر اپنے بارے میں تسلیم نہیں کرتے تو دوسروں کے بارے میں اس طرح تسلیم کر لینے کا کیا جواز ہے۔ تمہیں تو اس قسم کی باتوں کا تذکرہ بھی زبان پر لانے سے گریز کرنا چاہیے۔ اسلامی معاشرے میں فحاشی اور عریانی کی باتیں پھیلانے والوں کے لیے دنیا میں کوڑوں کی شکل میں اور آخرت میں جہنّم کی آگ کا دردناک عذاب ہے۔

واقعہ افک کے نتائج اور عواقب

21-26

ع 9 واقعہ افک میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی زیر کفالت ان کے ایک رشتہ دار مسطح بن اثاثہؓ بھی ملوث تھے جب آپ کی صاحبزادی امّ المؤمنین حضرت عائشہؓ کی برأت کے لیے آیات قرآنیہ نازل ہو گئیں تو صدیق اکبر نے ان کی کفالت سے دست کشی اختیار کر لی جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مالی وسعت رکھنے والوں کو زیب نہیں دیتا کہ ذاتی وجوہات کی بنیاد پر کسی کی روزی کو بند کرنے کی کوشش کریں۔ عفو و درگزر سے کام لینا چاہیے، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ بھی تم سے عفو و درگزر کا معاملہ فرمائیں۔ اس ارشادِ قرآنی کے بعد صدیق اکبرؓ نے فوراً ہی ان کا وظیفہ بحال کر دیا۔ (تفسیر کبیر) پھر فرمایا جو لوگ پاک دامن ایمان والی عورتوں پر بہتان لگاتے ہیں ان پر دُنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور اُن کے لیے بڑا عذاب ہے۔ اس کے بعد قرآن کریم نے بتایا کہ بے حیا اور بدکار مرد و عورتیں باہمی طور پر ایک دوسرے کے لیے ہیں جبکہ پاکیزہ اور صالح مرد و عورتیں باہمی طور پر ایک دوسرے کے لیے ہیں۔ لہٰذا اُم المؤمنین عائشہ صدیقہؓ جب حضور علیہ السّلام جیسے پاکیزہ اور نیک لوگوں کے سردار کی بیوی ہیں تو ان کی پاکبازی میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیے۔

نگاہوں کی حفاظت، اجازت اور پردے کے احکام

27-34

ع 10 ایمان والوں سے کہا گیا ہے کہ کسی دوسرے کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینی چاہیے۔ جب تک اجازت نہ ملے تو کسی کے گھر میں داخل نہیں ہونا چاہیے، اور اگر لوٹ جانے کو کہا جائے تو خوشدلی سے لوٹ جاؤ۔ یہی پاکیزہ عمل ہے۔ جس گھر میں کوئی نہیں رہتا اور وہاں تمہاری ضرورت کی چیزیں پڑی ہیں تو اس گھر میں بغیر اجازت جاسکتے ہو۔

اس کے ساتھ ہی حکم ہوا، ایمان والے! اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ ایمان والی عورتیں اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اور اس زینت کے سوا جو خود بخود ظاہر ہو جائے اپنی زینت کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں، اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ضرور ڈالا کریں اور اپنی زینت اپنے خاوند، باپ، خاوند کے باپ، اپنے بیٹوں، خاوند کے بیٹوں، بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں، اپنی عورتوں اور اپنے غلاموں، اور عورتوں سے دلچسپی نہ رکھنے والے زیردستوں یا چھوٹے بچوں کے علاوہ کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں اور اپنے پاؤں زمین پر مار کر نہ چلیں، ان کی پازیبوں کی جھنکار غیر محرم نہ سنیں۔

اور تم بیوہ عورتوں، باصلاحیت غلاموں اور لونڈیوں کے نکاح کر دو۔ جو نکاح کرنے کی طاقت نہیں رکھتے وہ پاکدامنی اختیار کریں۔ تمہارے غلام جو تمہیں کچھ دے کر آزادی حاصل کرنا چاہتے ہوں تو ان کو اس کی اجازت دے دو۔ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے ان کی خدمت بھی کرو۔ کوئی شخص لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور کر کے دنیا کا مال کمانے کے پیچھے نہ پڑے۔

اللہ کا نور۔ ایک تمثیل

35-40

ع 11 اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ اس کے نُور کی مثال ایک طاقچے کی سی ہے جس میں چراغ رکھا ہے۔ اور چراغ شیشے میں ہے۔ شیشہ ایسا شفاف ہے جیسے چمکتا ستارہ۔ اور چراغ میں زیتون کا ایسا شفاف تیل ہے کہ گویا آگ کو چھوئے بغیر ہی روشن ہو جائے گا۔ نُور پر نُور ہے اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے نُور کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور اللہ ہر شے کو جاننے والا ہے۔

مومن ایسے گھروں میں رہتے ہیں جن کو تعمیر کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ اور جن میں اللہ کا نام صبح و شام لیا جاتا ہے۔ ان مومنوں کو کاروبار انہیں اللہ کی یاد سے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے نہیں روکتا۔

رہے کافر۔ تو ان کے اعمال چٹیل صحرا میں سراب کی طرح ہیں کہ جسے پیاسا پانی گمان کرے۔ یا ایسے سمجھو، جیسے ایک گہرے سمندر کے اندر تاریکیاں ہوں، موج کے اوپر موج اٹھ رہی ہو اور بادل چھائے ہوں۔ ہر طرف تاریکی ہی تاریکی ہو۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے۔ یاد رکھو جس کو اللہ روشنی نہ بخشے اس کے لئے کوئی روشنی نہیں۔

اللہ کی قدرت کے مختلف رنگ

41-50

ع 12 آسمان اور زمین کی ہر شے اور پرندے صف بستہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں اپنے اپنے طریقہ پر مشغول ہیں۔ بادشاہی صرف اللہ ہی کی ہے۔ دیکھتے نہیں ہو کہ وہ بادل لاتا ہے، انہیں تہ بہ تہ کرتا ہے، پھر مینہ برسنے لگتا ہے۔ جہاں رَب تعالیٰ چاہے اولے برستے ہیں، رات اور دن کو وہی گردش دیتا ہے۔ ہر جاندار کو اس نے پانی سے پیدا کیا، کوئی پیٹ کے بل رینگتا ہے، کوئی دو پایہ ہے اور کوئی چار پایہ ہے۔ یہ

سب اللہ کی قدرت کی واضح نشانیاں ہیں۔ مگر جسے وہ چاہے ہدایت اسے ہی ملتی ہے۔

ان تمام مشاہداتِ حق کے باوجود منافق لوگ زبان سے ایمان و اطاعت کا اظہار کرتے ہیں، مگر ان کے خلاف کوئی فیصلہ ہو تو بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ کچھ ملنے کی امید ہو تو سر ہلاتے آموجود ہوتے ہیں۔۔ یہ لوگ دِل کے روگی ہیں، یا شک میں گرفتار ہیں، یا ڈرتے ہیں کہ اللہ اور رسول ان پر ظلم کرے گا، حالانکہ یہ خود ظالم ہیں۔

خلافت ارضی کا وعدہ

51-57

ع 13 یاد رکھو! ایمان والے وہی ہیں کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کے فیصلوں کی طرف بلایا جائے تو ہر حال میں سر جھکا دیتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ کامیاب ہوں گے۔ رہے منافق، تو وہ قسمیں کھا کر دھوکہ نہیں دے سکتے۔ ان کے اعمال سے اللہ تعالیٰ پوری طرح باخبر ہے۔ اُن سے کہہ دیں اللہ رسول کا کہا مانو، انکار کا وبال تم پر ہو گا۔ نبی ﷺ پر کوئی ذِمّہ داری نہیں ہے۔ اُن کا کام صِرف حق کا پہنچا دینا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے وعدہ کر رکھا ہے کہ وہ ان کو زمین کی خلافت عطا فرمائے گا اور ان کی موجودہ حالتِ خوف کو امن سے بدل دے گا۔ ان پر لازم ہے کہ میری عبادت کریں، شِرک سے دُور رہیں، نماز قائم کریں، اور زکوۃ ادا کریں اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کریں۔

کافر ہرگز خیال نہ کریں کہ وہ ہمارے قابو سے باہر نکل جائیں گے۔ ایسا کبھی نہ ہو گا۔ یہ ضرور سزا پائیں گے۔

پردے کے مزید احکام اور تفصیلات

58-61

ع 14 ارشادِ الٰہی ہے، اے ایمان والو! تین وقتوں میں تمہارے گھروں میں غلام اور چھوٹے بچّے بھی بغیر اجازت نہ گھسیں۔ ۱۔ نماز فجر سے پہلے، ۲۔ نمازِ عشاء کے بعد اور ۳۔ دوپہر کے وقت — جب چھوٹے بچّے بالغ ہو جائیں تو بڑوں کی طرح اجازت لے کر گھروں میں آئیں۔ بڑی بوڑھیاں زینت کے اظہار کے بغیر اگر اپنے غیر ضروری کپڑے اتار رکھیں تو کوئی حرج نہیں، اس سے بھی بچتی رہیں تو اچھا ہے۔ اندھا، لنگڑا، مریض، اپنا کوئی عزیز، اپنے والدین، بھائیوں، بہنوں، چچوں، پھوپھیوں، ماموں یا خالاؤں یا دوستوں کے گھر سے کھانا کھالے تو کوئی حرج کی بات نہیں — کھانا علیحدہ علیحدہ کھاؤ، خواہ اکٹھے مل کر دونوں طرح جائز ہے — گھروں میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کو سلام کر لیا کرو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبارک اور دُعا ہے۔

بارگاہِ نبوی میں ادب

62-64

ع 15 حضور ﷺ جو لوگوں کو نورِ الٰہی کی طرف دعوت دے رہے ہیں اگر وہ مسلمانوں کے کسی اجتماعی کام میں مشغول ہوں تو بلا اجازت وہاں سے کھسک جانا انتہائی شرمناک حرکت ہے۔ اے ایمان والو! حضور ﷺ کے بلانے کو عام بلاوا نہ سمجھو۔ یہ بھی شرمناک حرکت ہے کہ نبی ﷺ کو ان کے نام سے یا محمد ﷺ کہہ کر پکارا جائے۔ مسلمانوں کو ایسے کاموں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ حسن صحبت و محبّت کا معاملہ کرو۔ نبی علیہ السّلام کی اجازت کے بغیر وہاں سے کسی کو نہیں جانا چاہیے۔ جب بھی جائیں نبی علیہ السّلام سے پوچھ کر جائیں اور جب بھی آپ کو پکاریں، نرمی اور لطافت کے ساتھ کہیں یا رسول اللہ ﷺ یا حبیب

اللہ ﷺ یا نبی اللہ ﷺ۔ حضور ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والے ڈریں کہ کہیں وہ کسی آزمائش کا شکار نہ ہو جائیں یا ان پر عذابِ الیم نہ آجائے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ہر حال سے پوری طرح واقف ہے۔ اس کے پاس پہنچو گے تو سب کچھ بتادے گا۔

اس سورۃ کا نام سورۃ الفرقان ہے جو پہلی آیت سے ماخوذ ہے۔ جن لوگوں کو توحیدِ الٰہی، قرآن حکیم اور رسالت پر شک ہے ان کے شکوک کا ازالہ اس سورۃ کے موضوعات ہیں۔ اس میں اللہ کے نیک بندوں کی صفات کا بھی ذکر ہے۔

توحید۔ رسالت۔ قرآن حکیم

1-9

ع 16 ساری دنیا کو خبردار کرنے کے لیے اپنے مقدس بندے پر قرآن اتارنے والا رب بہت بابرکت ہے۔ ہر جگہ اس کی شاہی ہے، اس کا کوئی بیٹا نہیں اور نہ کوئی اس کا شریکِ حکومت ہے۔ ہر شے کو ایک انداز سے اسی نے پیدا کیا ہے۔ ان مشرکوں کے معبود ہر گز پیدا کرنے کے اہل نہیں، وہ تو خود پیدا کیے گئے ہیں۔ وہ اپنے لیے بھی کسی نفع اور نقصان کے مالک نہیں۔ اور نہ موت و حیات ان کے قبضہ میں ہے۔

کافر کبھی کہتے ہیں کہ پیغمبر نے قرآن خود بنالیا ہے، کبھی کہتے ہیں کہ یہ پہلوں کے افسانے ہیں، ہر گز نہیں۔ اسے زمین و آسمان کی ہر چھپی شے جاننے والے نے اُتارا ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ پر آوازیں کستے ہوئے کہتے ہیں یہ کب

سے رسول ہے جو کھانا کھاتا اور اپنے کام کاج کرتا پھرتا ہے، نہ اس کے ساتھ کوئی پہریدار ہے نہ اس کے پاس کوئی خزانہ ہے، نہ اس کے پاس کوئی باغ ہے۔ کہتے ہیں اے مسلمانو! تم تو ایک جادو زدہ شخص کے پیچھے چل رہے ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم بہک گئے ہیں۔ یہ کبھی سیدھی راہ نہ پائیں گے۔

رسالتِ محمدیہ ﷺ۔ آخرت کی نعمتیں

10-20

ع 17 اے اللہ کے رسول ﷺ، اللہ بہت برکت والا ہے۔ اگر وہ چاہے تو ان سے بہتر باغات، اور محلات آپ کو دے سکتا ہے۔ آپ ان کافروں کی باتوں سے آزردہ خاطر نہ ہوں، ان ظالموں کو مرنے کے بعد زندہ ہونے کا یقین نہیں ہے۔ اس لیے ایسی بے ہودگیاں کرتے ہیں۔ ان کو دوزخ میں جکڑ کر پھینکا جائے گا تو ان کی چیخیں نکل جائیں گی۔

اہلِ ایمان کو جنّت ملے گی۔ ہمیشہ کی یہ جنّت پرہیز گاروں کے لیے بہتر ہو گی۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان نیک بندوں سے جن کی مشرک پُوجا کرتے ہیں، پوچھے گا۔ کیا تم نے میرے بندوں کو گمراہ کیا تھا، یا خود گمراہ ہوئے تھے؟ وہ کہیں گے اللہ، تیری پناہ، ہماری کیا مجال! یہ لوگ دنیا کی غفلتوں میں پڑ کر تجھے بُھول گئے تھے۔ ارے ظالمو! حضور ﷺ پر اعتراض نہ کرو کہ یہ کھانا کھاتے ہیں۔ جتنے پیغمبر گزرے ہیں، سب کھانا کھاتے تھے۔ اور بازاروں میں اپنے کام کاج کرتے تھے۔ ہم نے تمھیں ایک دوسرے کے لیے آزمائش بنایا ہے۔ کہ تم ثابت قدم رہتے ہو یا نہیں۔

پارہ نمبر 19 وَقَالَ الَّذِيْنَ

اس پارے میں انیس 19 رکوع اور ایک آیت ہے۔ پہلے چار 4 رکوع سورۃ الفرقان میں پھر گیارہ 11 رکوع سورۃ شعراء میں پھر آخری چار 4 رکوع اور ایک آیت سورۃ نمل میں ہیں۔

مشرکین کے اعتراضات کے جوابات

21-34

ع 1 مشرکین کے مطالبوں کا جواب ہے، ایک تو یہ کہ فرشتہ صِرف محمد علیہ السلام پر ہی کیوں اترتا ہے ہم پر کیوں نہیں اترتا؟ اور اللہ تعالیٰ ہم سے کیوں ملاقات نہیں کرتے؟ قرآن کریم نے اس کا جواب دیا کہ اس مطالبہ کی وجہ تکبّر و سرکشی ہے اور قیامت کا انکار ہے۔ عام انسانوں پر فرشتوں کے اترنے کا مطلب ہوتا ہے کہ ان کا یومِ احتساب آگیا، جس دن بادل پھٹیں گے اور فرشتے اتریں گے اس دن مجرمین کے لیے کوئی اچھی خبر نہیں ہوگی، ان کے اعمال فضا میں تحلیل ہو کر رہ جائیں گے۔ کافروں پر وہ دن بہت بھاری ہوگا۔ ظالم افسوس اور ندامت سے اپنا ہاتھ چبا رہے ہوں گے، اس دن ایک اللہ کے علاوہ کسی کا حکم نہیں چلے گا۔ رسول علیہ السلام شکوہ کریں گے کہ میری قوم نے اس قرآن کو پسِ پشت ڈال دیا تھا۔ کافروں کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے کیوں نازل ہو رہا ہے؟ ایک دم سارا کیوں نازل نہیں ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ کے قلبی اطمینان کے لیے اور ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرنے اور ہر موقع کی بہترین تشریح و توضیح کے لیے ہم نے ایسا کیا ہے۔ ان ظالموں کے ہر اعتراض کا ہم پورا جواب دیں گے۔ اور ان کو آخرت میں رسوا کر کے جہنّم میں جھونکیں گے۔

انبیاء سابقین کی رسالت

35-44

ع 2 بعض نبیوں کا ذکر کر کے بتایا گیا ہے کہ ان کے دشمن بھی بہت تھے، مگر سب ذلیل ہوئے اور نبی کامیاب ہوئے۔ اسی طرح آپ بھی کامیاب ہوں گے اور آپ کے دشمن ذلیل اور رسوا ہوں گے۔ فرمایا جب ہم نے موسیٰ علیہ السّلام اور ہارون علیہ السّلام کو بھیجا تو وہ جھٹلائے گئے ہم نے جھٹلانے والوں کو نیست و نابود کر دیا۔۔ اسی طرح نوحؑ کے دشمن غرق کر دیئے گئے۔۔ عاد اور ثمود اور کنویں والے اور رسولوں کے بہت سے دشمن اپنے برے انجام کو پہنچے۔۔ اے پیغمبر ﷺ! آپ کے دشمنوں نے لوطؑ کی بستیاں ہی دیکھی ہوتیں، جن پر پتھروں کی بارش برسائی گئی تھی۔۔ یہ ظالم آپ کو دیکھ کر مذاق سے کہتے ہیں۔ ارے اس کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اگر ہم جمے نہ رہتے تو ہم سے ہمارے معبود چھڑوا دیتا۔ اے پیغمبر ﷺ! انہوں نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ یہ سنتے اور سمجھتے ہیں، بالکل نہیں، یہ تو چار پائے ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔

مسئلہ توحید و رسالت پر کائناتی شواہد

45-60

ع 3 حضور اقدس ﷺ سے فرمایا گیا کہ آپ اللہ کی وحدانیت کا جو پیغام ان ظالموں کو پہنچا رہے ہیں ساری کائنات اس پیغام کی سچائی کی شہادت دے رہی ہے۔ دیکھتے نہیں کہ تیرے رَب نے سائے کس طرح پھیلا دیئے اور پھر آہستہ آہستہ سمیٹے اور ان پر سورج کو دلیل راہ بنا دیا۔ اگر وہ چاہتا تو ان کو ایک جگہ ٹھہرا سکتا تھا۔ اسی نے رات دن بنائے، نیند کو آرام کا ذریعہ بنایا، بارش سے پہلے ٹھنڈی ہوائیں چلائیں، پھر بارش برسا کر مردہ زمینوں کو زندگی بخشی اور انسانوں اور حیوانوں کو پانی

پلانے کا انتظام کیا۔ دیکھو ! ہم نے کس وضاحت کے ساتھ گوناگوں اسلوبوں سے اپنی قدرتیں بیان کر دی ہیں۔ اے پیغمبر! اگر ہم دیکھتے کہ آپ سے تنہا دعوت کا کام نہیں ہو سکتا تو ہم ہر بستی میں ایک نبی بھیج سکتے تھے مگر آپ اکیلے ہی کافی ہیں۔ آپ ان کافروں کی پرواہ نہ کریں بلکہ اس قرآن کے ہتھیار سے مسلح ہو کر برابر ان کے ساتھ جہاد کرتے رہیں۔

غور کریں کہ رَب نے میٹھے اور کھاری پانی یکجا چلائے اور ان کے درمیان پردہ رکھ دیا اور اسی نے انسانوں کو پانی سے پیدا کیا پھر اس کے ددھیال اور سسرال بنا دیئے۔ خدا کی شان تو آپ نے سن لی۔ مگر یہ ظالم جن کی پرستش کرتے ہیں وہ انہیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان۔ آپ ان کے ایمان کی فکر نہ کریں، آپ کا کام صرف خوشخبری دینا اور ڈرانا ہے۔ آپ کو انکار کی کیا پرواہ! آپ ان سے کونسا وظیفہ لے رہے ہیں۔ آپ رَب تعالیٰ پر بھروسہ کریں، جو ہمیشہ سے زندہ ہے، اور اسے فنا نہیں۔ اسی کی تسبیح میں مشغول رہیں، وہ سب کا خالق ہے۔ وہی عرش پر جلوہ آرا ہے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ جب ان سے اس رحمٰن کے حضور سجدہ ریز ہونے کو کہا جاتا ہے تو یہ الٹے اور متنفر ہو جاتے ہیں۔

عباد الرحمٰن کی صفاتِ حمیدہ

61-77

ع 4 اللہ وہ بابرکت ذات ہے جس نے آسمان میں قلعے بنائے۔ سورج اور روشن چاند بنایا۔ وہ رات دن کو ایک دوسرے کے پیچھے لاتا ہے۔

رحمٰن کے بندے زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں، جاہل ان سے مخاطب ہوں تو وہ شریفوں کی طرح ان سے دُور ہو جاتے ہیں، ان کی راتیں قیام و سجود میں بسر ہوتی ہیں، رَب تعالیٰ سے جہنّم سے بچنے کی دعائیں کرتے رہتے ہیں، خرچ کرتے ہیں تو نہ بخل سے کام لیتے ہیں، نہ فضول خرچی کرتے ہیں، خدا کے ساتھ کسی کو

شریک نہیں ٹھہراتے، کسی کو ناحق قتل نہیں کرتے، زنا نہیں کرتے، ایسا کرنے والا عذاب کا مستحق ہوگا۔ ایمان والے توبہ کر لیں تو ان کی برائیاں رَب تعالیٰ نیکیوں میں بدل دے گا۔ یہ لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ بیہودگی کے پاس سے شریفوں کی طرح گزر جاتے ہیں، اپنے رَب کی آیات پر غور کرتے ہیں، اور ان پر اندھے بہرے بن کر نہیں گرتے، رَب سے دعائیں کرتے ہیں۔ اے اللہ ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کو ہمارے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنا اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔ یہی جنتی ہیں، ان کو جنّت میں سلامتی کے ساتھ خوش آمدید کہا جائے گا۔

آخر میں حضورؐ سے فرمایا گیا کہ ان ظالم مشرکوں سے کہ دیں۔ اگر تم ایمان نہ لاؤ تو خدا کو تمہاری کیا پرواہ ہے تم اب عذاب ہی کا انتظار کرو۔

۲۶۔ سُوْرَۃُ الشُّعَرَآءِ

مَکِّیَّۃٌ

آیات: 227 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 11

سورۃ کے آخر میں شعراء اور ان کی ذہنیت کا تذکرہ ہے۔ "وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُھُمُ الْغَاوٗنَ" اس لیے پوری سورۃ کو شعراء کے نام سے موسوم کر دیا گیا ہے۔ اس سورۃ کا مرکزی مضمون اثبات رسالت ہے۔ انبیاء علیہم السّلام کے واقعات اور ان کی منکرین قوم کے انجام بد سے اس مضمون کو تقویت دی گئی ہے۔

نبی علیہ السّلام کا احساسِ ذمّہ داری

1-9

ع 5 سورۃ کی ابتداء میں قرآن کریم کے برحق اور واضح کتاب ہونے کا اعلان اور حضور علیہ السّلام کی انسانیت کی ہدایت کے لیے شدت حرص کا بیان ہے۔ اللہ اگر چاہیں تو ان لوگوں کی مطلوبہ نشانیاں دکھا کر ان کی گردنیں جھکا سکتے ہیں مگر اسلام

کے لیے کسی پر زبردستی اور جبر نہیں کیا جاتا۔ ان جھٹلانے اور استہزاء و تمسخر کرنے والوں کے ساتھ سابقہ قوموں والا معاملہ کرنا اللہ کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے۔ انہیں پہلی قوموں کے حالات میں غور کر کے اس سے درسِ عبرت حاصل کرنا چاہیے۔ پھر قرآن کریم نے اکثریت (Majority) اور اقلیت (Minority) کے نظریہ کا بطلان واضح کرنے کے لیے آٹھ مرتبہ اسی بات کو دہرایا اور ہر نبی کے تذکرہ کے آخر میں کہا ہے کہ اچھے اور پاکباز کبھی بھی اکثریت میں نہیں رہے اور معرکۂ حق و باطل میں نصرت و خداوندی حق کے ساتھ ہوا کرتی ہے، اگرچہ وہ اقلیت میں ہوں اور باطل کو تباہ کر دیا جاتا ہے اگرچہ وہ اکثریت میں ہو۔

حضرت موسیٰؑ دربارِ فرعون میں

10-33

ع 6 موسیٰ علیہ السّلام کو رَب تعالیٰ نے حکم دیا کہ فرعون کے پاس جاؤ، یہ فرعونی لوگ کمزوروں پر ظلم ڈھائے جا رہے ہیں اور ڈرتے نہیں۔ موسیٰ نے عرض کیا کہ میری زبان ٹھیک طور پر نہیں چلتی۔ میرے ساتھ میرے بھائی ہارونؑ کو بھیج دیں۔ میں نے ان کا ایک آدمی مارا تھا، ہو سکتا ہے وہ مجھے قتل کر دیں۔ اللہ نے فرمایا، تم دونوں جاؤ، میں تمہارے ساتھ ہوں۔ وہ تمہارا کچھ بگاڑ نہ سکیں گے۔ موسیٰؑ اور ہارونؑ گئے، اور کہا کہ ہم اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں، ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے۔ فرعون نے کہا تو بچّہ تھا۔ ہم نے تجھے پالا پوسا۔ اس کے بعد تو ہمارا ایک آدمی مار کر بھاگ گیا۔ موسیٰ علیہ السّلام نے کہا۔ وہ حرکت مجھ سے بھول میں ہو گئی تھی۔ پھر اب مجھے رَب تعالیٰ نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے، کیا تو نے مجھ پر جو احسان کیے تھے، اس کا یہ بدلہ لے رہا ہے کہ بنی اسرائیل کو غلام بنا لیا۔ موسیٰ علیہ السّلام نے فرعون کو رَب تعالیٰ کے بارے میں بتایا۔ رَب تعالیٰ وہ ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ان دونوں میں اسی کا حکم چلتا ہے۔ تمہیں اور تمہارے اباؤاجداد کو بھی اُسی نے پیدا

کیا وہ مشرق و مغرب کا رب ہے۔ تو وہ کہنے لگا کہ تو نے میرے سوا کسی اور کو رب بنایا تو تجھے قید کر دوں گا۔ موسیٰ علیہ السّلام نے فرعون کو دو معجزے دکھائے۔ لاٹھی پھینکی تو اژدھا بن گئی اور اپنا ہاتھ بغل سے نکالا تو وہ چمکنے لگا۔

موسیٰ علیہ السّلام کا جادوگروں سے مقابلہ

34-51

ع 7 فرعون یہ دیکھ کر آس پاس بیٹھے درباریوں سے کہنے لگا کہ واقعی موسیٰ ماہر جادوگر ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں اپنے جادو کے زور سے اس ملک سے نکال دے۔ تمہاری کیا رائے ہے۔ پھر آپ کو نیچے دکھانے کے لیے فرعون نے مصر سے نامی گرامی جادوگر بلائے گئے۔ پھر مقابلہ کا دن مقرر ہوا۔ یوں کہ سالانہ جشن اور عید کے دن ایک بڑے میدان میں لاکھوں کے مجمع کے سامنے مقابلے کا آغاز ہوا۔ جادوگروں کی ڈالی ہوئی رسیوں اور لاٹھیوں کو حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے اژدھا نے ہڑپ کر دیا۔ جادوگر سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں یہ معجزہ حق ہے۔ وہ فوراً سجدہ میں گر گئے اور کہنے لگے "اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٧﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿٤٨﴾" فرعون نے انہیں قتل کی دھمکیاں دیں لیکن انہوں نے ذرّہ برابر بھی پرواہ نہ کی اور اپنے ایمان پر جمے رہے۔

موسیٰ علیہ السّلام دریا کے پار

52-68

موسیٰ علیہ السّلام اللہ کے حکم سے بنی اسرائیل کو رات کی تاریکی میں مصر سے لے کر نکل گئے۔ فرعون نے لشکر کے ساتھ تعاقب کیا۔ بالآخر دریا کے کنارے بنی اسرائیل کو پالیا۔ موسیٰؑ کے ساتھی چیخ اٹھے کہ ہم تو پکڑے گئے۔ موسیٰؑ نے فرمایا فکر نہ کرو میرا رب میرے ساتھ ہے وہ اس مشکل میں ضرور میری راہنمائی فرمائے گا۔ پھر فوراً ارشاد ہوا اس سمندر کو اپنے عصا سے ضرب لگاؤ۔

ضرب سے سمندر میں رستے بن گئے۔ بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السّلام کی قیادت میں بحفاظت دریا کے پار ہو گئے۔ اور فرعون لشکر سمیت غرق ہو گیا۔ اس قصّہ سے سبق ملا کہ بالآخر حق والے کامیاب ہوتے ہیں اور ظالموں کا مقدر ہلاکت کے سوا کچھ نہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھا دوں جو موسیٰ علیہ السّلام نے اس وقت کہے تھے جب آپ نے سمندر کو پھاڑا تھا۔ میں نے عرض کی میرے آقا ضرور کرم فرمایئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا "**اللّٰھمّ لك الحمد والیك المشتکٰی وبك المستغاث انت المستعان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ**" حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں جب سے میں نے حضور ﷺ سے ان کلمات کو سُنا میں ہمیشہ ان کا ورد کیا کرتا ہوں۔

(تفسیر روح البیان، الدر المنثور)

حضرت ابراہیمؑ کی اپنی قوم کو دعوت

69-104

ع 9 ابراہیم علیہ السّلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے اپنی قوم کو بت پرستی سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ اے قوم! بھلا یہ بت تمہاری پکار سنتے ہیں کیا؟ کیا تمہارے کچھ کام آتے ہیں؟ قوم نے کہا کہ یہ ہمارے بزرگوں کا طریقہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے فرمایا اللہ کے سوا میرے تو یہ سب دشمن ہیں۔ میرا رب تو وہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔ پھر وہی میری رہنمائی فرماتا ہے۔ وہی کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے شفاء دیتا ہے۔ وہی مجھے مارے گا، پھر دوبارہ زندگی بخشے گا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ روزِ جزا میں میری خطا معاف فرما دے گا۔

انہوں نے دُعا کی اے اللہ مجھے نیکوں کے ساتھ شامل فرما، بعد کے آنے والوں میں مجھ کو سچی ناموری عطا کر۔ مجھے جنّت کا وارث بنا۔ میرے باپ کو بخش دے، اور قیامت کے دن مجھے رسوا نہ کر، جس دن نہ مال فائدہ دے گا نہ اولاد اس

روز مشرکوں کو سارے جھوٹے خدا بھول جائیں گے۔ اس روز اپنے سفارشیوں کو تلاش کریں گے مگر کوئی کام نہ دے گا۔ حضرت ابراہیمؑ کے اس کردار میں ماننے والوں کے لئے بڑی نشانی ہے مگر ان میں سے اکثر ماننے کو تیار نہیں۔

قومِ نوح کی طرف حضرت نوح علیہ السّلام

105-122

ع 10 پھر نوح علیہ السّلام اور ان کی قوم کے درمیان توحید و شرک کا معرکہ اور اس میں اہلِ ایمان کی اقلیت کی کشتی میں نجات اور اہل کفر و شرک کی اکثریت کی پانی کے سیلاب میں غرقابی اس نظریہ کو واضح کر دیتی ہے کہ تعداد کی کثرت کامیابی کی ضامن نہیں بلکہ اعمال کی صورت وحسن، حقیقی کامیابی کی ضامن ہے۔

حضرت ہود علیہ السّلام کی دعوت قومِ عاد کو

123-140

ع 11 حضرت ہود علیہ السّلام قوم عاد کے پاس آئے اور فرمایا لوگو! اللہ سے ڈرو، اور میرا کہا مانو، دیکھو میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو اللہ کے پاس ہے۔ تم بڑی اونچی اونچی عمارتیں بے مقصد بناتے جاتے ہو، جیسے تمہیں یہیں ہمیشہ رہنا ہے۔ تم لوگوں پر ظلم و ستم ڈھارہے ہو، اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں مویشی دیئے، اولاد، باغات اور چشموں سے نوازا، قوم کہنے لگی ہودؑ! ہمیں سمجھانا یا نہ سمجھانا برابر ہے۔ تمہارے یہ عذاب کے ڈراوے ہم مدت سے سن رہے ہیں۔ پھر ہم نے قوم عاد کو ہلاک کر دیا۔ اس واقعہ میں بھی نشانی موجود ہے، مگر ان میں سے اکثر ماننے والے نہیں۔

قومِ ثمود کی طرف حضرت صالح علیہ السّلام

141-159

 پھر قومِ ثمود اور ان کی طرف بھیجے گئے نبی صالح علیہ السّلام کے درمیان

معرکہ حق وباطل۔ باغات اور کھیتوں کی سرسبزی وشادابی، سنگتراشی کی ٹیکنیک میں ان کی مہارت اور ان کی بستی میں امن وامان کی مثالی حالت بھی نبی کے مقابلہ میں انہیں عذابِ الٰہی سے نہ بچا سکی اور مفسدین کی اکثریت کو تباہی سے دوچار کر کے مؤمنین کی اقلیت کو اللہ نے بچالیا۔

قومِ لُوط کی طرف حضرت لُوط علیہ السّلام

160-175

ع 13 پھر لُوط علیہ السّلام اور ان کی فحاشی وعیاشی میں ڈوبی ہوئی قوم کے درمیان شرافت وشیطنت کے معرکہ میں لُوط علیہ السّلام کی کامیابی اور ان کے مخالفین کی عبرتناک ہلاکت نے شریف اقلیت کو شریر اکثریت پر غلبہ کی نوید سنادی ہے۔

قومِ مدین کی طرف حضرت شعیب علیہ السّلام

176-191

ع 14 پھر شعیب علیہ السّلام کا مقابلہ ایک مستحکم معیشت وتجارت کی حامل قوم کے ساتھ۔ جس میں ایک طرف ناپ تول میں کمی، جھوٹ اور فساد کی گرم بازاری اور دوسری طرف امانت ودیانت اور صدق وصلاح کے ساتھ وسائل سے محروم اقلیت کی کامیابی وکامرانی اہل حق کے لیے نصرت خداوندی اور اہل باطل کے لیے آسمانی پکڑ کا واضح اعلان ہے۔

اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام۔ شعراء

192-227

ع 15 اے ختم الرسل صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! یہ رَب العالمین کی طرف سے اتارا ہوا کلام ہے جسے ایک امانت دار فرشتہ لے کر آپ کے دِل پر اترا ہے۔ یہ عربی زبان میں ہے۔ کیا آپ کے دشمنوں کے لئے یہ نشانی کافی نہیں۔ بنی اسرائیل کے علماء خوب جانتے ہیں۔ مگر یہ لوگ خدا کی طرف سے عذاب آنے تک ماننے کو تیار نہیں۔ اگر برسوں

تک بھی ان کو مہلت مل گئی، پھر بھی ان کو چھوڑا نہ جائے گا بالا آخر پکڑ لیا جائے گا۔ یہ کتاب مبین شیطان لے کر نہیں اترتے، شیاطین آسمان کی طرف جائیں تو ان پر پتھر برستے ہیں۔ آپ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکاریں، اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں۔ ایمان والوں کے ساتھ تواضع سے پیش آئیں۔ اللہ آپ کو دیکھتا رہتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں۔ اسی پر بھروسہ کریں۔ شیطان تو جعل سازوں اور بدکاروں پر اترتے ہیں اور شاعروں کے پیچھے بھکے ہوئے لوگ چلا کرتے ہیں، یہ لوگ ہر وادی میں بھٹکے پھرتے ہیں۔ ہاں ایسے شاعر جو ایمان والے، نیک کردار، اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے، اور مظلوموں کے مددگار ہیں ان سے مستثنیٰ ہیں۔

۲۷۔ سُورَةُ النَّمْلِ

مَكِيَّة

آیات: 93 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 7

نمل چیونٹی کو کہتے ہیں۔ اس سورۃ کی آیت نمبر 18 میں چیونٹی کا ذکر ہوا ہے اس لیے اس سورۃ کو نمل کہتے ہیں۔ اس سورۃ میں حضرت سلیمانؑ کا واقعہ تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ حضرت موسیٰؑ، داوٗدؑ، صالحؑ اور لُوطؑ اور ان کی مشترک دعوتِ توحید کا ذکر ہے۔

نزولِ قرآن اور حضرت موسیٰؑ کی دعوت

1-14

16ع قرآن کی رہنمائی سے صِرف وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اور اس کی خوشخبریاں صِرف انہی لوگوں کے لیے ہیں جو ایمان لائیں، نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، اور آخرت پر یقین رکھیں۔ انسان آخرت سے بے پرواہ ہو کر اپنے گندے

اعمال کو خوبصورت سمجھنے لگتا ہے اور دنیا کی دلچسپیوں میں اندھا اور بہرا ہو کر مشغول ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد حضرت موسیٰؑ کو نبوّت سے سرفراز ہونے اور فرعون کا آپ کے مخالف ہو جانے کا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے کہ یہ لوگ فکرِ آخرت سے اس طرح بے نیاز ہو گئے تھے کہ نبی کے ہاتھ سے بڑی سے بڑی نشانی دیکھ کر بھی ایمان لانے کے لیے تیار نہ ہوتے۔ یہ لوگ اپنی بدکاریوں میں اس طرح منہمک ہو گئے کہ انہیں عذابِ الٰہی میں گرفتار ہونے سے ایک لمحہ پہلے تک ہوش نہ آیا۔ پھر یقین آ جانے کے باوجود فرعونیوں نے محض ظلم اور تکبّر کی وجہ سے موسیٰؑ کی دعوت کو قبول نہ کیا۔ اور بالآخر یہ لوگ ہلاک ہو کر رہے۔

سلیمان و داؤد علیہما السّلام۔ چیونٹی، ہدہد، ملکہ سبا کو خط

15-31

ع 17 پھر داؤد و سلیمان علیہما السّلام کے واقعہ کی شکل میں اقتدار و بادشاہت اور نبوّت و رسالت کے حسین امتزاج اور مادّی و روحانی ترقی کے بام عروج پر پہنچ کر بھی عبدیت و ایمان کے روح پرور مناظر کو بیان کیا ہے۔

دونوں باپ بیٹوں کو بے پناہ وسائل، جنّوں، انسانوں اور حیوانوں پر حکمرانی اور پرندوں کی گفتگو سمجھنے کا سلیقہ بھی عطا کیا گیا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السّلام اپنے لشکر کے ساتھ ایک بستی سے گزر رہے تھے۔ چیونٹیوں کی سردار نے باقی چیونٹیوں سے کہا اپنے بلوں میں گھس جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ بادشاہ کے قدموں تلے روندی جاؤ اور ان کو پتہ بھی نہ چلے۔ جناب سلیمان علیہ السّلام نے جب یہ بات سنی، مسکرائے پھر اللہ سے یہ عاجزانہ دُعا مانگی۔ اے میرے پروردگار تُو نے مجھ پر اور میرے والد پر جو انعامات کیے ہیں مجھے ان کا شکریہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرما اور مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل فرما۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السّلام نے لشکر میں

نظر دوڑائی تو ہُدہُد پرندہ کو غائب پایا تو انہوں نے کہا کہ اگر ہُدہُد نے غیر حاضری کی کوئی معقول وجہ نہ بتائی تو اسے سخت سزا دوں گا یا ذبح کر دوں گا۔ کچھ دیر بعد ہُدہُد آیا اور بتایا کہ میرا گزر ایک ایسے ملک سے ہوا ہے جس کی حکمران ایک عورت ہے اس کا تخت عظیم الشان ہے۔ لیکن بد قسمتی سے وہ لوگ سورج کی پوجا کرتے ہیں۔ جناب سلیمان علیہ السّلام نے ملکہ سبا کو خط لکھا جس میں اُسے دعوتِ توحید دی اور ہُدہُد کے ذریعے بھجوا دیا۔ خط پہنچا تو ملکہ نے مصاحبوں سے کہا کہ مجھے حضرت سلیمانؑ کی طرف سے یہ خط ملا ہے۔ جو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے شروع ہوتا ہے۔ اُس خط میں کہا گیا ہے کہ "تکبّر نہ کرو اور میرے فرمانبردار ہو کر حاضر ہو جاؤ۔"

ملکہ کا تخت۔ حضرت سلیمانؑ اور ملکہ کی ملاقات

32-44

ع 18 جب ملکہ کو خط ملا تو ملکہ نے اپنے سرداروں سے مشورہ کیا۔ مصاحب بولے ہم بڑی طاقت والے اور لڑنے والے ہیں۔ آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔ ملکہ نے امتحان کے طور پر سلیمان علیہ السّلام کے لیے بہت سے تحفے بھجوائے۔ جب وہ تحفے سلیمان علیہ السّلام کے پاس لائے گئے تو آپ نے تحائف کو بنظرِ حقارت دیکھ کر واپس کر دیا اور انجامِ بد سے خبر دار کیا۔ سلیمان علیہ السّلام نے کہا جو کچھ اللہ نے مجھے عطا کیا وہ ان تحفوں سے بہتر ہے۔ سلیمان علیہ السّلام نے اپنے اہلِ دربار سے پوچھا تم میں کون ملکہ سبا کا تخت میرے پاس لا سکتا ہے۔ چنانچہ اہلِ دربار میں سے ایک جِنّ نے کہا کہ میں بادشاہ کے دربار کی محفل کے ختم ہونے تک لا سکتا ہوں۔ پھر ایک اور شخص (آصف بن برخیا) جس کے پاس کتاب کا عِلم تھا بولا میں پلک جھپکنے سے پہلے لائے دیتا ہوں۔ اور ساتھ ہی تخت آ گیا جب سلیمان علیہ السّلام نے تخت دیکھا تو کہنے لگے "هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ" یہ میرے رَب کا فضل ہے۔ پھر ملکہ

اور اس کے دیگر سردار حضرت سلیمان علیہ السّلام سے ملنے آئے۔ ملکہ کو وہ تخت دکھایا گیا اور پوچھا گیا کیا اس کا تخت ایسا ہی ہے۔ وہ کہنے لگی یہ تو گویا وہی ہے۔ ہم تو پہلے ہی جان گئے تھے حضرت سلیمان کا دعوتِ توحید کا پرندے کے ذریعے خط اور ہزاروں میل دُور سے پلک جھپکنے میں تخت کا آنا کسی عام حکمران کا نہیں بلکہ ایک نبی کا ہی کرشمہ ہو سکتا ہے۔ پھر ملکہ کو محل کے اندر لے جایا گیا۔ فرش ایسے شیشے کا بنا ہوا تھا کہ دیکھنے میں وہ پانی کا حوض لگتا تھا وہاں سے گزرنے کے لیے ملکہ نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑے اٹھا لیے تاکہ گیلے نہ ہو جائیں۔ جناب سلیمان علیہ السّلام نے کہا یہ پانی نہیں چمکدار شیشے کا فرش ہے۔ ملکہ سبا دربارِ سلیمانی میں حاضر ہو کر آپ کی شان و شوکت سے بہت متاثر ہوئی اور کہنے لگی اے میرے رَب میں اپنے نفس پر بڑا ظلم کرتی رہی۔ اب میں سلیمان کے ساتھ رَبّ العالمین کی فرمانبردار بنتی ہوں۔

قومِ ثمود۔ قومِ لُوط کا انجام

45-59

ع 19 پھر قوم ثمود اور ان کے نبی صالح علیہ السّلام کے رُوپ میں اسلام اور کفر کا معرکہ وسائل و انتظامات کے مقابلہ میں ایمان و اعمالِ صالحہ کی جیت کو بیان کیا گیا ہے۔ پھر قوم لُوط اور ان کی بدکرداری کے مقابلہ میں اللہ کے نبی لُوط علیہ السّلام کی فتح اور نافرمانوں کی تباہی کی منظر کشی کی گئی ہے۔ اور پارہ کے آخر میں اللہ کی حمد و ثناء اور منتخب بندگانِ خدا پر سلامتی کی نوید سنائی گئی ہے اور معبودِ حقیقی اور معبودانِ باطل میں تقابلی مطالعہ کے ذریعہ حق تک رسائی حاصل کرنے کی راہ سجھائی گئی ہے۔

پارہ نمبر 20 اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

بیسواں پارہ سولہ [16] رکوع پر مشتمل ہے۔ پہلے تین [3] رکوع سورۃ النمل پھر نو [9] رکوع سورۃ القصص کے اور آخری چار [4] رکوع سورۃ العنکبوت میں ہیں۔

توحید باری تعالیٰ پر عظیم الشّان دلائل

60-66

ع 1 توحید باری تعالیٰ پر دلائل پیش کرتے ہوئے بیسویں پارہ کی ابتداء ہوتی ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے آسمان و زمین کو پیدا کر کے بارش برسا کر پُر رونق سرسبز و شاداب باغ اور باغیچے کس نے پیدا کیے؟ کیا تم ایسے درخت بنا سکتے تھے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ہو سکتا ہے اس کے باوجود یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبودوں کے پیچھے بھٹکنے لگ جاتے ہیں۔ کس نے زمین کو ہچکولے کھانے سے روک کر جانداروں کے لیے قرار گاہ بنایا؟ کس نے اس میں نہریں اور پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کو آپس میں مخلوط ہونے سے بچانے کے لیے درمیان میں حدِ فاصل بنائی؟ کیا ایسے اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود شریک کار ہو سکتا ہے؟ لیکن یہ مشرک لوگ عِلم کے تقاضے پورے نہیں کرتے۔ پریشان حال جب پکارتا ہے تو اس کی تکلیف دُور کرنے اور تمھیں زمین پر اختیارات سونپنے والا کون ہے؟ خشکی اور تری کے اندھیروں میں ہدایت دینے والا اور بارش سے پہلے ٹھنڈی ہوائیں چلانے والا کون ہے؟ تمہاری پہلی تخلیق کے بعد دوبارہ پیدا کرنے اور آسمان و زمین سے تمھیں روزی بہم پہنچانے والا کون ہے؟ آسمان و زمین کے چھپے ہوئے بھید جاننے والا کون ہے؟ ان مشرکین کے پاس شرک کے لیے کوئی دلیل نہیں جس سے اپنی سچائی ثابت کر سکیں۔ یہ بے سوچے سمجھے بہکے چلے جا رہے ہیں۔ دراصل آخرت کے بارے میں ان کا "عِلم" ان سے کھو گیا ہے بلکہ یہ شکوک و شبہات میں مبتلا ہو کر بینائی کے تقاضوں سے محروم ہو چکے ہیں۔

منکرینِ آخرت

67-82

ع 2 کفّار کہتے ہیں جب ہم مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں گے تو کیسے زمین سے نکالے جائیں گے۔ یہ تو ہم باپ دادا سے سنتے آرہے ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے زمین میں چل پھر کر دیکھو، منکرین کا انجام کیا ہوا ہے، رہا مسئلہ جلد یا بدیر کا تو خبر دار رہو۔ وہ گھڑی تمہارے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ اے نبیؐ آپ ان پر غم نہ کھائیں۔ اللہ ان کے ظاہر و باطن سے بخوبی باخبر ہے۔ قرآن ان کے اکثر اختلافات کو ظاہر کرتا ہے، اور اس میں اہل ایمان کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ آپ اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ آپ مردوں کو اور ان بہروں کو اپنی پکار کیسے سنا سکتے ہیں جو الٹے بھاگ رہے ہیں۔ آپ ان ہی کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیات پر ایمان لائے ہیں اور جن کا مشرف باسلام ہونا ہم نے مقدر کر دیا ہے۔ اور جب ہماری بات پوری ہونے کا وقت آئے گا تو ہم ایک چوپایہ زمین سے نکالیں گے جو ان سے گفتگو کرے گا کیونکہ یہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہیں لاتے تھے۔

روزِ قیامت کا احوال

83-93

ع 3 پھر صُور پھونکا جانا، پہاڑوں کا بادلوں کی طرح اڑتے پھرنا اور لوگوں کا ٹولیوں کی شکل میں احتساب کے لیے پیش ہونا اور نیکی سر انجام دینے والوں کا گھبراہٹ سے محفوظ رہنا اور "بدی" کے مرتکبین کا قیامت کے دن اوندھے منہ جہنّم میں ڈالا جانا بیان ہوا ہے۔ مسلمانوں کو رَب کعبہ کی عبادت کی تلقین اور قرآن کریم کی تلاوت کا حکم ہے۔ ہدایت یافتہ انسان اپنا فائدہ کرتے ہیں جبکہ گمراہ اپنا ہی نقصان کرتے ہیں۔ اللہ اپنی قدرت کے دلائل کا مشاہدہ کراتے رہیں گے جنہیں تم اچھی طرح پہچان لو گے۔ یاد رکھو! تمہارا رَب تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔

۲۸۔ سُورَۃُ القَصَصِ

مَكِّيَّةٌ

آیات: 88 بسم اللہ الرحمن الرحیم رکوع: 9

اس سورۃ میں تین نامور شخصیات کے واقعات ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون اور قارون ان تینوں قصّوں کی مناسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ قصص رکھ دیا گیا۔ پوری سورۃ ہی قصہ ٔموسیٰ وفرعون کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کر رہی ہے۔ اس لیے اس کا مرکزی مضمون "اثبات رسالت" ہے۔

قصّہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام

1-13

ع 4 باطل کا انداز کہ وہ حق کے ماننے والوں کو فرقوں اور دھڑوں میں تقسیم کر کے ان کی طاقت توڑتا ہے اور پھر ان پر بلا روک ٹوک مشقِ ستم کرتا ہے۔ فرعون اپنی فسادی ذہنیت کے پیش نظر اپنی ماتحت رعایا کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر کے ان کے لڑکوں کو قتل کرا دیتا اور لڑکیوں کو زندہ رکھ کر ان سے خدمت لیتا۔ اللہ نے کمزوروں اور ضعیفوں پر احسان کر کے انہیں دنیا کی قیادت پر فائز کرنے اور فرعون کو اس کی غلطیوں اور مظالم کی سزا دینے کا فیصلہ کر کے موسیٰ علیہ السّلام کو بنی اسرائیل میں پیدا کیا۔ ان کی ماں کو اللہ کی طرف سے وحی ہوئی۔ جب تجھے اس کی جان کو خطرہ ہو تو اُسے ایک تابوت میں ڈال کر دریا میں بہا دینا اور کچھ خوف نہ کرنا۔ چنانچہ ان کی والدہ نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ تابوت فرعون کے محل کے پاس سے گزرا، تو دربانوں نے اس تابوت کو پکڑا اور کھول کر دیکھا تو اس میں ایک خوبصورت بچّہ تھا۔ فرعون کی بیوی (حضرت آسیہؓ) نے فرعون سے کہا اسے قتل نہ کرو۔ اس کو منہ بولا بیٹا بنا لیتے ہیں۔ کیا عجب یہ ہمارے لیے مفید ثابت ہو۔ یہ ہم دونوں کے لیے

آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ چنانچہ بچّے کو فرعون کے محل میں لایا گیا۔ اس عرصہ میں بچّے کی بہن تابوت کا تعاقب کرتے ہوئے محل تک پہنچ گئی۔ بچّہ کسی بھی دائی کے دودھ کو منہ نہ لگاتا تھا۔ تب اس کی بہن نے ماں کا پتا بتایا اس طرح اللہ بچّے کو ماں کے پاس پلٹا لائے۔ بچّے کا نام موسیٰ فرعون کے گھر میں رکھا گیا۔ (یہ عبرانی یا قبطی زبان کا لفظ ہے۔ جس کا مطلب ہے پانی سے نکالا ہوا۔)

حضرت موسیٰؑ سے قبطی کا قتل

14-21

ع 5 موسیٰ علیہ السّلام جب جوان ہوئے تو اللہ نے علم و حکمت عطا فرمائی۔ پھر ایک دن موسیٰ علیہ السّلام شہر میں داخل ہوئے تو ایک قبطی ایک بنی اسرائیلی کو مار رہا تھا۔ بنی اسرائیلی نے موسیٰ علیہ السّلام کو مدد کے لیے پکارا۔ انہوں نے جاتے ہی قبطی کو مکا مارا۔ مکا لگتے ہی وہ گرا اور مر گیا۔ حضرت موسیٰ کا اسے قتل کرنے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ بہر حال انہوں نے اللہ کے حضور توبہ کی۔ اس عرصہ میں فرعون کے سپاہی ان کو تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ چنانچہ ایک مخلص شخص کی اطلاع پر آپ نے ہجرت کا ارادہ کیا پھر وہ مصر سے مدین چلے گئے اور دُعا کی "رَبِّ نَجِّنِيۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ" اے میرے رَب مجھے ظالموں سے بچا لے۔

حضرت موسیٰؑ کی مدین کی طرف ہجرت

22-28

ع 6 مصر سے نکل کر موسیٰ علیہ السّلام مدین پہنچے۔ دیکھا وہاں ایک کنویں پر لوگ جانوروں کے ساتھ پانی لینے کے لیے قطاروں میں کھڑے ہیں۔ اور شرم و حیا والی دو لڑکیاں بھی کھڑی ہیں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السّلام نے ان کی مدد کی اور ان کے جانوروں کو پانی پلایا، وہ چلی گئیں۔ پھر ہٹ کر سائے میں بیٹھ گئے اور دُعا کی میرے پروردگار میری جھولی میں خیر ڈال دے۔ تھوڑی دیر گزری ان لڑکیوں میں سے

ایک لڑکی انتہائی شرم و حیا سے چلتی ہوئی آئی اور اس نے کہا میرے بابا آپ کو بلا رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام اس بزرگ کے پاس گئے۔ وہ حضرت شعیب علیہ السّلام تھے۔ آپ نے ان کو اپنے حالات بتائے تو انہوں نے کہا اب کچھ خوف نہ کھاؤ تم ظالموں کے خوف سے نکل آئے ہو پھر موسیٰ علیہ السّلام تقریباً دس برس حضرت شعیب علیہ السّلام کے گھر میں رہے پھر حضرت شعیب علیہ السّلام نے اپنی بیٹی (صفورا) کی شادی حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے کر دی۔ اس عرصہ میں انہوں نے بکریاں بھی چرائیں۔ اور پھر دس برس کے بعد حضرت موسیٰ نے وطن واپسی کا پروگرام بنایا۔

موسیٰ علیہ السّلام منصبِ نبوّت

29-42

ع 7 حضرت موسیٰ علیہ السّلام وطن واپسی پر جب کوہِ طور پہنچے تو دُور سے آگ جلتی ہوئی دیکھی۔ اپنی اہلیہ سے کہا تم یہاں ٹھہرو میں اس سے انگارے لے آؤں جس سے تم تاپ سکو۔ وہاں پہنچے تو درخت سے آواز آئی اے موسیٰ میں اللہ ہوں۔ سارے جہانوں کا مالک۔ اس موقع پر آپ کو نبوّت سے سرفراز فرمایا اور آپ کو عصا اور یدِ بیضا کے دو معجزے عطا کیے۔ پھر فرعون کے پاس توحید کی دعوت دینے کے لیے جانے کا حکم دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے بھائی ہارون کی درخواست کی جو اللہ نے قبول فرمائی اور حضرت ہارون علیہ السّلام کو بھی نبوّت سے سرفراز فرمایا گیا۔ حضرت موسیٰ و ہارون فرعون کے پاس گئے اُسے ہر طرح سے سمجھایا اور توحید کی دعوت دی۔ اپنی نشانیاں اور معجزے دکھائے لیکن اس نے ان معجزوں کو جادو قرار دیا۔ فرعون نے اپنے وزیر ہامان سے کہا میرے لیے ایک بلند و بالا محل تعمیر کرو جس پر کھڑے ہو کر دیکھوں کہ موسیٰ کا رَب کہاں رہتا ہے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی فوج کو پانی میں ڈبو کر غرق کر دیا۔

موسیٰؑ بنی اسرائیل کے لیے، محمد مصطفیٰ ﷺ سارے جہانوں کیلئے

43-50

ع 8 حضور ﷺ سے خطاب کر کے فرمایا گیا کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا تو آپ وہاں موجود نہ تھے۔ اس صورت میں موسیٰ علیہ السلام کے تمام واقعات کو ٹھیک ٹھیک طور پر بیان کر دینا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ خدا کے رسول ہیں۔

ارشاد الٰہی ہے کہ ہم نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو اس لئے بھیجا ہے کہ کل کو تمہاری گرفت ہو تو یہ نہ کہہ سکو، اگر ہمارے پاس ہماری ہدایت کے لیے کوئی پیغمبر آتا تو ہم اس کا طریقہ ضرور اختیار کر لیتے۔ فرمایا ان سے کہیے اگر ان کے پاس قرآن سے زیادہ ہدایت دینے والی کوئی کتاب موجود ہے تو لے آئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ لوگ خواہشات کے پیروکار ہیں اور جو کوئی ہدایت خداوندی چھوڑ کر اپنی خواہشات کے پیچھے لگ جائے اس سے بڑا گمراہ کون ہو گا۔

حضرت موسیٰؑ اور رسولِ کریم ﷺ کی دعوت میں مماثلت

51-60

ع 9 ہم ہدایت بھیجتے رہے اور اہل کتاب کی ایک جماعت نے دعوت ایمان کو قبول بھی کیا۔ انہیں ان کے صبر کا دوچند اجر ملے گا۔ یہ لوگ بیہودہ بات سن کر اس سے منہ موڑ لیتے ہیں۔

ہدایت دینا یہ حضور ﷺ کے فرائض میں داخل نہیں، اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم تیری ہدایت پر چلیں تو لوگ ہمیں اچک لیں گے۔ یہ نہیں سوچتے کہ حرم مکہ کا امن ہم نے انہیں عطا کیا ہے۔ جہاں ہر قسم کے پھل ہیں۔ اور کتنی بستیاں ہیں جو ہم ہلاک کر چکے ہیں۔ جن کے

امراء اپنے سامانِ تعیش پر ناز کرتے تھے۔ پھر انہیں ان میں بسنا نصیب نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا دستور یہ ہے کہ جب تک کوئی نبی نہ آجائے اور کسی بستی کے لوگ ظلم کی روش اختیار نہ کرلیں وہ انہیں ہلاک نہیں کرتا۔

ہر چیز اللہ کے حکم کے تابع ہے

61-75

ع 10 جن لوگوں سے اللہ نے اچھا وعدہ کیا اور جنہیں دنیا میں فائدہ اور آخرت میں گرفت مقدر ہوئی وہ کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔ اس دن ان سے کہا جائے گا کہاں ہیں تمہارے بنائے ہوئے میرے سب شریک؟ ان کا جواب ہو گا کہ انہوں نے ہمیں بہکایا تھا۔ لیکن اس دن وہ ان کی پکار کا کوئی جواب نہ دیں گے۔ ان لوگوں کو اس دن کچھ نہ سوجھے گا۔ لیکن ایمان اور عمل صالح کے مالک نجات پانے والے ہوں گے۔

تیرا رب ظاہر و باطن سب کچھ جانتا ہے۔ حکم اسی کا ہے اگر وہ قیامت تک کے لئے تاریکی کر دے تو کوئی روشنی لانے والا نہیں اگر وہ قیامت تک دن کر دے تو کوئی تاریکی لانے والا نہیں۔ اس نے رات کو سکون کے لئے اور دن کو کسبِ معاش کے لئے بنایا ہے۔

مغرور قریشیوں کو قارون کی مثال سے سمجھایا

76-82

ع 11 حضرت موسیٰ علیہ السّلام اپنے دَورِ نبوّت میں ہر محاذ پر باطل کے خلاف سرگرم رہے اور منکرین آخرت کے ساتھ لڑائی لڑتے رہے۔ ان کا یہ کردار فرعون وہامان کے سامنے کلمۂ حق بلند کرنے اور سرمایہ داری کے نمائندہ قارون کی سرزنش اور قوم کی بے اعتدالیوں پر صبر و تحمل کی شکل میں سامنے آتا ہے، قارون سے موسیٰ علیہ السّلام کی گفتگو کو قرآنِ کریم نے نہایت حسین پیرائے میں بیان

فرمایا ہے۔ قارون، موسیٰ علیہ السّلام کا رشتہ دار اور ایک غریب انسان تھا۔ کاروبار میں ایسی برکت اور ترقی ہوئی کہ بے بہا خزانوں کا مالک بن گیا۔ اس کی چابیاں سنبھالنے کے لیے ایک طاقتور جماعت کا انتظام کرنا پڑتا تھا۔ اس سے یہ کہا گیا کہ تکبّر و اتراہٹ نہ کر یہ اچھی صفات نہیں ہیں۔ بیشک اللہ تکبّر و اتراہٹ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ جس طرح اللہ نے مال و دولت کی فراوانی عطا فرما کر تم پر احسان کیا ہے تم غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ تعاون کر کے مخلوقِ خدا پر احسان کا مظاہرہ کرو اور اپنے مال و دولت کی بنیاد پر فتنہ و فساد پھیلانے سے باز رہو، مگر اس نے اللہ کی عطا و احسان کو تسلیم کرنے کی بجائے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ سب مال و دولت میرے تجربہ اور کاروباری سوجھ بوجھ کا نتیجہ ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السّلام نے جب اسے عار دلائی تو اس نے انتقامی کارروائی کے طور پر ایک فاحشہ بدکار عورت کو پیسے کا لالچ دے کر موسیٰ علیہ السّلام کی کردار کشی کرنے کے لیے بدکاری کا الزام لگوانے کی کوشش کی، جس پر موسیٰ علیہ السّلام نے دُعا ضرر کی۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قارون کو سوچنا چاہیے کہ اس سے پہلے کتنے بدکردار افراد اور قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں وہ طاقت و قوت میں اس سے بھی زیادہ تھے۔ ایک مرتبہ قارون غرور و تکبّر کا پیکر بن کر خوب بن سنور کر نکلا لوگ اس کے وسائل کی فراوانی اور شان و شوکت کو دیکھ کر بہت متاثر ہونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حالت میں اس پر اپنا عذاب مسلّط کر کے زمین کو حکم دیا کہ اس بدبخت کو نگل جا اور اس طرح اسے اس کے مال و دولت اور محلات سمیت زمین میں دھنسا دیا گیا۔ اس کے مال و دولت اور خدّام و حمایتی اسے اللہ کی پکڑ سے نہ بچا سکے اور دنیا پر یہ واضح ہو گیا کہ مالی وسعت و آسائش بھی اللہ کے حکم سے ملتی ہے اور رزق میں تنگی اور کمی بھی اللہ کے حکم سے آیا کرتی ہے۔ قارون کے مرتبہ کی تمنّا کرنے والے کہنے لگے اللہ کا احسان نہ ہوتا تو ہم بھی دھنس جاتے۔ (تفسیر کبیر، ضیاء القرآن)

آخرت میں کامیابی والے۔ وعدہ الٰہی

83-88

ع 12 قارون کے واقعہ کے اختتام پر اور اس رکوع کے شروع میں قرآن ایک اہم نصیحت کرتا ہے۔ اے لوگو! آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کے لیے تیار کر رکھا ہے جو ملک میں بڑا بننے اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے اور اچھا انجام تو پرہیز گاروں ہی کا ہے۔ بیشک وہ قادر مطلق جس نے آپ پر قرآن کی تبلیغ فرض کی ہے۔ وہ آپ کو مکہ لے جائے گا۔ قرآن تم پر نازل کیا گیا ہے، تم ہر گز کافروں کی طرفداری نہ کرنا، انہیں اپنے رب کی طرف بلانا، شرک نہ کرنا، اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارنا۔ اُس کے سوا سب ہلاک ہونے والے ہیں۔ حکم اسی کا ہے، تم سب کو اس کی طرف لوٹ جانا ہے۔

اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو شریک نہ کیجیے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، ہر چیز فانی ہے، اسی اللہ کے فیصلے کائنات میں نافذ ہوتے ہیں اور تم سب لوٹ کر اسی کے پاس جاؤ گے۔

۲۹۔ سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ

آیات: 69 بسم اللہ الرحمن الرحیم رکوع: 7

عنکبوت مکڑی کو کہتے ہیں۔ اس سورۃ میں عنکبوت (مکڑی) کے جالے کا تذکرہ ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام رکھا گیا۔ یہ سورۃ سچے ایمان والوں میں استقامت پیدا کرنے اور کمزور دلوں کو شرم دِلانے کے لیے نازل فرمائی گئی۔ انبیاء کا ذکر بھی اس ضمن میں فرمایا گیا کہ دیکھو کیسی کیسی سختیاں ان پر گذریں۔

لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

1-13

ع 13 فرمایا گیا کہ کیا ایمان والوں نے خیال کر لیا ہے کہ وہ یونہی آزمائش کے بغیر ہی چھوڑ دیئے جائینگے۔ ہم ان سے پہلوں کی بھی آزمائش کر چکے ہیں، اللہ کو ضرور دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون بری حرکتیں کرنے والے کسی غلط فہمی میں نہ رہیں، یہ بھاگ کہ ہماری دسترس سے باہر نہ نکل سکیں گے۔ جو کوئی اللہ سے ملنے کی توقع رکھتا ہے اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت آنے ہی والا ہے۔ ایمان اور نیک کردار بندوں کی برائیاں ضرور دُور کر دی جائیں گی۔

جن مسلمانوں کے والدین مشرک تھے انہیں ہدایت فرمائی گئی کہ وہ ایمان پر قائم رہیں اور ماں باپ کا کوئی غلط حکم نہ مانیں، البتہ ان کے ساتھ نیک سلوک کرتے رہیں۔ کمزور دل مسلمانوں سے فرمایا گیا ہے کہ اللہ کے راستوں کی سختیوں کو برداشت کرو کیونکہ اللہ یہ ضرور دیکھتا ہے کہ کون ایمان والے ہیں اور کون منافق ہیں۔ اور کافروں کا ایمان والوں سے یہ کہنا جھوٹ ہے کہ ہمارے طریقوں پر چلو ہم تمہاری غلطیاں اپنے اوپر لے لیں گے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور دوسروں کے بہت سے بوجھ بھی، اور اللہ ان کے جھوٹ کی ضرور باز پرس کرے گا۔

حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی تبلیغ

14-22

ع 14 پھر نوح علیہ السّلام کی ساڑھے نو سو سالہ طویل جدوجہد کے نتیجہ میں ان کے ساتھیوں کی طوفان سے کشتی کی مدد سے نجات اور قوم کی ہلاکت کا تذکرہ پھر ابراہیم علیہ السّلام اور ان کی دعوتِ توحید کا تذکرہ اور قوم کی ہٹ دھرمی اور بے اختیار معبودانِ باطل کی عبادت پر کاربند رہنے کا بیان اور اس حقیقت کی طرف

اشارہ ہے کہ ہر دَور میں مفاد پرست، اللہ کے سچے رسولوں کا انکار کرتے آئے ہیں اور دنیا میں چل پھر کر منکرین کے انجام کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

حضرت ابراہیم اور لُوط علیہما السّلام کی مخالفت

23-30

ع 15 قوم نے کہا اس کو قتل کر دو، جلا ڈالو مگر اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو بچا لیا۔ انہوں نے ہجرت فرمائی اور ہم نے انہیں اسحٰقؑ اور یعقوب عطا فرمائے، ان کی اولاد میں نبوّت رکھی، ان کو دنیا میں اجر عطا فرمایا اور آخرت میں وہ نیک لوگوں میں سے ہوں گے۔

لوط علیہ السّلام نے قوم سے فرمایا کہ تم ایسی بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو، تم سے پہلے کسی نے بھی یہ حرکت نہیں کی، قوم نے کہا جو کچھ کرنا چاہے کر لے، ہم تو باز آنے والے نہیں۔ حضرت لوطؑ نے رب سے دعا کی کہ اے میرے رب، ان مفسدوں کے مقابلے میں میری مدد فرما۔

مختلف عذابوں سے نافرمان قوموں کی ہلاکت

31-44

ع 16 عذاب کے فرشتے آئے اور ظالم نیست و نابود کر دیئے گئے۔ اس ظالم قوم پر اس کے کرتوتوں کی بدولت جو عذاب آیا تھا اس کی ایک نشانی آج بھی موجود ہے جسے تم شام کی طرف اپنے تجارتی سفروں میں جاتے ہوئے شب و روز دیکھتے ہو۔ ہم نے حضرت لوطؑ کو اور ان کی بیوی کے سوا ان کے گھر والوں کو بچا لیا۔ ان کی بستی کے لوگ بدکاری کرتے تھے اس لئے آسمان سے ان پر عذاب ٹوٹا۔ قوم مدین کی طرف ہم نے شعیب علیہ السلام کو بھیجا۔ انہوں نے کہا لوگو! اللہ کی بندگی کرو، روزِ آخرت کے امیدوار رہو، زمین میں مفسدین بن کر زیادتیاں نہ کرتے پھرو، مگر انہوں نے جھٹلایا تو آخر کار ایک سخت زلزلے نے ان کو آلیا۔ اور وہ اپنے گھروں

میں پڑے کے پڑے رہ گئے۔ قارون، فرعون اور ہامان کے پاس بھی موسیٰ علیہ السلام آئے مگر انہوں نے اپنی بڑائی کا زعم کیا۔ حالانکہ وہ بھاگ کر اللہ کی گرفت سے بچنے والے نہ تھے۔ آخر کار ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ میں پکڑا، کسی پر پتھروں کی بارش برسائی۔ کسی کو زبردست دھماکے نے آلیا، کسی کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا، کسی کو غرق کر دیا۔ اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا مگر وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے۔ جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبود بنا لیے ہیں، ان کی مثال مکڑی جیسی ہے جو جالا تان کر اپنا گھر بناتی ہے۔ اور سب گھروں سے زیادہ کمزور گھر مکڑی کا گھر ہی ہوتا ہے۔ یہ مثالیں ہم لوگوں کے سمجھانے کے لیے بیان کرتے ہیں۔ انہیں صرف علم والے ہی سمجھتے ہیں۔ آسمان و زمین کی بہترین تخلیق اہل ایمان کے لئے اللہ کی قدرت کی عظیم الشان دلیل ہے۔

پارہ نمبر 21 اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ

اکیسواں پارہ انیس 19 رکوع اور تین 3 آیات پر مشتمل ہے۔ پہلے تین 3 رکوع سورۃ العنکبوت پھر چھ 6 رکوع سورۃ الروم، پھر چار 4 رکوع سورۃ لقمٰن، پھر تین 3 رکوع سورۃ الم السجدہ اور آخری تین 3 رکوع اور تین 3 آیات سورۃ الاحزاب کی ہیں۔

قرآن کریم اور نماز پڑھنے کا حکم ساتھ ساتھ

45-51

ع 1 قرآن کریم کی تلاوت کے حکم کے ساتھ اکیسویں پارہ کی ابتداء ہو رہی ہے۔ نماز کی پابندی کی تلقین کے ساتھ نظامِ صلوٰۃ کا سب سے بڑا فائدہ بیان کیا گیا ہے کہ اس سے بے حیائی اور ناشائستہ حرکتوں کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ اہلِ کتاب سے اگر بحث و مباحثہ کی نوبت آجائے تو اخلاق کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے اور توحید باری تعالیٰ اور آسمانی نظام سے اپنی وفاداری بر قرار رکھتے ہوئے اہلِ کتاب کے ظالموں کو دو ٹوک جواب دینے کی اجازت ہے۔ اللہ کی آیتوں کے منکر کفر اور ظلم کے علمبردار ہوتے ہیں۔ قرآن کریم کی حقانیت کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ ایک اُمّی نبی ﷺ معجزانہ کلام سنا رہے ہیں۔ اگر آپ ﷺ اس سے پہلے لکھنا پڑھنا جانتے تو باطل پرست شکوک و شبہات پیدا کر دیتے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ آسمان سے نشانیاں کیوں نہیں اترتیں؟ ان سے پوچھیے: قرآن کریم سے بڑی اور کون سی نشانی ہو سکتی ہے۔

مہاجرین نیکو کاروں کے درجات

52-63

ع 2 جان بوجھ کر انکار کرنے والے ہٹ دھرم لوگوں سے کہہ دیں کہ میرے تمہارے درمیان ہر شے کا جاننے والا اللہ کافی گواہ ہے۔ یاد رکھو اللہ کے منکر اور جھوٹ پر ایمان رکھنے والے ہمیشہ خسارے میں ہیں۔ دنیا میں عذاب مقررہ وقت

پر آجائے گا۔ اور آخرت کا عذابِ جہنم بھی ان کا منتظر ہے۔ ایمان والوں سے فرمایا گیا کہ اگر تمہیں کافر میری عبادت سے روکتے ہیں تو ہجرت کر جاؤ، میری زمین بہت فراخ ہے۔ مرنا ہر ایک کو ہے، ایمان والے جو صبر کرتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں، جنت ان کی منتظر ہے، راہِ حق میں ہجرت کرنے والے روزی کی فکر نہ کریں، زمین میں کتنے ایسے جاندار ہیں جو اپنا رزق ساتھ نہیں اٹھائے پھرتے، اللہ ان کو رزق دیتا ہے۔ کافروں سے پوچھیں کہ زمین، آسمان، چاند، سورج کس نے بنائے اور کس نے کام پر لگائے؟ تو وہ کہیں گے اللہ نے، کافر اس کا بھی انکار نہ کریں گے کہ آسمان سے پانی اللہ برساتا ہے، وہی زمین کو موت کے بعد زندگی بخشتا ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر سمجھ نہیں رکھتے۔

کوشش کرنے والوں کے لیے راہیں کُھل جاتی ہیں

64-69

ع 3 دنیا کی حقیقت واضح کر دی کہ دنیا کی زندگی کھیل تماشے کی طرح ختم ہونے والی ہے اور حقیقی زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ یہ لوگ مشکلات اور پریشانیوں میں اللہ سے وفاداری کا دم بھرنے لگتے ہیں اور جب نجات پا کر مطمئن ہو جاتے ہیں تو شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔ انہیں سوچنا چاہیے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے امن وسکون کے خطے حرم محترم میں سکونت عطا فرمائی ہے، جہاں ہر قسم کے دشمن کی دسترس سے یہ محفوظ ہیں جبکہ ان کے اطراف کے بسنے والوں کو ان کے دشمن اچک کر لے جاتے ہیں۔ کیا یہ پھر اللہ کے انعامات کی ناشکری کرتے ہوئے باطل پر ایمان لاتے ہیں۔ آخر میں حق و صداقت کی جدوجہد کرنے والوں کو خوشخبری سنا کر سورۃ کا اختتام کیا جا رہا ہے کہ جو لوگ ہمارے راستہ کی جدوجہد میں مصروف رہتے ہیں ہم انہیں اپنے راستوں کی ہدایت سے سرفراز فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مدد یقیناً مخلصین کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔

٣٠۔ سُوْرَۃُ الرُّوْمِ

مَكِّيَّةٌ

آیات: 60 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 6

ابتدائی آیات کے نزول کا پس منظر یہ ہے کہ رومی باشندے عیسیٰ علیہ السّلام پر ایمان لانے کی وجہ سے آسمانی نظام کے قائل تھے اور مسلمانوں کی ہمدردیاں ان کے ساتھ رہتی تھیں اور فارسی باشندے آتش پرست ہونے کی وجہ سے آسمانی نظام کے منکر تھے اور مشرکین کی ہمدردیاں ان کے ساتھ رہتی تھیں۔ روم کے عیسائیوں اور فارس کے مجوسیوں کے درمیان جنگ میں مجوسی غالب آ گئے اور عیسائی مغلوب ہو گئے، اس پر مشرکین مکہ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ جس طرح "ہمارے دین والوں" نے "تمہارے دین والوں" کو شکست دی ہے ایسے ہم بھی تمہیں شکست دیں گے۔ قرآن کریم اتر آیا کہ تمہاری یہ خوشیاں عارضی ہیں اور عنقریب اللہ تعالیٰ رومیوں کو فتحیاب کر کے مسلمانوں کے لیے خوشیاں منانے کی صوت پیدا کر دیں گے۔ اس قرآنی پیشگوئی کے مطابق سات یا دس سال کے عرصہ کے اندر اندر مجوسی مغلوب ہوئے اور رومی غالب آ گئے اور اللہ کی قدرت دیکھیے کہ ادھر معرکۂ بدر میں مسلمان بھی مشرکین پر غالب آ گئے اور اس طرح قرآنی پیشگوئی حرف بہ حرف سچی ثابت ہو کر اہلِ ایمان کی خوشیوں کا باعث بنی۔

اعلان غلبۂ اسلام اور فتح روم۔ معجزاتی پیشن گوئیاں

1-10

ع 4 قریب کی سرزمین میں رومی مغلوب ہو گئے اور چند سال کے اندر اندر غالب آ جائیں گے۔ سب اختیار اللہ کے پاس ہے۔ وہ جس کی چاہے مدد کرتا ہے اور

اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا، لوگ صرف ظاہری حالات کا جائزہ لیتے ہیں۔ لیکن آنے والے حالات سے بے خبر ہوتے ہیں۔ خدا کی قدرت دیکھنا چاہیں تو اپنے اندر غور کر لیں، یہ دیکھیں کہ اللہ نے زمین اور آسمان بنائے، پھر یہ بھی چل پھر کر دیکھ لیں کہ منکروں کا انجام پہلے کیا ہوا ہے۔ جبکہ وہ لوگ ان سے کہیں زیادہ طاقتور تھے۔ چونکہ وہ آیاتِ الٰہی کا مذاق اڑاتے تھے، ان کا انجام بہت برا ہوا۔

اوقاتِ نماز

11-19

ع 5 اللہ ہی ہر شے کی ابتداء کرنے والا ہے وہی ہر شے کا اعادہ فرمائے گا۔ روزِ محشر مجرم بہت مایوس ہوں گے۔ اس روز ان کے سفارشی ان کے کام نہ آئیں گے۔ نیک عمل ایمان والے جنّت میں مسرور ہوں گے اور کفّار اللہ کے حضور گرفتار کر کے پیش کیے جائیں گے۔ "فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝" ان آیات میں نمازوں کے اوقات بیان ہوئے ہیں۔ آپس میں صبح و شام اللہ ہی کی تسبیح ہے۔ ساری کائنات اسی کی تعریف میں مصروف ہے۔ تم عشاء اور ظہر کو بھی اسی کی تعریف میں مصروف رہو، وہی زندہ کو مُردے سے اور مُردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہی زمین کو دوبارہ زندگی بخشتا ہے۔

اللہ کی قدرت کے دلائل

20-27

ع 6 اللہ کی قدرت کے دلائل میں سے یہ بھی ہے کہ تمہیں مٹی سے انسان بنا کر دنیا میں پھیلا دیا، پھر سکون حاصل کرنے کے لیے تمہارا جوڑا پیدا کر کے باہمی الفت و محبت پیدا کر دی۔ آسمان و زمین کی تخلیق، تمہاری رنگت اور زبانوں کا اختلاف دنیا والوں کے لیے بہت بڑی دلیل ہے۔ دن اور رات میں تمہارا سونا اور

روزی کمانا بھی قدرت الٰہی پر ایک دلیل ہے۔ آسمانی بجلی کی چمک اور گڑ گڑاہٹ سے تمہارے اندر امید و خوف کے ملے جلے جذبات کا پیدا ہونا اور آسمان سے پانی برسا کر زمین کا لہلہاتے کھیتوں میں تبدیل ہو جانا بھی عقل والوں کے لیے بہت بڑی نشانی ہے۔ آسمان و زمین کا بغیر کسی سہارے کے اللہ کے حکم سے فضاء میں معلق رہنا بھی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ پھر جب تمہیں بلایا جائے گا تو تم زمین سے نکل کھڑے ہوگے۔ کائنات کی ہر شے اس کی فرمانبردار ہے۔ اس کائنات میں برتر صفتوں اور شان والا صرف وہی ہے۔

دینِ حنیف کی دعوت۔ ایک اہم مثال

28-40

ع 7 اللہ تمہاری ہی ایک مثال پیش کر کے تمہیں سمجھاتے ہیں کہ تمہارا ایک غلام ہو۔ ہم نے جو نعمتیں تمہیں عطا فرما رکھی ہیں، کیا تم اسے ان نعمتوں میں برابر کا شریک ماننے کے لیے تیار ہو جاؤ گے؟ اگر نہیں تو پھر تم میری مخلوق کو میرا شریک کیوں بناتے ہو؟ پھر اس رکوع میں مشرکوں اور ظالموں کی مذمت کرتے ہوئے جو قرآنی گفتگو کی گئی ہے اس کی روشنی میں "فرقہ واریت" کی تعریف اور اس کے سدّباب کے لیے زرّیں اصول اخذ کیے جاسکتے ہیں۔ اپنی خواہشات کو بغیر کسی دلیل کے اپنا مذہب قرار دے لینا ایک ظالمانہ فعل اور گمراہی کی بات ہے۔ ایسا کرنے والوں کو نہ ہدایت ملتی ہے اور نہ ہی ان کا کوئی حمایتی اور مددگار ہوتا ہے۔ ایسی حرکت کے مرتکب گھٹیا ذہنیت کے حامل لوگ ہوتے ہیں جو اپنے دین میں فرقہ واریت کو رواج دے کر دھڑے بندیاں اور گروہ بنا لیتے ہیں۔ ہر گروہ اپنے نظریات میں مگن رہتا ہے کہ اس سے اس کا تشخص برقرار رہتا ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ انسانی فطرت کے عین مطابق دین کو یکسوئی کے ساتھ اختیار کر لیا جائے۔ اللہ کا نظام کسی بھی دَور میں تبدیل نہیں ہوتا۔ یہ سیدھا اور مضبوط نظامِ حیات ہے،

جس کے بنیادی عوامل انابت الی اللہ، والیِ الرّسول، تقویٰ اور اقامت صلوٰۃ ہیں۔ رزق میں فراخی و تنگی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ عزیز و اقارب، غریب و مسکین اور مسافروں پر خرچ کرنا چاہیے۔ اللہ کی رضا کے طلبگار اور فلاح پانے والوں کا یہی وطیرہ ہے۔ دنیا کی زندگی میں۔ واپسی پر زیادہ ملنے کی نیت سے رشتہ داروں یا دوسرے لوگوں پر خرچ کرنا سود خور ذہنیت کا عکاس ہے۔ اس سے مال میں کوئی ترقی نہیں ہوتی البتہ پاکیزہ ذہن کے ساتھ اللہ کی رضا کے حصول کے لیے جو زکوٰۃ دیتے ہیں اس میں اضافہ اور ترقی ضرور ہوتی ہے۔ دیکھو اللہ نے تمہیں پیدا کیا۔ اُسی نے تمہیں رزق دیا۔ وہی تمہیں مارے گا۔ وہ ہر عیب سے پاک اور بلند ہے۔

بحر و بر میں فساد کے اسباب اور ان کا سدِّ باب

41-53

ع 8 لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ تم سے پہلے مشرکوں کا کیا انجام ہوا۔ قیامت کا نہ ٹلنے والا دن آنے سے پہلے اپنا رخ دین قیّم کی طرف سیدھا کر لو۔ کفر کا وبال کافروں پر پڑے گا، نیکوکار ایمان والوں کو اللہ اپنے فضل سے بہت اچھے بدلے دے گا۔ یہ اسی کی قدرت کا نشان ہے کہ خوشخبری دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے، تاکہ تمہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھائے اور کشتیاں اس کے حکم سے چلیں، تم رزق حلال کی تلاش میں نکلو اور اس کا شکر بجالاؤ۔

اے محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم، آپ سے پہلے بھی کئی نبی واضح دلائل کے ساتھ آئے۔ مجرموں سے ہم نے انتقام لیا اور ایمان والوں کی مدد کرنا ہمارے ذمے لازم ہے۔ دیکھتے نہیں ہو اللہ ہوائیں بھیجتا ہے جس سے بادل آسمان پر پھیل جاتے ہیں، مینہ برسنے لگتا ہے، لوگ خوش ہوتے ہیں۔ حالانکہ بارش سے پہلے ناامید

ہو چکے ہوتے ہیں۔ وہ مردہ زمین کو زندگی بخش دیتا ہے۔ اگر ذرا ایسی ہوا بھیج دے۔ جس سے کھیتوں کا رنگ زرد پڑ جائے تو یہ ناشکری کرنے لگ جاتے ہیں۔ آپ ان اندھوں اور بہروں کو حق نہیں دکھا اور سنا سکتے۔ اسے تو ایمان والے، گردن جھکانے والے ہی سنیں گے۔

انسان کی زندگی کی مختلف حالتیں

54-60

ع 9 اللہ تعالیٰ نے بچپن کی کمزوری سے تمہاری ابتداء کرنے کے بعد تمہیں جوانی کی قوّت سے نوازا اور پھر تمہیں بڑھاپے کی کمزوری سے دوچار کر دیا۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ وہ بڑا علم اور قدرت والا ہے۔ قیامت کے دن ظالموں کی عذر خواہی ان کے کسی کام نہیں آئے گی اور نہ ہی ان کی مشکلات میں کمی کا باعث بنے گی۔ لوگوں کو سمجھانے کے لیے قرآن کریم میں ہر قسم کی مثالیں دے دی گئی ہیں، لیکن باطل پرست اسے ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ بے علم لوگوں کے دِلوں پر مہریں لگی ہوئی ہیں۔ آپ صبر سے دین پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے رہیں۔ اور اپنے مؤقف پر ڈٹے رہیں

۳۱۔ سُوْرَةُ لُقْمٰنَ

مَكِّيَّةٌ

آیات: 34 — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — رکوع: 4

حکمت و دانائی کے پیکر حضرت لقمان حکیم کے تذکرہ اور انہوں نے جو اپنے بیٹے کو قیمتی نصیحتیں کیں اس بنا پر یہ سورۃ "لقمان" کے نام سے موسوم ہے۔ قریشِ مکّہ کو بتایا جارہا ہے کہ لقمان حکیم جس کے تم بھی مداح ہو وہ کیسے پاکیزہ عقیدے اور اچھے اعمال والے تھے۔ اُنہی اعمال و افعال کی طرف آج رسول اللہ

ﷺ تمہیں دعوت دے رہے ہیں۔

دو[2] مخاطب طبقے

1-11

ع 10 ابتداء سورۃ میں قرآن کریم کے کامل اور حکمت و دانائی سے بھرپور ہونے کے تذکرہ کے ساتھ اس سے استفادہ کرنے والوں کی صفات اور خوبیوں کا تذکرہ ہے۔ ان کے ہدایت وفلاح پانے کی نوید ہے اور قرآنی ہدایت کے راستہ میں رکاوٹیں پیدا کرنے اور روڑے اٹکانے والوں کی مذمت ہے۔ اس کے بعد جنّت و جہنّم کے مستحقین کا تذکرہ اور اللہ کی بے پایاں قدرت کے دلائل کا بیان ہے۔ پھر چیلنج کیا گیا ہے کہ یہ سب کچھ تو اللہ کی تخلیق ہے۔ کافر و مشرک بتائیں کہ غیر اللہ نے کیا پیدا کیا ہے۔

حضرت لقمان حکیم علیہ السّلام کی نصیحتیں

12-19

ع 11 پھر لقمان حکیم کی حکمت و دانائی کو عطا خداوندی قرار دے کر ان کی پند و نصائح کو بیان کیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ شرک سے بچنے کی تعلیم دی۔

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ بتایا کہ ماں اپنے بچّے کو دو سال تک جب دودھ پلاتی ہے تو کمزوری در کمزوری کا شکار ہوتی چلی جاتی ہے۔ والدین کی اطاعت کی حدود بھی بیان کر دی کہ شرک اور اللہ کی نافرمانی میں ان کی بات نہیں مانی جائے گی۔ البتہ دنیا میں ان کے ساتھ بھلائی اور خیر کے معاملات میں تعاون جاری رہے گا، مگر اتباع ایسے افراد کی کی جائے جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والے ہوں۔

انسان کی محنت پر بدلہ ملتا ہے۔ اگر رائی کے دانے کے برابر عمل آسمان و

زمین کی وسعتوں میں بکھرا ہو یا کسی چٹان کی تہہ میں چھپا ہوا ہو گا تو اللہ تعالیٰ اُسے بھی نکال کر لے آئیں گے اور اس کے مطابق بدلہ مل کر رہے گا۔

اقامت صلوٰۃ، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہو اور مشکلات و مصائب میں صبر سے کام لو۔ یہ بڑے عزم و ہمت کی بات ہے۔ تکبّر و غرور کی بجائے عجز و انکساری کا پیکر بن کر زندگی گزارو، اللہ تعالیٰ کو مغرور و متکبر لوگ پسند نہیں ہیں۔

زندگی میں اعتدال و میانہ روی اختیار کرو اور نرم گفتاری کی عادت بناؤ اور گدھے کی طرح بے ہنگم آواز نکالنے سے بچو۔ بیشک ناپسندیدہ آوازوں میں سب سے ناپسندیدہ آواز گدھے کی ہے۔

دینِ اسلام کی طرف مضبوط دعوت

20-30

ع 12 کیا تم نے اس پر غور نہیں کیا، کہ زمین و آسمان کی ہر شے کو رب تعالیٰ نے کام پر لگا دیا ہے اور تم پر اپنی کھلی اور چھپی نعمتوں کی تکمیل فرمادی ہے، مگر کچھ لوگ بغیر دلیل کے اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں۔ اور جب انہیں سمجھایا جاتا ہے، کہ اللہ کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت پر چلو، تو وہ کہتے ہیں ہم تو اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر چلیں گے۔ حالانکہ جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے حوالہ کر دے، اس نے حقیقت میں ایک مضبوط حلقے کو تھام لیا۔ اے نبی ﷺ! آپ کافروں کے کفر سے غمزدہ نہ ہوں، ان کا معاملہ میرے سپرد ہے۔ اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان زمین کس نے بنائے؟ کہیں گے اللہ نے۔ تو پھر حمد بھی اللہ کے لئے ہونی چاہیے۔ اگر زمین کے سارے درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی، اور مزید سات سمندر بھی روشنائی مہیا کریں تب بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔ تمہارا پیدا کرنا اور دوبارہ زندہ کرنا اس کے لئے ایک آدمی کو زندہ کرنے کے برابر ہے۔ دن، رات،

چاند، سورج، سب اسی کے خادم ہیں۔ اسے چھوڑ کر جن دوسری چیزوں کو یہ لوگ پکارتے ہیں سب باطل ہیں۔

قیامت کے دن کی حالت

31-34

غور کرو کہ کشتیاں سمندر میں اس کے فضل سے چلتی ہیں تاکہ اس کی نشانیاں دیکھو۔ جب مشرک طوفان میں گھرتے ہیں تو رب کو پکارتے ہیں اور جب ساحل پر پہنچتے ہیں تو شرک کرنے لگتے ہیں۔ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، اور ڈرو اس دن سے کہ جب نہ کوئی باپ اپنی اولاد کے کام آئے گا اور نہ بیٹا باپ کے۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے، پھر تمہیں دنیا کی دلفریبیاں دھوکے میں مبتلا نہ کر دیں۔ قیامت کا علم اسی کے پاس ہے، وہی بارش برساتا ہے، وہی جانتا ہے کہ رحموں میں کیا ہے؟ کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل کیا کریگا، اور کوئی نہیں جانتا کہ کہاں مرے گا؟ اللہ ہی علیم و خبیر ہے۔

۳۲۔ سُوْرَۃُ الٓمّٓ السَّجْدَۃِ مَکِّیَّۃٌ

آیات: 30 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 3

الٓمّٓ اس لیے کہ یہ سورۃ ان حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہے۔ السجدہ اس کی آیت نمبر 15 کے مضمون سے ماخوذ ہے۔ اس سورۃ کا موضوع دعوتِ الی القرآن ہے۔ مجرموں کے انجام بد اور نیکوکاروں کے درجات کا ذکر خاص طور سے ہوا ہے۔

کتابِ الٰہی۔ اللہ کی تخلیقات

1-11

ع 14 سورۃ کے شروع میں قرآن کریم کے کلام رَبّ العالمین ہونے اور تمام شکوک و شبہات سے بالاتر ہونے کا بیان ہے۔ پھر توحید باری تعالیٰ پر کائناتی شواہد اور تخلیق انسانی کے مختلف مراحل سے استدلال کرتے ہوئے بتایا ہے کہ انسان بوسیدہ ہو کر زمین کی وسعتوں میں گم ہو جائے گا۔ تب بھی اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ زندہ کر لیں گے۔

مجرمین اور مؤمنین کا حال

12-22

ع 15 پھر مجرمین کی مذمت اور قیامت کے دن ان کی بے کسی اور بے بسی کو ذکر کرتے ہوئے انہیں جہنّم کی ذلت و رسوائی کا مستحق قرار دیا ہے جبکہ ایمان والے جن کی زندگیاں عجز و انکساری کا پیکر بن کر رکوع، سجدے اور تسبیح و تحمید میں گزرتی ہیں۔ ان کے پہلو اپنے بستروں سے دُور رہتے ہیں اور اپنے رَبّ کو ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے پکارتے ہیں اور ان نعمتوں سے جو ہم نے ان کو دی ہیں خرچ کرتے ہیں۔ ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک اور جنّت کے باغات میں بہترین مہمانی اور عمدہ ترین جزا کا مژدہ سنایا گیا ہے۔

حضرت موسیٰؑ اور نبی علیہ السّلام کی رسالت میں مشابہت

23-30

ع 16 آپ ﷺ کی طرح موسیٰؑ کو بھی کتاب ملی تھی جو وہ بنی اسرائیل کے ہدایت تھی۔ جب تک انہوں نے صبر کیا اور ہماری ہدایات پر یقین رکھا ہم نے ان کے درمیان سے رہنما پیدا کیے۔ یہ ظالم مشرک پہلی قوموں کی تباہ شدہ بستیوں میں چلتے پھرتے ہیں ان سے کوئی عبرت حاصل نہیں کرتے۔ مشرک لوگ سوال

کرتے ہیں کہ فیصلہ کا دن کون سا ہو گا؟ آپ بتا دیجیے کہ فیصلہ کا دن جب آئے گا تو تمہارا ایمان کام نہیں آسکے گا۔ لہٰذا اے حبیب ﷺ ان سے چشم پوشی کرتے ہوئے اپنے رُخِ انور کو پھیر لیجیے اللہ کے فیصلہ کا آپ بھی انتظار کیجیے۔ وہ بھی منتظر ہیں۔

۳۳۔ سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ

مَدَنِيَّةٌ

آیات: 30 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 3

اس سورۃ مبارکہ کا نام الاحزاب ہے۔ الاحزاب سے گروہ اور جماعتیں مراد ہیں۔ مشرکین مکّہ نے تمام عرب کے قبائل کو اسلام کے خلاف آمادۂ جنگ کر کے مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا تھا۔ حضور علیہ السّلام نے مسلمانوں کے مشورہ سے اپنے دفاع کے لیے خندق کھودلی تھی۔ اس لیے اسے غزوۂ احزاب یا غزوۂ خندق کہا جاتا ہے۔ اس سورۃ میں مدنی سورتوں کی طرح قانون سازی کے علاوہ نبی ﷺ کے آداب و حقوق اور مدارج اور امہات المؤمنین کے حقوق کا بیان ہے۔

ظہار اور لے پالک کا بیان۔ نبی کریم ﷺ اور آپ کی ازواج کے حقوق کا بیان

1-8

17ع سورۃ کی ابتداء میں "تقویٰ" کے حکم کے ساتھ کافروں اور منافقوں کی عدم اطاعت اور وحی الٰہی کے اتباع اور توکّل کی تلقین ہے۔ اس کے بعد بتایا کہ کسی کے سینہ میں اللہ نے دو دِل نہیں رکھے۔ ظہار یعنی اپنی بیویوں کی کمر کو اپنی ماؤں کی کمر کے مشابہ قرار دینے کی مذمت کرتے ہوئے "منہ بولے" رشتوں کے احکام بیان کیے ہیں کہ کسی کو بیٹا، بیٹی، بہن یا ماں کہہ دینے سے یہ رشتے ثابت نہیں ہو

جاتے۔ لہٰذا متبنّیٰ کو اس کے باپ کی طرف ہی منسوب کیا جائے۔ اگر تم اُن کے والدین کا نام نہ جانتے ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی ذات اہل ایمان کے لیے ان کی جانوں سے بھی زیادہ مقدم ہے۔ اور حضور ﷺ کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ ایمان والوں پر نبی کا حق سب سے زیادہ ہے۔ دین و دنیا کے تمام امور میں نبی علیہ السّلام کا حکم ان پر نافذ اور نبی علیہ السّلام کی اطاعت واجب ہے۔ حدیث ہے سیّد عالم ﷺ نے فرمایا ہر مؤمن کے لیے دنیا و آخرت میں مَیں سب سے زیادہ اولیٰ ہوں چاہو تو یہ آیت پڑھو۔ "اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ" (صحیح بخاری و مسلم شریف)۔ مجاہد نے کہا کہ تمام انبیاء اپنی اُمّت کے باپ ہوتے ہیں۔ اسی رشتہ سے مسلمان آپس میں بھائی بھائی کہلاتے ہیں کہ وہ اپنے نبی کی دینی اولاد ہیں۔ (خزائن العرفان) حضرت سہلؒ فرماتے ہیں جو شخص اپنے آپ کو حضور ﷺ کا غلام نہ سمجھے اور اپنے تمام معاملات میں اپنے آپ پر حضور ﷺ کی حکمرانی تسلیم نہ کرے وہ سنّت کی شیرینی کا مزہ نہیں چکھ سکتا۔ (شفا شریف)

غزوہ احزاب (خندق) میں منافقین کا بھیانک کردار

9-20

ع 18 اے ایمان والو! اللہ کا وہ انعام یاد کرو جب تم پر لشکر چڑھ آئے تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور نہ دکھائی دینے والی فوجیں۔ جب دشمن تمہارے نیچے سے اور اوپر سے چڑھ آیا، لوگوں کی آنکھیں خوف کے مارے پتھرا گئیں، کلیجے منہ کو آ گئے، اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان ہونے لگے، اس طرح مسلمانوں کی خوب آزمائش ہوئی۔

اس وقت منافق کہتے تھے کہ خدا اور رسول نے ہم کو فتح کا یقین دلا کر ہم سے فریب ہی کیا ہے۔ ان کا ایک گروہ کہتا تھا مدینہ والو! چلو واپس چلو، خندق پر

کافروں سے مقابلے کی کوئی صورت نہیں۔ یہ طرح طرح کے بہانوں سے اجازت لے کر بھاگ رہے تھے۔ حالانکہ انہوں نے پہلے قسمیں کھائی تھیں کہ پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگیں گے انہیں آگاہ کر دیں گے کہ بھاگ کر تم موت سے بچ نہیں سکتے۔ اگر کسی کو رب تعالیٰ نفع و نقصان پہنچانا چاہے تو کون آڑے آسکتا ہے۔ برائے نام شریک جنگ ہونے والوں اور رکاوٹیں کھڑی کرنے والوں سے اللہ خوب واقف ہے۔ یہ تمہارا ساتھ دینے میں بڑے بخیل ہیں۔ جنگ کا نام سن کر ان پر غشی کے دورے پڑنے لگتے ہیں۔ مگر جنگ ختم ہوتی ہے تو یہ مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لئے قینچی کی طرح زبانیں چلانے لگتے ہیں۔

اُسوۂ حسنہ اور مجاہدین کے لیے نصرت

21-27

ع 19 تمہارے لیے رسول ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ موجود ہے۔ مومنوں نے جب فوجیں دیکھیں تو کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول کے وعدے سچے ہیں۔ ان کے ایمان اور صبر و تسلیم میں اضافہ ہوا۔ ایمان والوں میں ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ کیے ہوئے وعدے سچ کر دکھائے۔ کوئی اپنی نذر پوری کر چکا ہے اور کوئی منتظر ہے۔ اللہ نے کافروں کا منہ پھیر دیا۔ وہ کوئی فائدہ حاصل کئے بغیر اپنے دل کی جلن لئے پلٹ گئے۔ مومنین کی طرف سے اللہ ہی لڑنے کے لئے کافی ہو گیا۔ اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے ان حملہ آوروں کا ساتھ دیا تھا، اللہ اُن کے قلعوں سے انہیں اتار لایا اور ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈالا کہ ایک گروہ کو تم نے قتل کر ڈالا اور دوسرے کو قید ! اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کی زمینوں، گھروں اور اموال کا مالک بنا دیا۔ اور وہ علاقہ بھی دے دیا جسے تم نے پامال نہیں کیا تھا۔ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

ازواجِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو احکام

28-30

ع 20 آخر میں "آیات تخییر" ہیں، جس میں ازواج مطہرات کے سالانہ نفقہ میں اضافہ کے مطالبہ پر انہیں مطالبہ سے دستبردار ہو کر حرم نبوی میں رہنے یا علیحدگی اختیار کر لینے کا حکم دیا گیا، جس پر تمام امہات المؤمنین نے بارگاہِ نبوی میں رہنے کو ترجیح دیتے ہوئے کسی بھی قسم کے مالی مطالبہ سے دستبرداری کا اظہار کر دیا، جس پر اللہ نے ان مخلص خواتین کے لیے اجر عظیم کے وعدہ کا اعلان کیا ہے۔

یا کٰھیٰعٓصٓ زیّن اخلاقنا بالقرآن العظیم و عقلًا کاملًا بحقّ طٰہٰ و یٰسٓ۔

پارہ نمبر 22 وَمَنْ یَّقْنُتْ

یہ سیپارہ اٹھارہ 18 رکوع اور نو 9 آیات پر مشتمل ہے۔ پہلے چھ 6 رکوع سورۃ الاحزاب پھر سورۃ سبا کے چھ 6 رکوع پھر سورۃ فاطر کے پانچ 5 رکوع اور آخر میں سورۃ یٰسین میں ایک رکوع اور نو 9 آیات شامل ہیں۔

مؤمنات کو حکم۔ اہل بیت کی طہارت

31-34

ع 1 ازواج مطہرات کے اعمال صالحہ پر ڈہرے اجر اور رزق کریم کی نوید سنائی گئی ہے۔ امہات المؤمنین اور ان کے توسط سے تمام دنیا کی خواتین مؤمنات کو پیغام دیا گیا ہے کہ کسی نامحرم سے گفتگو کی ضرورت پیش آجائے تو کھردرے پن کا مظاہرہ کریں۔ نرم گفتاری کا معاملہ نہ کریں۔ ورنہ اخلاقی پستی کے مریض اپنے ناپاک خیالات کو پورا کرنے کی امید قائم کر سکتے ہیں۔ گھروں میں ٹھہری رہا کرو۔ سابقہ جاہلیت کے طور طریقوں کے مطابق بے پردگی کا مظاہرہ نہ کرو۔ نمازؔ قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اے نبی کے گھر والو! اللہ تم سے گندگی کا میل کچیل دُور کرنا اور خوب پاک کر دینا چاہتا ہے۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن کریم کی روشنی میں اہل بیت کا مصداق اوّلی ازواج مطہرات ہیں۔ پھر ازواج مطہرات کے خصوصی اعزاز کا تذکرہ ہے کہ تمہارے گھروں میں کتاب و حکمت کا نزول ہوتا ہے تمہیں اس کا اعادہ اور تکرار کرتے رہنا چاہیے۔

صفات محمودہ میں مرد وزن برابر۔ خاتَم النبیّین

35-40

ع 2 اس کے بعد صفات محمودہ میں مرد وزن کی مساوات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام، ایمان، اطاعت شعاری، سچائی، صبر، عجز و انکساری، صدقہ و خیرات

کی ادائیگی، روزہ کا اہتمام، عفت و پاکدامنی اور اللہ کے ذکر میں رطب اللّسان رہنے والے تمام مردوں اور عورتوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کیا ہوا ہے۔ پھر کسی بھی مؤمن مرد و عورت کے ایمان کے تقاضے کو بیان کیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ سامنے آجانے کے بعد اسے رد کرنے کے حوالہ سے کوئی اختیار باقی نہیں رہ جاتا۔ آپ ﷺ کے متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) حضرت زید کے طلاق دینے کے بعد ان کی مطلقہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نکاح کر کے یہ مسئلہ واضح کر دیا کہ متبنّیٰ کی بیوی سے نکاح جائز ہے۔ پھر آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے اور مسلمان مردوں میں سے کسی کے باپ نہ ہونے کا اعلان ہے۔

اللہ کا ذکر۔ نبی ﷺ کے خصائص

41-52

ع 3 اس کے بعد اہل ایمان کو تسبیح و تحمید اور ذکر کی کثرت کرنے کی تلقین ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی کچھ امتیازی خوبیوں کا تذکرہ اے نبی ﷺ! ہم نے آپ کو گواہ، بشارت دینے والا، ڈرانے والا، اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔ پھر رخصتی سے پہلے طلاق پانے والی عورت کے متعلق بتایا کہ اس کی کوئی عدت نہیں ہوتی اور اگر مہر مقرر ہو تو نصف مہر ادا کریں گے۔ اور اگر مہر مقرر نہ کیا گیا ہو تو جوڑا کپڑوں کا دے کر اسے فارغ کر دیا جائے۔ پھر نبی ﷺ کے لیے عام مؤمنین کے مقابلہ میں زیادہ بیویاں رکھنے کا جواز اور "باری" مقرر کرنے کے حکم کے ساتھ ہی مزید شادیاں کرنے پر پابندی کا اعلان کیا گیا۔

احترام نبوی ﷺ اور درود و سلام

53-58

ع 4 ایمان والو! نبی ﷺ کے گھروں میں بلا اجازت نہ داخل ہو، کھانے کا وقت دیکھو، جب بلایا جائے اس وقت آؤ، جب کھانا کھا چکو تو چلے جاؤ، باتوں میں نہ

لگ جایا کرو۔ اس سے حضورﷺ کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور وہ تم سے شرم میں کچھ کہتے نہیں۔ مگر اللہ حق بات سے نہیں شرماتا۔ اور جب امہات المومنین ؓ سے کچھ مانگو تو پردہ کے پیچھے مانگا کرو حضورﷺ کو کسی طرح ایذا نہ پہنچاؤ۔ حضورﷺ کی بیویوں کے ساتھ کبھی نکاح جائز نہیں۔ اگر ازواجِ مطہرات کے باپ، بیٹے، بھائی، بھتیجے، بھانجے اور ان کے میل جول کی عورتیں اور لونڈیاں غلام ان کے گھروں میں داخل ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

"اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝" اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی حضور ﷺ پر درود و سلام بھیجا کرو۔ اللہ اور اس کے رسول کو ستانے والوں پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور اُن کے لیے رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ مومن مردوں اور عورتوں کو بلا وجہ ستانے والے بہت بڑا گناہ اپنے اوپر لیتے ہیں۔

پردے کا حکم

59-68

ع 5 پھر اسلامی معاشرہ کی خواتین کو پردہ کرنے کے لیے چادروں کے پلّو "گھونگھٹ" نکالنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قیامت کے بارے میں اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ کافر جہنّم میں منہ کے بل ڈالے جائیں گے۔ کسی کے گناہوں کا بوجھ دوسرے پر نہیں ڈالا جائے گا۔ ہر ایک کو اپنے جرائم کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

امانت کا بوجھ

69-73

ع 6 حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو ناجائز الزام سے بری قرار دے کر اللہ کی نگاہ میں ان کے معزز و محترم ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔ پھر اہل ایمان کو تقویٰ اور پختہ

بات کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے پر مغفرت اور عظیم کامیابی کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ اسلام کی عظیم الشّان امانت جسے زمین و آسمان اور پہاڑ اٹھانے سے قاصر رہے اس انسان کے حصہ میں آنے کی خبر دے کر بتایا ہے کہ اس سے منافق و موٴمن اور مشرک و موٴحد کا فرق واضح ہو گا اور ہر ایک کو اپنے کیے کا بدلہ مل سکے گا۔ اللہ بڑے غفور رحیم ہیں۔

قومِ سبا کے تذکرہ کی بنا پر سورۃ کا نام اس سے موسوم کیا گیا ہے۔ **جزا و سزا** کا قانون، حضرت داوٴدؑ و سلیمانؑ کے معجزات۔ اس سورۃ کے اہم موضوع ہیں۔

انکار جزا و سزا۔ انبیاء کا مذاق

1-9

ع 7 ابتداء میں اس بات کا بیان ہے کہ آسمان و زمین کی ہر چیز اللہ کی تعریف و توصیف بیان کرتی ہے۔ اس کا علم بڑا وسیع ہے۔ زمین سے نکلنے یا داخل ہونے اور آسمان سے اترنے یا چڑھنے والی ہر چیز کو وہ جانتا ہے۔ زمین و آسمان کی وسعتوں میں پائی جانے والی کوئی چھوٹی سی چھوٹی چیز بھی اس کے علم سے باہر نہیں ہے۔ وہ عالم الغیب ہے۔ قیامت قائم ہونے پر ایمان اور اعمال صالحہ والوں کو مغفرت اور اجرِ عظیم کی شکل میں بدلہ ملے گا جبکہ اللہ کی آیتوں میں عاجز کرنے کی کوشش کرنے والوں کو دردناک عذاب دیا جائے گا۔ کافر لوگ اللہ کے نبی کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں کہ آؤ تمہیں ایسا آدمی دکھائیں جو کہتا ہے کہ ریزہ ریزہ ہو کر منتشر ہو جانے کے بعد بھی تمہیں نئے سرے سے پیدا کر دیا جائے گا۔ یہ جھوٹا معلوم ہوتا ہے یا

مجنون ہے۔ اے پیغمبر ﷺ یہ لوگ بُری طرح بہک گئے ہیں۔ ان ظالموں کو ڈرنا چاہیے۔ ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کا ٹکڑا گرا دیں۔

معجزات داؤد و سلیمان علیہما السّلام۔ قومِ سبا

10-21

ع 8 پھر حضرت داؤد علیہ السّلام پر اللہ تعالیٰ کے فضل و عنایت کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ انہیں ایسی خوش الحانی عطا کی گئی تھی کہ وہ جب زبور کی تلاوت کرتے تو پہاڑ اور پرندے بھی ان کے ساتھ تلاوت میں مشغول ہو جاتے۔ لوہا ان کے ہاتھوں میں ایسا نرم کر دیا گیا تھا کہ اس سے وہ "زرہ بکتر" بنالیا کرتے تھے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہاتھ سے مزدوری عیب نہیں اعزاز ہے اور وسائل کو اختیار کرنا توکّل کے منافی نہیں ہے۔ سلیمان علیہ السّلام کو سفر کی ایسی سہولت عطا فرما رکھی تھی کہ ہوا کی مدد سے صبح کی منزل میں ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتے اور شام کی منزل میں بھی ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتے اور برتن وغیرہ بنانے کے لیے یہ آسانی تھی کہ تانبے کا چشمہ بہتا تھا، اس سے جیسے برتن چاہتے ڈھال لیتے تھے اور ان کے لیے جنّات بھی مسخر کر دیئے گئے تھے کہ وہ بڑے بڑے تعمیری کام اور وسیع پیمانہ پر کھانا پکانے میں تندہی سے کام کرتے تھے۔ جب سلیمان علیہ السّلام کی موت آئی تو وہ ایک تعمیراتی کام کی نگرانی کر رہے تھے اور جنات تعمیرات میں مصروف تھے۔ وہ اپنی لاٹھی کے سہارے کھڑے انتقال کر گئے۔ جنّات کو ان کی موت کا علم نہ ہو سکا اور وہ نہایت محنت و جانفشانی سے کام میں لگے رہے۔ جب کام مکمل ہو گیا تو ان کی لاٹھی دیمک لگ جانے کے سبب سے ٹوٹ گئی اور سلیمان علیہ السّلام گر گئے جس سے جنّات کے علم میں یہ بات آگئی کہ آپ انتقال کر چکے ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جنّات غیب کا علم نہیں جانتے ورنہ وہ اس طرح تعمیری مشقت میں مبتلا نہ رہتے۔

قومِ سبا کی بستی بھی اپنے اندر درسِ عبرت لیے ہوئے ہے وہ زراعت پیشہ لوگ تھے۔ اس بستی کے دائیں بائیں سرسبز و شاداب باغات تھے۔ انہیں چاہیے تھا کہ اللہ کا رزق کھاتے اور اس کا شکر ادا کرتے۔ مگر انہوں نے اعراض کیا اور کفرانِ نعمت میں مبتلا ہو گئے۔ چنانچہ ہم نے ان پر "عرم" کا بند توڑ کر سیلاب مسلّط کر دیا اور بہترین باغات کے بدلہ بدمزہ پھل، جھاؤ اور تھوڑے سے بیری کے درختوں پر مشتمل بیکار باغ پیدا کر دیئے اور ان کی بستیوں کو تباہ کر کے انہیں تتر بتر کر کے رکھ دیا۔ شیطان نے اپنے نظریات کے پیچھے انہیں چلا لیا۔ شیطان کا سب سے کامیاب حربہ یہ ہے کہ وہ انسان کو آخرت سے غافل کر دیتا ہے۔

نبی کریم ﷺ ساری انسانیت کے رسول

22-30

ع 9 اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت پر دلائل کے ساتھ ساتھ حضور علیہ السّلام کی نبوّت و رسالت کی تائید کر دی اور بتایا کہ قیامت کے بارے میں بار بار پوچھنے والوں کا جب متعین وقت آ گیا تو انہیں ذرّہ برابر بھی مہلت نہیں مل سکے گی۔ اس رکوع میں مشرکین کے عقائد و نظریات کی عقلی و نقلی دلائل سے تردید کی گئی ہے۔ تلقین کے اسلوب میں ان سے سوال کرنے کا حکم دیا گیا۔ بلاؤ ان کو جنہیں تم اللہ کے سوا معبود مانتے ہو، دیکھتے ہیں وہ تمہیں کیا فائدہ دیتے ہیں۔ اور ان کے اندر کون سی ایسی خوبی ہے جس کی وجہ سے تم ان کی عبادت کرتے ہو۔ بتاؤ تمہیں آسمانوں اور زمین میں سے کون رزق دیتا ہے؟ پھر اللہ نے فرمایا: "وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾" اے حبیب ﷺ ہم نے آپ کو ساری انسانیت کی طرف خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ نے مجھے تمام انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی ہے۔ 1: مجھے اس نے جوامع الکلم عطا فرمائے (یعنی قلیل الفاظ میں کثیر معانی کو

بیان کر دینا) 2: اس نے رعب سے میری مدد کی۔ 3: میرے لیے غنیمت حلال کی گئی۔ 4: میرے لیے تمام روئے زمین مسجد قرار دی گئی اور طہارت کا ذریعہ بنایا 5: مجھے تمام مخلوقات کے لیے رسول بنا کر بھیجا گیا 6: مجھے تمام نبیوں کے آخر میں بھیج کر سلسلہ نبوت ختم کیا۔ (ضیاء القرآن)

مشرکوں کا مجادلہ

31-36

ع 10 آج کافر کہتے ہیں کہ ہم نہ قرآن اور نہ کسی پہلی کتاب کو مانیں گے۔ جب ہمارے سامنے پیش ہوں گے تو ان کی حالت دیدنی ہو گی۔ اس وقت ایک دوسرے پر الزام دھریں گے۔ کمزور لوگ بڑے بننے والوں سے کہیں گے کہ تم نہ ہوتے تو ہم مومن ہوتے۔ بڑے کہیں گے کہ ہمارا کیا قصور، تمہاری ذہنیت خود مجرمانہ تھی۔ سب کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے جائیں گے۔ ہر پیغمبر کے ساتھ خوشحال لوگ بدسلوکی کرتے رہے ہیں۔ ان کا زعم ہوتا تھا کہ ہم بڑے مال اور اولاد والے ہیں۔ حالانکہ رزق کی تنگی اور فراخی اللہ کے قبضہ میں ہے لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔

معبودانِ باطل کی طرف سے بیزاری

37-45

ع 11 یاد رکھو کہ مال یا اولاد کی کثرت سے اللہ کا قرب نہیں ملتا۔ اللہ کا قرب تو ایمان اور اچھے اعمال سے ملتا ہے۔ اللہ کی آیات کو نیچا دکھانے کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والے ضرور مبتلائے عذاب ہوں گے۔ رزق کی تنگی اور فراخی اللہ کے قبضے میں ہے اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اس کی جگہ وہی تم کو اور دیتا ہے۔ قیامت کے دن اللہ فرشتوں سے پوچھیں گے۔ کیا یہ مشرک تمہاری عبادت کرتے تھے، فرشتے کہیں گے یہ تو جنوں کی پرستش کرتے تھے۔ اُس روز کوئی کسی کے کام نہ

آئے گا اور ظالم عذاب جہنم کا مزہ چکھیں گے۔ مشرکین مکہ کبھی قرآن سن کر کہتے ہیں کہ یہ شخص ہمیں باپ دادا کے طریقے سے ہٹانا چاہتا ہے، کبھی کہتے ہیں قرآن گھڑا ہوا جھوٹ ہے۔ کبھی قرآن کو جادو بتاتے ہیں۔ حالانکہ قرآن سے پہلے ان کے پاس کوئی کتاب نہیں آئی اور آپ سے پہلے ان کے پاس کوئی پیغمبر نہیں آیا۔

مرض بے یقینی

46-54

ع 12 اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم انہیں آپ فرمایئے میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں۔ تم اللہ کے لیے کھڑے ہو جاؤ دو دو یا اکیلے اکیلے پھر خوب سوچو تمہیں ماننا پڑے گا تمہارے اس رفیق میں جنوں کا شائبہ تک بھی نہیں ہے۔ میں تم کو سخت عذاب کے آنے سے پہلے ڈرانے والا ہوں۔ پھر میں تم سے اِس کا کوئی اجر بھی نہیں مانگتا۔ اعلان کر دیجیے حق آچکا ہے اب باطل نہیں چل سکتا۔ اس کے بعد آخری آیات میں بتایا کہ منکرین چاہیں گے کہ آخرت میں ان کا ایمان قبول کیا جائے لیکن قیامت میں ایمان لانے کا کیا فائدہ۔ دنیا میں جب ان کو مہلت ملی تو وہ ہمارے رسول کے ساتھ کفر کرتے رہے اور ان کی دِل آزاری میں مشغول رہے۔ میرے رسول کے کمالات کا انکار کرتے رہے۔ آج اللہ پر ایمان لانے کا دعویٰ نہیں چلے گا۔ آج اللہ کے عذاب سے بچ جانے کی کوئی صورت نہیں۔ تمہارا کوئی بہانہ تمہیں عذاب سے نہیں بچا سکتا۔

مَكِّيَّةٌ

٣٥۔ سُوْرَةُ فَاطِر

آیات: 45 بسم اللہ الرحمن الرحیم رکوع: 5

سنّتِ الٰہی یہ ہے کہ اعمال کی بازپرس سے پہلے نتائج سے خبردار کر دیا جاتا

ہے۔ اس سورۃ میں مختلف انداز سے انتباہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اللہ کی تخلیق کے مختلف رنگوں کا ذکر ہے۔

فرشتے اللہ کی مخلوق ہیں

1-7

ع 13 تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے آسمان و زمین کو نئے انداز سے بنایا اور دو دو، تین تین، چار چار پَر والوں کو اپنا قاصد بنایا ہے اور جیسے چاہے اس سے زیادہ پَروں والی مخلوق بھی بنا سکتا ہے۔ اگر اللہ کسی کو راحت دینے پر آجائیں تو اسے کوئی روک نہیں سکتا اور اگر وہ کسی کو محروم کرنا چاہے تو اسے کوئی دے نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں غور کر کے فیصلہ کرو کہ آسمان و زمین میں اس کے علاوہ کون خالق کہلانے کا مستحق ہے۔ اے انسانو! اللہ کا وعدہ سچا ہے، عارضی دنیا اور شیطان کے دھوکہ میں نہ پڑو، شیطان تمہارا ازلی دشمن ہے تم بھی اسے اپنا دشمن سمجھو۔

اعمال بد کا مزیّن ہونا

8-14

ع 14 حق کے منکروں کو اپنے برے کام خوشنما دکھائی دے رہے ہیں۔ ہدایت اور گمراہی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ خوامخواہ ان کے غم میں نہ گھلیں۔ یہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں بادل برستے ہیں تو مردہ زمین میں زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح عزت اللہ ہی کے پاس ہے جو ایمان اور نیک اعمال کی بدولت ملتی ہے۔ رہے حق کے خلاف سازشیں کرنے والے، سو ان کے لیے سخت عذاب ہے۔ اللہ نے تمہیں مٹی سے بنایا۔ پھر نطفہ سے وجود بخشا۔ تمہاری بیوی کے جو حمل ٹھہرتا ہے اور جو بچہ پیدا ہوتا ہے سب اس کے علم میں ہے۔ عمر کا زیادہ ہونا یا کم ہونا بھی لکھا ہوا ہے۔ اس کی قدرت کا نشان ہے کہ دو دریا ہیں، ایک کا پانی میٹھا خوشگوار، دوسرے کا

کھاری کڑوا۔ پھر ان سے تم تازہ گوشت اور ہیرے موتی حاصل کرتے ہو، کشتیاں پانی کو چیرتی ہوئی چلتی ہیں تاکہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو۔ رات کو دن میں اور دن کو رات میں پروتا ہوا لے آتا ہے۔ سورج چاند اس نے کام پر لگا دیئے۔ یہ ساری چیزیں ایک وقت مقرر تک اس کے حکم سے کام پر لگی ہیں۔ اس کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ تو پرِ کاہ کے بھی مالک نہیں۔ اگر تم ان کو پکارو تو تمہاری پکار نہ سنیں اور اگر سن لیں تو تمہیں جواب نہ دیں۔

ساری مخلوق خالق کی محتاج ہے

15-26

ع 15 اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو، اور وہ ہر طرح سے بے نیاز ہے وہ چاہے تو تمہیں فنا کر دے اور تمہاری جگہ نئی مخلوق بسا دے۔ اس کے لئے ایسا کرنا کچھ دشوار نہیں۔ قیامت کے دن ہر شخص کو اپنا بوجھ اٹھانا ہوگا۔ اے محمد کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آپ کی بات وہی قبول کرے گا جو رب سے ڈرے گا، اور جو ڈرے گا فائدہ اسی کا ہوگا۔ دیکھو اندھا اور دیکھنے والا تاریکی اور روشنی، سایہ اور دھوپ، زندے اور مردے برابر نہیں۔ جو نہ سننا چاہیں آپ انہیں کس طرح سنائیں گے۔ آپ تو نیکی پر بشارت دینے والے اور برائی کے انجام سے ڈرانے والے ہیں۔ آپ سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا گیا۔ اور جھٹلانے والوں کا انجام برا ہوا۔

علماء حق کی فضیلت

27-37

ع 16 خدا کی قدرت دیکھو ! کہ آسمان سے بارش برسی۔ پھر زمین سے رنگ برنگ پھل نکل آئے، پہاڑ بھی مختلف رنگوں کے ہیں، انسانوں، جانوروں اور مویشیوں کے رنگ بھی مختلف ہیں۔

"اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا" اللہ سے وہی ڈرتے ہیں جو علماء

حقیقت کا علم رکھتے ہیں۔ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، اللہ کے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں۔ وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں کسی خسارے کا سوال نہیں۔ وہ مزید فضل کے بھی مستحق ہوں گے۔ ہم نے آپ پر سچی کتاب نازل کی ہے اور اپنے نیک بندوں کو اس کا وارث بنایا ہے۔ ان میں سے بعض اپنے تئیں ظلم کرنے والے ہیں، بعض میانہ رو ہیں۔ اور بعض نیکیوں میں سبقت لے جانے والے ہیں۔ یہی جنت کے وارث ہوں گے۔ وہ اللہ کے شکر گزار ہوں گے کہ اس نے ان سے رنج و غم دور کر دیا اور ہمیشگی کے مقام پر اتارا۔ رہے کافر تو وہ جہنم میں ہوں گے نہ ان پر موت آئے گی کہ خاتمہ ہو جائے، نہ عذاب ختم ہو گا۔ وہ چیخ چیخ کر دنیا میں واپس جانے اور نیک عمل کرنے کی تمنا کریں گے لیکن اب تو جزا و سزا کا وقت ہے۔

خلافت الٰہیہ کا پروانہ۔ اللہ کی طرف سے مہلت

38-45

ع 17 اللہ نے زمین میں تمہیں پہلوں کا جانشین بنایا ہے، جو کفر کرے گا اس کا وبال اسی پر ہو گا، وہ اللہ کے غضب کو بھڑکائے گا، اور نقصان اٹھائے گا۔ آپ ان مشرکوں سے پوچھیں کیا تمہارے شریکوں نے بھی کچھ بنایا ہے؟ کیا اللہ کی حکومت میں کچھ ان کا حصہ ہے؟ کیا ان کے پاس شرک کرنے کی کوئی دلیل ہے؟ جب کے زمین و آسمان خدا نے تھام رکھے ہیں۔ اور اگر یہ اپنی جگہ سے ہل جائیں تو کیا کوئی اور تھامنے والا ہے؟ آپ کی تشریف آوری سے پہلے یہ کافر بڑی قسمیں کھاتے تھے کہ ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا آیا، تو ہم ضرور ایمان لائیں گے۔ مگر جب آپ تشریف لائے تو یہ آپ کے خلاف بری بری چالیں چلنے لگے۔ یاد رکھو! بری چالیں چلنے والے اپنی سازشوں کا خود ہی شکار بنتے رہے ہیں، اللہ کا طریقہ کبھی نہیں بدلا۔ ان کو پہلوں کا انجام دیکھ لینا چاہیے۔ وہ ان سے کہیں زیادہ طاقتور تھے۔ اللہ کے

مقابلے میں ذرا بھی ٹھہر نہ سکے۔ اگر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی بداعمالیوں پر فوری مواخذہ فرماتا، تو زمین پر ایک جاندار بھی نہ چھوڑتا۔ لیکن وہ ڈھیل دیتا ہے اور وقت آنے پر فیصلہ کرتا ہے۔ جب فیصلے کا وقت آئے گا تو یہ لوگ بچ نہیں سکیں گے اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

اس سورۃ کا نام پہلی آیت سے ماخوذ ہے۔ اس سورۃ میں اعلانِ رسالت محمدیہ، توحید الٰہی کا بیان اور عقیدۂ آخرت کی تاکید و وضاحت بیان ہوئی۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کے لیے دِل ہے اور قرآن کا دِل یٰسٓ ہے جس نے یٰسٓ پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس قرآن پڑھنا لکھے گا۔ (ترمذی ودارمی) حدیث شریف میں یہ سورۃ اپنی اولاد کو سکھانے اور قربِ موت (حالتِ نزع) کے وقت مرنے والے کے پاس پڑھنے کی تلقین کی گئی۔ (ابوداؤد شریف)

پہلی آیت میں نبی علیہ السّلام کو یٰسٓ نام سے مخاطب کیا گیا۔ یہ مخفف ہے یا سیّد البشر کا۔ اے ساری انسانیت کے سردار (از ضیاء القرآن)

رسالتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اور منکروں کا انجام

1-12

ع 18 اے محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم! قرآن حکیم کی قسم آپ سچے رسول ہیں اور سیدھے راستے پر ہیں۔ قرآن آپ پر اترا ہے۔ تاکہ آپ ان کو ڈرائیں، جن کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ ہٹ دھرم لوگوں کی گردنوں میں طوق ہیں، ان کے سر نیچے نہیں ہوتے۔ ان کو سمجھانا یا نہ سمجھانا برابر ہے۔ آپ کی بات وہی سنے گا جو

نصیحت قبول کرنے پر آمادہ ہو گا، اور رب سے ڈرے گا۔ منکرینِ حق زندہ ہو کر ہمارے سامنے آئیں گے، اس وقت ان کی حقیقت سب کے سامنے آجائے گی۔

انبیاء کی آمد اور ان کے ماننے والے

13-21

ع 19 ان کو بستی والوں کی حکایت سنائیں جب کہ اُن کے پاس دو رسول آئے، ان کی بات نہ مانی گئی تو ہم نے ایک تیسرا بھی اُن کی مدد کے لیے بھیج دیا۔ قوم نے کہا تم تو ہماری طرح کے انسان ہو۔ رحمٰن نے کچھ نازل نہیں کیا، تم جھوٹے ہو، اگر تم باز نہ آئے تو سنگسار کر دیئے جاؤ گے۔ پھر شہر کے ایک دوسرے کنارے سے ایک شخص دوڑتا آیا۔ اور کہنے لگا لوگو! رسولوں کی بات مانو، جو تم سے کچھ مانگتے تو نہیں اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

پارہ نمبر 23 وَمَالِیَ

تیسواں پارہ میں سترہ 17 رکوع ہیں۔ پہلے چار 4 رکوع سورۃ یٰسٓ پھر پانچ 5 رکوع سورۃ الصّٰفّٰت میں پھر پانچ 5 رکوع سورۃ صٓ میں اور آخر میں تین 3 رکوع سورۃ الزمر میں ہیں۔

نوٹ: ابتداء خلاصہ میں بائیسویں پارے کی آخری نو آیات بھی شامل ہیں۔

اصحاب القریہ کا واقعہ۔ حبیب نجار مرد کامل

22-32

ع 1 اصحاب القریہ کا واقعہ دعاۃ الی اللہ کی تربیّت و تسلّی کے لیے ہے۔ انطاکیہ بستی کے مشرکین کے لیے عیسائیت کے تین مبلغین توحید کا پیغام لے کر اس طرح پہنچے کہ پہلے دو مبلغ وہاں آئے۔ انطاکیہ کا ایک باشندہ "حبیب نجار" کسی موذی مرض کا شکار لوگوں سے الگ تھلگ شہر کے کنارے پر رہتا تھا۔ مبلغین کی دعوت قبول کر کے مسلمان ہو گیا، اللہ نے اسے صحت دے کر مال و دولت سے نواز دیا۔ شہر والوں نے مبلغین کی بات نہ مانی، انہیں مارنے پیٹنے اور قتل کی دھمکیاں دینے پر اتر آئے۔ کہنے لگے تمہاری نحوست سے ہم مہنگائی اور باہمی اختلافات کی پریشانی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ مبلغین نے کہا کہ نحوست کی اصل وجہ تمہاری ہٹ دھرمی اور اللہ کے پیغام کو تسلیم کرنے سے انکار ہے۔ قوم کی زیادتی اور ظلم کا معلوم ہونے پر اللہ والوں کی حمایت میں حبیب نجار شہر کے کونے سے بھاگتا ہوا آیا اور قوم کو سمجھانے لگا کہ جس اللہ نے ہمیں پیدا کیا اور اسی کی طرف ہم نے لوٹ کر جانا ہے ہمیں عبادت بھی اسی کی کرنی چاہیے اور مفادات سے بالاتر ہو کر جو لوگ ہمیں پیغام حق پہنچانے آئے ہیں ہمیں ان کی دعوت پر "لبیک" کہنا چاہیے۔ مگر قوم اپنے ظلم و ستم سے باز نہ آئی اور قاصدین حق کے قتل پر آمادہ

ہو گئی۔ حبیب نجار نے قوم کی بجائے اللہ والوں کا ساتھ دیا اور ایمان کے تحفظ اور دین حق کی حمایت میں اپنی جان داؤ پر لگا دی اور تینوں اللہ والے شہادت کے عظیم منصب پر فائز ہو گئے۔ حق کے دفاع اور حمایت میں اس عظیم الشّان قربانی پر اللہ کا نظامِ غیبی حرکت میں آگیا اور فرشتے نے فصیل پناہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر ایک زوردار چیخ ماری جس کی ہولناکی اور دہشت سے ان کے کلیجے پھٹ گئے اور وہ ٹھنڈے ہو کر رہ گئے۔ انہیں ہلاک کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو فرشتوں کے لشکر نہیں بھیجنے پڑے۔ افسوس ہے ان کے حال پر کہ انہوں نے ہر پیغمبر کا مذاق اڑایا وہ ہلاک ہوئے اور دنیا میں پلٹ کر نہیں آئے ان سب کی پیشی قیامت کے دن ہمارے سامنے ہو گی۔ اس لیے مشرکین مکّہ کو مشرکین انطاکیہ کے اس عبرتناک انجام سے سبق سیکھ لینا چاہیے۔ (تفسیر کبیر)

اللہ کی توحید پر کائناتی شواہد

33-50

ع 2 پھر مرنے کے بعد زندگی اور اللہ کی قدرت کاملہ کے دلائل کے طور پر بارش سے مردہ زمین کے اندر زندگی کے آثار، لہلہاتی کھیتیاں، کھجور و انگور کے باغات اور نہروں اور چشموں کی شکل میں آبپاشی کا نظام، انسانی خوراک کے لیے پھل اور سبزیاں اور مختلف سبزیوں کی ترکیب سے انواع و اقسام کے نت نئے کھانے۔ کیا یہ لوگ اس پر بھی اللہ کا شکر کرتے ہوئے آسمانی نظام کی افادیت کو تسلیم نہیں کریں گے۔ ہر چیز کی "جوڑوں" کی شکل میں (نر اور مادہ یا مثبت اور منفی) تخلیق، انسانی زندگی میں مظاہر قدرت کی کارفرمائی، شب و روز کی آمد و رفت کا ایک منظّم نظام کہ دن کا غلاف اتاریں تو رات کی تاریکی اور رات کا غلاف ہٹائیں تو دن کا اجالا، چاند سورج کا نظام شمسی کے تحت منٹوں اور سیکنڈوں کی رعایت کے ساتھ اپنے مدار میں نقل و حرکت کرنا کہ ایک دوسرے سے آگے نکل کر دن رات کی

آمد و رفت میں کوئی خلل پیدا نہ کر سکیں، اللہ کی قدرت کے واضح دلائل ہیں۔ سمندر میں نقل و حمل کی سہولت کے لیے تیرتی ہوئی کشتیاں جنہیں اللہ تعالیٰ جب چاہیں اس طرح غرق کر دیں کہ تمہاری آواز بھی نہ نکل سکے اور اس قسم کی کتنی ہی جدید انداز کی سواریاں اللہ پیدا کرتے ہیں، یہ سب اس کی رحمت کے تقاضے کے تحت ایک مقررہ وقت تک دنیا سے استفادہ کا سامان ہے۔ اس کے بعد تقویٰ اختیار کرنے اور غرباء و مساکین پر خرچ کرنے کی تلقین کے ساتھ مشرکین کی ہٹ دھرمی اور ضلالت کا تذکرہ اور قیامت قائم کرنے کے فوری مطالبہ پر مخصوص اسلوب میں تنبیہ کہ یہ لوگ ایک زوردار چیخ کے منتظر ہیں جو انہیں بھرپور زندگی گزارتے ہوئے اچانک آلے گی اور انہیں اپنے اہلِ خانہ تک پہنچنے اور کسی قسم کی وصیت کی مہلت بھی نہ مل سکے گی۔

قیامت، دوزخیوں کے احوال، اہلِ جنّت کو سلامیاں

51-67

ع 3 اس کے بعد قیامِ قیامت کی منظر کشی کی گئی ہے کہ جیسے ہی صور پھونکا جائے گا لوگ قبروں سے نکل کر اتنی بڑی تعداد میں اپنے رَب کے سامنے حاضری کے لیے چل پڑیں گے کہ وہ پھسلتے ہوئے محسوس ہوں گے اور بے اختیار پکار اٹھیں گے کہ ہمیں قبروں سے کس نے نکال باہر کیا، پھر خود ہی یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ یہ تو رحمان کے وعدہ کی عملی تفسیر ہے اور رسولوں نے بالکل سچ کہا تھا۔ اس کے بعد ظلم سے پاک محاسبہ اور ''جیسی کرنی ویسی بھرنی'' کے ضابطہ کے مطابق جزاو سزا کا عمل ہو گا۔ جنّت والے اپنے مشغلوں میں شاداں و فرحاں ہوں گے، گھنے سائے میں اپنی بیگمات کے پہلو بہ پہلو تکیہ لگائے ہوئے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے جو طلب کریں گے وہ ان کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔ رَب رحیم کی طرف سے انہیں ''سلامیاں'' دی جارہی ہوں گی۔ ''سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ''

"سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ" اس کے بالمقابل مجرموں کو الگ تھلگ کر کے ان کے اعضاء وجوارح کی گواہی پر انہیں جہنم کا ایندھن بنادیا جائے گا۔

اعادہ مسائل توحید ورسالت۔ بعث بعد الموت

68-83

ع 4 جس کو ہم لمبی عمر دیتے ہیں اس کو اوندھا کر دیتے ہیں کیا اس سے انہیں عقل نہیں آتی۔ ہم نے آپ کو شعر نہیں سکھایا نہ یہ آپ کے لیے مناسب تھا۔ آپ پر قرآن نازل ہوا جو زندوں کے لیے نصیحت ہے۔ پھر کچھ انعاماتِ خداوندی کا تذکرہ کر کے شرک کی مذمت کی گئی ہے اور باطل پرستوں کے اعتراضات سے اثر قبول نہ کرنے کی تلقین ہے اور آخر میں مرنے کے بعد زندہ ہونے پر معرکۃ الآراء انداز میں عقلی دلائل دے کر سورۃ کو ختم کیا گیا ہے۔ واقعہ یہ ہوا کہ عاص بن وائل یہودی نے ایک بوسیدہ ہڈی کو مسل کر فضا میں تحلیل کرتے ہوئے مذاق کے انداز میں کہا، اس قدر بوسیدہ ہڈیوں کو کون دوبارہ پیدا کر سکے گا؟ اس کا جواب دیا کہ وہ اللہ جس نے پہلے اس انسان کو پیدا کیا وہی دوبارہ بھی پیدا کرلے گا۔ وہ اللہ جو سبز درخت سے آگ پیدا کرتا ہے، جس سے تم چولہے جلاتے ہو۔ وہ اللہ جس نے آسمان وزمین جیسے مشکل ترین اور بڑے بڑے اجسام کو پیدا کیا وہ انسان جیسی چھوٹی مخلوق کو بہت آسانی سے پیدا کر سکتا ہے۔ کسی بھی بڑے یا چھوٹے کام کے لیے اسے اس سے زیادہ کچھ نہیں کرنا پڑتا کہ وہ وجود میں آنے کا حکم دیتے ہوئے "کُنْ" کہتا ہے تو وہ چیز "فَيَكُوْنُ" وجود میں آجاتی ہے۔

"فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ" پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر شے کا اقتدار ہے اور سب کو اُسی کی طرف پلٹنا ہے۔

اس سورۃ کا نام پہلی آیت سے ماخوذ ہے۔ اس سورۃ میں مسائل توحید اور حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسماعیلؑ اور حضرت یونسؑ کے علاوہ دیگر انبیاء کا تذکرہ اور واقعات موجود ہیں۔

فرشتوں کا قطار در قطار اترنا

1-21

ع 5 فرشتوں کو "الصّٰٓفّٰتِ" کہا گیا ہے اس لیے کہ وہ دربارِ خداوندی میں صف بندی کا اہتمام کرتے اور "قطار اندر قطار" حاضری دیتے ہیں۔ اس سے حیات انسانی میں "قطار" کی اہمیت بھی اجاگر ہو جاتی ہے۔ نزول قرآن کے وقت آسمان اس اعتبار سے بہت اہمیت کا حامل تھا کہ قرآن آسمانوں سے اوپر عرشِ معلیٰ پر لوح محفوظ سے منتقل ہو کر فرشتوں کے توسط سے زمین پر اتر رہا تھا اور اس بات کا امکان تھا کہ شرارتی جنات و شیاطین قرآن کریم کے بعض کلمات کو لے کر خلط ملط کر دیں اور تحریف کر کے لوگوں میں نشر کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر حفاظتی چوکیوں (بروج) قائم کر کے فرشتوں کو ان پر مامور کر دیا تاکہ شیاطین اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ ستارے آسمان کی زینت بھی ہیں اور شیاطین سے حفاظت کا ذریعہ بھی ہیں، اگر کوئی شیطان چھپ کر سننے کی کوشش کرتا ہے تو "شہاب ثاقب" اس کا پیچھا کر کے اسے راہِ فرار پر مجبور کر دیتا ہے۔ "**فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ**۝" انسان کی تخلیق چپکنے والی مٹی سے کی گئی ہے۔ پھر بتایا کہ مرنے کے بعد یہ انسان دوبارہ زندہ ہو گا اور اسے احتساب کے کڑے عمل سے گزرنا

پڑے گا اور ہر شخص کو اپنے کیے کا بدلہ مل کر رہے گا۔

آخرت میں جزا و سزا

22-74

ع 6 مشرکوں کو ان کے ہم مشرب لوگوں اور ان کے معبودوں کو اکھٹا کر کے جہنم میں جمع کر کے کہا جائے گا، ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے ہو؟ اب یہ سب سر افگندہ ہوں گے۔ طاقتور کمزوروں سے کہیں گے ہمارا تم پر کوئی زور نہیں تھا بس تم خود ہی گمراہ ہوئے تھے۔ ہم نے تمہیں بہکایا مگر ہم تو خود بھی بہکے ہوئے تھے۔ اُس روز یہ سب عذاب میں شریک ہوں گے۔ مجرموں سے ہم اسی طرح نمٹا کرتے ہیں۔ جب ان کو دنیا میں توحیدِ الٰہی کی طرف بلایا جاتا تھا تو یہ تکبر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم ایک شاعر، دیوانے کے لئے اپنے معبودوں کو کیوں چھوڑیں، اچھا آخرت میں عذاب کا مزہ چکھو۔

آج صرف اللہ کے برگزیدہ بندے بچیں گے، وہ جنت میں مسرور ہوں گے، ایک دوسرے کو مبارک باد کہیں گے اور خیال کریں گے ہمارا ایک ساتھی تھا۔ وہ قیامت کا منکر تھا۔ آج دکھائی نہیں دیتا، جھانک کر دیکھیں گے تو وہ دوزخ میں پڑا ہو گا۔ اس وقت جنتی رب کا شکر کریں گے دیکھو! یہ جنت بہتر ہے یا تھوہر کا درخت، جو جہنم کی تہ سے نکلتا ہے۔ دوزخی اس سے پیٹ بھریں گے، اوپر سے کھولتا پانی پئیں گے۔ یہ تھے اپنے گمراہ وکافر باپ دادا کے پیچھے چلنے والے۔ یہ ایمان نہیں لائے تھے حالانکہ پہلی کافر قوموں کا انجام سن چکے تھے۔

حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کی قربانی

75-113

ع 7 نوحؑ نے ہمیں پکارا، ہم نے ان کی خوب سنی۔ سلام ہو نوحؑ پر ہم نے اسے اور اس کے خاندان کو بچالیا اور اس کی نسل کو باقی رکھا، بعد کی نسلوں میں اس کی یاد

باقی رکھی، اور اس کے دشمن غرق ہوئے۔ انہیں کے نقشِ قدم پر چلنے والے ابراہیمؑ تھے۔ جنہوں نے قوم کو شرک سے روکا۔ وہ نہ مانے تو ان کے بتوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ انہوں نے آپ کو آگ میں ڈالا تو ہم نے کافروں کو ذلیل کر دیا۔ انہوں نے ہجرت فرمائی تو ہم نے انہیں ایک حلیم بیٹے کی خوشخبری دی۔ بچہ بڑا ہوا تو ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ وہ اسے ذبح کر رہے ہیں بچے کو خواب سنایا تو اس نے کہا جو حکم ملا ہے اس کو پورا کیجیے۔ میں صبر کروں گا۔ جب دونوں نے سر جھکا دیا تو ابراہیمؑ نے بیٹے کو ماتھے کے بل گرا دیا۔ تو ہم نے کہا ابراہیمؑ تو نے خواب سچا کر دکھایا۔ یہ واقعی بڑی آزمائش تھی۔ فدیہ میں ایک عظیم ذبیحہ دے کر ہم نے اسماعیل کو بچا لیا۔ اور ہم نے ان کا ذکرِ خیر بعد میں آنے والوں کے لیے باقی رکھا۔ سلام ہو ابراہیمؑ پر۔ پھر ہم نے ان کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ عطا فرمائے۔

حضرت موسیٰ، ہارون، الیاس، لُوط علیہم السلام

114-138

ع 8 پھر موسیٰ و ہارون اور اللہ کی مدد سے فرعونی مظالم کے مقابلے میں ان کی اور ان کی قوم کی نجات۔ ان کے ایمان و اخلاص کی تعریف اور اللہ کی طرف سے انہیں "سلامی" پیش کرنے کا اعلان، اس کے بعد الیاس علیہ السّلام اور ان کی مشرک قوم کا ذکر اور حضرت الیاس کے بیان توحید کی تعریف اور اللہ کی طرف سے انہیں سلام پیش کرنے کا اعلان۔ اس کے بعد حضرت لُوط علیہ السّلام اور ان کی بے حیا قوم کا عبرتناک انجام مذکور ہے۔

جنابِ یونسؑ کا واقعہ۔ فرشتے

139-182

ع 9 یونس علیہ السّلام بھی رسول تھے۔ وہ بھری ہوئی کشتی کی طرف دوڑے۔ قرعہ اندازی ہوئی تو ان کا نام نکل آیا۔ ان کو دریا میں پھینک دیا گیا۔ ان کو مچھلی نے

لقمہ بنالیا۔ وہ ہمیں یاد نہ کرتے تو ہمیشہ مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔ ہم نے ان کو بچالیا اور ایک لاکھ سے زائد آدمیوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ یہ مشرک فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ انہوں نے کتنا غلط فیصلہ کیا۔ خدا اور جنوں کے درمیان رشتہ داری قائم کر دی۔ اللہ ان کے ہر شرک سے پاک ہے۔ یہ مشرک اور ان کے معبود صرف ان کو گمراہ کر سکتے ہیں جو دوزخ کا ایندھن بننے والے ہیں۔ یاد رکھو! یہ بات طے ہو چکی ہے کہ رسولوں کی مدد کی جائے گی اور ہمارا لشکر ہی غالب آئے گا۔ ان کو ان لوگوں کے حال پر چھوڑ دیں اور انتظار کریں یہ عذاب کے طالب ہیں۔ جب عذاب آئے گا تو ان کا حال برا ہو گا۔ "سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝" تیرا رب ان باتوں سے پاک ہے جو وہ کرتے ہیں۔ رسولوں پر سلام ہو، اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا ثواب قیامت کے دن بڑے ترازو میں تولا جائے تو وہ مجلس کے اختتام پر ان تین آیتوں کو پڑھ لیا کرے۔ (البحر المحیط)

۳۸۔ سُوْرَةُ صٓ

مَكِّيَّةٌ

آیات: 88 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 5

اس سورۃ کا نام صٓ پہلی آیت میں مذکور ہے۔ اس سورۃ کا دوسرا نام سورۃ داؤد ہے۔ اس سورۃ میں پہلی قوموں کا تذکرہ کہ ان کی تباہی کا سبب نفس کی پیروی اور قانونِ الٰہی سے گردن کشی ہوئی۔ اس ضمن میں متعدد انبیاء کرام اور ان کی قوموں کا ذکر ہے۔

قرآن کتابِ نصیحت ہے، نافرمان قوموں کا انجام

1-14

ع 10 نصیحت بھرے قرآن کریم کی قسم یہ کافر سخت تکبر اور ضد میں مبتلا ہیں۔ انہیں یاد نہیں کہ ان سے پہلے کتنے ہی کافر اللہ کے عذاب کی گرفت میں آئے۔ تو بہت چیخے مگر بچنے کا وقت نکل چکا تھا۔ آج کے منکروں کو تعجب ہے کہ ان کے پاس ایک ڈرانے والا انہی میں سے کیسے آ گیا؟ یہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ یہ جادوگر ہے، جھوٹا ہے۔ اس نے اتنے سارے خداؤں کی جگہ ایک ہی معبود بنالیا ہے۔ ان کے بڑے کہنے لگے کہ جاؤ اور اپنے معبودوں پر ڈٹے رہو، بھلا ہم میں سے اسی کو نبی بننا تھا۔ دراصل یہ لوگ قرآن کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں۔ انہوں نے میرے عذاب کا ذائقہ نہیں چکھا۔ کیا ان کے پاس تیرے رب کی رحمت کے خزانے ہیں۔ کیا زمین و آسمان کی حکومت ان کے پاس ہے۔ اگر ایسا ہے تو ان کو آسمان کی بلندیوں پر چڑھنا چاہیے۔ یہ تو چند آدمی ہیں جو یہاں ہی شکست کھا جائیں گے۔ ان سے پہلے قوم نوحؑ، قوم عاد، فرعون، ثمود، قوم لوط اور قوم شعیب رسولوں کو جھٹلا کر ذلیل ہو چکی ہیں، یہ کس باغ کی مولی ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السّلام کے پاس مقدمہ

15-26

ع 11 یہ عذاب کے طلبگار ہیں۔ مگر جب عذاب آئے گا تو ان کو بالکل مہلت نہیں ملے گی۔ آپ ان باتوں پر صبر کریں۔ حضرت داؤد علیہ السّلام کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ وہ ہمارے فرمانبردار تھے۔ پہاڑ اور پرندے ان کے ساتھ مل کر ہماری تسبیح کرتے تھے۔ ہم نے انہیں مضبوط حکومت اور دانائی اور فیصلہ کن بات کہنے کی صلاحیت عطا کی تھی۔ ان کے پاس ایک مقدمہ کے دو فریق دیوار چڑھ کر بالا خانے میں گھس آئے۔ حضرت داؤدؑ گھبرا گئے، انہوں نے عرض کی۔ حضرت

ہم دو فریق مقدمہ ہیں، ہمارے درمیان فیصلہ فرمادیجئے۔ ایک کہنے لگا کہ یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ۹۹ دنبیاں ہیں، میرے پاس ایک دنبی ہے۔ یہ کہتا ہے کہ اپنی دنبی بھی مجھے دے دو۔ اس نے مجھے گفتگو میں دبالیا ہے، آپ نے فرمایا اس شخص نے تم سے ایک دنبی مانگ کر واقعی ظلم کیا ہے اور اکثر شریکِ کاروبار ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں۔ ہاں ایمان والے اور نیکوکار زیادتی نہیں کرتے مگر ایسے بہت کم ہوتے ہیں اب حضرت داؤدؑ کو احساس ہوا کہ ہم نے اُسے آزمایا ہے۔ انہوں نے ہم سے بخشش مانگی تو ہم نے انہیں بخش دیا۔ ہم نے داؤدؑ سے فرمایا کہ ہم نے آپ کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ آپ لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کریں اور اپنی خواہش کے پیچھے نہ چلیں۔ خواہشات راہِ راست سے دور پھینک دیا کرتی ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السّلام کی عظیم حکومت

40-27

ع 12 ہم نے آسمان و زمین کا نظام بے کار نہیں بنایا۔ ہم ایمان والوں اور بدکاروں کو کبھی ایک جیسا نہ کریں گے۔ یہ کتاب مبارک ہم نے غور کرنے اور نصیحت حاصل کرنے کے لئے نازل فرمائی ہے۔ ہم نے داؤدؑ کو سلیمانؑ عطا فرمائے وہ بہت اچھے بندے تھے ایک دن ان کے سامنے تیز رو گھوڑے پیش کیے گئے تو انہوں نے کہا میں نے مال کی محبت اپنے رب کی یاد سے غافل ہو کر اختیار کی ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ گھوڑے نگاہ سے اوجھل ہونے لگے تو آپ نے ان کو واپس لانے کا حکم دیا۔ پھر ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ ہم نے سلیمانؑ کی بھی آزمائش کی اور اس کی کرسی پر ایک لوتھڑا لا ڈالا۔ انہوں نے رب سے عرض کیا۔ اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی کے شایان نہ ہو۔ سلیمانؑ کے لئے دیو اور ہوائیں مسخر کر دیں۔

سلیمانؑ ہمارے ہاں بڑے مرتبے والے تھے۔

صبر ایوب علیہ السّلام اور دیگر انبیاء کا ذکر

41-64

ع 13 اور ہمارے بندے ایوبؑ کو یاد کیجیے۔ جب انہوں نے دعا کی کہ اے رب ! مجھے شیطان نے سخت تکلیف اور عذاب میں ڈال دیا ہے۔ ہم نے کہا اپنا پاؤں زمین پر مارو، ٹھنڈے پانی کا چشمہ نکل آئے گا۔ ہم نے انہیں ان کے اہل و عیال اور کچھ مزید بھی واپس دیئے۔ ہم نے کہا تنکوں کا مٹھا لے کر مارو، اپنی قسم نہ توڑو۔ ہم نے ایوبؑ کو صابر پایا۔ وہ بڑے اچھے بندے تھے۔ ابراہیمؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ، اسمعیلؑ، الیسع اور ذوالکفل سب نیک کردار تھے۔ ان پرہیز گاروں کے لئے جنت کے دروازے کھلے ہوں گے اور ان کے ساتھ شرم وحیا والی ہم سن عورتیں بھی جلوہ افروز ہوں گی۔ ہمارا رزق کبھی نہ ختم ہونے والا ہو گا۔

مگر سرکشوں کا حال بہت برا ہو گا۔ وہ جہنم میں ہوں گے۔ گرم پانی اور زخموں کا دھوون پینے کو ملے گا۔ وہ اپنے بعد میں آنے والوں پر لعنت بھیجیں گے۔ بعد میں آنے والے پہلوں کو برا بھلا کہیں گے، ایک دوسرے کے لیے بددعائیں دیں گے اور کہیں گے دنیا میں ہم جنہیں برا سمجھتے تھے وہ آج دکھائی نہیں دیتے۔

جناب آدم علیہ السّلام و ابلیس کا قصّہ

65-88

ع 14 آپ اعلان کر دیں میں تو ڈرانے والا ہوں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زمین و آسمان کا رب ہے۔ قیامت ایک بڑی خبر ہے، جس سے یہ منہ موڑتے ہیں۔ ملاء اعلیٰ کی باتوں کا مجھے علم نہیں۔ میرا ذریعہ علم تو وحی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فرشتو! میں مٹی سے انسان بنا رہا ہوں۔ جب اس کی تخلیق ہو جائے اور اس میں روح پھونکی جائے تو تم اسے سجدہ کرنا۔ سارے فرشتے اللہ کے حکم سے سجدے میں

گر پڑے مگر ابلیس اکڑ گیا کہنے لگا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ تُو نے مجھے آگ سے اور اسے مٹی سے بنایا ہے۔ اللہ نے فرمایا یہاں سے نکل جا تو مردود ہے۔ اس نے قیامت تک کی مہلت مانگی فرمایا گیا، جا تجھے مہلت دے دی گئی۔ اس نے کہا میں تیرے برگزیدہ بندوں کے سوا سب کو گمراہ کروں گا۔ اللہ نے فرمایا میں ان سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔ آپ فرما دیجیے یہ قرآن تو تمام جہانوں کے لیے نصیحت ہے۔ میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا ہوں۔ یہ قرآن سب جہانوں کے لیے نصیحت ہے۔ اے کفّار! تھوڑی مدّت ہی گزرے گی کہ تمہیں اس کا حال معلوم ہو جائے گا۔

"الزمر" کے معنی جماعتیں اور گروہ ہیں۔ سورۃ کے آخری رکوع میں جنّت اور جہنّم کے لیے لوگوں کی جماعتوں کی روانگی کا ذکر ہے، اس لیے "الزمر" کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے علاوہ اس سورۃ میں اخلاص فی العبادۃ پر زور دیا گیا ہے۔ انعامِ الٰہی کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ بندہ کا سر اس کی بارگاہ میں جھکا رہے۔ اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت کی جائے۔

انسان کی پیدائش کی مختلف حالتیں۔

1-9

ع 15 اللہ عزیز و حکیم نے یہ کتاب ایک قول فیصل کی حیثیت سے اتاری ہے۔ لازم ہے کہ لوگ خالص اللہ واحد کی عبادت کریں۔ جو لوگ دوسرے معبودوں کو خدا کے قرب کا ذریعہ بنائے بیٹھے ہیں، اللہ ان کے درمیان قیامت کو فیصلہ

فرمائے گا۔ جھوٹے اور ناشکرے ہدایت نہ پائیں گے۔ اللہ تعالی اپنی مخلوق میں سے اولاد بنانے سے بالکل پاک ہے۔ ساری کائنات پر اُس کا اختیار ہے۔ یہ نظام اللہ تعالی نے انتہائی حکمت سے قائم کیا ہے۔ رات اور دن کا آنا جانا، سورج اور چاند کی گردش اسی کے حکم سے ہے، اسی نے انسان کو اور حیوانات کو پیدا کیا، اور اسی نے تمہاری ضروریات کا انتظام فرمایا۔ اسی نے ماؤں کے پیٹوں میں تین تاریک (پیٹ، رحم، جھلی) پردوں کے اندر انسان کی پرورش فرمائی۔ وہ کسی کی بندگی اور شکر گزاری کا محتاج نہیں۔ بلکہ لوگ ہی اس کے محتاج ہیں۔ سب کو اسی کے پاس جانا ہے۔ کوئی کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ مشرکوں پر کوئی مصیبت آئے تو رب کو پکارتے ہیں، مصیبت دور ہو جائے تو رب کو اس طرح بھولتے ہیں۔ گویا کبھی کوئی واسطہ ہی نہ تھا۔ دوسری طرف وہ نیکوکار ہیں جو رات کی تنہائی میں کھڑے رہتے ہیں اور سجدے کرتے ہیں۔ آخرت سے ڈرتے اور اپنے رب کی رحمت کے امیدوار ہیں۔ علم رکھنے والے اور جاہل کبھی ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔

عبادت میں اخلاص

10-21

ع 16 آپ میرے ان بندوں کو بتلادیں جو ایمان لائے، جنہوں نے پرہیز گاری اختیار کی اور نیک عمل کئے کہ ان کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے، اللہ کی زمین وسیع ہے۔ ان صابر بندوں کو بے حساب رزق دیا جائے گا۔ آپ اعلان کر دیں کہ میں تو خالص اپنے رب کی عبادت کروں گا۔ مجھے حکم دیا گیا کہ میں اوّل مسلم بنوں۔ مشرکوں نے بہت گھاٹے کا سودا کیا ہے اور اپنا سب کچھ ڈبو دیا ہے۔ خوشخبری کے مستحق ہیں اللہ کی طرف رجوع کرنے والے اور حکم سُن کر فوراً اس کی تعمیل کرنے والے۔ ان کے لیے جنت میں بہتر آرام گاہیں تیار ہیں۔ مشرک یہ نہ بھولیں کہ دنیوی زندگی بالکل عارضی ہے اس کے غرور میں خدا کی بات جھٹلانا عقلمندی کی

بات نہیں۔

اسلام کے لیے شرحِ صدر

22-31

ع 17 جس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا گیا وہ اپنے رَب کے نُور پر ہے۔ اور جن لوگوں کے دِل یادِ الٰہی سے سخت ہیں وہ گمراہی میں ہیں۔ قرآن کریم کی صفات کا تذکرہ کہ بہترین کلام ہے۔ کتابی شکل میں ہے۔ ملتی جلتی آیات ہیں، بار بار دہرائی جاتی ہیں۔ اسے سن کر خوفِ خدا رکھنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کے دِل یادِ الٰہی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

مشرک و مؤمن کا فرق واضح کرنے کی بہترین مثال ایک شخص غلام ہو اور اس کے کئی آقا ہوں وہ آقا آپس میں ہر وقت برسرِ پیکار رہتے ہوں۔ چنانچہ ایک آقا کچھ حکم دیتا ہے دوسرا اس کے برعکس حکم دیتا ہو اس بے چارے غلام کی جان تو عذاب میں مبتلا ہو جائے گی اور دوسرا ایک ہی شخص کا غلام ہو جس طرح یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح مشرک و مؤمن بھی برابر نہیں ہو سکتے۔ ان تمام باتوں کی حقانیت کا مشاہدہ کرنے کے لیے سب کو مرنا ہے، پھر قیامت کے دن تم اپنے رَب کے حضور تمام صورتحال بیان کر کے فیصلہ حاصل کر لو گے۔

پارہ نمبر 24 فَمَنْ اَظْلَمُ

چوبیسویں پارے میں انیس[19] رکوع اور دو[2] آیات ہیں پہلے پانچ[5] رکوع سورۃ الزمر میں پھر نو[9] رکوع سورۃ المؤمن میں پھر پانچ[5] رکوع اور دو آیات سورۃ حٰمٓ السجدہ کی ہیں۔

جھوٹے اور سچے لوگ

32-41

ع 1 اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ بولے اور سچی بات اس کے پاس آئے تو اسے جھٹلا دے۔ جو سچی بات لے کر آئے اور جس نے اس کی تصدیق کی وہی متقی ہیں۔ وہ جو چاہیں گے اللہ کے ہاں پائیں گے۔ اگر ان سے کوئی غلطی ہوئی تو اللہ معاف فرمادے گا۔ ان کے اعمال کا بہترین بدلہ ملے گا۔ کیا اللہ اپنے بندوں کے لیے کافی نہیں! یاد رکھو! گمراہوں کو ہدایت نہیں ملتی اور جو ہدایت پر ہیں انہیں گمراہ کرنے والا کوئی نہیں۔ اگر اللہ مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو تمہارے معبودانِ باطل اسے دور نہیں کر سکتے نہ وہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں۔ سنو! جو ہدایت پاتا ہے تو اپنے فائدے کے لئے اور جو گمراہ ہوتا ہے اپنا نقصان ہی کرتا ہے۔

نیند کی حالت میں روح کا نکلنا

42-52

ع 2 انسانوں کی موت و حیات اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ نیند کی حالت میں اللہ ہی روح نکالتے ہیں پھر جس کی موت کا وقت آچکا ہو اس کی روح واپس نہیں کی جاتی جس کا ابھی وقت نہ آیا ہو اس کی روح واپس کر دی جاتی ہے غور و فکر کرنے والوں کے لیے اس میں دلائل موجود ہیں۔ اللہ کے مقابلہ میں

انہوں نے اپنے سفارشی ڈھونڈ رکھے ہیں حالانکہ ان کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ ہر قسم کی شفاعت کا اختیار صرف اللہ ہی کو حاصل ہے۔ اس کے اِذن کے بغیر تو کسی کی مجال نہیں کہ وہ لب کشائی کر سکے۔ اکیلے اللہ کے تذکرہ سے ان کے ماتھے پر بل پڑ جاتے ہیں اور جب ان کے بتوں اور جھوٹے خداؤں کا نام لیا جائے تو ان کے چہروں پر خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ قیامت کے دن یہ ظالم ساری دنیا سے دُگنا مال و دولت دے کر عذاب سے چھٹکارا پانا چاہیں گے مگر انہیں کامیابی حاصل نہیں ہوگی ان کے تمسخر و استہزا کے نتیجہ میں عذاب کی جو صورتحال درپیش ہوگی وہ ان کے وہم و گمان سے بھی بالاتر ہوگی۔

توبہ کا دروازہ کھلا ہے

53-63

ع 3 "قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝"

اے میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ میرے بندوں کو خوشخبری دے دیں کہ اگر تم نے اپنی زندگیاں شرک و کفر اور بے کار کاموں میں برباد کر لی ہیں۔ پھر بھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ وہ سارے گناہ معاف کر دے گا۔ عذاب الٰہی آنے سے پہلے ایمان لے آؤ اور قرآنِ حکیم کی پیروی کرو، ورنہ کل کو پچھتاؤ گے، اور دنیا میں واپس جانے کی درخواست کرو گے لیکن تمہاری درخواست رد کر دی جائے گی اور کہا جائے گا کہ تم نے اس دن کو جھٹلایا تھا، تکبر کیا تھا، اور تم نے کفر کیا تھا۔ اب اس کی سزا بھگتو۔ نجات صرف اللہ سے ڈرنے والے پائیں گے۔ اللہ ہر چیز کا خالق و مالک ہے۔ آسمان و زمین کے خزانوں کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں۔

قیامِ قیامت کے احوال

64-70

ع 4 آپ اعلان فرمادیں کہ اے نادانو! بھلا تم مجھے غیر اللہ کی عبادت کا حکم دیتے ہو؟ حالانکہ میری طرف اور مجھ سے پہلے سارے نبیوں کی طرف وحی کی گئی ہے کہ جو شرک کرے گا اس کے عمل ضائع ہو جائیں گے ان مشرکوں نے اللہ کی قدر نہیں پہچانی۔ جب کہ آخرت میں تمام اختیارات صرف اللہ کے قبضہ میں ہوں گے۔ جب صور پھونکا جائے گا تو سب اٹھ کھڑے ہوں گے۔ زمین خدا کے نور سے چمک اُٹھے گی۔ اعمال ناموں کا دفتر کھول دیا جائے گا، نبیوں اور گواہوں کی طلبی ہوگی اور لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا۔

جنتی اور جہنمی لوگ

71-75

ع 5 کافروں کی ٹولیاں بنا کر انہیں جہنّم کی طرف دھکیلا جائے گا اور داروغہ جہنّم ان سے پوچھے گا کہ ہمارے رسولوں نے قرآن سنا کر تمہیں قیامت کے دن سے نہیں ڈرایا تھا؟ وہ تسلیم کریں گے لیکن کافروں کے لیے اللہ کے عذاب کا فیصلہ ہو چکا ہو گا اور وہ متکبرین جہنّم کے بدترین ٹھکانہ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے داخل کر دیئے جائیں گے۔ متقیوں کی جماعتیں بنا کر انہیں جنّت کی طرف روانہ کیا جائے گا ان کے استقبال میں جنّت کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے انہیں سلامی پیش کی جائے گی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنّت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ وہ اپنے اعمال پر اترانے کی بجائے اللہ کی تعریف میں رطب اللسان ہو رہے ہوں گے۔ تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ وہ عرش کے چاروں طرف اللہ کی تسبیح و تحمید میں مصروف ہوں گے۔ عدل و انصاف کے مطابق فیصلہ ہو چکا ہو گا اور اعلان کر دیا جائے گا کہ تمام خوبیوں اور صفات کے مالک اللہ رَبّ العالمین ہی ہیں

الحمد للہ رب العالمین o والصلوٰۃ والسلام علی سیّد المرسلین شفیع المذنبین و علیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ ومن تبعہ واحبہ الی یوم الدین رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَاب

اس سورۃ میں ایک "مردِ مؤمن" کی حق گوئی و بے باکی کا تذکرہ ہے اس لیے اس سورۃ کا نام سورۃ المؤمن ہے۔ حٰمٓ سے شروع ہونے والی سات سورتیں "حوامیم سبعہ" کہلاتی ہیں۔ ان کا مشترک عنوان دعوت الی القرآن ہے۔ دعوت حق پر زور ہے۔ مخالفین قرآن کو ان کے انجامِ بد سے ڈرایا گیا ہے۔

صفاتِ الٰہی

1-9

ع 6 زبردست قوّت اور عِلم کے مالک اللہ کا یہ کلام ہے وہ گناہوں کو معاف کرنے والا توبہ قبول کرنے والا، سخت عذاب دینے والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کی طرف سب لوٹ کر جائیں گے۔ اللہ کی آیات میں جھگڑنے والے کافر ہیں۔ عیش و عشرت کے وسائل کی فراوانی اور دنیا میں آزادانہ نقل و حرکت سے آپ دھوکہ میں نہ پڑیں۔ قومِ نوح اور ان سے پہلوں اور پچھلوں نے بھی انبیاء کو جھٹلایا۔ ان سے جھگڑا کر کے حق کی آواز دبانے کی کوشش کی مگر ناکام ہو کر ہمارے عذاب کے مستحق قرار پائے۔ حاملینِ عرش اللہ کے مقرب فرشتے اللہ کی حمد و ثنا میں مشغول رہتے ہیں اور اہلِ ایمان اور ان کے متعلقین کے لیے استغفار و

دُعا کرتے رہتے ہیں۔

قیامت کے مناظر

10-20

ع 7 کافر جہنّم میں پڑے ہوئے دوبارہ زندہ ہونے کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے گناہوں کا اعتراف بھی کریں گے مگر جہنّم سے چھٹکارے کا کوئی راستہ نہیں ہو گا۔ قیامت کے دن اللہ کی حکمرانی کے مقابلہ میں کوئی جھوٹا دعوے دار بھی پیدا نہیں ہو گا۔ جب اللہ تعالیٰ خود ہی سوال کریں گے "لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ" آج کس کی بادشاہی ہے۔ وہاں کوئی شخص نہ بول سکے گا۔ ہمّتیں پست، زبانیں گنگ ہو جائیں گی۔ دِلوں کی دھڑکنیں تیز ہو جائیں گی۔ کوئی جواب دینے والا نہ ہو گا۔ پروردگار عالم خود جواب دیں گے "لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾" آج صِرف اللہ کی بادشاہی ہے۔ جو واحد (اور) قہار ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عِلم محیط سے کوئی حرکت پوشیدہ نہیں۔ اُسے آنکھوں کی خیانت اور بددیانتی کا بھی عِلم ہے اور تمہارے سینوں کے پوشیدہ رازوں سے بھی وہ خوب واقف ہے۔ قیامت کے دن یہ سارے راز کھول دیئے جائیں گے۔ اکیلے اللہ ہی ہر چیز پر غالب ہو گا۔ بغیر کِسی ظلم و زیادتی کے ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا۔

فرعون، ہامان، قارون کفر کے نمائندے

21-27

ع 8 فرعون، ہامان اور قارون جو کہ اقتدارِ اعلیٰ، انتظامیہ اور سرمایہ داری کے نمائندے تھے ان کے مقابلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام ہماری آیات اور معجزات کے ساتھ مبعوث ہوئے۔ مگر ان سرکشوں نے ماننے کی بجائے قتل و غارت گری کی مدد سے مسلمانوں کو ختم کرنے کی کوشش کی اور موسیٰ علیہ السّلام کو بھی قتل کرنے کا پروگرام بنایا اور "گھٹیا سوچ" کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگے کہ

موسیٰ دراصل لوگوں کا دین بگاڑ رہا ہے اور زمین میں فساد برپا کر رہا ہے اس لیے ہم اس کے خلاف یہ اقدامات کر رہے ہیں۔ موسیٰ علیہ السّلام نے اللہ کی پناہ اور حفاظت طلب کی۔

دربارِ فرعون میں مردِ مؤمن کی تقریر

28-37

ع 9 اس وقت اٰلِ فرعون میں سے ایک مومن جو اپنا ایمان چھپاتا تھا اس نے لسانی، قومی اور سیاسی تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی حمایت کا واضح اعلان کر دیا۔

کہنے لگا تم ایسے شخص کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر ہو گا۔ اور اگر یہ سچا ہے تو تم عذابِ خداوندی سے نہیں بچ سکتے۔ اے میری قوم ! آج یقیناً تمہارے پاس حکومت ہے مگر خدا کا عذاب آیا تو تمہیں کون بچائے گا۔ فرعون نے کہا میں تو اپنی رائے پر قائم ہوں۔ ایمان والے نے کہا، ڈرو اس عذاب سے جو قومِ نوحؑ، عاد، ثمود اور ان کے بعد آنے والوں پر آیا۔ تم تو یوسف علیہ السّلام کے بعد کہتے تھے کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یاد رکھو! اللہ کی آیات میں جھگڑنے والے اللہ کی سخت ناراضگی کے مستحق ہوں گے۔ فرعون نے کہا اے ہامان! میرے لئے ایک اونچا محل بنا، میں دیکھوں تو موسیٰ کا خدا کہاں رہتا ہے۔ ویسے میں اسے جھوٹا خیال کرتا ہوں۔

کفّار کا صبح و شام آگ پر پیش ہونا

38-50

ع 10 مردِ مومن نے کہا کہ لوگو! میں تمہیں سیدھی راہ بتا رہا ہوں۔ میری بات مان لو۔ اے میری قوم تم مجھے کفر کی دعوت دیتے ہو اور میں تمہیں اللہ کی طرف

بلاتا ہوں۔ ایمان اور اعمال صالحہ والے مرد و عورت جنّت میں بے حساب نعمتوں کے مزے لوٹیں گے۔ اے میری قوم تم آج میری بات نہیں مان رہے ہو، مگر عنقریب میری باتیں تمہیں یاد آئیں گی، مگر اس وقت کی ندامت تمہارے کام نہ آ سکے گی۔ میں اپنا معاملہ اللہ کے حوالہ کر رہا ہوں۔ "وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ"۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے ظلم و ستم سے بچا کر فرعون اور اس کے تمام لاؤ لشکر کو بدترین عذاب میں مبتلا کر دیا۔ روزانہ صبح و شام جہنّم کی آگ ان کی قبروں میں پیش کی جاتی ہے۔ قیامت کے دن سخت ترین عذاب چکھنے کے لیے انہیں جہنّم میں داخل کر دیا جائے گا۔ دوزخی باہم جھگڑیں گے اور ایک دوسرے کو موردِ الزام ٹھہرائیں گے۔ جہنّم کے فرشتے ان سے کہیں گے کہ تم نے رسولوں کی بات نہیں سنی تھی اب عذاب برداشت کرو۔

اہلِ ایمان کے لیے مددِ الٰہی

51-60

اپنے بندوں کی مدد کا برحق وعدہ اور ظالموں کے لیے لعنت اور بدترین عذاب کی خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ "بعث بعد الموت" کے منکرین یہ کیوں نہیں سوچتے کہ آسمان و زمین کی تخلیق کا مشکل ترین کام جس اللہ نے کر لیا اس کے لیے انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہو گا۔ جس طرح بینا اور نابینا برابر نہیں اسی طرح نیک و بد اور مؤمن و کافر بھی برابر نہیں ہو سکتے۔

ہر مشکل میں اللہ ہی کو پکارنا چاہیے جو اللہ کی عبادت اور دُعا مانگنے سے پہلو تہی کرتا ہے وہ متکبر ہے اور اسے انتہائی ذلت و رسوائی کے ساتھ جہنّم میں جانا پڑے گا۔

اللہ کی نگاہ میں دُعا سے بڑھ کر کوئی چیز باوقعت نہیں۔ دُعا عبادت کی روح اور اس کا مغز ہے۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا دُعا مومن کا ہتھیار ہے۔ دُعا دین کا

ستون ہے اور زمین و آسمان اس کے نُور سے منوّر ہیں۔ نبی کریم علیہ السّلام نے دُعا مانگنے والے کو یہ تلقین فرمائی ہے کہ جب وہ دُعا مانگے تو اس کے دِل میں یہ یقین ہو کہ میرا کریم ورحیم پروردگار مری اس عاجزانہ التجا کو ضرور قبول فرمائے گا۔ مرشد برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُعا کا طریقہ سکھایا۔ فرمایا سب سے پہلے اللہ کی حمد بیان کرو پھر مجھ پر درود بھیجو پھر اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگو یہی دُعا مانگنے کا مسنون طریقہ ہے۔ ایسے مسنون طریقے سے دُعا مانگیں تو قبول ہو گی۔ (المستدرک، ترمذی، ابو داؤد)

توحید پر کائناتی و تخلیقی شواہد

61-68

ع 12 پھر دن رات کے آنے جانے اور آسمان و زمین کی تعمیر میں غور و فکر کی دعوت دے کر انسانی تخلیق کا ذکر فرمایا کہ انسان کو قدرت کا بہترین اور خوبصورت شاہکار بنایا گیا ہے۔ اسے حسین پیکر میں تبدیل ہونے کے لیے جن تخلیقی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے ان کا تذکرہ اور پھر زندگی اور موت کے اللہ کے قبضہ میں ہونے کا بیان ہے۔ انسانی تخلیق کے مختلف مراحل اگر انسان خارجی کائنات پر غور و فکر کرنے کی بجائے خود اپنی تخلیق ہی میں غور و فکر کرے تو وہ اللہ کو پہچان سکتا ہے۔ انسان اپنی تخلیق میں مختلف مراحل سے گزرتا ہے۔ ان میں سے ہر مرحلہ انتہائی عجیب اور حیران کن ہے۔ بے جان مٹی سے اس کی ابتداء پھر نطفہ پھر جما ہوا خون، پھر گوشت کی بوٹی، پھر اس پر ہڈیاں، پھر ایک ڈھانچہ، پھر مکمل جان، پھر عقل، پھر سمع، کان۔ پھر بصر آنکھیں پھر پوری جسم میں ہزاروں میل لمبی پھیلی ہوئی رگوں کا جال۔ خون کی گردش۔ دِل کی حرکت، تین سو ساٹھ جوڑ۔

(پیدائش کے بعد) پیدا ہوتا ہے تو از حد کمزور ہر بات سے عاجز، نہ طاقت نہ گفتار، نہ تمیز و عرفان، پھر اللہ اُسے عقل و فہم اور قوّت ادراک عطا کرتا ہے۔ پھر

بچپن کے بعد جوانی پھر جوانی کے بعد بُڑھاپا اُسے آجاتا ہے اور انسان ویسا ہی ہو جاتا ہے جیسے بچپن میں تھا۔ نظر میں غیر پختگی، عقل کمزور، اعضاء میں ضعف حواس میں تعطل، چلنے پھرنے غرضیکہ اٹھنے بیٹھنے سے عاجز۔ پھر یہاں تک کہ موت آجاتی ہے۔ اور موت بھی اس کی تخلیق کے مراحل میں سے ایک مرحلہ ہے کہ زندگی کے ساتھ ہی ہم اس کے لیے موت لازم قرار دیتے ہیں اللہ فرماتا ہے کون ہے جو ان سارے مراحل میں تمہاری نگہبانی کرتا ہے۔

یقیناً اس قدرت کا مالک اللہ ہی ہے جو ہمارا خالق اور معبود ہے۔

منکروں کا انجام

69-78

ع 13 پھر بتایا کہ اللہ کی آیات کے بارے میں جھگڑا کرنے اور قرآن کا انکار کرنے والوں کو طوق ڈال کر بیڑیوں اور ہتھکڑیوں میں جکڑ کر جہنّم میں گھسیٹا جائے گا اور ان کے غرور و تکبّر کی بناء پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنّم کو ان کا ٹھکانہ قرار دے دیا جائے گا۔ اس کے بعد بتایا گیا کہ انبیاء و رسل آپ سے پہلے بھی آتے رہے ہیں۔ بعض کے حالات آپ کو بتائے گئے ہیں اور بعض کے حالات نہیں بتائے گئے۔ مگر ایمان سب پر لانا ضروری ہے کوئی رسول اپنے طور پر کبھی بھی نشانی نہیں لایا کرتا۔ جب قوم نے ان کی بات نہ مانی تو حق کے مطابق ان کے درمیان فیصلہ کر دیا گیا۔

حالتِ نزع کا ایمان قبول نہیں

79-85

ع 14 اللہ نے تمہاری سواری خوراک اور بعض دوسرے فائدوں کے لئے مویشی پیدا کئے۔ کشتیاں بھی بحری سفر میں تمہارے کام آتی ہیں۔ دنیا میں چل پھر کر دیکھو کہ پہلے کافر تم سے کہیں زیادہ طاقتور تھے۔ مگر جب انہوں نے رسولوں کی بات نہ مانی تو ان کا انجام بہت برا ہوا۔ جب عذاب سامنے آگیا تو انہیں ایمان لانے

کی سوجھی۔ مگر ایسے وقت میں ایمان کہاں فائدہ دیتا؟ یہ اللہ کا مقرر کردہ ضابطہ ہے اس وقت کافر خسارے میں رہیں گے۔

۴۱۔ سُوْرَۃُ حٰمٓ اَلسَّجْدَۃِ مَكِّيَّةٌ

آیات: 54 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 6

اس کی آیت نمبر 38 میں آیت سجدہ ہے اس لیے اس کو حٰمٓ السجدہ کہا گیا ہے۔ اس کا دوسرا نام فصّلت بھی ہے۔ اس سورۃ کا موضوع دعوت الی القرآن ہے۔ دعوت اسلام کے منکروں اور ان کے انجامِ بد کا ذکر ہوا ہے۔

قرآن اور صاحبِ قرآن کا پیغام

1-8

ع 15 قرآن کریم کے رحمٰن ورحیم کا کلام ہونے کی خبر کے ساتھ ماننے والوں کا انجامِ خیر اور نہ ماننے والوں کا انجام بد مذکور ہے۔ پھر کفّار کی ہٹ دھرمی اور تعصّب کا ذکر ہے وہ کہتے ہمارے دِل غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے۔ ہمارے تمہارے درمیان حجاب ہے اس بات سے جس کی طرف آپ ﷺ ہمیں بلاتے ہیں آپ اپنا کام کرو ہم اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کو بتادیں میں تو تمہارے جیسا انسان ہوں لیکن مجھ پر وحی الٰہی نازل ہوتی ہے کہ معبودِ حقیقی ایک ہی ہے۔ اس سے تعلق جوڑو اور بخشش مانگو۔ کافرو! تمہارا یہ خیال سراسر باطل ہے۔ سنو اگر میں انسان نہ ہوتا فرشتہ یا جن ہوتا تو ہم ایک دوسرے کی بات نہ سمجھ سکتے نہ سمجھا سکتے جب تم بھی انسان ہو میں بھی انسان ہوں تو پھر ہم میں مغائرت کی کونسی ایسی دیوار ہے کہ افہام و تفہیم کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو۔

حسن بصری فرماتے ہیں کہ اظہار تواضع کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو یہ کہنے کا حکم دیا کہ کہو میں بھی تمہارے جیسا بشر ہوں۔ "قال الحسن علمه الله التواضع" (تفسیر ضیاء القرآن)

تخلیقِ ارض وسماء۔ اقوام سابقہ سے درسِ عبرت

9-18

ع 16 آپ ان مشرکوں کو کہیے کہ تم اس خدا کے شریک بناتے ہو جس نے دو دن میں زمین بنائی اور دو دن میں اسکے اندر خزانے ودیعت کر کے چار دن میں مکمل کیا اور پھر مزید دو روز کے اندر سات آسمانوں کو دھویں سے بنایا۔ اس کی زینت اور حفاظت کے لیے ستاروں کو پیدا کر کے کل کائنات کی تخلیق چھ روز میں مکمل کر دی۔ اگر یہ لوگ پھر بھی اللہ کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے تو انہیں قوم عاد و ثمود کی تاریخ سے درس عبرت حاصل کرنے کی تلقین کرو۔ ان کے پاس توحید کا پیغام لے کر رسول آتے رہے۔ قوم عاد تو کہنے لگی کہ ہم بہت طاقتور لوگ ہیں ہم سے زیادہ طاقت والا دنیا میں اور کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس اللہ نے تمہارے جیسے طاقت ور پیدا کیے وہ تم سے بھی زیادہ طاقتور ہے، مگر انہیں یہ بات سمجھ میں نہ آئی تو اللہ نے شدید آندھی ان پر مسلّط کر کے انہیں تباہ و برباد کر کے رکھ دیا اور ثمود کے انکار پر انہیں بھی ذلت آمیز کڑک سے دوچار کر کے ہلاک کر دیا اور ایمان و تقویٰ والوں کو نجات عطا فرما دی۔

کان، آنکھیں اور کھال گواہی دیں گی

19-25

ع 17 قیامت کے روز اللہ کے دشمنوں کے خلاف خود ان کے کان، آنکھیں، اور کھالیں گواہی دیں گی، کافر اپنے جسموں سے کہیں گے کہ خود ہمارے خلاف کیوں گواہ بن گئے۔ وہ جواباً کہیں گے کہ ہمیں اُسی نے بولنے کی طاقت بخشی ہے

جس نے ہر شے کو بولنا سکھایا ہے۔ ان مشرکوں کو یہ گمان نہ تھا کہ ان کے اعضاء ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ بلکہ وہ خیال کرتے تھے کہ اللہ کو ان کے اعمال کا پتہ ہی نہیں ہے۔ بس ان کا یہی گمان ان کو لے ڈوبا۔ آج معذرتیں کرنے سے چھٹکارا نہ ملے گا۔ دنیا میں انہوں نے ایسے لوگوں کو ساتھی بنایا تھا۔ جو ان کی بُری حرکتیں بھی خوبصورت کر کے ان کے سامنے پیش کرتے تھے۔

قرآن کریم سے کافرانہ رویہ۔ توحید والوں کو خوشخبری

26-32

ع 18 کافر کہتے ہیں قرآن نہ سنو، جب یہ پڑھنے لگیں تم شور مچا کر غالب آنے کی کوشش کرو، ہم انہیں آخرت میں اس کی شدید سزا دیں گے۔ کافر کہیں گے کہ اے اللہ جن انسانوں اور جنات نے ہمیں گمراہ کیا تھا، انہیں ہمیں دکھا دے۔ کہ ہم انہیں پاؤں تلے روند ڈالیں۔ جن بندوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے اور تمام مخالفتوں کے باوجود اس پر قائم رہے، ان پر فرشتے اتریں گے کہ انہیں کہا جائے گا کہ تم نہ خوف کرو، نہ غم کھاؤ۔ تمہیں جنت کی خوشخبری ہے۔ تم جو چاہو یہاں تمہیں میسر ہو گا، جو مانگو گے وہ موجود پاؤ گے۔ یہ ربِّ غفور ورحیم کی طرف سے مہمان نوازی ہو گی۔

دعوتِ الیٰ اللہ۔ اچھے انسان کی صفات

33-44

ع 19 اس شخص سے اچھی بات کس کی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور کہے کہ میں مسلم ہوں۔ آپ زیادتی کا جواب بھی عفو و درگزر سے دیں۔ اس حسنِ سلوک کی بدولت آپ کا دشمن بھی پکا دوست بن جائے گا۔ یہ بات صابر اور صاحبِ نصیب لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔ اگر آپ کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہو تو شیطان مردود کے شَر سے اللہ کی پناہ مانگ لیں۔ بیشک وہ سننے جاننے والا

ہے۔ ان مشرکوں کو بتائیں کہ رات اور دن، چاند اور سورج اللہ کی قدرت کے نشانات ہیں۔ سجدہ صرف اللہ کے لئے ہے، سورج اور چاند کے لئے نہیں۔ مشرک تکبر کرتے ہیں مگر فرشتے دن رات اللہ کی تسبیح میں مشغول رہتے ہیں۔ کیا منکر دیکھتے نہیں کہ مُردہ زمین پر پانی برستا ہے تو وہ فوراً زندگی پالیتی ہے۔ آیاتِ الٰہی کو الٹے معنی پہنانے والے ہم سے چھپے نہیں۔ یہ کافر جس کتاب کا انکار کر رہے ہیں یہ ایک زبردست کتاب ہے، باطل اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا۔ یہ آپ پر اسی قسم کے اعتراض کرتے ہیں جیسے پہلے رسولوں پر کئے گئے تھے۔ ہم نے یہ کتاب عربی میں نازل کی ہے تاکہ تفصیل کی احتیاج نہ رہے۔ یہ اہل ایمان کے لئے ہدایت اور شفا ہے۔ جو نہیں مانتے گویا وہ کانوں کے بہرے اور آنکھوں کے اندھے ہیں۔

اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا

45-46

ع 20 ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اس میں بہت اختلاف کیا گیا اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک بات طے نہ ہو چکی ہوتی تو ان کے درمیان ابھی فیصلہ کر دیا جاتا۔ جو نیکی کرے گا تو اپنا ہی فائدہ کرے گا اور برائی کرے گا تو اپنا ہی نقصان کرے گا۔ تیرا رب بندوں پر کسی قسم کا ظلم نہیں کرتا۔

"الحمد للہ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ والصلوٰۃ والسّلام علی سیّد الْمُرْسَلِیْنَ شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین سیدنا و مولٰنا محمد و علیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّاؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝"

پارہ نمبر 25 اِلَیۡہِ یُرَدُّ

پچیسویں پارے میں بیس [20] رکوع ہیں۔ سورۃ حٰمٓ السجدہ میں پہلا [1] رکوع پھر پانچ [5] رکوع سورۃ الشوریٰ میں پھر سات [7] رکوع سورۃ زخرف میں پھر تین [3] رکوع سورۃ الدخان میں اور آخری چار [4] رکوع سورۃ الجاثیہ میں ہیں۔

آفاق وانفس سے قرآن کی حقانیت پر دلائل

47-54

ع 1 قیامت کے وقت کو اللہ ہی جانتے ہیں۔ کونپلوں سے کیسے پھل بر آمد ہو گا؟ شکمِ مادر میں کیا ہے؟ اور کب جنے گی؟ اس کا علم بھی اللہ ہی کو ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ تمہارے شرکاء کہاں ہیں؟ وہ خود کہیں گے کہ ہم ان سے برأت کا اظہار کرتے ہیں۔ انسان خیر طلب کرنے سے کبھی نہیں اکتاتا لیکن جیسے ہی تکلیف یا مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو بہت جلد مایوسی اختیار کر لیتا ہے۔ جب آرام وراحت مل جائے تو قیامت کو ایک دم بھول کر ہر فائدہ کو اپنی ذات کی طرف منسوب کرنے لگ جاتا ہے۔ تکلیف آجائے تو لمبی لمبی دعاؤں میں لگ جاتا ہے۔ اور آرام وراحت کے وقت کنّی کترا کے نکل جاتا ہے۔ ہم دِکھائیں گے انہیں اپنی نشانیاں آفاق عالم میں اور ان کے اپنے نفسوں میں تاکہ ان پر واضح ہو جائے کہ قرآن واقعی حق ہے کیا یہ کافی نہیں کہ آپ کا رب ہر چیز پر گواہ ہے۔

اللہ کا یہ وعدہ سچّا ہے اور چودہ سو سال سے اس وعدہ کا ایفاء ہو رہا ہے۔ کائنات اور انسان کے بارے میں ایسے ایسے انکشافات ہو رہے ہیں۔ جن کا قدیم زمانے سے انسان نے کبھی تصوّر بھی نہیں کیا تھا۔ بالخصوص ہمارا زمانہ انکشافات، ایجادات اور تحقیقات کا زمانہ ہے۔ کوئی دن نہیں جاتا جب انسان اور کائنات کے بارے میں کوئی نئی تخلیق یا نیا انکشاف سامنے نہ آتا ہو۔ بتایئے کس نے سوچا تھا کہ انسان چاند تک پہنچ جائے گا، پورے کرۂ ارض کے ارد گرد گھوم جائے گا؟ کسی کے خیال میں بھی یہ

بات نہ آئی ہوگی کہ مشرق میں رہنے والوں کی آوازیں اہلِ مغرب اور اہلِ مغرب کی آوازیں اہلِ مشرق سن سکیں گے۔ بلکہ آج تو صِرف آوازیں ہی نہیں ان کی صورتیں و حرکات و سکنات بھی دکھائی دے رہی ہیں۔ ایک وقت تھا کہ انسان سورج کو کائنات کی عظیم ترین سمجھ کر اس کے سامنے جھکتا تھا۔ آج اس نے معلوم کر لیا کہ نظر آنے والا سورج تو کائنات کا ایک چھوٹا سا کرہ ہے اس جیسے اور اس سے کئی گنا بڑے پس پردہ موجود ہیں۔ انسان سمندروں، دریاؤں کے پیٹ میں گھس گیا۔ جو کچھ وہاں چھپا تھا اس نے دیکھ لیا۔ انسان نے اپنے جسم، اس کی بناوٹ اور اس کی خصوصیات اس کے اسرار و رموز کے بارے میں بہت کچھ معلوم کر لیا۔ انسانی نفسیات کے بارے میں ابھی اس پر کئی راز منکشف ہوئے یہی وہ بات ہے جو قرآن کو دائمی معجزہ ثابت کرتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود کس کے اندر جرأت ہے کہ وہ دعویٰ کر سکے کہ وہ کائنات اور آسمان کے سارے رازوں سے واقف ہو گیا ہے۔ علمی تحقیق اور سائنسی ترقی کمال کی آخری حدوں کو چھو رہی ہے۔ عِلم و تحقیق کی اس تیز رفتاری کا کوئی بھی مذہبی کتاب قرآن کے سِوا ساتھ نہیں دے سکتی۔ یہی بات قرآن کو دائمی معجزہ ثابت کرتی ہے۔ یہ حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی اور حضرت سلیمانؑ کے ہوائی تخت کی طرح مادّی معجزہ نہیں ہے۔ یہ ایک علمی معجزہ ہے اور علمی دَور کے لیے نازل ہوا ہے۔ انسان کا عِلم جتنا ترقی کرتا جائے گا اس پر قرآن کی صداقت اتنی ہی کھلتی جائے گی۔ وہ وقت آکر رہے گا جب ہر غیر متعصّب صاحبِ عِلم کی گردن قرآن کے سامنے جھک جائے گی۔ انشاءاللہ عزوجل۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ والصلوٰۃ والسّلام علی سیّد الْمُرْسَلِیْنَ شفیع المذنبین سیدنا محمد وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚؕ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝"

آیت نمبر 38 میں شوریٰ کا لفظ ہے یہی اس سورۃ کا نام ہے۔ "الشوریٰ" مشورہ کو کہتے ہیں اور اس سورۃ میں اللہ کے منتخب بندوں کے بارے میں مذکور ہے کہ وہ اپنے معاملات مشورہ سے طے کرتے ہیں۔ اس سورۃ کا موضوع بھی دعوت الی القرآن ہے۔ نزولِ وحی اور ایمان کے قبول کرنے والوں کے درجات کا ذکر ہے۔

قرآن کی عالمگیریت

1-9

 آپ کو اور پہلے رسولوں کو یہی بات وحی کی گئی کہ اللہ عزیز و حکیم ہے۔ زمین و آسمان کی حکومت اسی کی ہے۔ فرشتے اس کی تسبیح کرتے اور ایمان والوں کے لیے بخشش کی دعائیں کرتے ہیں۔ یہ عربی زبان میں نازل ہونے والا قرآن آپ پر اس لیے وحی کیا گیا ہے کہ آپ مکّہ اور اس کے ارد گرد رہنے والوں کو قیامت سے خبردار کردیں کہ وہاں ایک گروہ جنّتی ہوگا اور ایک جہنمی۔ اللہ چاہتا تو سب کو ایک جماعت بنا دیتا۔ لیکن وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل فرماتا ہے۔ مگر ناانصاف ہر قسم کی مدد سے محروم ہوں گے۔ حیات و موت اُسی کے قبضہ میں ہے، اور ہر شے پر اُسی کا اختیار ہے۔

دعوتِ قرآن صاحب قرآن کی زبان سے

10-19

ع 3 محمد رسول اللہ ﷺ سے جو تم اختلاف کر رہے ہو۔ اس کا فیصلہ اللہ کر

ے گا۔ وہ اپنی بات پہنچا چکے ہیں۔ ان کا بھروسہ تو محض اللہ پر ہے۔ جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے، اسی نے تمہیں جوڑا جوڑا بنایا، اور جانوروں کو بھی۔ اور تمہاری نسل کو پھیلا دیا۔ اس جیسا کوئی نہیں، وہ کائنات کا واحد مالک ہے جسے چاہتا ہے رزق میں وسعت عطا کرتا ہے۔ اس نے تمہاری ہدایت کے لئے اُسی دین کو قائم کرنے کا حکم دیا ہے جس کی ہدایت اس نے نوحؑ، ابراہیم علیہ السّلام، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السّلام کو اپنے اپنے دور میں دی۔ محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت مشرکوں پر شاق گزر رہی ہے۔ یہ نہیں سوچتے کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف بلانے کے کام کے لئے جسے چاہتا ہے چُن لیتا ہے۔ اہلِ کتاب نے حق جان لینے کے باوجود محض ہٹ دھرمی کے باعث اختلاف کیا ہے۔ اگر اللہ کی طرف سے عذاب کا ایک وقت مقرر نہ ہوتا، تو ان کا خاتمہ کر دیا جاتا۔ اے محمد کریم ﷺ آپ دینِ حق کی طرف بلاتے رہیں۔ جیسے آپ کو حکم ملا ہے، حق پر قائم رہیے اور ان کی خواہشات کے پیچھے نہ چلئے اور اعلان کر دیجیے کہ میرا ایمان قرآن مجید پر ہے۔ مجھے تمہارے درمیان انصاف کرنے کا حکم ملا ہے۔ اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے۔ وہی تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا۔ اللہ کی توحید کے بارے میں جھگڑا کرنے والوں کا اس پر سخت عذاب ہو گا۔ قیامت کا انصاف ہو گا۔ جو شاید قریب ہی آ لگی ہے۔ منکرِ قیامت اس کے بارے میں جلدی مچاتے ہیں ایمان والے تو اس سے ڈرتے ہیں۔ انہیں اس کے برپا ہونے کا یقین ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ وہ جسے چاہے بے حساب رزق دے دیتا ہے۔

اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ اہلِ بیت سے محبت

20-29

ع 4 آپ کہہ دیجیے میں نہیں مانگتا اس (دعوتِ حق) پر کوئی معاوضہ بجز قرابت داروں کی محبت کے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر مختلف انبیاء کے یہ

اعلانات مذکور ہیں۔ "وَمَآ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ" میں تم سے کسی اجر کا سوال نہیں کرتا میرا اجر تو ربّ العالمین کے ذمّہ ہے۔ اس آیت کا بھی یہ مقصد ہے۔ "لَآ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّۃَ فِی الۡقُرۡبٰی" کہ میں تم سے اپنے لیے کوئی اجر طلب نہیں کرتا بجز قراب کی محبّت کے، میں تم سے اپنے لیے کوئی اجر طلب نہیں کرتا۔ سوائے اس کے کہ تم آپس میں محبت اور پیار کرنے لگو۔ مجھے صِرف تمہاری بھلائی اور خیر خواہی مطلوب ہے۔ نبی کریم ﷺ کے جملہ قرابت داروں، اہلِ بیت کرام کی محبّت ان کا ادب و احترام عین ایمان بلکہ جان ایمان ہے۔ جس کے دِل میں اہلِ بیت کے لیے محبّت نہیں وہ یُوں سمجھے کہ اس کی شمع ایمان بجھی ہوئی ہے۔ جتنی جس کی قرابت حضور ﷺ سے زیادہ ہو گی اُتنا ہی اُسے اہلِ بیت کی محبت و احترام زیادہ مطلوب ہو گا۔ ایک نہیں کئی ایسی صحیح احادیث موجود ہیں جن میں اہلِ بیت پاک سے محبّت کرنے اور ان کا ادب ملحوظ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نبی علیہ السّلام نے ایک حدیث پاک میں اہلِ بیت کے بارے میں فرمایا "مَثَلُ اَھۡلِ بَیۡتِیۡ کَمَثَلِ سَفِیۡنَۃِ نُوۡحٍ مَنۡ رَکِبَ فِیۡھَا نَجَا وَمَنۡ تَخَلَّفَ عَنۡھَا غَرِقَ" میرے اہلِ بیت کی مثال نوح علیہ السّلام کی کشتی کی طرح ہے جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا جو پیچھے رہ گیا ڈوب گیا۔ (تفسیر نظم الدرر علامہ ابراہیم البقاعی، تفسیر کبیر، ضیاء القرآن)

مؤمنین کے اوصاف

30-43

ع 5 اے لوگو! تم پر جو مصیبت آتی ہے تمہارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے جب کہ اللہ بہت کچھ معاف کر دیتا ہے۔ اگر وہ سمندر میں چلنے والی کشتیوں کو تمہارے اعمال کے باعث ڈبو دے، تم کیا کر سکتے ہو؟ سنو جو تمہارے پاس ہے سب دنیا کا عارضی سامان ہے۔ ایمان والوں کے لئے اللہ کے پاس ہمیشہ رہنے والا

سامان موجود ہے۔ جو خوش نصیب بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں، غصہ آئے تو معاف کر دیتے ہیں، اللہ کے حکموں پر لبیک کہتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، اپنے معاملات باہمی مشورے سے طے کرتے ہیں، اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اگر ان کے ساتھ زیادتی ہو تو بدلہ لیتے ہیں، بدلہ برابر برابر ہے۔ اور معاف کر دینے کا اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔ لیکن مظلوم بدلہ لے تو اس پر کوئی الزام بھی نہیں۔ البتہ صبر کرنا اور معاف کر دینا بڑی ہمت کی بات ہے۔

اولاد اللہ کی طرف سے۔ وحی الٰہی

44-53

ع 6 ظالم قیامت کے روز بہت ذلیل ہوں گے اور کہیں گے کیا دنیا میں واپس جانے کی کوئی تدبیر ہے؟ ایمان والے بول اٹھیں گے کہ ظالموں کو اب ہمیشہ ہمیشہ یہاں رہنا ہو گا۔ اے لوگو! وہ دن آنے سے پہلے جس سے لوٹنے کی کوئی صورت نہ ہو گی اپنے رب کی بات مان لو۔ اگر تم نہیں مانتے تو پیغمبر کو ہم نے تم پر نگران بنا کر نہیں بھیجا۔ زمین و آسمان کی شاہی اللہ کی ہے۔ جو چاہے پیدا کرے، جسے چاہے بیٹیاں دے اور جسے چاہے بیٹے دے اور جسے چاہے بانجھ کر دے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے تین ذریعوں سے ہمکلام ہوتا ہے، وحی کے ذریعے، پردے کے پیچھے سے، یا فرشتہ بھیج کر۔ اے نبی ﷺ! اس طرح ہم نے آپ کی طرف اپنا فرشتہ بھیجا ہے، ہم نے ہی روشنی رکھی ہے اس سے ہم جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔ اور آپ سیدھی راہ کی راہنمائی کرتے ہیں، یہ راہِ حق ہے۔ تمام اُمور کی باز گشت اللہ ہی کی طرف ہے۔

آیت نمبر 35 میں زخرف کا لفظ آیا ہے جو سونے اور زینت کے معنی میں آتا ہے اس لیے اس سورۃ کا نام زخرف رکھا گیا۔ اس سورۃ کا موضوع بھی دعوت الی القرآن ہے۔ اس کے علاوہ کافروں کے لیے دنیا میں آسائش و زیبائش اور مومنین کے لیے آخرت میں جنّت کا وعدہ ہے۔

قرآن ہمیشہ غالب رہے گا۔ سواری اللہ کی نعمت

1-15

ع 7 ہم نے اس کتاب کو عربی زبان میں اتارا ہے۔ تاکہ تم سمجھو اور یہ کتاب ہمارے ہاں بڑی مرتبے والی ہے۔ لوگوں نے تو ہر رسول کا مذاق اڑایا۔ اور ہم نے بڑے بڑے زور آوروں کو ہلاک کر دیا۔ ان ظالموں کو اقرار ہے کہ آسمان و زمین اللہ نے بنائے ہیں جس نے زمین کو بچھایا، اس میں راستے بنائے، آسمان سے بارش اتاری، اس نے ہر شے جوڑا جوڑا بنائی، سواری کے لیے کشتیاں اور جانور بنائے تاکہ تم اس خدا کا شکر ادا کرو کہ اس نے ان کو تمہارے تابع کر دیا ہے۔ مگر انسان بڑا ناشکرا ہے۔ "سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِيۡنَ ۙ﴿۱۳﴾ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۱۴﴾" پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لیے تابع فرمان کیا اور ہم اس کو قابو میں لانے والے نہ تھے۔ اور ہم نے اپنے رَب کی طرف ضرور لوٹ کر جانا ہے۔

فرشتے اللہ کی مخلوق ہیں بیٹیاں نہیں

16-25

ع 8 فرشتوں کو اللہ کی اولاد قرار دینے اور مشرک و گمراہ آباؤاجداد کی اندھی تقلید کی مذمت کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر جب ان پر اس حقیقت کو واضح کر دیتے کہ ان کے آباؤاجداد کا طریقہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا یہ گمراہ کن ہے۔ اور جو طریقہ ہم نے پیش کیا وہ ہر لحاظ سے تمہارے لیے مفید ہے تو اس وقت وہ انکار انکار اور صرف انکار کی روش اختیار کرتے ہر دلیل پر ان کا ایک ہی جواب ہوتا میں نہ مانوں گویا تم لاکھ دلیلیں پیش کرو ان کے راستے میں علم و حکمت کی ہزاروں قندیلیں روشن کر دو وہ نہیں مانیں گے ہرگز نہیں مانیں گے جب ان کی اصلاح پذیر ہونے کے تمام امکانات ختم ہوئے تو اللہ نے ان سے انتقام لیا ذرا دیکھو کیسا المناک انجام ہوا جھٹلانے والوں کا۔

دعوتِ دین۔ کافروں کی دنیا

26-35

ع 9 آپ نے جس بات کی طرف ان کو بلایا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے بھی قوم کے سامنے یہی دعوت پیش کی تھی، اور وہ اپنی اولاد میں یہی کلمہ توحید چھوڑ گئے تھے۔ مگر یہ لوگ دنیا کے چکر میں پڑ کر حق کو بھول گئے ان کا کہنا ہے کہ قرآن مکّہ اور طائف کے کسی رئیس پر اترنا چاہیے تھا۔ انہیں بتا دیں کہ اللہ کی رحمت ان کے ہاتھ میں نہیں۔ ہم رزق تمہاری مرضی سے نہیں بانٹتے تو کیا نبوت تمہاری مرضی سے تقسیم کریں گے۔ اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ سب ایک ہی طریقہ اختیار کر لیں گے تو ہم کافروں کے گھروں کو سونے چاندی سے مزین (Decorate) کر دیتے۔ یاد رکھو! دولتِ دنیا بالکل عارضی شے ہے اور آخرت اللہ سے ڈرنے والوں کا حصہ ہے۔

غافلوں کا ساتھی شیطان

36-45

ع10 ذکرِ الٰہی سے منہ موڑنے والوں پر شیطان مسلّط ہو جاتا ہے اور ان کو سیدھے راستے سے روکتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم سیدھے راستے پر ہیں جب ہمارے ہاں پیش ہوں گے تو یہ لوگ قیامت کے دن شیطان سے دُور بھاگنے کی تمنا کریں گے مگر ان کو اس کے ساتھ ہی جہنم میں رہنا پڑے گا۔ ایسے اندھے اور بہرے بھلا آپ کی بات کیا سنیں گے، ہو سکتا ہے کہ آپ کی موجودگی میں یہ عذابِ خداوندی کا شکار ہو جائیں یا آپ کے بعد انہیں سزادی جائے۔ آپ وحی کو مضبوط تھامے رہیے۔ آپ یقیناً سیدھے راستے پر ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب مجید آپ کے لئے اور آپ کی قوم کے لئے بہت بڑا اشرف ہے۔ اس کتاب کا پیغام کوئی نرالا نہیں، پہلے رسولوں کی طرف بھیجے جانے والی کتابوں سے معلوم کر لیجیے۔ کہ ہم نے اپنے سوا کسی دوسرے کی بندگی کی اجازت کبھی نہیں دی۔

قصّہ موسیٰ علیہ السّلام و فرعون

46-56

ع11 پھر حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے فرعون کی طرف رسول بنا کر مبعوث کیے جانے کا ذکر اور مالی وسائل اور دنیوی جاہ و حشمت سے محرومی کے حوالہ سے فرعون کے اعتراضات مذکور ہیں جب فرعون نے اپنی قوم سے کہا کہ تم لوگ میرا اور موسیٰ کا تقابل کر کے دیکھو میں مصر کا حکمران ہوں۔ حور و قصور کا مالک ہوں، باغات اور نہروں کا نظام میرے اختیار میں ہے جبکہ موسیٰ علیہ السّلام غریب، وسائل سے تہی دامن اور بات کرنے کے سلیقہ سے بھی عاری ہیں۔ اگر یہ نبی ہوتے تو ان پر سونے کے زیورات کی بارش ہوتی یا فرشتے اس کے آگے پیچھے جلوس کی شکل میں چلا کرتے۔ اس نے اس قسم کی باتیں کر کے اپنی قوم کو بیوقوف بنا کر

اللہ کی نافرمانی پر تیار کر لیا جس سے ہمیں غصہ آیا اور ہم نے انتقاماً انہیں سمندر میں غرق کر کے اگلوں اور پچھلوں کے لیے نشانِ عبرت بنا دیا۔

حضرت عیسیٰؑ۔ متقین کی دوستیاں برقرار

57-67

ع 12 قرآن کریم میں حضرت عیسیٰؑ کے ذکر پر انہیں اعتراض ہے کہ لوگ ان کی پرستش کرتے تھے۔ فرمایا، حضرت عیسیٰؑ تو ہمارے بندے تھے، ان پر ہم نے انعام فرمایا تھا۔ وہ قیامت کی نشانی تھے۔ ان کا پیغام یہی تھا کہ اللہ کی عبادت کرو اور میری اطاعت کرو۔ توحیدِ الٰہی میں اختلاف کرنے والے ظالم عذابِ الٰہی کے مستحق ہوں گے۔ قیامت کو سب دوستیاں دشمنیوں میں بدل جائیں گی۔ ہاں پرہیزگاروں کی دوستی وہاں بھی کام آئے گی۔

جنّت کی نعمتیں نیکوکاروں کے لیے

68-89

ع 13 اللہ کریم اپنے بندوں سے فرمائے گا کہ آج تمہارے لئے خوف اور غم کی کوئی بات نہیں۔ جنت تمہاری منتظر ہے۔ یہاں تمہاری ہر خواہش پوری ہو گی۔ یہاں آنکھوں کو لذت دینے والی چیزیں موجود ہوں گی۔ مجرم دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے، وہاں وہ داروغہ دوزخ سے درخواست کریں گے کہ کیا ہی اچھا ہو کہ رب ہمیں موت دے دے۔ وہ کہے گا اب تمہیں یہاں ہی ٹھہرنا ہو گا۔ کیونکہ تم دنیا میں حق سے نفرت کرتے تھے۔ آپ ان مشرکوں میں اعلان کر دیں اگر رب کا کوئی بیٹا ہو تو سب سے پہلے میں اس کو پوجا کروں، آسمان و زمین کا رب پاک ہے، ساری کائنات میں اسی کی شاہی ہے۔ اس کے سامنے سفارش کرنے کی کسی کو مجال نہیں۔ اے نبی ﷺ آپ ان سے درگزر فرمایئے اور کہہ دیجیے عنقریب تم کو نتیجہ معلوم ہو جائے گا۔

الدخان کا لفظ آیت نمبر 10 میں مذکور ہے۔ اسی سے اس کا نام ماخوذ ہے۔ دخان دھوئیں کو کہتے ہیں۔ قیامت کی نشانی اور عذاب کے طور پر مشرکین مکّہ پر مسلط کیا گیا تھا۔ اس سورۃ میں اس کا تذکرہ ہے۔

کتاب مبین اور لیلۃ مُبرکۃ

1-29

ع 14 ارشادِ ربّانی ہے کہ یہ مبارک کتاب لیلۃ القدر میں اتاری گئی ہے۔ اس بابرکت رات میں ہر معاملہ کا فیصلہ ہمارے حکم سے صادر کیا جاتا ہے۔ توحید کا عقیدہ بیان کرکے مشرکین مکّہ کے شکوک وشبہات کا تذکرہ کرکے بتایا کہ یہ آسمانی عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں پھر ان پر ایسا دھواں مسلط کیا کہ انہیں کچھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ اس عذاب کے چھٹکارے کی دعائیں مانگنے لگے اور ایمان قبول کرنے کے عہد وپیمان کرنے لگے مگر جیسے ہی عذاب ختم ہوا وہ پھر انکار کرنے لگے اور نبی پر بھونڈے اعتراضات شروع کر دیئے۔ انہیں بدر کی عبرتناک پکڑ کی وعید سنا کر موسیٰ وفرعون کا واقعہ اور فرعون کی عبرتناک گرفت کا تذکرہ کرکے بتایا کہ اُسے جب غرق کیا گیا تو اس کے باغات ومحلات سب رہ گئے اور بنی اسرائیل اس کے مالک بن گئے۔ اتنی بڑی قوّت کے مالک فرعون کا جب خاتمہ ہوا تو اس پر زمین و آسمان میں رونے والا کوئی نہیں تھا۔

فیصلہ کا دن مقرر ہے

30-42

ع 15 پھر دلائل توحید اور قیامت کا تذکرہ۔ کفّار مکّہ اپنے آپ کو بڑا مالدار اور طاقتور خیال کرتے۔ قرآن نے انہیں بتایا ذرا تاریخ پر نظر دوڑا کر دیکھیں۔ تاریخ میں انہیں تُبّع کی مضبوط قوم نظر آئے گی، مال و دولت سے بھرپور قارون دکھلائی دے گا۔ دنیا میں جنّت بنانے والا شدّاد نظر آئے گا، کیا کفّار مکّہ ان سے بھی زیادہ طاقتور اور مالدار ہیں۔ ہم نے ان کو تباہ و برباد کر دیا ان کی کیا حیثیت ہے۔ پھر فرمایا کہ فیصلہ کا دن معیّن ہے اس دن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا مگر اللہ ہی جس کسی پر رحم کرے وہ سب پر غالب ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔

جہنّمیوں کا کھانا

43-59

ع 16 پھر نافرمانوں کے جہنّم میں داخل ہونے کے بعد کی کیفیت کا بیان ہے کہ ان کی خوراک زقوم کا درخت ہو گا جو پیٹ میں ایسے ابال پیدا کرے گا جیسے ہنڈیا میں آگ پر ابال آتا ہے۔ جہنّم کے بیچ میں لے جا کر ان پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا اور انہیں کہا جائے گا کہ دنیا میں تم اپنے آپ کو بہت باعزت سمجھا کرتے تھے آج جہنّم کا ذلت آمیز عذاب بھی چکھ لو۔ پھر جنّت میں متقیوں کے اعزاز و اکرام ریشم و کمخواب کے لباس اور خوبصورت بیگمات کا ذکر کر کے بتایا کہ یہ سب کچھ اللہ کے فضل سے حاصل ہو گا جو عظیم الشّان کامیابی کا مظہر ہو گا۔ اے نبی ﷺ قرآن کریم کو ہم نے آپ کی زبان میں نہایت آسان بنا کر اس لیے اتارا ہے تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کر سکیں۔ آپ بھی انتظار کریں یہ بھی منتظر ہیں۔

الجاثیہ لفظ آیت نمبر 28 میں مذکور ہے۔ اسی سے اس کا نام ماخوذ ہے۔ جاثیہ کے معنی ہیں گھٹنوں کے بل گرا ہوا۔ اس سورۃ کا مرکزی مضمون توحید باری تعالیٰ ہے جبکہ حقانیت قرآن، اثبات رسالت محمدیہ اور قیامت کا بیان بھی موجود ہے۔

دعوتِ قرآن۔ توحید پر کائناتی شواہد

1-11

ع 17 ابتداء میں قرآن کے کلام اللہ ہونے کا برملا اظہار ہے۔ اس کے بعد توحید پر کائناتی شواہد پیش کیے گئے ہیں۔ قدرت کے شاہکار آسمان میں دلائل ہیں۔ وسیع و عریض زمین میں، تخلیق انسانی میں، جانوروں اور باقی مخلوقات میں، دن رات کے آنے جانے اور بارشوں اور ہواؤں میں اللہ کی قدرت کے دلائل اور توحید باری کے شواہد موجود ہیں۔ پھر مجرمین کا مزاج بیان کیا کہ وہ دلائل سے استفادہ کرنے کی بجائے ضلالت و گمراہی میں اور ترقی کر جاتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں وہ دردناک عذاب اور جہنم کی گہرائیوں میں دھکیلے جانے کے مستحق قرار پاتے ہیں۔

شریعت الٰہیہ کی اتباع لازم ہے

12-21

ع 18 اللہ نے تمہارے لئے سمندر کام پر لگا دیئے ہیں تاکہ تم کشتیوں پر سوار ہو کر حلال روزی تلاش کر سکو۔ صرف یہی نہیں بلکہ ساری کائنات کو تمہارے لئے

مسخّر کر دیا ہے۔ ایمان والوں کو چاہیے کہ آخرت کے منکروں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ جو اچھے عمل کرے گا اچھا بدلہ پائے گا، جو بُرے عمل کرے گا، اسی پر اس کا وبال ہو گا۔ ہم نے ان سے پہلے بنی اسرائیل کو کتاب و حکمت اور نبوت عطا فرمائی تھی، انہیں عمدہ رزق عطا کیا تھا۔ اور انہیں اس دَور کے تمام انسانوں پر فضیلت عطا فرمائی تھی۔

مگر ان لوگوں نے حق آجانے کے بعد جان بوجھ کر اس کا انکار کیا۔ ان کا فیصلہ قیامت کو ہو گا۔ پھر ہم نے آپ کو شریعت دے کر بھیجا ہے۔ آپ شریعت کا اتّباع کریں۔ اور خواہشات کے پجاریوں کا ساتھ نہ دیں۔ وہ آپ کے کچھ بھی کام نہ آسکیں گے۔ قرآن لوگوں کے لئے حقائق اور ہدایت کا مجموعہ ہے۔ اور یقین کرنے والوں کے لئے رحمت ہے۔ کبھی ایسا نہ ہو گا، کہ ہم بُروں اور اچھوں کی زندگی اور موت ایک جیسی کر دیں۔

خواہشات کی پیروی کا انجام

22-26

ع 19 پھر گمراہی کی جڑ کی نشاندہی کرتے ہوئے بتایا کہ "خواہشات نفسانی" کو معبود کا درجہ دے کر زندگی گزارنا ہی وہ لاعلاج بیماری ہے جو انسان کو گمراہی کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیل دیتی ہے اور یہ اندھا اور بہرا ہو کر اس کے پیچھے لگ جاتا ہے۔ دنیا کی زندگی کو اصل سمجھ کر آخرت سے غافل ہو جاتا ہے۔

قیامت کی دہشت

27-37

ع 20 قیامت کے دن کی ہولناکی اور دہشت کا بیان کر کے بتایا گیا ہے کہ اس دن لوگ گھٹنوں کے بل گرے پڑے ہوں گے اور ان کی دو جماعتیں بن جائیں گی۔ ایمان اور اعمالِ صالحہ والے اللہ کی رحمت اور واضح کامیابی کے مستحق قرار

پائیں گے جبکہ کافر و متکبر اپنی مجرمانہ حرکات کی بنا پر "پر کاہ" کی حیثیت بھی نہیں رکھیں گے اور بے یار و مددگار جہنّم کا ایندھن بنا دیے جائیں گے۔ تمام تعریفیں آسمان و زمین اور ساری کائنات کے رَب کے لیے ہیں اور آسمان و زمین کی بڑائی بھی اسی زبردست اور حکمتوں والے اللہ کو سزاوار ہے۔

دُعا: "فَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الۡاَرۡضِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۝ وَلَہُ الۡکِبۡرِیَآءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۪ وَھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ۝ والصلوٰۃ والسّلام علٰی رسولہ النّبی الاُمّیّ سَیّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔ رَبِّ ارۡحَمۡھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا۝"

پارہ نمبر 26 حٰمٓ

چھبیسواں پارہ میں اٹھارہ 18 رکوع اور سات 7 آیات ہیں۔ پہلے چار 4 رکوع سورۃ الاحقاف پھر چار 4 رکوع سورۃ محمد پھر چار 4 رکوع سورۃ الفتح پھر دو 2 رکوع سورۃ الحجرات پھر تین 3 رکوع سورۃ ق پھر آخر میں ایک 1 رکوع اور سات 7 آیات سورۃ الذٰریٰت میں ہیں۔
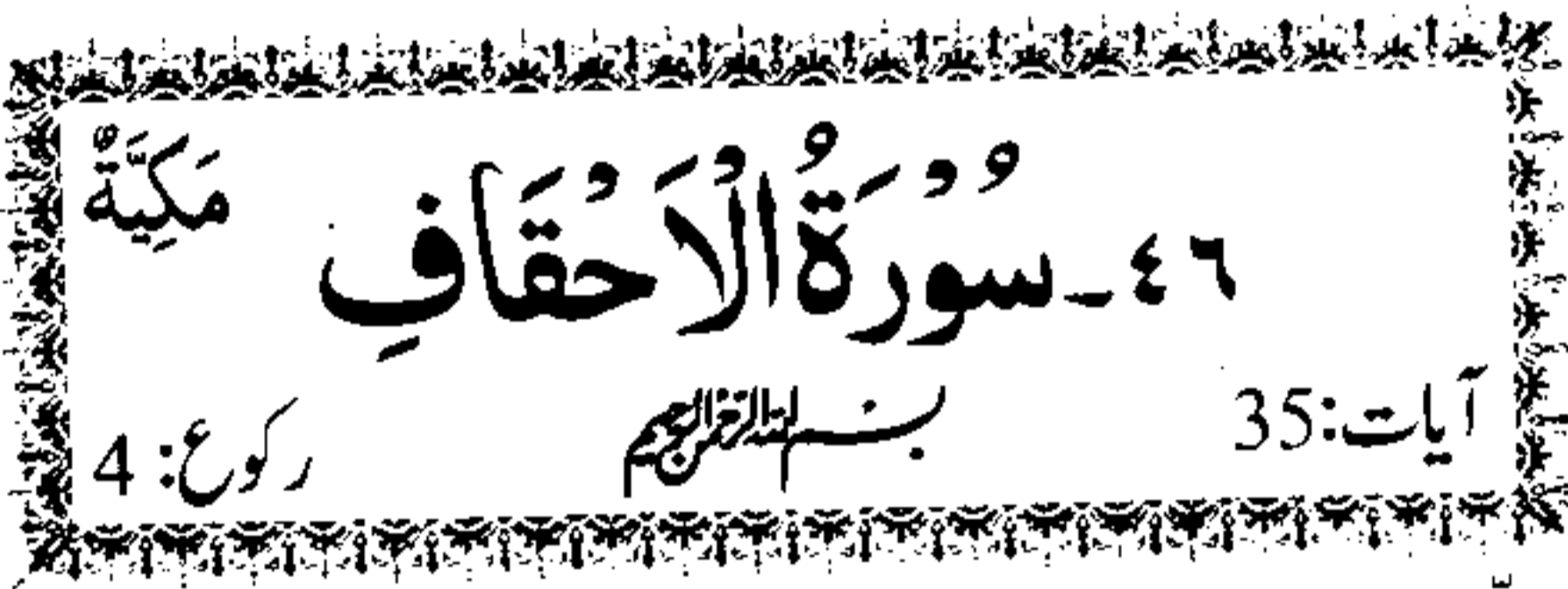
مکّی سورۃ ہے۔ پینتیس آیتوں اور چار رکوع پر مشتمل ہے۔ احقاف اس دَور کی سپر پاور قوم عاد کے دارالسلطنت کا نام تھا۔ آیت نمبر 21 میں الاحقاف کا کلمہ مذکور ہے۔ یہی اس سورۃ مبارکہ کا نام ہے۔ اس سورۃ میں قومِ عاد کی بربادی، والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، جنات کی حاضری، اور نبی کریم ﷺ کو اولوالعزم رسولوں کی طرح صبر کی تلقین کا ذکر ہے۔

تخلیقِ کائنات

1-10

ع 1 زبردست اور حکمت والے رَب کا کلام قرآن کریم ہے، پھر آسمان وزمین کی تخلیق سے وحدانیت باری تعالیٰ پر استدلال ہے اور پھر معبود برحق کی طرف سے معبودانِ باطلہ کو چیلنج ہے کہ اس ساری کائنات کا خالق تو اللہ وحدہٗ لاشریک ہے، تم بتاؤ تم نے کیا بنایا ہے؟ گمراہی کی انتہا ہے کہ ایسے معبودوں کو پکارتے ہو جو قیامت تک بھی جواب دینے کے قابل نہیں ہیں۔ ہمارا قرآن جب انہیں سنایا جاتا ہے تو یہ

کہتے ہیں کہ "نرا جادو" ہے اور کہتے ہیں کہ اپنی طرف سے گھڑ کر اللہ کے نام پر لگا دیا ہے۔ آپ کہیے کہ اگر میں اللہ کے نام پر جھوٹا کلام گھڑ کر پیش کرنے لگوں تو مجھے اللہ کی گرفت سے کون بچائے گا۔ آپ کہیے میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں میں تو "وحی" کی پیروی کرتا ہوں اور میں واضح ڈرانے والا ہوں۔

ایمان و استقامت۔ حقوق والدین

11-20

ع 2 اس قرآن حکیم پر وہی ایمان لائیں گے، جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے اور پھر مخالفتوں کے باوجود حق پر قائم رہے۔ وہ اللہ کے ہاں بے خوف اور بے غم ہوں گے۔ ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے۔ شریف الطبع آدمی جب جوان ہوتا ہے اور چالیس سال کی عمر کو پہنچتا ہے، تو رب سے دُعا کرتا ہے کہ اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تُو نے مجھ پر کی ہیں اور اُن نعمتوں کا جو تُو نے میرے ماں باپ پر فرمائی ہیں اور مجھے توفیق دے کہ ایسے اچھے کام کروں جو تجھے پسند ہوں، اور میری اولاد کو صالح بنا دے۔ میں نے تیری طرف رجوع کیا اور میں مسلمان ہوں۔ ایسے لوگوں کے اچھے اعمال خدا کے ہاں مقبول ہیں۔ ان کی کوتاہیوں سے درگزر فرمایا جائے گا۔ یہ یقیناً جنتی ہیں۔ اور وہ شخص جو اپنے ماں باپ سے کہتا ہے کہ افسوس تم پر، تم مجھے قیامت سے ڈراتے ہو، حالانکہ مجھ سے پہلے سینکڑوں قومیں گزریں اور کوئی دوبارہ زندہ ہو کر نہیں آیا۔ اس کے والدین رب سے فریاد کرتے ہوئے کہتے ہیں، افسوس ہے تجھ پر۔ ایمان لے آ۔ تو وہ کہتا ہے کہ یہ تو پہلوں کے من گھڑت قصے ہیں۔ ایسے لوگوں پر اللہ کا فیصلہ پورا ہو چکا ہے۔ ہر شخص کے درجات اس کے عمل کے مطابق ہوں گے اور کافروں سے کہہ دیا جائے گا تم اپنا حصہ دنیا میں پا چکے ہو، یہاں تمہیں عذابِ الٰہی سے دوچار ہونا پڑے گا۔

حضرت ہودؑ کی قوم عاد کو تبلیغ

21-26

ع 3 اے محمد کریم ﷺ! آپ ان کو حضرت ہودؑ کا ذکر سنائیے جب انہوں نے اپنی قوم کو خبر دار کیا کہ اللہ کے ساتھ عبادت میں کسی کو شامل نہ کرو، ورنہ تم پر عذاب آجائے گا۔ قوم نے کہا اگر تو ہم پر عذاب لاسکتا ہے تو لے آ۔ ہود علیہ السّلام نے فرمایا عذاب کب آئے گا؟ اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے۔ میں نے تمہیں اللہ کا پیغام پہنچادیا ہے۔ تم مجھے جاہل معلوم ہوتے ہو۔ عذاب آیا جس نے ہر شے کو نیست و نابود کر دیا۔ آج ان کے مکانوں کے کھنڈرات کے سوا کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی۔ ان کو ہم نے وہ کچھ دیا تھا جو تم لوگوں کو نہیں دیا ہے۔ اُن کو ہم نے کان، آنکھیں اور دل سب کچھ دے رکھا تھا۔ مگر نہ ان کے کان کسی کام آئے، نہ آنکھیں، نہ دل کیونکہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے۔

جنّات کی تصدیق۔ صبر کی تلقین

27-35

ع 4 آپ ان کو سمجھائیں دیکھو تمہارے ارد گرد کتنی آبادیاں خدا کی نافرمانیوں کے باعث ہلاک ہو چکیں۔ جب ان پر اللہ کا عذاب آیا تو ان کے جھوٹے معبودان کی مدد کو نہ پہنچ سکے۔ پھر جنّات اور ان کے قرآن سننے کا واقعہ جس سے حضور علیہ السّلام اور آپ کے ساتھیوں کی تسلی کا سامان کیا گیا ہے کہ اگر مشرکین مکّہ آپ پر ایمان نہیں لاتے تو اللہ کی دوسری مخلوقات آپ کی نبوّت کی تصدیق کرنے کے لیے موجود ہیں۔ یہ واقعہ قابلِ ذکر ہے کہ جب جِنوں نے آپ ﷺ سے قرآن سنا تو فوراً ایمان لے آئے اور اپنی قوم کی طرف داعی و مبلّغ بن کر گئے۔ حق پسند جنّوں نے فوراً بات مان لی مگر مشرکوں نے انکار کر دیا۔ جس اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے اور اُن کے پیدا کرنے سے تھکا بھی نہیں وہ مُردوں کو زندہ

کرنے پر قادر ہے۔ یہ مشرک آج نہیں مانتے جب عذاب سامنے آئے گا تو مان لیں گے۔۔ آپ اولوالعزم انبیاء ورسل کی طرح ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے رہیں اور ان کافروں کے لیے دعا ضرر کرنے میں جلدی نہ کریں۔ جب ان پر عذاب آئے گا تو انہیں ایسا ہی محسوس ہو گا جیسے ایک دن کی مہلت بھی انہیں نہیں ملی ہے۔ نافرمانوں کا مقدر ہلاکت ہی ہوتی ہے۔

اس سورۃ کی دوسری آیت میں یہ نام نامی اسمِ گرامی مذکور ہے یہی اس سورۃ کا نام ہے۔ اس سورۃ میں حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور آپ کے صحابہؓ کے تذکرے، جہاد کے احکام، قیدیوں کے بارے میں قانون سازی اور صلح کے متعلق قرآنی تعلیمات مذکور ہیں۔

کفر کے خاتمے کا حکم

1-11

ع 5 ابتداء میں خیر وشر اور کفر واسلام کی بنیاد پر انسانی معاشرہ کی تقسیم اور ان کا انجام مذکور ہے۔ اللہ کے راستہ سے روکنے والے کافروں کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں جبکہ ایمان واعمال صالحہ والے کامیابیوں سے ہمکنار ہوتے ہیں۔ اللہ ان کے گناہوں کو معاف فرما کر ان کے حالات کو سنوار دیتے ہیں۔ کافروں سے جب تمہارا مقابلہ ہو تو سستی دکھانے اور راہِ فرار اختیار کرنے کی بجائے ان کی گردنیں مارو اور انہیں قتل کرو۔ جب تم کفر کی شان وشوکت کو توڑ چکو تو پھر ان کے باقی ماندہ افراد کو گرفتار کر کے ان کو رسیوں میں مضبوطی سے جکڑ دو، پھر تم مسلمانوں کی

مصلحت کے پیشِ نظر چاہو تو ان پر احسان کر کے آزاد کر دو اور چاہو تو فدیہ وصول کر کے چھوڑ دو مگر مقصد ان کی جنگی قوت کو توڑنا اور حربی صلاحیت کو ختم کرنا ہونا چاہیے۔ اللہ آسمان سے آفت نازل کر کے بھی انہیں ختم کر سکتے تھے مگر وہ تمہارے ہاتھوں سے سزا دلا کر آزمانا چاہتے ہیں۔ شہداءِ اسلام کے اعمال ضائع نہیں ہوں گے۔ اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہارے قدم جما دے گا۔ دنیا میں چل پھر کر مجرمین کا انجام دیکھ لو۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا مددگار ہے اور کفّار کا کوئی مددگار نہیں۔

جنّت و جہنّم کی منظر کشی

12-19

ع 6 اللہ تعالیٰ ایمان والوں اور اچھے کام کرنے والوں کو جنت کا مستحق بنائے گا۔ کافر دنیا کی چند روزہ زندگی کے مزے لُوٹ رہے ہیں، جانوروں کی طرح کھا پی رہے ہیں۔ ان کا آخری ٹھکانہ جہنم ہے۔ مکّہ کے کافروں سے کہیں تم سے کتنے زیادہ طاقت وروں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں۔ ان کی مدد کو کوئی نہ آیا۔ اللہ کے ہاں اچھے اور برے برابر نہیں ہو سکتے۔ جنت میں ایمان والوں کے لیے صاف شفاف پانی، دودھ، لذیذ مشروب اور صاف شہد کی نہریں ہوں گی، کافر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، کھولتا پانی پلائے جائیں گے جو ان کی انتڑیاں کاٹ کر رکھ دے گا۔ منافق آپ کی بات سُنی اَن سُنی کر رہے ہیں۔ در حقیقت ان کے دل حق کو قبول کرنے سے بند ہو چکے ہیں، یہ لوگ خواہشات کے پیروکار بن چکے ہیں، شاید یہ قیامت کے منتظر ہیں۔ قیامت کی نشانیاں تو آ گئیں، ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ جب قیامت آئے گی تو اس وقت ایمان لانا کسی کام نہ آئے گا۔ آپ یقین رکھیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آپ اپنے لئے بھی اور مومن مردوں اور عورتوں کے لئے بھی مغفرت طلب کرتے رہیں۔

دین سے پھر جانے والوں کی سزا

20-28

ع 7 ایمان والوں کی خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہاد کا حکم نازل ہو، جب جہاد کا حکم اُترا تو منافقوں پر موت کی غشی طاری ہونے لگی۔ اگر ان منافقوں نے اسی طرح جہاد سے منہ موڑا تو یہ لوگ الٹے اُسی دورِ جاہلیت کی طرف پھر جائیں گے جس میں ایک دوسرے کے گلے کاٹے جاتے تھے اور بچیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ یہ لوگ قرآن مجید پر غور نہیں کرتے۔ کیا ان کے دلوں پر قفل لگ گئے ہیں۔ صحیح راستہ معلوم کر لینے کے بعد ہدایت سے منہ موڑنے والے شیطان کے فریب میں آ گئے ہیں اسی لئے انہوں نے مسلمانوں میں شامل رہ کر کافروں کے ساتھ ساز باز کر رکھی ہے۔ اس وقت کیا نقشہ ہو گا جب فرشتے ان کی جان نکالیں گے، ان کے منہ اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے انہیں لے جائیں گے کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا راستہ اختیار کیا تھا۔ اس لئے ان کے سارے عمل اکارت گئے۔

منافقین کا انجام

29-38

ع 8 منافقین سمجھتے ہیں کہ ان کے دِلوں کا کھوٹ ظاہر نہیں ہو گا۔ حالانکہ ان کی شکل وصورت اور لب ولہجہ ان کے دِلوں کی بیماری کا پتہ دے رہا ہے، ہم جہاد کی آزمائشی بھٹی میں ڈال کر ثابت قدم مجاہدین کو منفرد و ممتاز بنا کر منافقین کو ان سے جدا کر دیں گے۔ تم کمزوری دکھا کر صلح کا مطالبہ نہ کرو۔ تم ہی غالب ہو گے، اللہ کی مدد تمہارے شامل حال رہے گی اور وہ تمہارے اعمال کو ضائع نہیں جانے دے گا۔ البتہ اگر کافر صلح کی درخواست کریں تو مسلمان اپنے مفاد میں اس پر غور کر سکتے ہیں۔ جب جہاد کے لیے مال خرچ کرنے کا مطالبہ ہوتا

ہے تو یہ بخل کا مظاہرہ کرنے لگتے ہیں حالانکہ بخیل اپنا ہی نقصان کرتے ہیں اللہ کو تمہارے مال کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہ غنی ہے اور تم محتاج ہو۔ اگر تم نے جہاد سے پہلو تہی کی تو تمہیں ہٹا کر اللہ کسی دوسری قوم کو لے آئیں گے اور وہ تمہاری طرح سستی اور بخل کا مظاہرہ نہیں کریں گے۔

۴۸۔ سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ

آیات: 29 بسم اللہ الرحمن الرحیم رکوع: 4

فتح یہ لفظ اس سورۃ کی آیت نمبر 1، 8، 27 میں مذکور ہے۔ اسی وجہ سے اس سورۃ کا نام سورۃ فتح ہے۔ اس سورۃ میں صلح حدیبیہ کے کوائف، فتح مکہ کی بشارت، اسلام کی فتح مبین، رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے اوصاف اور ان کی قربانیوں کا بیان ہے۔

صلح حدیبیہ، فتح مبین کی بشارت

1-10

ع 9 اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو کھلی فتح عطا فرمائی، تاکہ اللہ تعالیٰ آپ پر ہجرت سے پہلے یا ہجرت کے بعد لگائے گئے الزامات کو دُور کر دے، آپ پر اپنی نعمت کی تکمیل فرمائے اور آپ کو سیدھا راستہ دکھائے، اور آپ کو زبردست کامیابی دے۔ اللہ تعالیٰ نے حدیبیہ کے مقام پر مومنوں کے دلوں کو اطمینان عطا فرمایا۔ تاکہ ان کے ایمان میں اضافہ ہو۔ ان کی غلطیاں دُور ہو جائیں اور ایمان والے مردوں اور عورتوں کو ہمیشہ کی جنت عطا فرمائے، اور منافقوں، مشرکوں کو سخت سزا دے۔ اے پیغمبر ﷺ! ہم نے آپ کو شہادت دینے والا، بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ تم اللہ اور اس کے رُسول پر ایمان

لاؤ۔ اس کا ساتھ دو، اور صبح و شام اللہ کی تسبیح کرتے رہو۔ یاد رکھو کہ رسول ﷺ کی بیعت خود اللہ کے ساتھ بیعت ہے۔ جو نبی کی بیعت کر کے عہد شکنی کرے گا، اس کا انجام بہت بُرا ہو گا اور جس نے اللہ سے کیا ہوا عہد پورا کیا وہ اُسے عنقریب اجرِ عظیم دے گا۔

جہاد پر نہ جانے والوں کی مذمّت

11-17

ع 10 حدیبیہ میں شرکت نہ کرنے والے دیہاتی آپ کی مدینہ میں تشریف آوری پر بہانے بنائیں گے کہ ہم آپ کے ساتھ نہ جا سکے۔ بہت افسوس ہے، دراصل ہم اہل و عیال اور مال و دولت کی مصروفیتوں میں لگ گئے تھے۔ یہ ان کے جھوٹے بہانے ہیں، ان کو خدا کے عذاب سے کوئی نہ بچا سکے گا۔ دراصل ان منافقوں کا خیال تھا کہ اب مسلمان لوٹ کر نہ آئیں گے، عنقریب جب آپ خیبر کی مہم کے لئے نکلیں گے تو یہ منافق لوگ آپ سے ساتھ چلنے کی اجازت مانگیں گے، کیونکہ یہاں مال غنیمت ملنے کی بہت توقع ہے۔ ان سے کہ دیں کہ ہم اس مہم میں تمہیں ساتھ لے جانے کو تیار نہیں، اللہ کا حکم یہی ہے۔ البتہ عنقریب تمہیں ایسے لوگوں سے لڑنے کے لئے بلایا جائے گا جو بڑے زور آور ہیں۔ تم ان سے جنگ کرتے رہو گے یا وہ مطیع ہو جائیں گے۔ اس وقت اگر تم نے ساتھ دیا تو پھر تم بہترین اجر پاؤ گے اور اگر پہلے کی طرح پھر تم نے جہاد سے منہ موڑا تو سخت عذاب کے مستحق ہو گے۔ جہاد سے استثناء صرف اندھے، لنگڑے اور مریض کے لئے ہے۔ اس رکوع میں بنی حنیفہ یمامہ کے رہنے والے مسلیمہ کذاب اور اس کی قوم کا ذکر ہے جن سے مسلمان حضرت ابو بکر صدیقؓ کی عظیم قیادت، حضرت خالد بن ولید کی بے نظیر عبقریت اور صحابہ کرامؓ کی معیت میں لڑے اور فتنہ انکار ختم نبوت کو ہمیشہ ہمیشہ کیلیے جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیا۔

بیعتِ رضوان کے شرکاء

18-26

ع 11 اے محمد مصطفیٰ ﷺ ! جن ایمان والوں نے آپ کے ہاتھ پر حدیبیہ میں درخت کے نیچے بیعت کی تھی اللہ ان سے راضی ہو چکا ہے۔ ان کو اللہ نے دلوں کا سکون اور فوری کامیابی عطا فرمائی اسکے علاوہ ان کو اور بھی غنیمت اور کامیابیوں سے نوازے گا۔ اگر حدیبیہ میں کافر تم سے لڑتے تو کبھی تمہارے مقابلے میں نہ ٹھہر سکتے۔ اللہ کا طریقہ یہی ہے کہ وہ اپنے رسولوں کی ضرور مدد کرتا ہے۔ اللہ نے تمہیں مکّہ کی وادی میں جنگ کرنے سے روکا، حالانکہ تم ان پر غالب آچکے تھے۔ اگر مکّہ میں ایمان والے مرد اور عورتیں نہ ہوتیں اور ان کے ضائع ہونے کا خطرہ نہ ہوتا تو ان مکّہ کے کافروں کا تمہارے ہاتھ سے صفایا کرادیا جاتا۔ حدیبیہ میں کافروں کے دلوں میں جاہلانہ حمیت تھی مگر اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے دلوں کو اطمینان سے بھر دیا اور ان کو تقویٰ کی بات کا پابند رکھا اور واقعی وہ اس کے حقدار تھے۔

اسلام کی سرفرازی اور نبی ﷺ کے صحابہؓ کی شان

27-29

ع 12 اس صلح حدیبیہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کا خواب سچ کر دکھایا کہ تم مسجد حرام میں داخل ہوگئے اگر اللہ نے چاہا، اور تمہیں کسی کا خوف نہ ہو گا۔ وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ دنیا بھر کے دینوں پر اسلام کو غالب کر دے۔ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور آپ کے ساتھی کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحیم و کریم ہیں۔ وہ سجدہ کرنے والے، رکوع کرنے والے، اللہ کی رضا کے متلاشی ہیں۔ سجدوں کے نشان ان کی پیشانیوں پر نمایاں ہیں۔ ان کے اوصاف تورات اور انجیل میں مذکور ہیں۔ اللہ ان

کی بدولت اسلام کی کھیتی کو سرسبز کرے گا۔ اور کافر جلیں گے اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کے ساتھ مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ کر رکھا ہے۔

آیت نمبر 4 میں یہ کلمہ مذکور ہے اسی مناسبت سے اس کا نام سورۃ الحجرات رکھا گیا ہے۔ اس سورۃ مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کے حقوق، مسلمانوں کے باہمی معاشرتی تعلقات اور فضائل و اخلاق کا ذکر نہایت جامعیت کے ساتھ ہوا ہے۔ اس موضوع کی یہ اہم ترین سورۃ ہے۔

احترامِ رسول ﷺ۔ باتوں کی تحقیق

1-10

ع 13 ایمان والوں کو ہدایت فرمائی گئی کہ اللہ اور اس کے رسول ؐ کے آگے پیش قدمی نہ کرو۔ آپ ﷺ کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرو۔ جس طرح ایک دوسرے کو بلاتے ہو اس طرح حضور ﷺ سے خطاب نہ کرو، کہیں بے خبری میں تمہارے عمل ضائع نہ ہو جائیں۔ حجروں کے باہر کھڑے ہو کر حضور ﷺ کو نہ بلاؤ۔ آپ ﷺ خود باہر تشریف لائیں تو ملاقات کا انتظار کرو۔

اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے، تو تحقیق کئے بغیر کوئی کاروائی نہ کرو، ہو سکتا ہے کہ اس طرح تمہیں شرمندگی ہو۔ اگر حضور ﷺ بہت سے معاملات میں تمہاری بات مان لیا کریں تو تم خود ہی مشکلات میں مبتلا ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی تمہارے لئے ایمان کو محبوب بنا دیا، اور کفر کی نفرت تمہارے دلوں میں پیدا کر

دی ہے۔ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو صلح کرادو۔ اگر ان میں سے کوئی ایک پھر دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے کے خلاف لڑو، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے۔ صلح کی طرف مائل ہو تو فیصلہ انصاف سے کرو۔ سارے مومن بھائی بھائی ہیں، بھائیوں میں صلح کرادیا کرو۔ اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اہلِ ایمان کے لیے اجتماعی معاشرتی آداب

11-18

ع 14 مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کا مذاق نہ اُڑائیں، جن کا مذاق اُڑارہے ہو ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ کی نگاہ میں تم سے اچھے ہوں۔ ایک دوسرے پر طعن نہ کرو۔ بُرے ناموں سے ایک دوسرے کو یاد نہ کرو۔ بدگمانی سے بچو۔ لوگوں کے عیوب کی ٹوہ میں نہ لگے رہو۔ ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، مسلمان بھائی کی غیبت کرنا، اپنا مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے۔ لوگو! ذاتیں قبیلے تعارف پہچان کے لئے ہیں۔ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

دیہاتی کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے، ان سے کہو تم مسلمان ہوئے ہو ابھی ایمان تمہارے دِلوں میں داخل نہیں ہوا ہے۔ ایمان والے وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، پھر انہوں نے کوئی شک نہیں کیا، اور مال و جان سے جہاد میں مشغول ہو گئے، یہی سچے ہیں۔ اللہ پر اپنے ایمان کا احسان نہ رکھو، یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی دولت سے نوازا۔ وہ زمین و آسمان کی تمام پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے۔

اس سورۃ کا نام قٓ ہے جو پہلی آیت کا پہلا حرف ہے۔ اسی نسبت سے اس سورۃ کو سورۃ قٓ کہتے ہیں۔ اس سورۃ میں مختلف انداز میں جزاو سزا اور روزِ محشر کا ذکر ہوا ہے۔

انکارِ رُسُل کا سبب

1-15

ع 15 قرآن مجید کی قسم کہ ان کافروں نے کسی معقول دلیل کی بنیاد پر آپ کا انکار نہیں کیا، بلکہ ان کو تعجب ہوا ہے کہ ان میں سے ایک ڈرانے والا کیسے پیدا ہو گیا۔ یہ کہتے تھے کہ مرنے کے بعد زندہ ہونا ایک دُور کی بات ہے۔ یہ منکرِ قیامت دیکھیں کہ ہم نے ان کے اوپر آسمان کو کیسے خوشنما بنایا ہے اس میں کوئی رخنہ تک نہیں چھوڑا زمین بچھائی، پہاڑ کھڑے کئے، زمین میں خوشنما نباتات پیدا کیں، آسمان سے پانی برسایا۔ پھر طرح طرح کے پھل اور غذائیں پیدا کر دیں۔ جس طرح مُردہ زمین کو ہم زندگی بخشتے ہیں، ایسے ہی مُردوں کو زندہ کر لیں گے۔ ان سے پہلے بھی قومِ نوح، کنویں والے، ثمود، عاد، اور فرعون، قومِ لُوط اور قومِ شعیب اور تُبّع کی قوم رسولوں کا انکار کر چکے ہیں۔ اور قیامت کو جھٹلا چکے ہیں، ان پر ہمارا عذاب آیا تو یہ آج کے کافر کیسے بچ جائیں گے؟ ساتوں آسمان و زمین جیسی عظیم مخلوقات بنا کر وہ نہیں تھکا تو انسان کو دوبارہ بنانے سے وہ کیسے تھک جائے گا۔

انسانی ریکارڈ محفوظ ہے۔ جزا و سزا یقینی ہے

16-29

ع 16 ہم نے انسان کو پیدا کیا، ہم اس کے دِل میں ابھرنے والے وسوسوں سے پوری طرح باخبر ہیں، ہم اس کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں، ہمارے دو لکھنے والے دائیں اور بائیں بیٹھے اس کا ہر عمل لکھ رہے ہیں۔ کوئی لفظ زبان سے نہیں نکلتا مگر یہ اس کو محفوظ کر لیتے ہیں۔ پھر ایک روز موت کی جانکنی آ پہنچی۔ اے انسان! اسی سے تو بھاگتا تھا۔ صُور پھونکا جائے گا ہر شخص اللہ کے ہاں اس حال میں پیش ہو گا، کہ اس کے ساتھ ایک ہانک کرنے والا ہو گا، اور ایک گواہی دینے والا۔ ہر ضدی کافر، ناشکرا، مال میں بخل کرنے والا، شک میں گرفتار جہنّم میں پھینک دیا جائے گا۔ وہ کہے گا، یہ تو خود گمراہ تھا، میں نے اس کو گمراہ نہیں کیا تھا۔ حکم ہو گا میرے سامنے جھگڑنے کی ضرورت نہیں۔ تم کو انجامِ بد سے پہلے ہی خبردار کیا جا چکا تھا۔ میرے فیصلے کبھی نہیں بدلتے۔

عذابِ آخرت سے نجات کیسے؟

30-45

ع 17 اس دن ہم جہنّم سے کہیں گے، کیا تُو بھر گئی ہے؟ تو وہ کہے گی کیا کچھ اور ہے؟ جنّت پرہیز گاروں کے قریب کر دی جائے گی۔ جو بن دیکھے اپنے رَب سے ڈرتے رہے، اور اللہ کے حضور قلبِ سلیم لے کر حاضر ہوئے۔

اے محمد مصطفےٰ ﷺ! ہم آپ کے مخالفوں سے پہلے بڑے بڑے طاقتور کافروں کو ہلاک کر چکے ہیں۔ ان کو جب ہم نے پکڑا پھر ان کو کوئی پناہ نہ ملی۔ جس کو ذرّہ بھی ہوش ہو اس کے لئے ان واقعات میں بڑی نصیحت ہے۔ ہم نے آسمان و زمین کو کچھ ادوار میں پیدا کیا اور ہمیں کوئی تھکاوٹ نہیں ہوئی۔ آپ ان کی بے ہودہ باتوں پر صبر کریں۔ فجر اور عصر کو اللہ کی تسبیح میں مشغول رہیں، رات کو اور نماز کے بعد

بھی۔

وہ وقت یاد کرنے کا ہے جب صُور پھونکا جائے گا، ہر شخص جی اُٹھے گا۔ زمین پھٹ جائے گی، اور لوگ اس کے اندر سے نکل کر تیز تیز بھاگے جارہے ہوں گے ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہتے ہیں آپ ان پر جَبر کرنے والے نہیں۔ قرآن مجید کے ذریعہ ہر اُس شخص کو نصیحت کریں، جو میری تنبیہ سے ڈرتا ہے۔

اس سورۃ کا نام الذّٰریٰت ہے جو اس کا پہلا کلمہ ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام الذّٰریٰت رکھا گیا ہے۔ اس سورۃ میں قیامت، جزا و سزا اور مشاہدات قدرت کا ذکر ہے۔

قسمیں۔ اوصافِ مؤمنین۔ مہمان فرشتے

1-23

ع 18 غبار اڑانے والی ہواؤں، بارش برسانے والے بادلوں، پانی پر تیرنے والی بادبانی کشتیوں اور دنیا کا نظام چلانے والے فرشتوں کی قسمیں کھا کر بتایا ہے کہ مرنے کے بعد کی زندگی برحق ہے۔ جزا و سزا کا دن ضرور آئے گا۔ وہ پوچھتے ہیں قیامت کب آئے گی وہ اس روز آئے گی جب یہ لوگ آگ پر چلائے جائیں گے۔ یہ ہے وہ جس کے بارے میں تم جلدی مچارہے تھے۔ پھر ایمان والوں کی صفات کا ذکر فرمایا کہ وہ راتوں کو بہت کم سوتے تھے۔ سحری کے وقت توبہ و استغفار کرتے تھے۔ ان کے اموال میں مانگنے والوں اور ناداروں کا حق تھا۔ لوگو! زمین میں اور خود تمہارے وجود میں یقین کرنے والوں کے لیے نشانیاں موجود ہیں۔ آسمانون میں تمہارا رزق موجود

ہے، آسمانوں اور زمین کے رب کی قسم یہ بات حق ہے۔ ایسی ہی یقینی جیسے تم بول رہے ہو۔

پہلی نشانی زمین ہے تمہارے لیے زمین ایسے بچھا دی گئی ہے جیسے کوئی بچھونا بچھایا جاتا ہے۔ اس میں آنے جانے والوں کے لیے راستے ہیں۔ اس میں میدان بھی، پہاڑ بھی، سمندر بھی، دریا بھی، چشمے بھی، اور لوہے، تانبے، سونا، چاندی، کوئلہ، پٹرول جیسی خاموش معدنیات بھی ہیں۔ رب تعالیٰ نے اپنی زمین میں وہ سب کچھ رکھ دیا ہے جس کی انسانوں کو زندگی گزارنے کے لیے ضرورت پیش آسکتی ہے۔

دوسری نشانی خود انسان ہے جو کہ حقیقت میں سب سے بڑا عجوبہ ہے۔ کروڑوں، اربوں انسانوں میں سے ہر ایک کی صورت، رنگ، چلنے کا انداز، لہجہ، آواز، طبیعت اور عقلی سطح مختلف ہے۔ اسے سننے، دیکھنے، بولنے، سوچنے، محسوس کرنے، سانس لینے، ہضم کرنے، خون کی گردش، رگوں کے پھیلاؤ اور اعصاب کا ایسا باریک اور محکم نظام دیا گیا ہے جس کے مقابلے میں جدید سے جدید ترین آٹو میٹک آلات کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتے۔ اسی لیے فرمایا گیا اور خود تمہارے نفوس میں بھی نشانیاں ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔

تیسری نشانی رزق: اور تمہارا رزق اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آسمان میں ہے۔ انسان کی زندگی اور اسبابِ زندگی کی فراہمی کا بہت زیادہ انحصار آسمان پر ہے۔ بارش آسمان سے برستی ہے جس سے زمین پر بسنے اور اگنے والی ہر چیز بشمول انسان کو زندگی حاصل ہوتی ہے۔ موسموں کا ادل بدل، غلّہ جات کو اگانے پکانے کا عمل، شمس و قمر کے ظہور پر موقوف ہے جو آسمان پر ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ کے لیے اولاد کی خوشخبری

24-30

ع 19 پھر حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا مہمان بننے والے فرشتوں کا تذکرہ اور

بڑھاپے میں انہیں اولاد کی خوشخبری سنائی اور بتایا ہے کہ قادر مطلق کے لیے اولاد عطا فرمانے کے لیے جوانی اور بڑھاپے کے عوامل اثر انداز نہیں ہوتے، وہ اپنی قدرت کاملہ سے میاں بیوی کے بڑھاپے اور بانجھ پن کے باوجود اولاد دینے پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔ بیشک وہ بڑا دانا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

پارہ نمبر 27 قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ

اس پارہ میں بیس [20] رکوع ہیں۔ سورۃ الذّٰریٰت میں دو [2]، سورۃ الطّور میں دو [2]، سورۃ النجم، سورۃ القمر، سورۃ الرحمٰن، سورۃ الواقعہ میں تین [3] تین [3] جبکہ سورۃ الحدید میں چار [4] رکوع ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ اور فرشتے۔ پانچ نافرمان قوموں کی ہلاکت

31-46

ع 1 حضرت ابراہیمؑ نے فرشتوں کی آمد کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا ہم قوم لوط علیہ السّلام کو تباہ کرنے آئے ہیں۔ اس قوم میں مسلمانوں کا صرف ایک گھر تھا۔ ہم نے مومنوں کو وہاں سے نکال لیا۔ ظالم نیست و نابود کر دیئے گئے۔ اسی طرح فرعون اور اس کے لوگ غرق ہوئے۔ قوم عاد پر ہم نے ایک نامبارک ہوا بھیجی، جس نے ان کو ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیا۔ قوم ثمود بھی خدا کے عذاب کے سامنے ٹھہر نہ سکی، اور ان سے پہلے قوم نوحؑ بھی بڑی بدکار قوم تھی جو عذاب کا شکار ہوئی۔

انسان اور جنّ کی تخلیق کا مقصد

47-60

ع 2 آسمان کو ہم نے اپنے زور سے بنایا۔ ہم اس کی قدرت رکھتے ہیں۔ زمین کو ہم نے بچھایا اور پھر دیکھو ہم کیا خوب ہموار بنانے والے ہیں۔ ہر شے کو ہم نے جوڑا جوڑا بنایا۔ اللہ کی طرف دوڑو، میں تمہارے پاس اس کی طرف سے ڈرانے والا بن کر آیا ہوں۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۝"

ہم نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ ہم ان سے رزق نہیں مانگتے، ہم خود ان کو رزق دیتے ہیں۔ ظلم کرنے والے نہ بھولیں کہ پہلے

ظالموں کی طرح ان کی بھی باری آرہی ہے۔ یہ جلدی نہ کریں، انکار کرنے والوں کے لئے آخر تباہی ہے۔

اس سورۃ کا نام الطور ہے یہ اس سورۃ کا پہلا لفظ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کوہِ طور کی قسم کھائی ہے۔ اسی نسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ الطور رکھا گیا۔ اس سورۃ مبارکہ کا موضوع آخرت اور اس کے احوال سے باخبر کرنا ہے۔ خصوصاً یہ کہ سردارانِ قریش اپنے رویّہ کو بدلیں۔ ورنہ اس رویّہ کا انجام بُرا ہو گا۔

جنّتیوں کی اولاد اور اہلِ خانہ ان کے ساتھ

1-28

ع 3 اللہ رَبّ العزت نے کوہ طور، کتاب سماوی، بیت معمور، آسمانوں اور لبریز سمندر کی شہادت پیش کر کے فرمایا ہے، جس عذاب سے کفار کو ڈرایا جا رہا ہے، وہ ضرور آ کر رہے گا، جس روز آسمان بُری طرح ڈگمگانے لگے گا پہاڑ اُڑے پھریں گے، وہ دن جھٹلانے والوں کے لئے بہت ہی بُرا ہو گا آج تو یہ حُجّت بازیوں میں لگے ہیں مگر کل کو ان کو بُری طرح جہنّم میں دھکیلا جائے گا کہ یہی وہ دن ہے جسے تم جھٹلاتے تھے۔ دوسری طرف پرہیز گار جنّت میں عیش کر رہے ہوں گے، ان سے کہا جائے گا کہ اپنے نیک کاموں کی بدولت خوب سیر ہو کر کھاؤ اور پیو۔ اللہ ان کی ایماندار اولاد کو جنّت میں ان کے ساتھ جمع کر دے گا، اگرچہ اولاد اپنے اعمال میں کچھ کمی کے باعث ان کے درجہ کے مستحق نہ ہو۔ جنتی آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے کہ بھائی ہم تو دنیا میں اپنے اہلِ خانہ میں ڈرتے ہوئے زندگی بسر

کرتے رہے۔ آج اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں دوزخ کی گرمی سے بچالیا۔

حبیب ﷺ آپ سلسلہ تبلیغ جاری رکھیں

29-49

ع 4 حضور اقدسؐ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ نہ کاہن ہیں، نہ دیوانے اور نہ شاعر، جس کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ ہم گردش ایام کا انتظار کر رہے ہیں۔ ان سے کہو اچھا انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں، یہ کہتے ہیں کہ آپ نے قرآن خود گھڑ لیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو تم اس کے مقابلے کا کلام تیار کر لاؤ۔ کیا یہ لوگ خود بخود پیدا ہو گئے ہیں یا ان کو کسی اور خالق نے پیدا کیا ہے؟ یا ان کے پاس تیری رحمت کے خزانے ہیں؟ یا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر یہ آسمان کی باتیں سن لیتے ہیں؟ ان کے بیٹے ہیں اور ہماری بیٹیاں؟ کیا آپ ان سے تبلیغ پر کوئی معاوضہ لے رہے ہیں؟ کیا ان کے پاس غیب کا علم ہے؟ کیا اللہ کے سوا کوئی معبود ہے؟ آپ ان سے ایمان لانے کی توقع نہ کریں۔ ان پر تو آسمان کے ٹکڑے بھی گریں تو ایمان نہ لائیں گے۔ آپ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیں، اس دن جبکہ سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے اُسی روز کسی کی کوئی تدبیر کام نہ آئے گی۔ آپ صبر کیجیے، آپ براہِ راست ہماری نگرانی میں ہیں، اپنے رَب کی پاکیزگی بیان کرتے رہیں۔

۵۳۔ سُورَةُ النَّجْمِ

مَكِّيَّةٌ

آیات: 62 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 3

اس سورۃ کا نام النجم ہے جو اس کا پہلا کلمہ ہے۔ اسی نسبت سے اسے سورۃ النجم کہا جاتا ہے۔ مکّی سورۃ ہے۔ باسٹھ 62 آیتوں اور تین رکوع پر مشتمل ہے۔ اس سورۃ

مبارکہ میں حضور اکرم ﷺ کے معراج کا ذکر ہے۔

سفرِ معراج، کلامِ رسول کلامِ خدا ہے

1-25

ع 5 حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم، سرورِ دو عالم، وجہ تخلیق عالم، رحمتِ عالم، سراپا ہدایت و ابرِ کرم، سیّد ولد آدم، سیّد الانبیاء، امام الانبیاء، خاتم النبیّین، احمدِ مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ، اشرف المخلوقات، اکرم القبائل، اعظم الانساب۔ آپ اللہ تعالیٰ کے یہاں انتہائی اعلیٰ ترین اور معزز ترین رتبہ کے حامل ہیں۔ وہی بولتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو وحی کیا جاتا ہے۔ سورۃ کی ابتداء میں قسمیں کھا کر اللہ نے سفر معراج کی تصدیق کرتے ہوئے "معراج ساوی" کے بعض حقائق اور جنّت دوزخ، بیت المعمور اور سدرۃ المنتہیٰ جیسی نشانیوں کا ذکر کیا۔ خاص طور پر اللہ تعالیٰ سے ملاقات و گفتگو اور دیدار کا تذکرہ کیا ہے۔

پھر مشرکوں کو یہ سمجھایا گیا کہ جس دین کی تم پیروی کر رہے ہو اس کی بنیاد محض گمان پر ہے۔ تم نے لات و منات و عُزیٰ جیسی چند دیویوں کو معبود بنا رکھا ہے حالانکہ ان کا خدا کی خدائی میں کوئی حصّہ نہیں۔ تم نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دے رکھا ہے حالانکہ اپنے لیے تم بیٹی کو عار سمجھتے ہو۔

صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے بچو

26-32

ع 6 تم نے یہ فرض کر لیا ہے کہ تمہارے معبود اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہاری سفارش کر سکتے ہیں۔ حالانکہ تمام فرشتے مل کر بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر اُس سے اپنی کوئی بات نہیں منوا سکتے۔ تمہیں آخرت کی کوئی فکر نہیں، بس دنیا ہی تمہاری مطلوب بنی ہوئی ہے۔ سُن لو کہ اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کہ کون راہِ راست پر ہے اور کون بہک گیا ہے۔ اللہ ہی ساری کائنات کا مالک و مختار ہے، وہ

قیامت ضرور قائم کرے گا تاکہ ہر اچھے اور برے کو اُس کے اپنے کیے کا بدلہ ملے۔ اچھے وہی ہیں جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے رہتے ہیں۔ اِلّا یہ کہ کبھی کبھی ان سے کوئی غلطی صادر ہو جاتی ہے تو فوراً اپنے رَب کی طرف رجوع کرتے ہیں، توبہ استغفار کرتے ہیں۔ اے محبوب آپ کا رَب انہیں اپنی مغفرت کے وسیع دامن میں پناہ دے گا۔ اللہ فرماتا ہے کہ میں تمہیں اس وقت سے جانتا ہوں جب تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر تم جنین کی صورت میں ماؤں کے پیٹوں میں تھے۔ پس اپنے نفس کی پاکیزگی کے دعوے نہ کرو، میں خوب جانتا ہوں کہ پرہیز گار کون ہے۔ بخاری و مسلم میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا سات برباد کرنے والی چیزوں سے اجتناب کرو۔ شرک باللہ، جادو، بے گناہ انسان کا قتل، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، میدانِ جنگ جہاد سے بھاگنا، پاک دامن بے خبر مؤمن عورتوں پر تہمت لگانا، گناہِ کبیرہ کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ پچیس 25 تک گناہ کبیرہ لکھے گئے ہیں، ہر وہ کام جس سے کتاب و سنّت کی صریح نص سے منع کیا گیا ہو اور جس کے مرتکب کو لعنت کا مستحق قرار دیا گیا ہو۔ ایسی تمام باتیں کبیرہ گناہ ہیں۔ یاد رکھیں گناہ صغیرہ پر اصرار اور شریعت کے کسی فرمان کی تحقیر بھی کبیرہ گناہ ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

تعلیمات موسیٰ وابراہیم علیہم السّلام

33-62

ع 7 اس رکوع میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے صحائف کا ذکر ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا صحیفہ تورات جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا صحیفہ آج دنیا میں موجود نہیں لیکن قرآن میں دو دفعہ اس کا ذکر آیا ہے۔ ایک یہاں اور دوسرا سورۃ الاعلیٰ میں۔ ان صحائف میں ان باتوں کا ذکر ہے کہ کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔ انسان کو وہی ملے گا جس کی اُس نے کوشش کی۔ سب نے رَب کے

پاس پہنچنا ہے۔ وہی ہنساتا رُلاتا ہے، وہی مارتا اور زندہ کرتا ہے۔ اسی نے جوڑے نر اور مادہ پیدا کیے۔ دوبارہ بھی وہی زندہ کرے گا۔ وہی غنی اور مفلس کرتا ہے۔ وہی شعریٰ ستارے کا رب ہے۔ آخر میں نہایت اختصار کے ساتھ امم ماضیہ کا تذکرہ کر کے قوموں کے عروج وزوال کا ضابطہ بیان کر دیا کہ قوموں کی تباہی میں وسائل سے محرومی یا معیشت کی تنگی نہیں بلکہ ایمان سے محرومی، عملی بے راہ روی اور اخلاقی انحطاط سب سے بڑے عوامل ہوا کرتے ہیں۔

اس سورۃ کی پہلی آیت میں القمر کا لفظ ہے اسی وجہ سے اس سورۃ کو سورۃ القمر کہا گیا۔ غور سے دیکھا جائے تو اس سورۃ کا مرکزی مضمون "اثبات رسالت" ہے۔ اس کے علاوہ قیامت کے واقع ہونے کی دلیل اور گزشتہ قوموں کی مثالیں ہیں۔

معجزہ شقّ القمر

1-22

ع 8 سورۃ کی ابتداء حضور ﷺ کے "چاند کو دو ٹکڑے کرنے" کے معجزہ سے کی گئی ہے، جسے قرآن کریم "شق القمر" کہتا ہے۔ اس سورۃ مبارکہ میں حضور ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ان ہٹ دھرم لوگوں کے مطالبۂ عذاب کی کوئی پرواہ نہ کریں۔ یہ لوگ خواہشات کے پیروکار ہیں۔ ورنہ پہلی قوموں کی تباہی اور بربادی میں ان کے لئے کافی عبرت موجود تھی۔ یہ آپ کی پکار نہیں سنیں گے، ان کا معاملہ اب اس پکارنے والے پر چھوڑ دو جو ان کو جہنّم کے لئے پکارے گا اور اس کی

پکار پر یہ لوگ قبروں سے پراگندہ ٹڈیوں کی طرح نکل کھڑے ہوں گے۔ ان سے پہلے قوم نوح بھی جھٹلا چکی ہے۔ انہوں نے نبی کو دیوانہ کہا۔ حضرت نوحؑ نے اپنے رَب سے دُعا کی "فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ۝" الٰہی میں مغلوب ہوں تُو میری طرف سے خود بدلہ لے۔ تو ہم نے اُن پر آسمان اور زمین کے دہانے کھول دیئے۔ پھر حضرت نوحؑ کو اپنی نگرانی میں چلنے والی کشتی پر سوار کر دیا۔ باقی لوگ غرق کر دیئے گئے۔ ہم نے اس واقعہ کو لوگوں کے لئے نمونہ بنایا۔ ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔

قوم عاد نے پیغمبر حضرت ہود علیہ السّلام کی بات نہ مانی، تو ہم نے ان پر تیز تند ہوا بھیج دی۔ جس نے انہیں اُکھڑے ہوئے کھجوروں کے تنوں کی طرح اُکھاڑ پھینک دیا۔ غور کرو نصیحت حاصل کرنے کے لئے قرآن کس قدر آسان ہے۔ کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا۔

قومِ ثمود اور قومِ لوط

23-40

ع 9 قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السّلام کی بات نہ مانی۔ یہ لوگ کہنے لگے۔ اس شخص میں کون سی خوبی ہے کہ ہمارے درمیان میں سے اس کو پیغمبر بنالیا گیا ہے۔ صالح علیہ السّلام کو اُونٹنی کا معجزہ دیا گیا۔ قوم کے ایک بد بخت نے اُونٹنی کو ہلاک کر دیا۔ پھر فرشتے نے ایک چیخ ماری تو چُورا چُورا ہو کر رہ گئے غور کرو نصیحت حاصل کرنے کے لئے قرآن کس قدر آسان ہے کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا؟

قوم لُوط نے حضرت لُوط علیہ السّلام کی بات نہ مانی، تو ان پر پتھروں کی بارش برسائی گئی۔ یہ وہی تھے جنہیں لُوط علیہ السّلام نے ہماری پکڑ سے ڈرایا تھا مگر یہ اس سے جھگڑنے لگے تھے۔ ان پر عذاب آیا، وہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیئے گئے

دیکھو قرآن کس قدر آسان ہے مگر ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔

یاد رکھیں! قرآن کے آسان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسے پڑھنا، حفظ کرنا، اس سے نصیحت حاصل کرنا، اور اس پر عمل کرنا آسان ہے۔ اس کے آسان ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہر کس و ناکس اس کا مطالعہ کرنے کے بعد اس کی آیات سے مسائل استنباط کرنے لگے اور مجتہد بن بیٹھے۔

آلِ فرعون اور آخرت کا منظر

41-55

ع 10 قومِ فرعون کے پاس بھی ڈرانے والے پیغمبر بھیجے گئے۔ فرعونیوں نے ہماری تمام نشانیوں کا انکار کر دیا۔ پھر ہم نے ان کو ایسا پکڑا کہ ہماری پکڑ سے کوئی نہ بچ سکا۔ اے ختم الرسل! صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے زمانے کے مشرک ان سے اچھے نہیں، اور نہ ہی ہم نے ان کو کوئی چھوٹ دے رکھی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم مقابلے کی قوت رکھنے والی جماعت ہیں۔ یہ اُن کا باطل خیال ہے۔ ان کی ساری جمیعت عنقریب شکست کھا جائے گی اور یہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ پھر قیامت میں بھی ان کو دھر لیا جائے گا۔ ان کو وہاں منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ ہم نے ہر چیز اندازے کے ساتھ پیدا کی۔ اور ہمارا حکم آنکھ جھپکنے کی بات ہے۔ ہم ان سے پہلے ان جیسے بہتیروں سے نپٹ چکے ہیں۔ پھر ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔ جو کچھ انہوں نے کیا چاہے چھوٹا ہو یا بڑا ان کے نامہ اعمال میں لکھا ہوا ہے۔ بیشک اللہ سے ڈرنے والے باغوں اور نہروں میں ہمیشہ کی عیش کریں گے۔ پائیدار عزّت کے مقام میں اپنے قادر مطلق و مولیٰ کے حضور بیٹھے ہوں گے۔

اس سورۃ کی پہلی آیت میں الرحمٰن کا لفظ ہے اسی وجہ سے اس سورۃ کا نام سورۃ الرحمٰن رکھا گیا ہے۔

اس میں قانون سازی کی بجائے توحید باری تعالیٰ پر کائناتی شواہد قائم کیے گئے ہیں اور قیامت کے مناظر، جہنّم کی ہولناکی اور خاص طور پر جنّت اور اس کے خوشنما مناظر کو نہایت خوبصورتی اور تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ ایک حدیث شریف میں اس سورۃ کو عروس القرآن یعنی "قرآن کریم کی دلہن" قرار دیا گیا ہے۔ اس میں بالکل منفرد انداز میں ایک ہی جملہ "فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ" تم اپنے رَب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، اکتیس [31] مرتبہ دہرایا گیا ہے۔ جنّات کو جب حضور ﷺ نے سورۃ الرحمٰن سنائی تو وہ "فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ" کے جواب میں ہر مرتبہ یہی کہتے رہے "لَا بِشَيْءٍ مِّنْ نِّعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ" (ترمذی) اے ہمارے رَب ہم تیری کسی بھی نعمت کو نہیں جھٹلاتے، تمام تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں۔

خدائے رحمان، تعلیم بندگی۔ اللہ کی نعمتیں

1-25

ع 11 شروع سورۃ میں بتایا ہے کہ رحمت الٰہیہ کے مظاہر میں ایک بڑا مظہر قرآن کریم کی تعلیم اور انسان کو اس کے پڑھنے کا سلیقہ سکھانا اور اسے قوّت بیان کا عطا کرنا ہے۔ سورج اور چاند حساب کے ایک نہایت ہی دقیق نظام کے تحت چل رہے ہیں، پودے اور درخت بھی اللہ کے نظام کے پابند اور اس کے سامنے سجدہ ریز

ہیں۔ اسی نے آسمان کو بلند کیا اور عدل و انصاف کا مظہر "ترازو" پیدا کیا لہٰذا ناپ تول میں کمی نہ کرو۔ زمین کو اس انداز پر پیدا کیا کہ تمام مخلوقات اس پر با آسانی زندگی بسر کر سکیں۔ اس میں خوشہ دار کھجور، غلے اور چارہ اور خوشبودار پھول پیدا کیے۔ ان نعمتوں میں غور کر کے بتاؤ آخر تم اپنے رَب کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے۔ ایسی مٹی جو خشک ہو کر بجنے لگ جاتی ہے ہماری قدرت کا کمال دیکھو کہ ہم نے اس سے نرم و نازک جسم والا انسان پیدا کر دیا اور جنات کو بھڑکنے والی آگ سے پیدا کیا۔ تم اپنے رَب کے کن کن احسانات کو جھٹلاؤ گے۔ وہی دونوں مشرقوں اور مغربوں کا رَب ہے۔ اسی نے دو[2] سمندر جاری کیے جن کے درمیان پردہ حائل ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے۔ ان سے موتی اور مرجان کا خوشنما پتھر بھی حاصل ہوتا ہے اور پہاڑوں جیسی ضخامت کے بحری جہاز بھی ان سمندروں کے اندر تیرتے اور نقل و حمل کے لیے سفر کرتے ہیں۔ تم اپنے رَب کے کن کن احسانات کو جھٹلاؤ گے۔

فانی ہر ایک چیز ہے باقی ہے تیری ذات

26-45

ع 12 صفحہ ہستی پر ہر شے فانی ہے، صرف اللہ باقی ہے۔ زمین و آسمان کی ہر مخلوق اس سے اپنی حاجتیں مانگ رہی ہے۔ ہر آن وہ نئی شان میں ہے۔ پھر تم اپنے رَب کی کون کون سی صفتوں کا انکار کرو گے؟ یاد رکھو! عنقریب وہ وقت آرہا ہے۔ جب ہم تمہاری خبر لینے کے لئے فارغ ہو جائیں گے۔ اے جن و انس! اگر تم زمین اور آسمان کی سرحدوں میں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ کر دیکھو، تم نہیں بھاگ سکتے۔ اس لئے کہ خدا کے مقابلے میں بڑا زور چاہیے۔ تم خدا کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟ اگر تم نے بھاگنے کی کوشش کی تو تم پر آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑ دیا جائے گا، پھر تم مقابلہ نہ کر سکو گے۔ بتاؤ اس وقت کیا بنے گا جب آسمان پھٹ جائے گا اور لال تیل کی طرح سرخ ہو جائے گا۔ اس روز مجرم اپنے

چہروں سے پہچانے جائیں گے۔ یہی جہنّم ہے جس کو مجرم جھوٹ قرار دیا کرتے تھے، اُسی جہنّم میں اور کھولتے ہوئے پانی کے اندر گردش کرتے رہیں گے۔ پھر تم اپنے رَب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟

جنّت میں اللہ کی نعمتوں کا منظر

46-78

ع 13 جو شخص اپنے رَب کے حضور پیش ہونے کا خوف رکھتا ہو، اس کے لئے دو باغ ہیں، ہری بھری ڈالیوں سے بھرپور، دونوں باغوں میں دو چشمے جاری ہیں۔ دونوں باغوں میں پھل کی دو قسمیں۔ اہل جنّت وہاں تکیوں پر بیٹھے پھل کھاتے ہوں گے۔ ان کے درمیاں شرمیلی نگاہوں والیاں ہوں گی، کسی نے آج تک انہیں نہیں چھوا، ایسی خوبصورت جیسے یاقوت اور مرجان ہوں۔ نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کیا ہو سکتا ہے، تم اللہ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ان کے علاوہ بھی دو باغ ہوں گے۔ گھنے سرسبز وشاداب، ان میں دو چشمے فواروں کی طرح ابلتے ہوئے۔ ان میں بکثرت پھل کھجور اور انار ہوں گے۔ خوب صورت اور خوب سیرت بیویاں، خیموں میں ٹھہرائی ہوئی حوریں، جن کو آج تک کسی نے نہیں چھوا۔ وہ جنتی سبز قالینوں اور نفیس ونادر فرشوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ تم اپنے رَب کی کن کن انعامات کو جھٹلاؤ گے۔ "تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ع" آپ ﷺ کے رَب جلیل وکریم کا نام بڑا ہی برکت والا ہے۔ برکت والے نام سے وہی نام مراد ہے جس سے سورۃ کا آغاز ہوا تھا آخر میں دوبارہ اسی طرف اشارہ کر دیا گیا کہ ارض وسما کی تخلیق ہو یا جنّت ودوزخ کا وجود غرضیکہ سارے جہانوں میں جو کچھ ہے یہ سب اس رحمٰن کی رحمت کا نتیجہ ہے۔

٥٦۔ سُوْرَةُ الْوَاقِعَه

مَكِّيَّةٌ

آیات: 96 بسم اللہ الرحمن الرحیم رکوع: 3

اس سورۃ کی پہلی آیت میں الواقعہ کا لفظ ہے اسی نسبت سے اس سورۃ کو سورۃ الواقعہ کہا جاتا ہے۔ سورۃ کا مرکزی مضمون "بعث بعد الموت" کا عقیدہ ہے۔

اس سورۃ کی بڑی فضیلت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہر رات کو سورۃ واقعہ پڑھتا ہے اسے کبھی فاقہ نہ ہو گا۔ (ابن عساکر) حضرت انس ؓ نے حضور علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اپنی گھر کی مستورات کو یہ سورۃ سکھاؤ کیونکہ یہ دولت و ثروت کی سورۃ ہے۔ (الدر المنثور)

نوعِ انسانی کے تین گروہ

1-38

ع 14 قیامِ قیامت ایک ایسی حقیقت ہے جسے جھٹلانا ناممکن ہے، اس دن عدل و انصاف کے ایسے فیصلے ہوں گے جس کے نتیجہ میں بعض لوگ اعزاز و اکرام کے مستحق قرار پائیں گے جبکہ بعض لوگوں کو ذلت و رسوائی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ اس دن زمین شدت کے ساتھ ہل کر رہ جائے گی اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں اڑنے لگیں گے۔ لوگوں کی نیکی اور بدی کے حوالہ سے تین جماعتیں بنا دی جائیں گی۔ اصحاب المیمنہ (دائیں طرف والے) اصحاب المشأمہ (بائیں طرف والے) اور خاص الخاص سابقین مقربین جن کے اندر پہلی امتوں کے نیکوکار لوگ اور اُمّت محمدیہ کے مقربین شامل ہوں گے۔ پھر ان کے لیے جنّت کے انعامات کا وعدہ ہے۔

اللہ کے یہ خاص بندے سونے کی تاروں سے جُڑے ہوئے پلنگوں پر تکیے لگائے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ ان کی مجلسوں میں ہمیشہ رہنے والے لڑکے

مشروب سے بھرے ہوئے پیالے لیے دوڑتے پھرتے ہوں گے جسے پی کر نہ اُن کو سر درد ہوگا اور نہ عقل میں فتور آئے گا۔ پسندیدہ میوے اور من پسند پرندوں کے گوشت، خوبصورت آنکھوں والی حُوریں، ایسی حسین جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔ یہ سب کچھ اُن کے نیک کاموں کے بدلے میں نعمتیں ملیں گی۔ ان دائیں بازو والوں کی خوش نصیبی کا کیا کہنا۔ وہ بے خار بیریوں تہ بہ تہ چڑھے ہوئے کیلوں، دُور تک پھیلے ہوئے سایہ میں، ہر دم رواں پانی کے کنارے کبھی ختم نہ ہونے والے، بے روک ٹوک ملنے والے بکثرت پھلوں کے ساتھ اونچی نشست گاہوں میں ہوں گے۔ ان کی بیویوں کو ہم نے حیرت انگیز طریقہ سے پیدا کیا اور انہیں کنواری بنائیں گے۔ اپنے شوہروں کو دِل و جان سے چاہنے والیاں اور ہم عمر ہوں گی۔

جہنّم کی سختیاں۔ مشرکین سے سوال

39-74

ع 15 بائیں بازو والوں کا بُرا حال ہو گا۔ وہ لُو کی لپٹ، کھولتے پانی۔ اور کالے دھوئیں کے سائے میں ہوں گے جو نہ ٹھنڈا ہوگا نہ آرام دہ۔ پھر مرنے کے بعد زندہ ہونے پر عقل کو جھنجھوڑ کر رکھ دینے والے دلائل کا ایک سلسلہ بیان کیا ہے۔ ہم نے ہی تم کو پیدا کیا ہے پس تم قیامت کی تصدیق کیوں نہیں کرتے۔ کیا تم انسان بنا کر پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔ ہم نے تمہارے لیے موت مقرر کی پھر ہم تمہیں زندہ کر دیں گے۔ ہمیں کوئی عاجز نہیں کر سکتا کہ ہم نیست و نابود کر کے تمہاری جگہ دوسری مخلوق پیدا کر کے لے آئیں۔ جب تم نے ہمارے پہلے پیدا کرنے کو تسلیم کر لیا ہے تو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ تم سمجھتے کیوں نہیں ہو؟ تم کھیتوں میں بیج ڈالتے ہو، اسے اگانا تمہارے اختیار میں نہیں ہے۔ ہم ہی اسے اُگاتے ہیں، اگر ہم اس کھیتی کو تباہ کر کے رکھ دیں تو تم کف افسوس ملتے رہ جاؤ گے۔ تمہارے پینے کا پانی بادلوں سے کون نازل کرتا ہے۔ کیا تم اتارتے ہو یا ہم اتارتے

ہیں۔ اگر ہم اس پانی کو نمکین اور کڑوا بنادیں تو تم کیا کر سکتے ہو؟ کیا اس پر تم شکر نہیں کرتے ہو؟ جس آگ کو تم جلاتے ہو اس کا درخت کون پیدا کرتا ہے تمہیں اپنے رَب عظیم کی تسبیح بیان کرتے رہنا چاہیے۔

ستاروں کی قسم قرآن اللہ کی کتاب ہے

75-96

ع 16 قسم ہے ان جگہوں کی جہاں ستارے ڈوبتے ہیں۔ اگر تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے۔ بلاشبہ قرآن ایک بلند پایہ کتاب ہے۔ لوحِ محفوظ میں درج ہے۔ ''لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ'' جسے پاک لوگوں کے سِوا کوئی نہیں چھوتا۔ کیا تم اس کتاب سے غفلت برت رہے ہو، تم نے اس کے انکار کو اپنا وظیفہ بنا رکھا ہے۔

سوچو! جب جان حلق میں اٹک جاتی ہے اور تم دیکھ رہے ہوتے ہو کہ یہ مر رہا ہے اور تم کچھ نہیں کر سکتے۔ اگر تم میں طاقت ہو تو اس جان کو واپس کر دکھاؤ۔ اگر مرنے والا مقربین میں سے ہو، تو اس کے لئے راحت اور عمدہ رزق ہے، نعمتوں سے بھری جنّت ہے۔ اگر اُس کو اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں ملا ہے تو فرشتے اس کا سلامتی سے استقبال کرتے ہیں۔ اگر وہ جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہو تو اس کے لئے کھولتا ہوا پانی ہے اور جہنّم میں جھونکا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ برحق ہے۔ پس اپنے رَب کے نام کی تسبیح کریں۔

٥٧۔ سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ

مَدَنِيَّةٌ

آیات: 29 — بسم اللہ الرحمن الرحیم — رکوع: 4

مدنی سورۃ ہے۔ اس کی آیت نمبر 25 میں الحدید کا لفظ آیا ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام الحدید رکھا گیا۔ حدید لوہے، سٹیل کو کہتے ہیں لوہے کے منافع

اور فوائد ہر دور میں مسلّم رہے ہیں، لوہے کو طاقت و قوت اور مضبوطی کا ایک بڑا مظہر سمجھا جاتا ہے۔

غلبۂ حق کے لیے ایمان و انفاق

1-10

ع 17 اس کائنات کی ہر شے اللہ کی تسبیح کر رہی ہے اور دعوت دے رہی ہے کہ انسان بھی اسی کی بندگی کریں، وہی عزیز حکیم ہے، وہی مالک ہے، وہی قادر ہے، وہی اوّل ہے، وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے، وہی باطن ہے، وہی ہر شے کا عالم ہے، وہی کائنات کا خالق ہے۔ رات اور دن کا نظام اسی کے قبضہ میں ہے، بارش وہی برساتا ہے، زمین سے پھل پھول وہی پیدا کرتا ہے۔ تم جہاں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔ دِل کے راز وہی جانتا ہے۔ پس لوگو! اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور اس کے دیئے میں سے خرچ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اپنے بزرگ بندے پر اس لئے اتارا ہے کہ تمہیں اندھیروں میں سے نکال کر روشنی میں لے آئے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہو حالانکہ زمین و آسمان کا اصلی وارث اللہ ہی ہے۔ فتح مکّہ سے پہلے خرچ کرنے والے، اللہ کی راہ میں لڑنے والے اور فتح مکّہ کے بعد کے ایمان لانے والے مجاہد درجے میں برابر نہیں ہو سکتے۔ ویسے دونوں کے ساتھ اللہ نے نیک جزا کا وعدہ کیا ہے۔

مؤمن کا دِل حق بات کے سامنے جھک جاتا ہے

11-19

ع 18 جو شخص اللہ کو قرض دے گا، اللہ اس کے قرض کو کئی گنا بڑھا کر لوٹائے گا۔ مومنوں کا ایمان قیامت کے دن اُن کے آگے اور داہنے روشنی کرتا ہو گا۔ اور انہیں جنّت کی خوشخبری دیتا ہو گا۔ منافقوں کو قیامت کے دن ہر قسم کی روشنی سے محروم کر دیا جائے گا۔ کیونکہ ان کو جھوٹی امیدوں نے دھوکے میں مبتلا کئے

رکھا۔ آج ان کے لئے بچنے کی کوئی صورت نہ ہو گی، جہنّم ہی ان کا ٹھکانہ ہو گا۔ کیا ابھی ایمان والوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دِل اللہ کی یاد سے ڈر جائیں اور اللہ کی طرف سے آنے والے حق کی طرف جھک جائیں، اور ان اہل کتاب کی طرح نہ ہو جائیں کہ وقت گزرنے کے ساتھ ان کے دِل سخت ہو گئے تھے۔ یہ بات بالکل یقینی ہے۔ خیرات کرنے والے، اور اللہ کو قرض دینے والے مرد اور عورتیں اللہ کے ہاں بڑے درجات اور نُور کے مستحق ہوں گے۔ ہماری آیات کو جھٹلانے والے کافر جہنّم کا ایندھن بنیں گے۔

دنیا کی زندگی۔ لوہے میں منافع انسانی

20-25

ع 19 یاد رکھو! یہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا ہے۔ ایک دوسرے سے بڑھنا اور فخر کرنا ہے۔ یہ محض ایک دھوکہ ہے۔ آخرت میں عذاب بھی ہے اور مغفرت بھی۔ اے لوگو! مغفرت اور جنّت کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ جو مصیبت بھی آتی ہے، وہ پہلے سے لکھی ہوئی ہے۔ افسوس نہ کرو، جو مل جائے اس پر اکڑو نہیں۔ ہم نے رسولوں کو واضح دلائل کے ساتھ بھیجا، پھر کتاب اتاری، اور ترازو بھیجا، تاکہ لوگ انصاف کو قائم کریں، ہم نے لوہا اتارا جس میں بڑا زور ہے اور لوگوں کے لئے فائدے ہیں، یہ اس لئے اتارا گیا، کہ اللہ کو معلوم ہو جائے کہ کون اس کو دیکھے بغیر اس کی اور اُس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔

رہبانیت (ترکِ دنیا) اسلام نہیں

26-29

ع 20 سورۃ کے آخر میں حضرت نوحؑ اور ابراہیمؑ کا ذکر فرمایا کہ ہم نے انہیں نبوّت دی اور ان کی اولاد میں بھی نبوّت جاری فرمائی۔ پھر ان کے بعد کئی اور رسول

تشریف لائے، پھر عیسیٰؑ کی بعثت ہوئی۔ وہ اہلِ ایمان کے لیے انتہائی نرم دلی اور مہربانی کے حامل تھے۔ ان لوگوں نے جو ترکِ دنیا اختیار کرلی ہے یہ ہم نے فرض نہیں کی تھی۔ مگر انہوں نے اللہ کو خوش کرنے کے لیے اختیار کی اور اسے نباہ نہ سکے۔

اے اہلِ کتاب، اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اللہ کے رسول پر ایمان لاؤ وہ اپنی رحمت سے تمہیں دوگنا اجر اور روشنی عطا فرمائے گا تاکہ اہلِ کتاب یہ نہ سمجھیں کہ مسلمان اللہ کے فضل میں سے کچھ بھی حاصل نہیں کرسکتے۔ سارا فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جسے چاہے دے وہ بڑا فضل والا ہے۔

"اَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝٢٩"

الحمد للہ ربّ العالمین ۝ والصلوٰۃ والسلام علی سیّد المرسلین شفیع المذنبین و علیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝

پارہ نمبر 28 قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ

یہ سیپارہ بیس 20 رکوع پر مشتمل ہے۔ سورۃ المجادلہ اور سورۃ الحشر میں تین 3 تین 3 رکوع جبکہ سورۃ الممتحنہ، الصّف، الجمعہ، المنٰفقون، التغابن، الطّلاق، التحریم میں دو 2 دو 2 رکوع ہیں۔

آیت نمبر 1 میں "قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا" تحقیق سن لی اللہ نے اس بندی کی بات جو آپ ﷺ سے تکرار کر رہی تھی اپنے خاوند کے بارے میں۔ مجادلہ کا معنی بحث و تکرار کرنا ہے۔ اس واقعہ کے پس منظر میں اس سورۃ کا نام مجادلہ رکھا گیا۔

حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ

حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا سے ظہار کر لیا تھا، (ظہار کے معنی اپنی بیوی کی پشت کو اپنی ماں کی پشت کے مشابہ قرار دینا ہے۔) اور زمانہ جاہلیت میں یہ لفظ بیوی کو اپنے اوپر حرام کرنے کے لیے (طلاق دینے کے لیے) استعمال ہوتا تھا۔ خولہ نے حضور ﷺ کے سامنے نہایت خوبصورت انداز میں اپنا معاملہ پیش کر کے اس کا شرعی حکم معلوم کیا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اوس نے مجھ سے ظہار کر لیا ہے۔ یہ شخص میرا مال کھا گیا۔ میری جوانی اس نے تباہ کر دی۔ جب میں بوڑھی ہو کر اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ رہی تو اس نے مجھ سے ظہار کر لیا۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچّے ہیں اگر انہیں میں

اپنے پاس رکھوں تو بھوکے مرنے لگیں گے اور اگر اوسؓ کے حوالہ کر دوں تو بے توجہی کی وجہ سے ضائع ہو جائیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تیرے بارے میں ابھی تک مجھے کوئی حکم نہیں ملا۔ خولہؓ نے کہا، اس نے طلاق کا لفظ تو استعمال نہیں کیا تو میاں بیوی میں حرمت کیسے ہو سکتی ہے۔ یہ اپنی بات دہراتی رہی اور حضور ﷺ وہی جواب دیتے رہے۔ آخر میں کہنے لگی: اے اللہ! میں اس مشکل مسئلہ کے حل کا حکم تجھ سے ہی مانگتی ہوں اور تیرے سامنے شکایت پیش کرتی ہوں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں کمرے کے ایک کونہ میں بیٹھی سن رہی تھی۔ اتنا قریب ہونے کے باوجود مجھے بعض باتیں سنائی نہیں دے رہی تھیں مگر اللہ نے اس کی تمام باتیں سن کر مسئلہ کا حل نازل فرما دیا۔ بحث و تکرار کا یہ سلسلہ چل رہا تھا کہ جبرائیل امین علیہ السّلام یہ آیات لے کر نازل ہوئے۔ (تفسیر البغوی، الکشاف)

ظہار کے احکام

1-6

ع 1 فرمایا جب ایک خاتون آپ سے بحث کر رہی تھی اور اللہ کے حضور شکایت کر رہی تھی تو رب تعالیٰ آپ دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ بیوی کو ماں کہنے سے ماں نہیں بن جاتی۔ مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے تمہیں جنا ہے۔ بیوی کو ماں کہ دینا بڑی بے ہودہ بات ہے۔ جو لوگ اپنی بیویوں کو ماں کہ بیٹھیں، وہ بیوی کے قریب جانے سے پہلے ایک غلام آزاد کریں یا دو ماہ کے مسلسل روزے رکھیں اگر روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائیں۔

یاد رکھو! جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کی خلاف ورزی کریں گے وہ پہلی گمراہ قوموں کی طرح دنیا میں ذلیل و رسوا ہوں گے اور آخرت میں بھی اپنے اعمال کی سزا پائیں گے۔

سرگوشی کا حکم۔ آدابِ مجلس

7-13

ع 2 اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی ہر شے سے باخبر ہے۔ تین اشخاص باتیں کر رہے ہوں تو چوتھا وہ ہو گا، پانچ ہوں تو چھٹا وہ ہو گا۔ اس سے کم یا زیادہ تم جتنے بھی ہو گے اور جہاں بھی ہو گے اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو گا۔

ان منافقوں کی حالت قابلِ غور ہے کہ یہ گناہ، ظلم اور رسول ﷺ کی نافرمانی کے لئے خفیہ مشورہ کرتے ہیں۔ آپ کو ایسے الفاظ سے سلام کرتے ہیں جن الفاظ کے ساتھ آپ کو اللہ نے سلام نہیں فرمایا۔ اور یہ دِل میں کہتے ہیں کہ ہمیں ہماری ان باتوں پر سزا کیوں نہیں ملتی۔ سو یاد رکھیں ان کو ضرور سزا ملے گی، ان کے لئے جہنّم کافی سزا ہے۔ ایمان والو! تم کبھی بھی گناہ، ظلم اور خدا، رسول ﷺ کی نافرمانی کی سرگوشیاں نہ کرنا، ہمیشہ نیکی اور پرہیز گاری کے مشورے کرنا۔ سرگوشی عملِ شیطان ہے اور اہلِ ایمان کو غمزدہ کرنے کے لئے ہے۔ یہ لوگ ایمان والوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ تم سے جب مجلس میں کھل کر بیٹھنے کو کہا جائے تو مجلس کشادہ کر دینی چاہیے، اور جب اٹھنے کو کہا جائے تو اٹھ جانا چاہیے۔ حضور ﷺ کے ساتھ سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ پیش کیا کرو۔ اگر اس کی گنجائش نہ ہو تو معافی ہے۔ ہاں خدا اور رسول ﷺ کا حکم مانتے رہو۔

اللہ کی جماعت اور شیطانی گروہ

14-22

ع 3 منافقوں کا حال عجیب ہے، ان کی دوستی یہودیوں کے ساتھ ہے۔ ظاہر میں تمہارے ہیں اور اندر سے ان کے ساتھ ہیں۔ وہ قسموں کو اپنی ڈھال بناتے ہیں۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ان کو ان کے مال اور ان کی اولاد خدا کے عذاب سے نہ بچا سکیں گے۔ یہ خدا کی یاد کو بھلا کر شیطان کی

پارٹی میں شامل ہو گئے ہیں۔ شیطان کی پارٹی یقیناً گھاٹا کھانے والی ہے۔

یہ بات طے ہے کہ خدا اور رسول کے مخالف ضرور ذلیل ہوں گے اور اللہ اور اس کے پیغمبر ضرور غالب آئیں گے۔ مومن خدا کے دشمنوں سے دوستی نہیں کرسکتے خواہ وہ ان کے باپ بھائی یا قریبی عزیز کیوں نہ ہوں۔ اللہ نے ایمان والوں کے دِلوں میں ایمان کو جما دیا ہے، ان کو جنّت میں داخل کرے گا، وہ اس سے راضی ہوں گے اور وہ اُن سے راضی ہو گا۔ یہی لوگ اللہ کی جماعت ہیں۔ خوب یاد رکھو اللہ کی جماعت ہی غالب آئے گی۔

لفظ الحشر دوسری آیت میں مذکور ہے، اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام الحشر رکھا گیا۔ اس سورۃ کا دوسرا نام "سورۃ بنی النضیر" ہے۔ کیونکہ اس میں قبیلہ بنی نضیر کے محاصرے اور پھر جلاوطن کیے جانے کا تذکرہ ہے۔

مال فئے، اور مالِ غنیمت کا قانون۔ مغفرت کی دعا

1-10

ع 4 یہودیوں کے ساتھ مسلمانوں کا معاہدہ تھا، مگر وہ اپنی سازشی طبیعت کے مطابق مکر و فریب، خفیہ طریقے پر مشرکین مکہ کی حمایت اور مسلمانوں کی مخالفت میں سرگرداں رہتے۔ غزوۂ احد کے موقع پر یا اس کے فوراً بعد ان کی سازشیں زور پکڑنے لگی تھیں۔ حضور ﷺ نے ان کا محاصرہ کر کے ان کی جلاوطنی کا فیصلہ کیا جس پر یہ سورۃ نازل ہوئی۔ انہیں کہا گیا تھا کہ جاتے ہوئے جو چیز ساتھ لے جاسکتے ہو لے جاؤ، چنانچہ انہوں نے اپنے مکانات کو توڑ کر ان کا ملبہ بھی ساتھ لے جانے کا فیصلہ

کیا تاکہ نئی جگہ پر آبادی میں تعمیری مقاصد کے لیے استعمال کر سکیں۔ اور ان کے چلے جانے کے بعد مسلمان ان کے گھروں کو استعمال نہ کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس صورتحال کو ان کے لیے دنیا کا عذاب قرار دیا اور آخرت کا عذاب اس کے علاوہ ہو گا۔

جنگ کے بغیر کافروں کا جو مال مسلمانوں کو ملے وہ "مالِ فئے" کہلاتا ہے اور جنگ کے نتیجہ میں جو مال ملے وہ "مالِ غنیمت" کہلاتا ہے۔ "مالِ فئے" کا مصرف بتایا کہ اللہ کے نبی کی گھریلو ضروریات، قرابت داروں اور غرباء و مساکین اور ضرورتمند مسافروں کے استعمال میں لایا جائے گا۔ پھر اسلامی معیشت کا زرّیں اصول بیان کر دیا کہ مال کی تقسیم کا مقصد مال کو حرکت میں لانا ہے تاکہ مال چند مخصوص ہاتھوں میں منجمد ہو کر نہ رہ جائے۔

اسلامی اقتصادیات کا فلسفہ اس سورۃ میں ہے۔ حضور ﷺ کے فیصلہ کی اہمیت بتانے کے لیے حکم دیا کہ آپ کا فیصلہ حتمی فیصلہ ہے، لہٰذا اگر وہ آپ لوگوں کو کوئی چیز دینے کا فیصلہ کریں تو وہی لینی ہو گی اور اگر کسی سے منع کر دیں تو اس سے باز رہنا ہو گا۔ "وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا" پھر انصارِ مدینہ کی وسعت قلبی کی تعریف کرتے ہوئے بتایا کہ ایمان کی بنیاد پر مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والے مہاجر صحابہؓ کو انصار صحابہؓ نے اپنے معاشرہ میں سمونے کے لیے اس قدر محبتیں دیں کہ اپنی ضرورتوں پر مہاجرین کی ضروریات کو ترجیح دی اور اپنے دلوں میں کسی قسم کی نفرت یا بغض نہیں پیدا ہونے دیا۔

اس مال میں فقیر مہاجرین کا بھی حق ہے جو رضائے الٰہی کے لیے اپنے مال اور گھروں سے نکالے گئے۔ اور انصارِ مدینہ کا بھی حق ہے۔ نیز ان لوگوں کا بھی حق ہے جو پہلے مسلمانوں کے بعد ایمان لائے اور پہلے مسلمانوں کے لیے رب تعالیٰ سے بخشش کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں " رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ "

اے ہمارے پروردگار ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور نہ پیدا کر ہمارے دِلوں میں بغض اہل ایمان کے لیے بے شک تُو روٗف الرّحیم ہے۔ صحابہ کرامؓ نے سب کچھ اپنے نبی ﷺ کے حکم پر اسلام کے نام پر قربان کر دیا تھا۔ قربان جاؤں اُن نفوس ذکیہ جمیع صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر جنہوں نے اپنا سب کچھ اپنے مدنی پاک صاحبِ لولاک جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے قربان کر دیا تھا۔

منافقین کی چال بازیاں

11-17

ع 5 منافق، بنو نضیر (یہودیوں) کو مسلمانوں کی کاروائی کے موقع پر کہنے لگے، تم کوئی فکر نہ کرو، ہم ہر طرح سے تمہارے ساتھ ہیں۔ اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم تمہارے ساتھ نکلیں گے۔ اگر تم سے لڑائی ہوئی تو ہم تمہاری ہر طرح مدد کریں گے۔ اللہ بزرگ و برتر نے مسلمانوں کو تسلی دی کہ یہ لوگ اللہ کی نسبت تم سے زیادہ ڈرتے ہیں۔ یہ لڑائی میں یہودیوں کی کوئی مدد نہیں کریں گے۔ یہ منافقین اور یہودی مل کر بھی تم سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ہاں قلعوں میں بند رہ کر کوئی شرارت کر لیں تو دوسری بات ہے۔ منافقین تو شیطان کی طرح ہیں جو پہلے انسان کو کافر بننے کی ترغیب دیتا ہے، پھر جب وہ کفر اختیار کر لیتا ہے تو کہتا ہے میں تم سے بیزار ہوں، مجھے تو رب تعالیٰ سے خوف آتا ہے۔

قرآن اور حاملین قرآن کا مقام۔ اسمائے الحُسنیٰ

18-24

ع 6 ایمان والوں کو حکم دیا گیا کہ اللہ سے ڈرو اور ہر شخص غور کرے کہ اس نے کل کے لئے کیا تیار کر رکھا ہے، اور ان ظالموں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ کے حکموں کو بھلایا پھر اللہ نے اُن کو حقیقی نفع اُن کو بھلوا دیا۔ جنتی اور دوزخی

اللہ کی نظر میں ایک جیسے نہیں۔ یہ قرآن ایسی باعظمت کتاب ہے کہ اگر یہ پہاڑوں پر اترتی تو پہاڑ اللہ کے خوف سے دب جاتے اور پاش پاش ہو جاتے، یہ مثالیں ہم لوگوں کے غور و فکر کے لئے بیان کرتے ہیں۔

وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں کھلے اور چھپے کا جاننے والا، رحمٰن و رحیم ہے۔

وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ، نہایت مقدّس، سلامتی والا، امن دینے والا، نگران و غالب، زبردست بڑائی والا، اللہ شریک سے پاک ہے۔

وہ اللہ سب کا خالق، سب کو پیدا کرنے والا صورتیں بنانے والا، اچھے ناموں والا، کائنات کا ذرّہ ذرّہ اس کی تعریف میں مصروف ہے۔ وہی غالب حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ جتنے اس رکوع میں ہیں اتنی کثیر تعداد میں کسی دوسری جگہ جمع نہیں ہوئے۔ اللہ رَب العزت کے ناموں کا یہ ایک انتہائی حسین و جمیل گلدستہ ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ ان تینوں آیتوں کو یاد کرے۔ احادیث میں ان آیات کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

"هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۴﴾"

اس سورۃ کا نام اس کی آیت نمبر 10 کے کلمہ فَامْتَحِنُوْهُنَّ سے ماخوذ ہے۔ "الممتحنہ" کے معنی "امتحان لینے والی"۔ اس سورۃ میں ان خواتین کے بارے میں تحقیقات کرنے کا حکم ہے جو مکّہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ منتقل ہو رہی تھیں۔ اس سورۃ کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اللہ کے دشمنوں سے دوستی کرنا ایمان والوں کا شیوہ نہیں۔

دشمنانِ دین سے دوستی نہ کرو۔ اسوۂ ابراہیمی

1-6

ع 7 ایمان والو! اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، انہوں نے صرف اس وجہ سے تمہیں مکّہ سے نکالا تھا کہ تم اپنے رَب پر ایمان رکھتے تھے۔ کوئی شخص کافروں سے خفیہ دوستی رکھ کر اپنے رَب سے نہیں چھپ سکتا، تم ان کے قابو میں آجاؤ۔ تو وہ تمہارے کَس بل نکال دیں۔ ان کی اصل خواہش یہ ہے کہ تم کافر بن جاؤ۔ یاد رکھو، تمہاری رشتہ داریاں اور تمہاری اولاد قیامت کو تمہارے کام نہ آئے گی۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی سیرت اور ان کے ساتھی تمہارے لئے بہترین نمونہ ہیں کہ انہوں نے مشرکوں سے صاف کہہ دیا کہ جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ، ہمارا تمہارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

مہاجرات خواتین کا امتحان اور بیعت

7-13

ع 8 اس رکوع میں کافروں کی دو قسمیں بیان کی جارہی ہیں۔ ایک وہ جن کافروں کا شر متعدی نہیں اور مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے میں بھی کوشاں نہیں ہیں۔ اور مسلمانوں کو جلاوطن نہیں کیا اور قتال نہیں کیا ان کافروں سے حسنِ معاملہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن جن کافروں کا شر متعدی ہے اور مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے میں کوشاں ہیں، جنہوں نے مسلمانوں کو جلاوطن کیا اور قتال کیا ان کے ساتھ دوستی ناجائز ہے۔ دیارِ کفر سے ہجرت کر کے آنے والی خواتین کے بارے میں تحقیقات کی جائیں، اگر ان کا اخلاص و اسلام ثابت ہو جائے تو انہیں کافروں کے حوالہ کرنے کی بجائے اسلامی معاشرہ میں باعزت طریقہ پر رہنے کی صورت پیدا کریں۔ اگر وہ کسی کافر کی بیوی ہے تو اس کی مطلوبہ رقم مہر کی شکل میں دے کر اسے اس کے چنگل سے آزاد کرایا جائے کیونکہ کافر اس کے لیے حلال نہیں اور یہ کافر کے لیے حلال نہیں ہے اور حضور ﷺ کو ایسی خواتین کو بیعت کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو شرک، چوری، زنا، الزام تراشی، قتل اولاد اور مخالفتِ رسول جیسے جرائم سے اجتناب کا عہد کریں۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو! وہ لوگ جو اسلام کی عداوت میں پیش پیش ہیں ان پر خدا کا غضب نازل ہو چکا ہے۔ تم اس قوم سے دوستی نہ رکھو۔ آخرت میں انہیں کسی خیر کی امید نہیں۔ وہ بالکل مایوس ہیں۔ جس طرح قبروں میں پڑے ہوئے کفّار اپنی بخشش اور نجات سے مایوس اور نااُمید ہیں۔

اس میں صف باندھ کر جہاد کرنے کا تذکرہ ہے۔ مجاہدین کی اسی صفت کی بنا پر اس سورۃ کو سورۃ صف کہا جاتا ہے۔ اس سورۃ میں نبی ﷺ کی آمد اور آپ کے لائے ہوئے دین اسلام کی سارے دینوں پر غلبہ کی بشارت سنائی گئی ہے۔

پیارے نبی ﷺ کی آمد کی بشارت

1-9

ع 9 کائنات کی ہر شے اللہ کی تسبیح میں مشغول ہے۔ مومنو! کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکالو جس پر تم خود عمل نہیں کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر جہاد کریں یاد رکھو جن لوگوں نے موسیٰؑ کو ایذا پہنچائی اللہ نے ان کے دِل ٹیڑھے کر دیئے پھر وہ کبھی ہدایت نہ پا سکے۔ حضرت عیسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ میں تمہیں ایسے رسول کی خوشخبری سنانے آیا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور جس کا نام احمد ﷺ ہو گا مگر جب آپ آئے تو بنی اسرائیل نے آپ کو جادوگر کہنا شروع کر دیا۔ اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے تین ارشادات بیان کیے گئے ہیں۔ پہلا ارشاد "اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ" میں اللہ کا رسول ہوں۔ خدا یا خدا کا بیٹا نہیں۔ دوسرا ارشاد آپ نے فرمایا "مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ" کہ موسیٰ علیہ السّلام پر جو آسمانی کتاب تورات نازل ہوئی ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ تیسری بات "وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ" میں تمہیں روح پرور بشارت سناتا ہوں وہ یہ کہ میرے بعد ایک جلیل القدر عظیم المرتبت رسول تشریف لائے گا۔ اُن کا نام نامی

اسمِ گرامی احمد ﷺ ہو گا۔ کثیر احادیث اور دلائل سے ثابت ہے کہ یہ نام ہمارے پیارے نبی احمد مختار، نبی تاجدار، تاجدارِ عرب و عجم سیّد الانبیاء و المرسلین خاتم النبیّین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ ہمارے نبی ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ کے بعد اگر کوئی احمد نامی شخص نبوّت کا دعویٰ کرے اور کہے یہ بشارت میرے متعلق ہے وہ دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ کذّاب ہے، لعنتی ہے۔ عقیدہ ختم نبوّت کا دفاع ہر مسلمان پر فرض ہے۔ عقیدہ ختم نبوّت ہمارا ایمان ہے بلکہ جانِ ایمان ہے۔ عقیدہ ختم نبوّت پر اٹھنے والے ہر قسم کے سوال وسواسات کو دُور کرنے کے لیے تاجدار گولڑہ پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف خصوصاً سیف چشتیائی اور شمس الہدایہ فی اثبات حیات المسیح کا ضرور مطالعہ کریں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ لوگ اللہ کے نُور کو پھونکوں سے بجھا دینا چاہتے ہیں مگر اللہ اپنے نُور کو مکمل کر کے رہے گا اس نے اپنے نبی کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ یہ دینِ اسلام تمام ادیان پر غالب آئے خواہ مشرک اسے پسند نہ کریں۔

مجاہدین پر انعاماتِ الٰہی

10-14

ع 10 ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتلاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچا دے۔ تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر، اور راہِ حق میں جہاد کرو، اس کی بدولت تمہارے گناہ معاف ہوں گے اور سدا بہار جنّت میں داخلے کے مستحق بنو گے۔ تمہیں دنیا کی کامیابی، اللہ کی نصرت جلد فتح کی صورت میں نصیب ہو گی۔ ایمان والو! اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ، جیسے عیسیٰ علیہ السّلام نے کہا تھا، کون ہیں جو دعوتِ حق میں میری مدد کریں۔ تو کچھ ایمان لے آئے اور باقی

منکر ہو گئے۔ اللہ جل شانہٗ نے دشمنوں کے خلاف اہل ایمان کی مدد کی اور وہ غالب آ گئے۔

٦٢۔ سُوْرَةُ الْجُمُعَة

مَدَنِيَّةٌ

آیات: 11 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 2

اس کی آیت نمبر 9 میں نماز جمعہ کا ذکر ہے اس لیے اس سورۃ کو سورۃ الجمعہ کہا جاتا ہے۔ اس سورۃ میں یہود کا رویہ، فرائضِ علماء اور احکامِ جمعہ بیان ہوئے ہیں۔

حضور ﷺ کے اوصاف اور یہود کی غلط فہمی

1-8

ع 11 اللہ پاک بزرگ و برتر کے لئے کائنات کی ہر شے تسبیح میں مصروف ہے۔ اس نے ان پڑھوں میں نبی کو مبعوث فرمایا۔ جو آیات الٰہی کی تلاوت فرماتے ہیں، لوگوں کی زندگیوں کو سنوارتے ہیں، انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ آپ کی تشریف آوری سے پہلے یہ لوگ کھلی گمراہی میں مصروف تھے۔ آپ کی بعثت صرف اس زمانے کے لوگوں کے لئے نہیں، بلکہ قیامِ قیامت تک کے لئے، دنیا بھر کی قوموں اور نسلوں کے لئے ہوئی ہے۔ عاملینِ تورات نے سب سے بڑھ کر اس کی مخالفت کی اور تورات کی تعلیم کو پس پشت ڈال دیا۔ یہودی اللہ کے محبوب اور چہیتے ہونے کے مدعی ہیں۔ ان سے کہ دیں کہ اپنے دعوے میں سچے ہو تو مرنے کی تمنا کرو، مگر یہ کبھی بھی موت کی تمنا نہ کریں گے۔ ان کو اپنے کرتوتوں کا خوب علم ہے، اور اللہ ان سے بخوبی واقف ہے۔

احکامِ جمعہ

9-11

ع 12 ایمان والو! جب جمعہ کی اذان ہو، تو فوراً اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ نمازِ جمعہ ادا کر چکو، تو حلال روزی کی تلاش میں نکل جاؤ۔ اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہو

جو لوگ نمازِ جمعہ کے اوقات میں کھیل کُود یا کاروبار میں مصروف ہو جاتے ہیں، انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ کھیل کُود اور تجارت سے بہت بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

جمعہ قرآن و حدیث کے احکامات کی اشاعت و تبلیغ کا دن ہے۔ علمائے کرام کی ذمّہ داری ہے کہ وہ جمعۃ المبارک کے خطبے میں عقائد، فضائل، مسائل، قصص، عبر امثال اور تواریخ سے مسلمانوں کو روشناس کرائیں۔ اس کے علاوہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیئے، گمراہ کن اور باطل نظریات کو دُور رکھنے کی تدابیر پر قرآن و سنّت کی روشنی میں راہنمائی فرمائیں۔ عوام الناس کو چاہیے کہ بروقت پہنچ کر خطابات کو سنیں، سمجھیں اور اس پر عمل کی کوشش کریں۔ ہر انسان کا یہ مشن ہونا چاہیے کہ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے انسانوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔

٦٣۔ سُوْرَةُ الْمُنَافِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ

آیات: 11 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 2

نبی کریم ﷺ سے منافقوں کا رویّہ

1-8

ع 13 اس سورۃ میں منافقین کے احوال بیان کیے گئے ہیں اس لیے اس کا نام المنٰفقون گیا ہے۔ منافق آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی رسالت کی صداقت کی شہادت دیتے ہیں۔ اور اللہ جانتا ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں لیکن اللہ شہادت دیتا ہے کہ یہ منافق بالکل جھوٹے ہیں۔ انہوں نے لوگوں کو راہِ حق سے روکنے کے لئے قسموں کو ڈھال بنایا ہے، یہ بڑے خوبصورت جثوں والے ہیں، بات کریں تو تم ان کی باتیں سنتے رہ جاؤ۔ مگر حقیقت میں یہ انسان نہیں بلکہ لکڑی کے کندے ہیں۔ اللہ ان کا برا کرے۔ جب انہیں آپ کی خدمت میں آنے کے لئے کہا جاتا ہے کہ آپ ان کی بخشش کی دُعا کریں تو یہ بڑے گھمنڈ کے ساتھ منہ موڑ لیتے ہیں۔ آپ ان کے لئے بخشش مانگیں یا نہ مانگیں اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔ یہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں پر خرچ نہ کرو، خود ہی تتّر بتّر ہو جائیں گے۔ ان جاہلوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ رزق کے تمام خزانے اللہ کے پاس ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ مدینے واپس جا کر ہم سے عزّت والا ذلیل کو نکال کر باہر کرے گا۔ گویا اپنے آپ کو عزّت والا سمجھتے ہیں حالانکہ عزّت تو اللہ اس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہے۔

مسلمانوں کو تنبیہ

9-11

ع 14 ایمان والو! کہیں تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں۔ ایسا کرنے والے سخت نقصان اٹھائیں گے۔ موت کے آنے سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کرو تاکہ کل کو یہ نہ کہہ سکو، اگر ہم کو مہلت مل جاتی تو ضرور خیرات کرتے۔ یاد رکھو موت کا وقت آگے پیچھے نہیں ہوتا اور اللہ تمہارے کاموں سے پوری طرح واقف ہے۔

٦٤۔ سُوْرَةُ التَّغَابُنْ

مَدَنِيَّةٌ

آیات: 11 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 2

صفاتِ الٰہی۔ گذشتہ اقوام کا تذکرہ

1-10

ع 15 اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف اور کائناتی شواہد پیش کیے گئے۔ انسان کی جبین پر اشرف المخلوقات کے ساتھ احسن المخلوقات کا تمغہ سجایا لیکن اتنی بات سے اسے عند اللہ کوئی مقبولیت اور فضیلت حاصل نہیں ہوگی بلکہ قیامت کا دن جو کہ فیصلہ کا دن ہے اور اصل دارومدار اتباع رسول اور محبت رسول پر ہوگا۔ جن لوگوں نے اپنی زندگیوں کو اتباعِ رسول سے سجایا ان کے لیے جنّت کی عظیم الشّان خوشخبری ہے اور جن لوگوں نے آیاتِ الٰہیہ کو جھٹلایا، اللہ کے رسولوں کی تکذیب کی ان کی اطاعت سے منہ موڑا وہ ہمیشہ کے لیے جہنّم کے عذاب میں رہیں گے۔ توحیدِ خداوندی پر کائناتی شواہد پیش کرنے کے بعد گزشتہ اقوام کی نافرمانیوں اور گناہوں پر ان کی ہلاکت کا تذکرہ، پھر قیامت کا ہولناک دن اور اس میں پیش

آنے والے احوال کا مختصر تذکرہ اور پھر جنّت والوں کی عظیم الشان کامیابی اور جہنّم والوں کے بدترین ٹھکانہ کا بیان ہے۔

تنبیہات

11-18

ہر آنے والی مصیبت حکم الٰہی سے آتی ہے، مصیبتوں کے ہجوم میں جو چیز انسان کو راہِ راست پر قائم رکھتی ہے اور کسی بھی حالت میں اس کے قدم ڈگمگانے نہیں دیتی وہ صِرف ایمان باللہ ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانو، اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، اسی پر بھروسہ کرو، تمہاری بعض بیویاں اور بچّے تمہارے دشمن ہیں، ان سے ہوشیار رہو، ایسا نہ ہو کہ ان کے فریب میں پھنس کر تم خدا اور رسول کو بھول جاؤ، تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے بڑی آزمائش ہے اور اس کی آزمائش میں پورا اترنے میں بڑا اجر ہے۔ جہاں تک تمہارے بس میں ہو اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ کے حکموں کو سنو اور اطاعت کرو، اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو، اگر تم اس کی راہ میں قرض دو گے تو وہ کئی گنا کر کے تمہیں واپس کرے گا، اور تمہارے گناہ بھی بخش دے گا، وہ بڑا ہی قدر دان ہے۔

٦٥۔ سُوْرَةُ الطَّلَاق

مَدَنِيَّةٌ

آیات: 12 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 2

اس سورہ میں طلاق کے مسائل مذکور ہیں اس لیے اسے سورۃ طلاق کہا جاتا ہے۔ اس سورۃ میں طلاق کے علاوہ عدّت کے احکام، بیوی کی علیحدگی کی صورت میں بچے کو دودھ پلانے اور پالنے کی ذِمّہ داری بتائی گئی ہے۔

طلاق وعدّت کے احکام۔وضع حمل اور بچے کا خرچ

1-7

ع 17 اسلام کے نزدیک رشتہ ازدواج بڑا مقدّس رشتہ ہے۔ صحت مند بنیادوں پر جتنا یہ مستحکم ہو گا خاندان اور معاشرہ دونوں اتنا ہی مسرتوں سے مالا مال ہوں گے۔

اسلام پوری کوشش کرتا ہے کہ یہ رشتہ ٹوٹنے نہ پائے لیکن بعض حالات میں یہ تعلق وبالِ جان بن جاتا ہے۔ دونوں کی بھلائی اس میں ہوتی ہے کہ انہیں اس قید سے رہائی مل جائے۔ ان ناگزیر حالات میں اسلام نے اس کو ختم کرنے کی اجازت دی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ حلال جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ ہے وہ طلاق ہے۔

حضرت علیؓ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ نے فرمایا شادی کیا کرو اور طلاق نہ دیا کرو کیونکہ طلاق سے اللہ تعالیٰ کا عرش لرز جاتا ہے۔

اسلام نے طلاق کا جو قانون پیش کیا اس میں اس امر کا پوری طرح خیال رکھا گیا ہے کہ طلاق دینے والا جلد بازی میں طلاق نہ دے اس کے نتائج و عواقب کو مد نظر رکھتے ہوئے طلاق دے۔

جب تم اپنی بیوی کو طلاق دو تو طلاق حیض (بیماری) کی حالت میں نہ دو نیز ایسے طہر (پاکی کی حالت) میں بھی طلاق نہ دی جائے جس میں مباشرت ہو چکی ہو۔ حالتِ حیض میں اور ایسے طُہر میں جس میں مباشرت کی گئی ہو طلاق دینا گناہ ہے تاہم ائمہ اربعہ کے نزدیک وہ طلاق واقع ہو جائے گی۔ فقہائے کرام نے طلاق کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔(1) سُنّی یعنی سنّت کے مطابق۔(2) بدعی خلافِ سنّت۔

سُنّی طلاق کی پھر دو قسمیں ہیں۔(1) احسن۔(2) حسن۔

احسن طلاق تو یہ ہے کہ ایسے طُہر میں جس میں اس نے مباشرت نہیں کی ایک مرتبہ طلاق دے اور پھر عدت کے ختم ہونے تک دوسری طلاق نہ دے۔ عدت پوری ہونے کے بعد سابقہ نکاح ٹوٹ جائے گا۔ لیکن تجدید نکاح کا دروازہ کھلا ہو گا۔

طلاق حسن: طلاق حسن اس کو کہتے ہیں کہ ایسے طہر (پاکی) کے دِنوں میں ایک طلاق دے۔ ایک حیض گزرنے کے بعد جب وہ پاک ہو تو اُسے دوسری طلاق دے اور تیسرے طہر میں تیسری طلاق دے۔

اس کے علاوہ طلاق کی ساری صورتیں (بدعی) یعنی خلافِ سنّت شمار ہوں گی۔ بدعی طلاق دینے والا گناہگار ہو گا لیکن ائمہ اربعہ کے نزدیک وہ طلاق واقع ہو جائے گی۔

اس کے بعد سورۃ طلاق میں وضاحت کے ساتھ مختلف قسم کی مطلقہ عورتوں کی عدت بتائی گئی ہے۔

(1) وہ عورتیں جو سِنّ ایاس کو پہنچ چکی ہوں یعنی جن کو حیض آنے کی قطعاً امید نہ ہو، طلاق کے بعد ان کی عدّت تین ماہ ہے۔

(2) صغیرہ۔ یعنی وہ لڑکی جس کی عمر تو بلوغ کی آگئی مگر ابھی حیض نہ شروع ہوا ہو طلاق کے بعد اس کی عدّت بھی تین ماہ ہے۔

(3) حاملہ: وہ عورت جسے حمل کے دوران طلاق ہو جائے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔(نفقہ یعنی خرچ)(سُکنیٰ یعنی رہائش) طلاق دی ہوئی عورت کو تاعدت رہنے کے لیے اپنی حیثیت کے مطابق رہائش اور خرچ دینا شوہر پر واجب ہے۔ یہ تین اقسام کی عورتیں جن کا ذکر کیا گیا انہیں ایام ماہواری نہیں ہوتے ان کی عدّت حیض سے شمار نہ ہو گی۔ ان عورتوں سے مراد مدخول بہا عورتیں ہیں جو

اپنے شوہروں کے پاس گئی ہوں۔

غیر مدخول بہا یعنی ایسی عورت جو نکاح کے بعد اپنے شوہر کے پاس نہ گئی ہو اُس کی عدت نہیں ہے۔

یاد رکھیں سورۃ البقرہ میں جس عورت کی عدّت طلاق کے بعد تین حیض بتائی گئی ہے اس کے لیے شرط ہے کہ وہ عورت مدخول بہا ہو اور آئیسہ اور حاملہ نہ ہو۔

پھر بچّے کو دودھ پلانے اور پالنے کی ذِمّہ داری کا ذکر فرمایا۔ جب عدّت گزرانے والی حاملہ بچّہ جنے گی تو عدت ختم ہو جائے گی۔ اب وہ اپنے پہلے خاوند سے بالکل اجنبی ہو گی۔ بچّے کو دودھ پلانا اور اس کو پالنا ماں کی نہیں باپ کی ذِمّہ داری ہے۔ اب تو نکاح کا رشتہ بھی ٹوٹ گیا ہے۔ اس لیے باپ بچّے کی ماں کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ اس کو ضرور دودھ پلائے۔ البتہ اگر بچّہ ماں کے علاوہ کسی اور کا دودھ پیتا ہی نہیں یا کوئی دوسری دودھ پلانے والی ملتی ہی نہیں تو پھر ماں کو مجبور کیا جائے گا۔ وہ ضرور دودھ پلائے کیونکہ بچّہ کے ہلاک ہونے کا خطرہ ہے۔ اگر وہ دودھ پلانے پر رضامند ہو جائے تو خاوند پر لازم ہے کہ وہ اسے مناسب معاوضہ ادا کرے اور یہ معاوضہ باہمی مشورہ سے طے کیا جا سکتا ہے۔ خاوند کو چاہیے کہ وہ بخل سے کام نہ لے اور اپنی حیثیت کے مطابق فراخدلی سے معاوضہ ادا کرے۔ اسی طرح ماں کے لیے بھی مستحسن ہے کہ وہ سابق خاوند کو زیادہ اجرت دینے پر مجبور نہ کرے۔ اس رکوع میں چار دفعہ تقویٰ کا ذکر آیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان معاملات میں تقویٰ اللہ کی نظر میں بڑی اہمیت اور درجہ رکھتا ہے۔ فرمایا جو اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا اور اُسے ایسی راہ سے رزق دے گا جس کا اس کو گمان بھی نہ ہو گا۔ (ضیاء القرآن)

ارض و سماء کی تخلیق

8-12

ع 18 جن امم سابقہ نے اللہ اور اس کے رسول کے احکامات سے روگردانی کی انہیں سخت عذاب سے دوچار ہونا پڑا۔ اسی طرح جو حقوق العباد میں ایسا کریں گے ان کے لیے بھی سخت عذاب ہے پھر فرمایا کہ میرا رسول اہلِ ایمان کو اندھیروں سے نکال کر نُور کی طرف لا رہا ہے۔ عائلی قانون اور ازدواجی زندگی کے بارے میں جو ضوابط نبی کریم علیہ السّلام نے اپنی اُمّت کو عطا فرمائے ان کی برکت سے یہ اُمّت گمراہی کے اندھیروں سے نکل کر ہدایت کی روشنی میں پہنچ گئی ہے جن اندھیروں میں ابھی تک اقوامِ عالم بھٹکتی پھر رہی ہیں

تمہارے پاس قرآن بھی آیا ہے اور رسول اللہ بھی تشریف لائے ہیں تاکہ تمہیں کفر کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں داخل کریں۔ فرصت ملے تو اسلام کے عائلی قوانین کا دنیا بھر کی اقوام کے جدید و قدیم عائلی قوانین سے موازنہ کریں۔ آپ کو اس قول کی صداقت کا یقین آ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم شرح صدر سے ان قوانین کو اپنائیں جو ہماری بہتری اور بھلائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف نازل کیے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تخلیق کے کائناتی شواہد پیش کیے۔ فرمایا اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا فرمائے اور انہیں کی برابر زمینیں یعنی آسمان بھی سات اور زمینیں بھی سات پیدا فرمائیں۔ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس نے ہر چیز کا اپنے علم سے احاطہ کیا ہوا ہے۔

اس سورۃ کا نام اس کی پہلی آیت کے کلمہ "لِمَ تُحَرِّمُ" سے ماخوذ ہے۔
اس سورۃ میں واقعہ تحریم، اور دو[2] مثالیں بیان ہوئی ہیں۔

واقعہ تحریم۔ اہل و عیال کو جہنّم سے بچاؤ

1-7

19 اس سورۃ کی پہلی آیت میں جس واقعہ کی طرف اشارہ ہے اس کا تعلق خود نبی کریم ﷺ کی ذات کے ساتھ ہے۔ جب آپ نے اپنی لونڈی ماریہ قبطیہ یا شہد کے استعمال سے اپنے آپ کو روک لیا۔ علامہ ابی حیان اندلسی اپنی تفسیر "البحر المحیط" میں تحریر فرماتے ہیں "یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ نداءُ اقبال و تشریف" یعنی اللہ تعالیٰ نے یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ سے محبت بھرے انداز میں خطاب فرما کر اپنے حبیب ﷺ کو اپنی طرف متوجہ کیا اور شرفِ ندا سے سرفراز فرمایا ہے۔ لِمَ تحرّم سوال تلطف یعنی ازراہِ لطف و محبّت دریافت کیا ہے کہ اے حبیب ﷺ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ اس کا قرینہ یہ ہے کہ پہلے بڑے احترام سے خطاب فرمایا پھر سوال کیا۔ پھر فرماتے ہیں کہ یہاں تحریم سے مراد تحریم شرعی نہیں یعنی جس طرح وحی الٰہی سے کسی چیز کو جو پہلے حلال تھی حرام کر دیا جاتا ہے اور اس کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ یہ حرام ہے۔ بلکہ یہاں تحریم سے مراد امتناع ہے یعنی کسی چیز کے استعمال سے رک جانا۔ جیسے کوئی شخص کسی حلال اور مباح چیز کے استعمال کرنے سے اپنے آپ کو باز رکھ لیتا ہے اور کبھی یہ امتناع کسی کی دلجوئی کے لیے ہوتا ہے۔ جس کی خوشنودی مطلوب ہوتی ہے۔ دوسری صورت یہ کہ حلال کو حلال ہی سمجھا

جائے لیکن اس کے استعمال سے اجتناب کیا جائے۔ ایسا کرنا مباح اور حلال ہے۔ اور نبی کریم علیہ السّلام کی تحریم کی یہی صورت تھی۔

✪ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عتاب کیوں کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عتاب کی وجہ یہ ہے کہ حضور علیہ السّلام نے اپنی ازواج کی خوشنودی کے لیے اپنے اوپر خود پابندی عائد کر لی جس سے حضور علیہ السّلام کو تکلیف اور مشقت کا سامنا کرنا پڑتا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ہر گز گوارا نہیں کہ اس کے محبوب کو تکلیف پہنچے۔ اس لیے فرمایا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا۔ آپ کو اپنی ازواج کی خوشنودی مطلوب ہے تو مجھے آپ کا آرام اور آپ کی راحت مرغوب ہے۔ ایسی ناروا پابندیوں کی اجازت میں آپ کو کیوں کر دے سکتا ہوں۔ اسی طرح ازواجِ مطہرات کی اس بات پر گرفت فرمائی گئی جو ہر چند باہمی حُسنِ ظن کی بنا پر صادر ہوئی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی۔

پھر ایمان والوں کو ہدایت فرمائی گئی کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ سے بچانے کی فکر کرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ جس پر بڑے تند خو فرشتے مقرر ہیں۔ جو کسی حال میں رَب کی نافرمانی نہیں کرتے۔

توبۃ النصوح اور دو مثالیں

8-12

ع 20 ایمان والو کو حکم دیا گیا کہ اللہ کے حضور سچی توبہ کرو، توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کر دے گا، تمہیں جنّت میں داخل فرمائے گا، وہاں اللہ اپنے نبی کو اور اس کے ایمان والے ساتھیوں کو رسوا نہ کرے گا۔

حضور علیہ السّلام کو حکم فرمایا گیا کہ کافروں اور منافقوں کے خلاف عملی اور زبانی جہاد جاری رکھیں اور ان کا ٹھکانہ جہنّم ہے وہ لوٹ کر آنے کی بہت بُری جگہ ہے۔ حضرت نوحؑ کی بیوی اور لُوط علیہ السّلام کی بیوی کی مثال سامنے ہے یہ دونوں

عورتیں کافرہ تھیں۔ کفّار و مشرکین کیلئے شفاعت کرنے کی کسی کو اجازت نہ ہو گی شفاعت مومن گناہگار کے لئے ہے۔ اہلِ ایمان فرعون کی بیوی کی مثال سامنے رکھ کر صبر کریں، کہ فرعون ان کو ستاتا، سخت سے سخت اذیتیں پہنچاتا تھا مگر وہ جنّت میں جانے اور فرعون کی آزمائش سے نجات پانے کی دُعائیں کرتی رہتیں۔ اسی طرح مریم عمران کی بیٹی کی زندہ مثال سامنے ہے کہ اس بندی نے عزّت کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی۔ اور اس نے اپنے رَب کے کلمات اور کتابوں کی تصدیق کی، وہ اللہ کے فرمانبرداروں میں سے تھی۔

فتبارك الله رَب العالمين الذى لا اله الا هو۔ لا حول ولا قوّة الا بالله العلىّ العظيم ٥

والصلوٰة والسلام علىٰ حبيبنا المكرم و شفيعنا المعظم و خاتم النبيين وعلىٰ اٰله وصحبهٖ اجمعين ربنا تقبّل منّا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرّحيم۔

پارہ نمبر 29 تَبٰرَكَ الَّذِیْ

یہ سیپارہ بائیس رکوع پر مشتمل ہے۔ سورۃ الملک، القلم، الحاقہ، المعارج، نوح، الجن، المزمّل، المدثّر، القیمہ، الدّھر، المرسلٰت یہ گیارہ [11] سورتیں ہیں۔ ہر سورۃ دو [2] رکوع پر مشتمل ہے۔
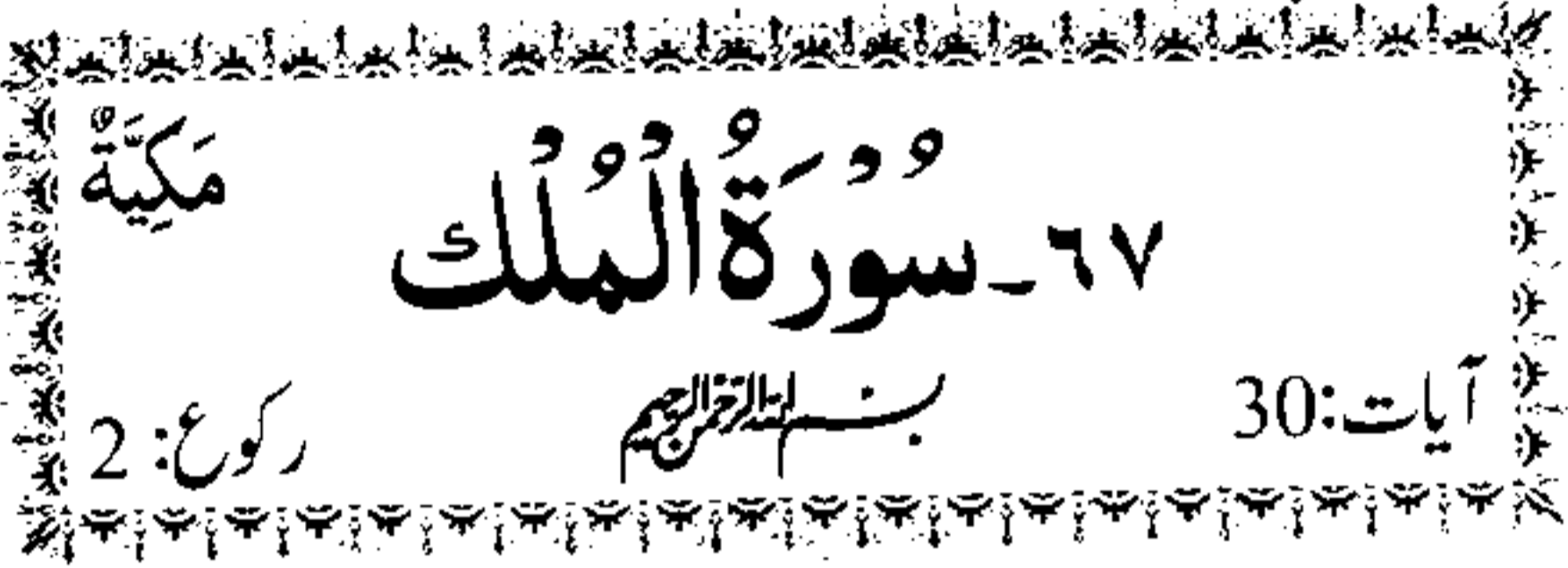
مکی سورۃ ہے۔ تیس آیتوں اور دو رکوع پر مشتمل ہے۔ پہلی آیت میں الملک کا کلمہ ہے۔ اسی لیے اس کو سورۃ الملک کہتے ہیں۔ حضور علیہ السّلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ایک سورۃ ہے جس کی صرف تیس آیتیں ہیں (سورۃ الملک) اس نے ایک آدمی کی شفاعت کی یہاں تک کہ اُسے بخش دیا گیا۔ (ابوداؤد شریف) اس سورۃ میں اللہ کی قدرتوں کا بیان اور اللہ کی نافرمانی پر دنیا و آخرت دونوں کے عذاب کا ذکر کیا گیا ہے۔

صفاتِ الٰہی۔ وحدانیت پر تکوینی دلائل

1-14

ع 1 اس کائنات کے مشاہدے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جس مالک کے ہاتھ میں موت و حیات کی باگ ہے وہ بڑی بابرکت اور نہایت قدرت والی ہستی ہے۔ اس نے یہ سب کچھ حسنِ عمل کی آزمائش کے لئے بنایا ہے اسی نے سات آسمان بنائے، ان میں تمہیں کوئی دراڑ کوئی شگاف نظر آتا ہے؟ اس نے پہلے آسمان کو ستاروں سے خوشنما بنایا، اور ان ستاروں سے شیطانوں کو بھگانے کا کام بھی لیا۔ کافر

جب جہنم میں ڈالے جائیں گے، تو اس کی چنگھاڑیں سنیں گے اور وہ اس طرح جوش مارتی ہو گی، گویا ابھی غصّے سے پھٹنے والی ہے۔ جب کوئی گروہ اس میں پھینکا جائے گا تو دوزخ کے محافظ فرشتے ان سے پوچھیں گے، ارے تمہارے پاس ڈرانے والا کوئی نہیں آیا۔ وہ کہیں گے آیا تو تھا، مگر ہم نے اس کی بات نہیں مانی۔ پھر افسوس کرتے ہوئے کہیں گے اے کاش ہم نیکی کی بات سن لیتے یا سمجھ لیتے اور آج دوزخیوں میں ہمارا شمار نہ ہوتا۔ یاد رکھو۔ اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے بخشش بھی ہے اور بڑا اجر بھی۔ تم بات کو چھپاؤ یا ظاہر کرو، اللہ ہر بات جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشان

15-30

ع 2 زمین کو اس نے تمہارے لئے بچھا دیا، وہ چاہے تو تمہیں اس میں دھنسا دے، وہ چاہے تو تم پر پتھروں کی بارش برسا دے۔ خدا سے بے خوف نہ ہو، دیکھو تم سے پہلوں نے خدا کی باتیں جھٹلائیں تو ان کا کیا حشر ہوا، یہ پرندے فضائے آسمانی میں کس کے سہارے اڑ رہے ہیں؟ اللہ گرفت کرے تو تمہاری کون مدد کرے گا؟ وہ رزق روک دے تو کون رزق دے گا؟ کیا اوندھے منہ، اور راہ راست چلنے والے برابر ہیں؟ کہ دیجیے تمہیں اسی نے پیدا کیا ہے، کان آنکھیں اور دل اسی نے دیئے ہیں، اسی نے تمہیں زمین میں پھیلایا، پھر کہتے ہو قیامت کب آئے گی؟ جب آئے گی تو منکروں کے چہرے بگڑ جائیں گے۔ آپ کہیں میرے ساتھ میرا رب جو چاہے معاملہ کرے مگر کافروں کو اس کے عذاب سے کون بچائے گا؟ میرا اسی پر ایمان ہے، اسی پر بھروسہ ہے عنقریب تمہیں پتہ چل جائے گا گمراہ کون ہے لیکن اگر وہ تمہارے پینے کا پانی اتنا گہرا کر دے کہ تم اسے حاصل نہ کر سکو، تو پھر تمہارے پاس صاف شفاف پانی کون لائے گا؟ جب اس سورۃ کی آخری آیت پڑھے تو دل میں کہے اللہ رب العالمین تاکہ سوال کا صحیح جواب آجائے۔

یہ سورۃ دو ناموں سے مشہور ہے۔ نٓ اور القلم۔ یہ دونوں نام اس کی پہلی آیت میں آئے ہیں۔ اسی لیے اس کو دونوں ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ اس سورۃ میں نبی علیہ السلام کی عظمت آپ پر الزام لگانے والوں کو خود اللہ نے جواب دیئے ہیں اور باغ والوں کی تمثیل کا ذکر ہے۔

نبی ﷺ کا خُلق۔ گستاخِ رسول کی مذمت و نشانیاں

1-33

3 سورۃ کا آغاز حضور اقدس ﷺ کی عظمت کے بیان سے ہوا ہے۔ فرمایا قلم اور اس سے لکھنے والوں کی قسم! آپ اپنے رَب کی مہربانی سے دیوانے نہیں۔ آپ کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔ "اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" بلاشبہ آپ اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں۔ آپ کو دیوانہ کہنے والے جلد اپنے انجام کو پہنچیں گے، سیدھے راستے پر کون ہے اللہ کے پوری طرح علم میں ہے، ان کی خواہش ہے کہ آپ توحید کے مسئلہ میں تھوڑی سی نرمی برتیں، تو یہ لوگ بھی آپ کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں۔ آپ کسی بڑی بڑی قسمیں کھانے والے، طعنہ زن، چغل خور، نیکی سے روکنے والے، انتہا پسند بد نسل کا کہنا مانیں۔ یہ منکر مال و اولاد کے زعم میں مبتلا ہو کر قرآن کو پہلی قوموں کے افسانے بتاتے ہیں۔

ان کو ان کے انجام سے خبر دار کرنے کے لئے باغ والوں کا واقعہ سنا دیں۔ جب انہوں نے قسمیں کھائیں کہ صبح ہوتے ہی اپنے باغ کے پھل توڑ لائیں گے، ان کو انشاء اللہ کہنے کی بھی توفیق نہ ہوئی، رات کو عذاب آیا اور باغ بالکل اجڑ کر رہ

گیا۔ یہ لوگ باغ کے اُجڑنے سے بے خبر پھل توڑنے کے لئے چپکے چپکے گھر سے نکلے تاکہ ہمیں کوئی مسکین نہ دیکھ لے۔ جب باغ میں پہنچے تو دیکھا باغ بالکل اجڑا پڑا ہے۔ اب ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے، منجھلا کہنے لگا، میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ اللہ کو نہ بھلاؤ، ورنہ نتیجہ اچھا نہ نکلے گا۔ اب سب نے توبہ کرتے ہوئے توقع ظاہر کی، کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بہتر باغ دے گا، یہ تو دنیا کے عذاب کی مثال ہے آخرت کا عذاب اس سے کئی گنا بڑا ہے۔

صاحب ایمان اور منکر برابر نہیں

34-52

ع 4 متقی ہمیشہ ترو تازہ رہنے والی جنّت میں ہوں گے۔ کافر یہ کبھی نہ سوچیں کہ قیامت کے روز ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا سلوک ہو گا، اللہ کا ان کے ساتھ کوئی ایسا وعدہ نہیں۔ اگر خدا کے مقابلے میں قیامت کے دن کچھ لوگ ان کے کام آنے والے ہیں تو ذرا ان کے نام ہمیں بھی بتا دیں۔ یہ مشرک یاد رکھیں کہ جب تجلی ساق کا ظہور ہو گا تو یہ سجدہ نہ کر سکیں گے، ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی، اور یہ ذلیل ہوں گے۔ یہی تو ہیں جن کو سجدہ ریز ہونے کے لئے کہا جاتا تو یہ اکڑتے تھے۔ آپ ان کلامِ الٰہی کو جھٹلانے والوں کو ہمارے سُپرد کر دیں ہم ان کو آہستہ آہستہ ان کے بُرے انجام کی طرف لے جا رہے ہیں۔ ہماری تدبیر بہت مضبوط ہے۔ آپ یونس علیہ السّلام کی طرح صبر کیجیے۔ انہوں نے اپنے رَب کو پکارا اور وہ بہت مغموم تھے۔ اگر اللہ کی رحمت شاملِ حال نہ ہوتی تو ان کی کوئی دستگیری نہ کرتا، اللہ نے انہیں اپنے خاص بندوں میں شامل کر لیا۔ کفار قرآن سن کر آپ کو گھورتے اور دیوانہ کہتے ہیں مگر ان کی خواہشات کے برعکس اس کا پیغام ساری دنیا میں پھیل کر رہے گا۔

جس کو نظر بد سے تکلیف پہنچے یہ آیات پڑھ کر اُسے دم کیا جائے۔ دم

کے اثر کے لیے 40 دن 41 مرتبہ فجر کی سنّتوں اور جماعت کے درمیان تسلسل کے ساتھ پڑھیں۔ وہ آیت کریمہ یہ ہیں۔ "فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ۝ وَاِنْ یَّكَادُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ۝ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ۝" (فرمان مصلح اُمت پیر سیّد حسین الدین شاہ صاحب مد ظلہ العالی)

الحاقہ قیامت کے مختلف ناموں میں سے ایک نام ہے۔ الحاقہ کا معنی ہے ثابت ہونے والی۔ اس سورۃ کا مرکزی مضمون قیامِ قیامت اور کلامِ الٰہی ہے۔

قیامت کو جھٹلانے والے

1-37

5 قیامت جو کہ حقیقت کا رُوپ دھارنے والی ہے اور اعمال کو ان کے حقائق کے ساتھ سامنے لانے والی ہے وہ آ کر رہے گی۔ اس کے بعد قیامت کی ہولناکی اور دنیا میں منکرین قوموں پر عذابِ الٰہی کے اترنے کا بیان ہے۔ قومِ ثمود کو ایک چیخ نے برباد کر دیا۔ قومِ عاد پر مسلسل آٹھ دن اور سات راتیں ہوا مسلط رہی حتیٰ کہ انہیں تلپٹ کر کے رکھ دیا۔ اسی طرح قومِ فرعون کی گرفت کی پھر قومِ نوح کو پانی میں غرق کر دیا۔

پھر قیامت سے پہلے کے واقعات کا ذکر ہے۔ جب صُور پھونکا جائے گا زمین اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور آسمان پھٹ پڑے گا۔ رَب کے عرش کو آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

پھر نامۂ اعمال جن کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ خوش ہو جائیں گے۔ ان کے لیے جنّت کی نعمتیں ہیں اور جن کو نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ ہائے افسوس کریں گے۔ ان کے لیے جہنّم کا عذاب ہو گا۔ اے کاش مجھے میرا اعمالنامہ نہ ملتا، اے کاش موت میرا خاتمہ کر دیتی، ارے میرا مال بھی میرے کام نہ آیا، میری ساری شان و شوکت ہوا ہو گئی۔ حکم ہو گا اس کو ستّر 70 ہاتھ لمبی زنجیر کے ساتھ باندھو اور دوزخ میں پھینک دو۔ یہ اللہ پر ایمان نہ رکھتا تھا۔ اور مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتا تھا۔ آج اسے پینے کو کھولتا پانی اور کھانے کو زخموں کا دھوون ملے گا۔

قرآن اللہ نے اُتارا

38-52

ع 6 قرآن کریم جو کہ کلام رَب العالمین ہے اسے لانے والے جبرائیل امین ہیں، جن پر نازل ہوا وہ رحمۃ اللعالمین ہیں اور جن کے لیے لایا گیا وہ کل عالمین ہیں۔ لیکن اس سے فائدہ اٹھانے والے صِرف متّقین ہیں۔ یہ کسی شاعر کا کلام نہیں اور نہ کسی کاہن کا منتر ہے۔ قرآن کریم کو گھڑ کر پیش کرنے والے کے رُوپ میں ان لوگوں کی مذمت ہے جو قرآن میں تحریف اور اس کے معنی کو من مانے طریقے پر بدلنا چاہتے ہیں اور آخر میں اللہ کی تسبیح کا حکم ہے جو بڑی عظمت والا ہے۔

٧٠۔ سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ

مَكِيَّة

آیات: 44 — بسم اللہ الرحمن الرحیم — رکوع: 2

آیت نمبر 3 میں ذی المعارج کا جملہ ہے اسی نسبت سے اسے سورۃ معارج

کہا جاتا ہے۔ اس سورۃ کا مرکزی مضمون "قیامت اور اس کا ہولناک منظر" ہے۔

روزِ قیامت کے مناظر۔ نیکوکاروں کے اوصاف

1-35

ع 7 ایک سوال کرنے والا قیامت کے بارے میں سوال کرتا ہے، اس کو بتا دیں کہ کافروں کو جس عذاب سے ڈرایا جارہا ہے وہ ایک دم آکر رہے گا لیکن لوگ خدا کے دنوں کو اپنے پیمانوں سے نہ ناپیں۔ وہاں تک کہ فرشتوں اور جبریلؑ کو بھی پچاس ہزار سال کے برابر کا ایک دن لگتا ہے۔ ان کو قیامت دُور دکھائی دیتی ہے۔ مگر ہم اسے قریب دیکھ رہے ہیں۔ جس روز آسمان تیل کے تلچھٹ کی طرح ہو جائیں گے، اور پہاڑ رنگی ہوئی دھنکی ہوئی اون کی طرح ہوں گے، اور کوئی دوست کسی دوست کی خبر نہ لے گا۔ مجرم یہ خواہش کرے گا۔ کاش اپنی بیوی، اولاد، اپنے بھائی، اپنا کنبہ اور ساری دنیا کے انسانوں کو اپنے بدلے میں دے کر چھوٹ سکتا، مگر عذابِ الٰہی سے کسی طرح چھوٹ نہ پائے گا۔ وہ آگ تو شعلہ زن ہے، کھال ادھیڑ لینے والی ہے۔ انسان بہت بے صبرا ہے۔ تکلیف آئے تو شکوہ شکایت کرتا ہے۔ اللہ کی طرف سے کوئی نعمت ملے تو بخیل بن بیٹھتا ہے۔ مگر نماز پڑھنے والے ایسے نہیں ہوتے۔ جو باقاعدگی سے نماز ادا کرتے ہیں، جن کے مالوں میں مسکینوں کا حق ہوتا ہے، جو روزِ جزا کو مانتے ہیں، اپنے رَب کے عذاب سے ڈرتے ہیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، امانتوں اور وعدوں کا خیال رکھتے ہیں، اور ہر حال میں سچی گواہی دیتے ہیں۔

مجرمین کی ذلّت ورسوائی

36-44

ع 8 اس کے بعد بیان کیا ہے کہ جنّت کا داخلہ آرزوؤں اور تمناؤں سے اگر ہو سکتا تو جنّت سے کوئی بھی پیچھے نہ رہتا۔ کیونکہ ہر ایک کی خواہش ہے کہ وہ جنّت میں

چلا جائے۔ پھر مجرمین کے لیے دھمکی اور وعید سنائی گئی ہے کہ اگر یہ لوگ اپنی حرکاتِ بد سے باز نہ آئے تو انہیں ختم کر کے دوسری قوم کو ان کی جگہ لا سکتے ہیں۔ آخر میں فرمایا کہ ان کافروں اور مجرموں کی شرم و خجالت کے مارے آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی اور چہروں پر رسوائی اور ذلت کی دھول جمی ہو گی۔

مَکِّیَّۃٌ

۷۱۔ سُوْرَۃُ نوح

آیات: 28 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 2

اس سورۃ میں حضرت نوح علیہ السّلام کا ذکر ہے اس لیے اس سورۃ کو سورۃ نوح کہتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السّلام کو شیخ الانبیاء بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السّلام کے بعد دنیا والوں کی طرف سب سے پہلے رسول تھے۔

حضرت نوحؑ کا پیغام۔ استغفار کی تلقین

1-20

ع 9 ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ انہوں نے فرمایا، لوگو! اللہ کی عبادت کرو، اس سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اللہ تمہیں دنیا اور آخرت کی کامیابیوں سے نوازے گا۔ قوم نے ایک نہ سنی، تو آپ نے عرض کیا اے میرے رَب! میں نے اپنی قوم کو رات دن دعوت دی مگر میرے ہر بلانے پر انہوں نے اظہارِ نفرت کیا اور اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ اے اللہ! میں نے ان کے مجمعوں میں جا کر سمجھایا، ایک ایک آدمی کو الگ الگ سمجھانے کی کوشش کی، مگر یہ نہ مانے، میں نے ان سے کہا لوگو! اپنے رَب سے بخشش مانگو، وہ تم پر موسلا دھار بارش برسائے گا، تمہارے لئے ہر طرح کی رزق کی فراوانی فرما دے گا۔ میں نے ان سے یہ بھی کہا کہ تم اپنے رَب کی عظمت کا خیال کرو، جس نے تمہیں پیدا کیا۔ جس نے آسمان

بنائے، چاند بنایا، سورج کو ساری دنیا کا چراغ بنا دیا، جس نے زمین سے نباتات اگائیں، اسی میں تمہیں داخل کرے گا، پھر اسی سے تمہیں نکالے گا۔ اس نے زمین بچھائی، اور تمہارے سہولت کے لئے اس میں راستے بنائے۔

نوح علیہ السّلام کی مایوسی

21-28

ع 10 لیکن حضرت نوح علیہ السّلام کی اس تذکیر دعوت کا قوم پہ کوئی اثر نہ ہوا اور وہ اپنے بتوں وَد، سُوَاع، یَغُوث، یَعُوق اور نَسر کو چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوئے تو آپ نے ان کے لیے اللہ سے ہلاکت کی دُعا کی۔ اے میرے رَب رُوئے زمین پر کسی کافر کو نہ چھوڑ۔ اگر تُو نے ان میں سے کسی کو چھوڑ دیا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے۔ اور بدکار اور ناشکری اولاد جنم دیں گے۔ آپ کی دُعا قبول ہوئی اور ان کفّار کو پانی میں غرق کر دیا گیا۔ آخر میں حضرت نوح علیہ السّلام نے اپنے لیے اپنے والدین کے لیے اپنے عقیدت مندوں کے لیے بلکہ سب اہلِ ایمان مردوں، عورتوں کے لیے مغفرت کی دُعا مانگی۔

اس سورۃ میں جنات کے احوال کا بیان ہے۔ اور اس کی پہلی آیت میں الجن کا لفظ بھی مذکور ہے۔ اس لیے اس سورۃ کا نام الجنّ ہے

ﷺ تمہیں دعوت دے رہے ہیں۔

دو 2 مخاطب طبقے

1-11

ع 10 ابتداء سورۃ میں قرآن کریم کے کامل اور حکمت و دانائی سے بھرپور ہونے کے تذکرہ کے ساتھ اس سے استفادہ کرنے والوں کی صفات اور خوبیوں کا تذکرہ ہے۔ ان کے ہدایت و فلاح پانے کی نوید ہے اور قرآنی ہدایت کے راستہ میں رکاوٹیں پیدا کرنے اور روڑے اٹکانے والوں کی مذمت ہے۔ اس کے بعد جنّت و جہنّم کے مستحقین کا تذکرہ اور اللہ کی بے پایاں قدرت کے دلائل کا بیان ہے۔ پھر چیلنج کیا گیا ہے کہ یہ سب کچھ تو اللہ کی تخلیق ہے۔ کافر و مشرک بتائیں کہ غیر اللہ نے کیا پیدا کیا ہے۔

حضرت لقمان حکیم علیہ السّلام کی نصیحتیں

12-19

ع 11 پھر لقمان حکیم کی حکمت و دانائی کو عطا خداوندی قرار دے کر ان کی پند و نصائح کو بیان کیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ شرک سے بچنے کی تعلیم دی۔

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ بتایا کہ ماں اپنے بچّے کو دو سال تک جب دودھ پلاتی ہے تو کمزوری در کمزوری کا شکار ہوتی چلی جاتی ہے۔ والدین کی اطاعت کی حدود بھی بیان کر دی کہ شرک اور اللہ کی نافرمانی میں ان کی بات نہیں مانی جائے گی۔ البتہ دنیا میں ان کے ساتھ بھلائی اور خیر کے معاملات میں تعاون جاری رہے گا، مگر اتباع ایسے افراد کی کی جائے جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والے ہوں۔

انسان کی محنت پر بدلہ ملتا ہے۔ اگر رائی کے دانے کے برابر عمل آسمان و

زمین کی وسعتوں میں بکھرا ہو یا کسی چٹان کی تہہ میں چھپا ہوا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اُسے بھی نکال کر لے آئیں گے اور اس کے مطابق بدلہ مل کر رہے گا۔

اقامت صلوٰۃ، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہو اور مشکلات و مصائب میں صبر سے کام لو۔ یہ بڑے عزم و ہمت کی بات ہے۔ تکبّر و غرور کی بجائے عجز و انکساری کا پیکر بن کر زندگی گزارو، اللہ تعالیٰ کو مغرور و متکبر لوگ پسند نہیں ہیں۔

زندگی میں اعتدال و میانہ روی اختیار کرو اور نرم گفتاری کی عادت بناؤ اور گدھے کی طرح بے ہنگم آواز نکالنے سے بچو۔ بیشک ناپسندیدہ آوازوں میں سب سے ناپسندیدہ آواز گدھے کی ہے۔

دینِ اسلام کی طرف مضبوط دعوت

20-30

ع 12 کیا تم نے اس پر غور نہیں کیا، کہ زمین و آسمان کی ہر شے کو رب تعالیٰ نے کام پر لگا دیا ہے اور تم پر اپنی کھلی اور چھپی نعمتوں کی تکمیل فرمادی ہے، مگر کچھ لوگ بغیر دلیل کے اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں۔ اور جب انہیں سمجھایا جاتا ہے، کہ اللہ کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت پر چلو، تو وہ کہتے ہیں ہم تو اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر چلیں گے۔ حالانکہ جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے حوالہ کردے، اس نے حقیقت میں ایک مضبوط حلقے کو تھام لیا۔ اے نبی ﷺ! آپ کافروں کے کفر سے غمزدہ نہ ہوں، ان کا معاملہ میرے سپرد ہے۔ اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان زمین کس نے بنائے؟ کہیں گے اللہ نے۔ تو پھر حمد بھی اللہ کے لئے ہونی چاہیے۔ اگر زمین کے سارے درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی، اور مزید سات سمندر بھی روشنائی مہیا کریں تب بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔ تمہارا پیدا کرنا اور دوبارہ زندہ کرنا اس کے لئے ایک آدمی کو زندہ کرنے کے برابر ہے۔ دن، رات،

چاند، سورج، سب اسی کے خادم ہیں۔ اسے چھوڑ کر جن دوسری چیزوں کو یہ لوگ پکارتے ہیں سب باطل ہیں۔

قیامت کے دن کی حالت

31-34

غور کرو کہ کشتیاں سمندر میں اس کے فضل سے چلتی ہیں تاکہ اس کی نشانیاں دیکھو۔ جب مشرک طوفان میں گھرتے ہیں تو رب کو پکارتے ہیں اور جب ساحل پر پہنچتے ہیں تو شرک کرنے لگتے ہیں۔ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، اور ڈرو اس دن سے کہ جب نہ کوئی باپ اپنی اولاد کے کام آئے گا اور نہ بیٹا باپ کے۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے، پھر تمہیں دنیا کی دلفریبیاں دھوکے میں مبتلا نہ کر دیں۔ قیامت کا علم اسی کے پاس ہے، وہی بارش برساتا ہے، وہی جانتا ہے کہ رحموں میں کیا ہے؟ کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل کیا کریگا، اور کوئی نہیں جانتا کہ کہاں مرے گا؟ اللہ ہی علیم و خبیر ہے۔

٣٢۔ سُوْرَةُ الٓمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ

آیات: 30 بسم اللہ الرحمن الرحیم رکوع: 3

الٓمٓ اس لیے کہ یہ سورۃ ان حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہے۔ السجدہ اس کی آیت نمبر 15 کے مضمون سے ماخوذ ہے۔ اس سورۃ کا موضوع دعوتِ الی القرآن ہے۔ مجرموں کے انجام بد اور نیکو کاروں کے درجات کا ذکر خاص طور سے ہوا ہے۔

کتابِ الٰہی۔ اللہ کی تخلیقات

1-11

ع 14 سورۃ کے شروع میں قرآن کریم کے کلام رَب العالمین ہونے اور تمام شکوک و شبہات سے بالاتر ہونے کا بیان ہے۔ پھر توحید باری تعالیٰ پر کائناتی شواہد اور تخلیق انسانی کے مختلف مراحل سے استدلال کرتے ہوئے بتایا ہے کہ انسان بوسیدہ ہو کر زمین کی وسعتوں میں گم ہو جائے گا۔ تب بھی اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ زندہ کر لیں گے۔

مجرمین اور مؤمنین کا حال

12-22

ق پھر مجرمین کی مذمت اور قیامت کے دن ان کی بے کسی اور بے بسی کو ذکر کرتے ہوئے انہیں جہنّم کی ذلت و رسوائی کا مستحق قرار دیا ہے جبکہ ایمان والے جن کی زندگیاں عجز و انکساری کا پیکر بن کر رکوع، سجدے اور تسبیح و تحمید میں گزرتی ہیں۔ ان کے پہلو اپنے بستروں سے دُور رہتے ہیں اور اپنے رَب کو ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے پکارتے ہیں اور ان نعمتوں سے جو ہم نے ان کو دی ہیں خرچ کرتے ہیں۔ ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک اور جنّت کے باغات میں بہترین مہمانی اور عمدہ ترین جزا کا مژدہ سنایا گیا ہے۔

حضرت موسیٰؑ اور نبی علیہ السّلام کی رسالت میں مشابہت

23-30

ع 16 آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرح موسیٰؑ کو بھی کتاب ملی تھی جو وہ بنی اسرائیل کے ہدایت تھی۔ جب تک انہوں نے صبر کیا اور ہماری ہدایات پر یقین رکھا ہم نے ان کے درمیان سے رہنما پیدا کیے۔ یہ ظالم مشرک پہلی قوموں کی تباہ شدہ بستیوں میں چلتے پھرتے ہیں ان سے کوئی عبرت حاصل نہیں کرتے۔ مشرک لوگ سوال

کرتے ہیں کہ فیصلہ کا دن کون سا ہو گا؟ آپ بتا دیجیے کہ فیصلہ کا دن جب آئے گا تو تمہارا ایمان کام نہیں آسکے گا۔ لہٰذا اے حبیب ﷺ ان سے چشم پوشی کرتے ہوئے اپنے رُخِ انور کو پھیر لیجیے اللہ کے فیصلہ کا آپ بھی انتظار کیجیے۔ وہ بھی منتظر ہیں۔

۳۳۔ سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ

مَدَنِيَّةٌ

آیات: 30 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 3

اس سورۃ مبارکہ کا نام الاحزاب ہے۔ الاحزاب سے گروہ اور جماعتیں مراد ہیں۔ مشرکین مکّہ نے تمام عرب کے قبائل کو اسلام کے خلاف آمادۂ جنگ کر کے مدینہ منوّرہ کا محاصرہ کر لیا تھا۔ حضور علیہ السّلام نے مسلمانوں کے مشورہ سے اپنے دفاع کے لیے خندق کھودلی تھی۔ اس لیے اسے غزوۂ احزاب یا غزوۂ خندق کہا جاتا ہے۔ اس سورۃ میں مدنی سورتوں کی طرح قانون سازی کے علاوہ نبی ﷺ کے آداب و حقوق اور مدارج اور امہات المؤمنین کے حقوق کا بیان ہے۔

ظہار اور لے پالک کا بیان۔ نبی کریم ﷺ اور آپ کی ازواج کے حقوق کا بیان

1-8

ع 17 سورۃ کی ابتداء میں "تقویٰ" کے حکم کے ساتھ کافروں اور منافقوں کی عدم اطاعت اور وحی الٰہی کے اتباع اور توکّل کی تلقین ہے۔ اس کے بعد بتایا کہ کسی کے سینہ میں اللہ نے دو دِل نہیں رکھے۔ ظہار یعنی اپنی بیویوں کی کمر کو اپنی ماؤں کی کمر کے مشابہ قرار دینے کی مذمت کرتے ہوئے "منہ بولے" رشتوں کے احکام بیان کیے ہیں کہ کسی کو بیٹا، بیٹی، بہن یا ماں کہہ دینے سے یہ رشتے ثابت نہیں ہو

جاتے۔ لہٰذا متبنّیٰ کو اس کے باپ کی طرف ہی منسوب کیا جائے۔ اگر تم اُن کے والدین کا نام نہ جانتے ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات اہل ایمان کے لیے ان کی جانوں سے بھی زیادہ مقدم ہے۔ اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ ایمان والوں پر نبی کا حق سب سے زیادہ ہے۔ دین و دنیا کے تمام امور میں نبی علیہ السّلام کا حکم ان پر نافذ اور نبی علیہ السّلام کی اطاعت واجب ہے۔ حدیث ہے سیّد عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہر مؤمن کے لیے دنیا و آخرت میں مَیں سب سے زیادہ اولیٰ ہوں چاہو تو یہ آیت پڑھو۔ "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ" (صحیح بخاری و مسلم شریف)۔ مجاہد نے کہا کہ تمام انبیاء اپنی اُمت کے باپ ہوتے ہیں۔ اسی رشتہ سے مسلمان آپس میں بھائی بھائی کہلاتے ہیں کہ وہ اپنے نبی کی دینی اولاد ہیں۔ (خزائن العرفان) حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص اپنے آپ کو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا غلام نہ سمجھے اور اپنے تمام معاملات میں اپنے آپ پر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حکمرانی تسلیم نہ کرے وہ سنّت کی شیرینی کا مزہ نہیں چکھ سکتا۔ (شفا شریف)

غزوہ احزاب (خندق) میں منافقین کا بھیانک کردار

9-20

ع 18 اے ایمان والو! اللہ کا وہ انعام یاد کرو جب تم پر لشکر چڑھ آئے تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور نہ دکھائی دینے والی فوجیں۔ جب دشمن تمہارے نیچے سے اور اوپر سے چڑھ آیا، لوگوں کی آنکھیں خوف کے مارے پتھرا گئیں، کلیجے منہ کو آ گئے، اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان ہونے لگے، اس طرح مسلمانوں کی خوب آزمائش ہوئی۔

اس وقت منافق کہتے تھے کہ خدا اور رسول نے ہم کو فتح کا یقین دلا کر ہم سے فریب ہی کیا ہے۔ ان کا ایک گروہ کہتا تھا مدینہ والو! چلو واپس چلو، خندق پر

کافروں سے مقابلے کی کوئی صورت نہیں۔ یہ طرح طرح کے بہانوں سے اجازت لے کر بھاگ رہے تھے۔ حالانکہ انہوں نے پہلے قسمیں کھائی تھیں کہ پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگیں گے انہیں آگاہ کر دیں گے کہ بھاگ کر تم موت سے بچ نہیں سکتے۔ اگر کسی کو رب تعالیٰ نفع و نقصان پہنچانا چاہے تو کون آڑے آسکتا ہے۔ برائے نام شریک جنگ ہونے والوں اور رکاوٹیں کھڑی کرنے والوں سے اللہ خوب واقف ہے۔ یہ تمہارا ساتھ دینے میں بڑے بخیل ہیں۔ جنگ کا نام سن کر ان پر غشی کے دورے پڑنے لگتے ہیں۔ مگر جنگ ختم ہوتی ہے تو یہ مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لئے قینچی کی طرح زبانیں چلانے لگتے ہیں۔

اُسوۂ حسنہ اور مجاہدین کے لیے نصرت

21-27

ع 19 تمہارے لیے رسول ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ موجود ہے۔ مومنوں نے جب فوجیں دیکھیں تو کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول کے وعدے سچے ہیں۔ ان کے ایمان اور صبر و تسلیم میں اضافہ ہوا۔ ایمان والوں میں ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ کیے ہوئے وعدے سچ کر دکھائے۔ کوئی اپنی نذر پوری کر چکا ہے اور کوئی منتظر ہے۔ اللہ نے کافروں کا منہ پھیر دیا۔ وہ کوئی فائدہ حاصل کئے بغیر اپنے دل کی جلن لئے پلٹ گئے۔ مومنین کی طرف سے اللہ ہی لڑنے کے لئے کافی ہو گیا۔ اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے ان حملہ آوروں کا ساتھ دیا تھا، اللہ اُن کے قلعوں سے انہیں اتار لایا اور ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈالا کہ ایک گروہ کو تم نے قتل کر ڈالا اور دوسرے کو قید! اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کی زمینوں، گھروں اور اموال کا مالک بنا دیا۔ اور وہ علاقہ بھی دے دیا جسے تم نے پامال نہیں کیا تھا۔ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

ازواجِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو احکام

28-30

ع 20 آخر میں "آیات تخییر" ہیں، جس میں ازواج مطہرات کے سالانہ نفقہ میں اضافہ کے مطالبہ پر انہیں مطالبہ سے دستبردار ہو کر حرم نبوی میں رہنے یا علیحدگی اختیار کر لینے کا حکم دیا گیا، جس پر تمام امہات المؤمنین نے بارگاہِ نبوی میں رہنے کو ترجیح دیتے ہوئے کسی بھی قسم کے مالی مطالبہ سے دستبرداری کا اظہار کر دیا، جس پر اللہ نے ان مخلص خواتین کے لیے اجر عظیم کے وعدہ کا اعلان کیا ہے۔

یاکٰھٰیٰعٓصٓ زیّن اخلاقنا بالقرآن العظیم وعقلاً کاملاً بحق طٰہٰ ویٰسٓ۔

پارہ نمبر 22 وَمَنْ يَّقْنُتْ

یہ سیپارہ اٹھارہ 18 رکوع اور نو 9 آیات پر مشتمل ہے۔ پہلے چھ 6 رکوع سورۃ الاحزاب پھر سورۃ سبا کے چھ 6 رکوع پھر سورۃ فاطر کے پانچ 5 رکوع اور آخر میں سورۃ یٰسین میں ایک رکوع اور نو 9 آیات شامل ہیں۔

مؤمنات کو حکم۔ اہل بیت کی طہارت

31-34

ع 1 ازواج مطہرات کے اعمال صالحہ پر دُہرے اجر اور رزق کریم کی نوید سنائی گئی ہے۔ امہات المؤمنین اور ان کے توسط سے تمام دنیا کی خواتین مؤمنات کو پیغام دیا گیا ہے کہ کسی نامحرم سے گفتگو کی ضرورت پیش آجائے تو کھردرے پن کا مظاہرہ کریں۔ نرم گفتاری کا معاملہ نہ کریں۔ ورنہ اخلاقی پستی کے مریض اپنے ناپاک خیالات کو پورا کرنے کی امید قائم کر سکتے ہیں۔ گھروں میں ٹھہری رہا کرو۔ سابقہ جاہلیت کے طور طریقوں کے مطابق بے پردگی کا مظاہرہ نہ کرو۔ نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اے نبی کے گھر والو! اللہ تم سے گندگی کا میل کچیل دُور کرنا اور خوب پاک کر دینا چاہتا ہے۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن کریم کی روشنی میں اہل بیت کا مصداق اوّلی ازواج مطہرات ہیں۔ پھر ازواج مطہرات کے خصوصی اعزاز کا تذکرہ ہے کہ تمہارے گھروں میں کتاب و حکمت کا نزول ہوتا ہے تمہیں اس کا اعادہ اور تکرار کرتے رہنا چاہیے۔

صفات محمودہ میں مرد وزن برابر۔ خاتَم النبیّین

35-40

ع 2 اس کے بعد صفات محمودہ میں مرد وزن کی مساوات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام، ایمان، اطاعت شعاری، سچائی، صبر، عجز و انکساری، صدقہ و خیرات

کی ادائیگی، روزہ کا اہتمام، عفت و پاکدامنی اور اللہ کے ذکر میں رطب اللسان رہنے والے تمام مردوں اور عورتوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کیا ہوا ہے۔ پھر کسی بھی مؤمن مرد و عورت کے ایمان کے تقاضے کو بیان کیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ سامنے آجانے کے بعد اسے رد کرنے کے حوالہ سے کوئی اختیار باقی نہیں رہ جاتا۔ آپ ﷺ کے متبنّٰی (منہ بولا بیٹا) حضرت زید کے طلاق دینے کے بعد ان کی مطلقہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نکاح کر کے یہ مسئلہ واضح کر دیا کہ متبنّٰی کی بیوی سے نکاح جائز ہے۔ پھر آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے اور مسلمان مردوں میں سے کسی کے باپ نہ ہونے کا اعلان ہے۔

اللہ کا ذکر۔ نبی ﷺ کے خصائص

41-52

ع 3 اس کے بعد اہل ایمان کو تسبیح و تحمید اور ذکر کی کثرت کرنے کی تلقین ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کچھ امتیازی خوبیوں کا تذکرہ اے نبی ﷺ! ہم نے آپ کو گواہ، بشارت دینے والا، ڈرانے والا، اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔ پھر رخصتی سے پہلے طلاق پانے والی عورت کے متعلق بتایا کہ اس کی کوئی عدت نہیں ہوتی اور اگر مہر مقرر ہو تو نصف مہر ادا کریں گے۔ اور اگر مہر مقرر نہ کیا گیا ہو تو جوڑا کپڑوں کا دے کر اسے فارغ کر دیا جائے۔ پھر نبی ﷺ کے لیے عام مؤمنین کے مقابلہ میں زیادہ بیویاں رکھنے کا جواز اور "باری" مقرر کرنے کے حکم کے ساتھ ہی مزید شادیاں کرنے پر پابندی کا اعلان کیا گیا۔

احترام نبوی ﷺ اور درود و سلام

53-58

ع 4 ایمان والو! نبی ﷺ کے گھروں میں بلا اجازت نہ داخل ہو، کھانے کا وقت دیکھو، جب بلایا جائے اس وقت آؤ، جب کھانا کھا چکو تو چلے جاؤ، باتوں میں نہ

لگ جایا کرو۔ اس سے حضورؐ کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور وہ تم سے شرم میں کچھ کہتے نہیں۔ مگر اللہ حق بات سے نہیں شرماتا۔ اور جب امہات المومنینؓ سے کچھ مانگو تو پردہ کے پیچھے مانگا کرو حضورؐ کو کسی طرح ایذا نہ پہنچاؤ۔ حضورؐ کی بیویوں کے ساتھ کبھی نکاح جائز نہیں۔ اگر ازواجِ مطہرات کے باپ، بیٹے، بھائی، بھتیجے، بھانجے اور ان کے میل جول کی عورتیں اور لونڈیاں غلام ان کے گھروں میں داخل ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

"اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝" اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی حضور ﷺ پر درود و سلام بھیجا کرو۔ اللہ اور اس کے رسول کو ستانے والوں پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور اُن کے لیے رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ مومن مردوں اور عورتوں کو بلا وجہ ستانے والے بہت بڑا گناہ اپنے اوپر لیتے ہیں۔

پردے کا حکم

59-68

ع 5 پھر اسلامی معاشرہ کی خواتین کو پردہ کرنے کے لیے چادروں کے پلّو "گھونگھٹ" نکالنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قیامت کے بارے میں اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ کافر جہنّم میں منہ کے بل ڈالے جائیں گے۔ کسی کے گناہوں کا بوجھ دوسرے پر نہیں ڈالا جائے گا۔ ہر ایک کو اپنے جرائم کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

امانت کا بوجھ

69-73

ع 6 حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو ناجائز الزام سے بری قرار دے کر اللہ کی نگاہ میں ان کے معزز و محترم ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔ پھر اہل ایمان کو تقویٰ اور پختہ

بات کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے پر مغفرت اور عظیم کامیابی کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ اسلام کی عظیم الشان امانت جسے زمین و آسمان اور پہاڑ اٹھانے سے قاصر رہے اس انسان کے حصّہ میں آنے کی خبر دے کر بتایا ہے کہ اس سے منافق و مؤمن اور مشرک و مؤحد کا فرق واضح ہو گا اور ہر ایک کو اپنے کیے کا بدلہ مل سکے گا۔ اللہ بڑے غفور و رحیم ہیں۔

قوم سبا کے تذکرہ کی بنا پر سورۃ کا نام اس سے موسوم کیا گیا ہے۔ جزا و سزا کا قانون، حضرت داؤدؑ و سلیمانؑ کے معجزات۔ اس سورۃ کے اہم موضوع ہیں۔

انکار جزا و سزا۔ انبیاء کا مذاق

1-9

ع 7 ابتداء میں اس بات کا بیان ہے کہ آسمان و زمین کی ہر چیز اللہ کی تعریف و توصیف بیان کرتی ہے۔ اس کا علم بڑا وسیع ہے۔ زمین سے نکلنے یا داخل ہونے اور آسمان سے اترنے یا چڑھنے والی ہر چیز کو وہ جانتا ہے۔ زمین و آسمان کی وسعتوں میں پائی جانے والی کوئی چھوٹی سی چھوٹی چیز بھی اس کے علم سے باہر نہیں ہے۔ وہ عالم الغیب ہے۔ قیامت قائم ہونے پر ایمان اور اعمال صالحہ والوں کو مغفرت اور اجرِ عظیم کی شکل میں بدلہ ملے گا جبکہ اللہ کی آیتوں میں عاجز کرنے کی کوشش کرنے والوں کو دردناک عذاب دیا جائے گا۔ کافر لوگ اللہ کے نبی کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں کہ آؤ تمہیں ایسا آدمی دکھائیں جو کہتا ہے کہ ریزہ ریزہ ہو کر منتشر ہو جانے کے بعد بھی تمہیں نئے سرے سے پیدا کر دیا جائے گا۔ یہ جھوٹا معلوم ہوتا ہے یا

مجنون ہے۔ اے پیغمبر ﷺ یہ لوگ بُری طرح بہک گئے ہیں۔ ان ظالموں کو ڈرنا چاہیے۔ ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کا ٹکڑا گرا دیں۔

معجزات داؤد و سلیمان علیہما السّلام۔ قومِ سبا

10-21

ع 8 پھر حضرت داؤد علیہ السّلام پر اللہ تعالیٰ کے فضل و عنایت کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ انہیں ایسی خوش الحانی عطا کی گئی تھی کہ وہ جب زبور کی تلاوت کرتے تو پہاڑ اور پرندے بھی ان کے ساتھ تلاوت میں مشغول ہو جاتے۔ لوہا ان کے ہاتھوں میں ایسا نرم کر دیا گیا تھا کہ اس سے وہ "زرہ بکتر" بنا لیا کرتے تھے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہاتھ سے مزدوری عیب نہیں اعزاز ہے اور وسائل کو اختیار کرنا توکّل کے منافی نہیں ہے۔ سلیمان علیہ السّلام کو سفر کی ایسی سہولت عطا فرما رکھی تھی کہ ہوا کی مدد سے صبح کی منزل میں ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتے اور شام کی منزل میں بھی ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتے اور برتن وغیرہ بنانے کے لیے یہ آسانی تھی کہ تانبے کا چشمہ بہتا تھا، اس سے جیسے برتن چاہتے ڈھال لیتے تھے اور ان کے لیے جنّات بھی مسخر کر دیئے گئے تھے کہ وہ بڑے بڑے تعمیری کام اور وسیع پیمانہ پر کھانا پکانے میں تندہی سے کام کرتے تھے۔ جب سلیمان علیہ السّلام کی موت آئی تو وہ ایک تعمیراتی کام کی نگرانی کر رہے تھے اور جنات تعمیرات میں مصروف تھے۔ وہ اپنی لاٹھی کے سہارے کھڑے انتقال کر گئے۔ جنّات کو ان کی موت کا علم نہ ہو سکا اور وہ نہایت محنت و جانفشانی سے کام میں لگے رہے۔ جب کام مکمل ہو گیا تو ان کی لاٹھی دیمک لگ جانے کے سبب سے ٹوٹ گئی اور سلیمان علیہ السّلام گر گئے جس سے جنّات کے علم میں یہ بات آ گئی کہ آپ انتقال کر چکے ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جنّات غیب کا علم نہیں جانتے ورنہ وہ اس طرح تعمیری مشقت میں مبتلا نہ رہتے۔

قومِ سبا کی بستی بھی اپنے اندر درسِ عبرت لیے ہوئے ہے وہ زراعت پیشہ لوگ تھے۔ اس بستی کے دائیں بائیں سرسبز و شاداب باغات تھے۔ انہیں چاہیے تھا کہ اللہ کا رزق کھاتے اور اس کا شکر ادا کرتے۔ مگر انہوں نے اعراض کیا اور کفرانِ نعمت میں مبتلا ہو گئے۔ چنانچہ ہم نے ان پر "عرم" کا بند توڑ کر سیلاب مسلّط کر دیا اور بہترین باغات کے بدلہ بدمزہ پھل، جھاؤ اور تھوڑے سے بیری کے درختوں پر مشتمل بیکار باغ پیدا کر دیئے اور ان کی بستیوں کو تباہ کر کے انہیں تتر بتر کر کے رکھ دیا۔ شیطان نے اپنے نظریات کے پیچھے انہیں چلالیا۔ شیطان کا سب سے کامیاب حربہ یہ ہے کہ وہ انسان کو آخرت سے غافل کر دیتا ہے۔

نبی کریم ﷺ ساری انسانیت کے رسول

22-30

ع 9 اللہ تعالیٰ کے علم وقدرت پر دلائل کے ساتھ ساتھ حضور علیہ السّلام کی نبوّت و رسالت کی تائید کر دی اور بتایا کہ قیامت کے بارے میں بار بار پوچھنے والوں کا جب متعین وقت آ گیا تو انہیں ذرّہ برابر بھی مہلت نہیں مل سکے گی۔ اس رکوع میں مشرکین کے عقائد و نظریات کی عقلی و نقلی دلائل سے تردید کی گئی ہے۔ تلقین کے اسلوب میں ان سے سوال کرنے کا حکم دیا گیا۔ بلاؤ ان کو جنہیں تم اللہ کے سوا معبود مانتے ہو، دیکھتے ہیں وہ تمہیں کیا فائدہ دیتے ہیں۔ اور ان کے اندر کون سی ایسی خوبی ہے جس کی وجہ سے تم ان کی عبادت کرتے ہو۔ بتاؤ تمہیں آسمانوں اور زمین میں سے کون رزق دیتا ہے؟ پھر اللہ نے فرمایا: "وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۝" اے حبیب ﷺ ہم نے آپ کو ساری انسانیت کی طرف خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ نے مجھے تمام انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی ہے۔ 1: مجھے اس نے جوامع الکلم عطا فرمائے (یعنی قلیل الفاظ میں کثیر معانی کو

بیان کر دینا) 2: اس نے رعب سے میری مدد کی۔ 3: میرے لیے غنیمت حلال کی گئی۔ 4: میرے لیے تمام روئے زمین مسجد قرار دی گئی اور طہارت کا ذریعہ بنایا 5: مجھے تمام مخلوقات کے لیے رسول بنا کر بھیجا گیا 6: مجھے تمام نبیوں کے آخر میں بھیج کر سلسلہ نبوّت ختم کیا۔ (ضیاء القرآن)

مشرکوں کا مجادلہ

31-36

ع 10 آج کافر کہتے ہیں کہ ہم نہ قرآن اور نہ کسی پہلی کتاب کو مانیں گے۔ جب ہمارے سامنے پیش ہوں گے تو ان کی حالت دیدنی ہو گی۔ اس وقت ایک دوسرے پر الزام دھریں گے۔ کمزور لوگ بڑے بننے والوں سے کہیں گے کہ تم نہ ہوتے تو ہم مومن ہوتے۔ بڑے کہیں گے کہ ہمارا کیا قصور، تمہاری ذہنیت خود مجرمانہ تھی۔ سب کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے جائیں گے۔ ہر پیغمبر کے ساتھ خوشحال لوگ بدسلوکی کرتے رہے ہیں۔ ان کا زعم ہوتا تھا کہ ہم بڑے مال اور اولاد والے ہیں۔ حالانکہ رزق کی تنگی اور فراخی اللہ کے قبضہ میں ہے لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔

معبودانِ باطل کی طرف سے بیزاری

37-45

ع 11 یاد رکھو کہ مال یا اولاد کی کثرت سے اللہ کا قرب نہیں ملتا۔ اللہ کا قرب تو ایمان اور اچھے اعمال سے ملتا ہے۔ اللہ کی آیات کو نیچا دکھانے کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والے ضرور مبتلائے عذاب ہوں گے۔ رزق کی تنگی اور فراخی اللہ کے قبضے میں ہے اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اس کی جگہ وہی تم کو اور دیتا ہے۔ قیامت کے دن اللہ فرشتوں سے پوچھیں گے۔ کیا یہ مشرک تمہاری عبادت کرتے تھے، فرشتے کہیں گے یہ تو جنوں کی پرستش کرتے تھے۔ اُس روز کوئی کسی کے کام نہ

آئے گا اور ظالم عذاب جہنم کا مزہ چکھیں گے۔ مشرکین مکہ کبھی قرآن سن کر کہتے ہیں کہ یہ شخص ہمیں باپ دادا کے طریقے سے ہٹانا چاہتا ہے، کبھی کہتے ہیں قرآن گھڑا ہوا جھوٹ ہے۔ کبھی قرآن کو جادو بتاتے ہیں۔ حالانکہ قرآن سے پہلے ان کے پاس کوئی کتاب نہیں آئی اور آپ سے پہلے ان کے پاس کوئی پیغمبر نہیں آیا۔

مرض بے یقینی

46-54

ع 12 اے حبیب ﷺ انہیں آپ فرمایئے میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں۔ تم اللہ کے لیے کھڑے ہو جاؤ دو دو یا اکیلے اکیلے پھر خوب سوچو تمہیں ماننا پڑے گا تمہارے اس رفیق میں جنوں کا شائبہ تک بھی نہیں ہے۔ میں تم کو سخت عذاب کے آنے سے پہلے ڈرانے والا ہوں۔ پھر میں تم سے اِس کا کوئی اجر بھی نہیں مانگتا۔ اعلان کر دیجیے حق آچکا ہے اب باطل نہیں چل سکتا۔ اس کے بعد آخری آیات میں بتایا کہ منکرین چاہیں گے کہ آخرت میں ان کا ایمان قبول کیا جائے لیکن قیامت میں ایمان لانے کا کیا فائدہ۔ دنیا میں جب ان کو مہلت ملی تو وہ ہمارے رسول کے ساتھ کفر کرتے رہے اور ان کی دِل آزاری میں مشغول رہے۔ میرے رسول کے کمالات کا انکار کرتے رہے۔ آج اللہ پر ایمان لانے کا دعویٰ نہیں چلے گا۔ آج اللہ کے عذاب سے بچ جانے کی کوئی صورت نہیں۔ تمہارا کوئی بہانہ تمہیں عذاب سے نہیں بچا سکتا۔

۳۵۔ سُوْرَۃُ فَاطِر

مَكِيَّةٌ

آیات: 45 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 5

سنّتِ الٰہی یہ ہے کہ اعمال کی بازپرس سے پہلے نتائج سے خبردار کر دیا جاتا

کے عادی ہوتے ہیں یکجا ہو جائیں گے۔ سمندروں میں آگ بھڑک اٹھے گی۔

پھر زندہ در گور کی ہوئی بچیوں سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں کس گناہ پر قتل کیا گیا۔ انسان کا سارا کیا دھرا اس کے سامنے آجائے گا۔ پھر قرآن کریم کے اللہ رَب العزت سے حضور ﷺ تک پہنچنے کے تمام مراحل انتہائی محفوظ اور قابلِ اعتماد ہونے کو بیان کیا۔ پھر فرمایا تمہارا یہ ساتھی دیوانہ نہیں ہے۔ یہ تو بندوں تک اللہ کا کلام پہنچانے والا سچّا نبی ہے۔

اور یہ نبی غیب بتانے میں ذرا بخیل نہیں۔ علومِ غیبیہ کے خزانے جو انہیں بخشے گئے ہیں، وہ معارفِ الٰہیہ جن سے ان کا سینہ معمور ہے وہ تجلیات ربانی جو ان کے قلب منیر پر ہر لمحہ نازل ہو رہی ہیں یہ ان کو بتانے میں ذرا بخل سے کام نہیں لیتے۔

علّامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے اپنی تفسیر، "تفسیرِ عثمانی" میں اس آیت "**وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ**" کے ضمن میں لکھا ہے یعنی یہ پیغمبر ﷺ ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے۔ ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے، اللہ کے اسماء وصفات سے یا احکامِ شرعیہ سے مذہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنّت و دوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے اور ان چیزوں کے بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا اور آخر میں فرمایا یہ قرآن اہل جہاں کے لیے نصیحت ہے مگر اس کے لیے جو سیدھی راہ پر چلنا چاہے اور تم نہیں چاہ سکتے جب تک رَب العالمین نہ چاہے۔

تخلیقِ انسانی۔ نگران فرشتے

ع 7 آیت نمبر ایک میں لفظ اَنْفَطَرَتْ کی نسبت سے اسے سورۃ الانفطار کہا جاتا ہے۔ اس سورۃ میں پہلے ان تبدیلیوں کا ذکر ہے جو وقوعِ قیامت کے وقت نظامِ کائنات میں رونما ہوں گی

پھر محبّت بھرے انداز میں انسان سے شکوہ کیا گیا ہے کہ "اے انسان! تجھے آخر کس چیز نے اپنے پروردگار ربّ کریم کے بارے میں دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ پھر جس شکل میں تجھے چاہا ترکیب دے دیا، جس نے تجھے پیدا کیا، تیرے اعضاء کو درست کیا پھر تیرے عناصر کو معتدل بنایا۔

اصل بات یہ ہے کہ تمہیں جزا کے دن کا یقین نہیں حالانکہ وہ تو آکر رہے گا۔" پھر معرکۂ خیر و شر کی دو مقابل قوتوں کا تذکرہ کر کے بتایا ہے کہ شر کی قوت فجار اور نافرمانوں کے رُوپ میں جہنّم کا ایندھن بننے سے بچ نہیں سکیں گے جبکہ ہر چیز کی قوت ابرار و فرماں برداروں کی شکل میں جنّت اور اس کی نعمتوں کی مستحق قرار پائے گی۔ اللہ کے نگران فرشتے "کراماً کاتبین" ان کے تمام اعمال کا ریکارڈ محفوظ کر رہے ہیں اور روزِ قیامت اللہ کے سِوا کسی کا حکم نہیں چلے گا۔

ناپ تول میں کمی کرنے والے لوگ

ع 8 اس کی آیت نمبر ایک میں لفظ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ آیا ہے اس وجہ سے اس سورۃ کا نام مطففین ہے۔ ناپ تول میں کمی کرنے والے کو مطفف کہتے ہیں۔ اس سے ہر وہ شخص مراد ہو سکتا ہے جو دوسروں کا حق مارتا اور اپنے فرائض منصبی میں کوتاہی کرتا ہو۔ مطففین کی ہلاکت کے اعلان کے ساتھ سورۃ کی ابتداء ہو رہی ہے۔ ✪ اس کے بعد بتایا کہ یہ لوگ اپنے مفادات پر آنچ نہیں آنے دیتے جبکہ دوسروں کے حقوق کی دھجیاں بھی بکھیر کر رکھ دیتے ہیں۔ اس انسانی کمزوری کی بڑی وجہ قیامت کے احتساب پر یقین نہ ہونا ہے۔ ✪ اگر عقیدۂ آخرت کو پختہ کر دیا جائے تو اس خطرناک بیماری کا علاج ہو سکتا ہے۔ پھر اشرار و فجار کا انجام ذکر کر کے بتایا ہے کہ منکرینِ آخرت در حقیقت انتہا پسند اور گناہوں کے عادی لوگ ہوتے ہیں۔ ان کے دِل گناہوں کی وجہ سے "زنگ آلود" ہو جاتے ہیں۔ پھر ابرار و اخیار کا قابلِ رشک انجام ذکر کر کے بتایا کہ جس طرح کافر لوگ دنیا میں اہل ایمان والوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور جب اہل ایمان ان کے قریب سے گزرتے تو آپس میں آنکھیں مارا کرتے۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو کفّار روئیں گے تو ایمان والے ان کا مذاق اڑائیں گے۔ اس وقت سب کو پتہ چل جائے گا کہ منکرین نے جو کرتوت کیے تھے ان کا کس طرح انہیں پورا پورا بدلہ مل رہا ہے۔

انسان کا اعمال نامہ۔ نیک و بد انسان کے ساتھ معاملہ

ع 9 یہ مکی سورۃ ہے۔ اور اس کی 25 آیات ہیں۔ پہلی آیت میں لفظ **اُنْشَقَّتْ** آیا ہے اس وجہ سے اس سورۃ کا نام انشقاق ہے۔ قیامت کے خوفناک مناظر اور عدل و انصاف کے مظہر "بے رحم احتساب" کے تذکرہ پر یہ سورۃ مشتمل ہے۔ آسمان پھٹ جائیں گے اور زمین پھیل کر ایک میدان کی شکل اختیار کر لے گی اور اللہ کے حکم پر فوراً عمل کرے گی۔

انسان کو جہدِ مسلسل اور مشقت کے پے درپے مراحل سے گزر کر اپنے رَب کے حضور پہنچنا ہو گا۔

دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال کا مل جانا محاسبہ کے عمل میں نرمی اور سہولت کی نوید ہو گی۔

جبکہ پیٹھ کی طرف سے بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال کا ملنا کڑے محاسبہ اور ہلاکت کا مظہر ہو گی۔

پھر تین قسمیں کھائیں۔ پس میں شفق کی قسم کھاتا ہوں اور رات کی اور جو کچھ وہ سمیٹ لیتی ہے اور چاند کی قسم کہ تمہیں زندگی کی بے شمار منزلیں طے کر کے آخرت تک پہنچنا ہے۔ پھر ان کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ لوگ آخر ایمان کیوں نہیں لاتے اور قرآن سن کر سجدہ ریز کیوں نہیں ہو جاتے۔ در حقیقت ان تمام جرائم کے پیچھے عقیدۂ آخرت اور یومِ احتساب کے انکار کا عامل کار فرما ہے۔ ایسے افراد کو

دردناک عذاب کی بشارت سنا دیجیے۔ اللہ کے عذاب سے وہی لوگ بچ سکیں گے جو ایمان اور اعمالِ صالحہ پر کاربند ہوں گے ان کے لیے کبھی نہ ختم ہونے والا اجر و ثواب ہے۔

۸۵۔ سُوْرَةُ الْبُرُوْج مَكِّيَّةٌ

آیات: 22 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 1

خندقوں والے۔ قرآن لوح محفوظ سے

ع 10 آیت نمبر 1 میں الْبُرُوْجِ کا لفظ آیا ہے اسی نسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ البروج رکھا۔ اس سورۃ کے پس منظر کے طور پر احادیث میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک نوجوان جو شاہی خرچہ پر پل کر جوان ہوا تھا مسلمان ہو گیا، بادشاہ نے اس کے قتل کا فیصلہ کیا، اس نے ایمان کے تحفظ میں اپنی جان قربان کر دی، اس واقعہ سے متاثر ہو کر بادشاہ کی رعیت مسلمان ہو گئی، اس نے خندقیں کھدوا کر ان میں آگ جلا دی اور اعلان کر دیا کہ جو ایمان سے منحرف نہ ہوا اسے خندق میں پھینک دیا جائے گا، لوگ مرتے مر گئے مگر ایمان سے دستبردار نہ ہوئے۔ (تفسیر ابن کثیر، صحیح مسلم) قرآن کریم نے ان کی اس بے مثال قربانی اور دین پر ثابت قدمی کو سراہتے ہوئے تین قسمیں کھا کر کہا ہے کہ اپنی طاقت و قوت کے بل بُوتے پر خندقوں میں پھینک کر ایمان والوں کو جلانے والے ان پر غالب ہونے کے باوجود ناکام ہو گئے اور اپنی کمزوری اور بے کسی کے عالم میں خندقوں کے اندر جلنے والے کامیاب ہو گئے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ دنیا کا اقتدار اور غلبہ عارضی ہے، اصل کامیابی ایمان پر ثابت قدمی میں ہے۔ پھر خیر و شر کی قوتوں کے انجام کے تذکرہ کے ساتھ ہی اللہ کی طاقت و قوت، محبّت و مغفرت اور جلال و عظمت کو بیان کر کے

مجرموں پر مضبوط ہاتھ ڈالنے کا اعلان کیا اور پھر فرعون اور ثمود کی ہلاکت کے بیان کے ساتھ قرآن کریم کے انتہائی شرف والا اور محفوظ ہونے کا اعلان ہے۔ "بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿٢١﴾ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿٢٢﴾"

٨٦۔ سُوْرَةُ الطَّارِق

مَكِّيَّةٌ

آیات: 17 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 1

انسانی پیدائش کے مراحل

آیت نمبر 1 میں لفظ الطَّارِقِ ہے اسی نسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ طارق ہے۔ اس سورۃ کا مرکزی مضمون مرنے کے بعد زندہ ہونے کا عقیدہ ہے۔ ستاروں کی قسم کھا کر بتایا کہ جس طرح نظامِ شمسی میں ستارے ایک محفوظ و منضبط نظام کے پابند ہیں اسی طرح انسانوں کی اور ان کے اعمال کی حفاظت کے لیے بھی فرشتے متعین ہیں۔ مرنے کے بعد کی زندگی پر دلیل کے طور پر انسان کو اپنی تخلیق اوّل میں غور کی دعوت دی اور بتایا کہ جس نطفہ سے انسان بنا ہے وہ مرد و عورت کے جسم کا حصّہ (صلب سے پچھلا حصّہ) اور (ترائب سے سامنے کا حصّہ مراد ہے) سے جمع ہو کر تیزی کے ساتھ اچھل کر رحم میں منتقل ہو جاتا ہے وہ اللہ اسے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ جس روز پوشیدہ اسرار کی جانچ پڑتال ہو گی اس وقت انسان کے پاس نہ اپنا کوئی زور ہو گا اور نہ اس کا کوئی مدد کرنے والا ہو گا۔ آسمان سے پانی برسا کر اور زمین پھاڑ کر غلے اور سبزیاں نکال کر انسانی خوراک کا انتظام کرنے والا اس بات کو بیان کرتا ہے کہ یہ قرآن کریم حق و باطل میں امتیاز پیدا کرنے والی کتاب ہے۔ کافر سازشیں کر رہے ہیں اور اللہ ان کا توڑ کر رہا ہے لہٰذا انہیں مہلت دے دو اور یہ اللہ سے بچ کر کہیں نہیں جا سکیں گے۔

کامیاب کون۔ حقیقی زندگی آخرت کی زندگی ہے

ع 12 آیت نمبر 1 میں اَعْلٰى کا لفظ آیا ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ اعلیٰ ہے۔ انسان ہر بلندی اور کامیابی کے لیے اللہ کا محتاج ہے۔ دنیا کی نسبت آخرت بہتر اور پائیدار ہے یہ اس سورۃ کے موضوع ہیں۔ اے نبی ﷺ آپ اپنے برتر رَب کی تسبیح کریں، جس نے تخلیق کیا، پھر ہر شے کو متوازن بنایا، تقدیر بنائی، پھر راہ دکھائی، اسی نے نباتات اگائیں، پھر ان کو سیاہ کوڑا کرکٹ بنایا۔ عنقریب وہ آپ کو پڑھائے گا۔ پھر آپ نہیں بھولیں گے۔ وہ کھلے اور چھپے کو جانتا ہے۔ اس نے آپ کے لئے دین کی راہ آسان کر دی ہے۔ آپ نصیحت کرتے رہے مگر آپ کی بات وہی سنے گا جس کے دِل میں خدا کا خوف ہو گا، بدبخت نصیحت سے پیٹھ پھیر جائے گا۔ یہی بڑی آگ میں داخل ہو گا۔ یاد رکھو، جو سنور گیا وہی کامیاب ہوا، وہی جس نے اپنے رَب کا ذکر کیا اور نماز پڑھی۔ حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ دنیا کو پسند کیے ہوئے ہو، حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔ یہ بات حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے صحائف میں بھی لکھی ہوئی موجود ہے۔

۸۸۔ سُوْرَةُ الْغَاشِيَه

مَكِّيَّةٌ

آیات: 26 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 1

وحدانیت کے تکوینی دلائل

ع 13 پہلی آیت میں لفظ غَاشِيَةِ ہے اسی وجہ سے اس سورۃ کا نام سورۃ الغاشیہ ہے۔ اس سورۃ میں اولاً تو قیامت کے دن مؤمنین و مجرمین کی کیفیات ذکر کر کے ان کا انجام واضح کیا گیا ہے۔ پھر توحیدِ باری تعالیٰ کے دلائل کا بیان ہے۔ یہ سورۃ بتاتی ہے کہ قیامت کے دن کچھ چہرے ذلیل ہوں گے گو انہوں نے بڑی محنت کی ہو گی، مشقتیں جھیلیں ہوں گی۔ لیکن دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔ کھولتے ہوئے چشمے کا پانی انہیں پینے کو دیا جائے گا۔ خار دار سوکھی گھاس کے سوا کوئی کھانا ان کے لیے نہ ہو گا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ ان سے مراد، راہب اور جوگی اور پجاری ہیں۔ انہوں نے دنیا میں بڑی عبادت وریاضت کی ہو گی لیکن اللہ کے دین دینِ اسلام کو قبول نہیں کیا۔ عقائد صحیح نہیں تھے۔ اس لیے ان کا ٹھکانہ جہنّم ہے۔ (تفسیر ابن عباسؓ)

پھر فرمایا قیامت کے دن کتنے ہی چہرے تروتازہ اور پر رونق ہوں گے۔ یہ وہ چہرے ہوں گے جنہوں نے دنیا میں صحیح رخ پر محنت کی ہو گی اسلام قبول کیا، عقیدہ صحیح رکھا اور پھر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں لگے رہے ایسے نیک لوگوں کا ٹھکانہ جنّت اور جنّت کی نعمتیں ہیں۔ پھر اللہ رَبُّ العزّت کی وحدانیت کے تکوینی دلائل میں غور و فکر کی تلقین ہے۔ کہا یہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ اُسے کیسے عجیب الخلقت بنایا۔ اور بلند و بالا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے کھڑا کیا۔ اور پہاڑوں کو کس طرح نصب کیا اور زمین کو کیسے بچھایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے

حبیب ﷺ کو فرمایا اے حبیب ﷺ آپ کا کام ان کو نصیحت کرنا ہے اگر یہ ہدایت قبول نہ کریں تو آپ فکر مند نہ ہوں۔ ان کا معاملہ اور حساب ہم پر ہے۔

۸۹۔ سُوْرَۃُ الْفَجْرِ

مَکِّیَّۃٌ

آیات: 30 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 1

اللہ کی قسمیں۔ تین مشرک قومیں۔ مومن کو بشارت

ع 14 مکّی سورۃ ہے۔ 30 آیات ہیں۔ آیت نمبر ایک میں اَلْفَجْرِ آیا ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورۃ کو سورۃ الفجر کہا جاتا ہے۔ ابتداء میں قسمیں کھا کر اللہ نے کافروں کی گرفت کرنے اور عذاب دینے کا اعلان کیا ہے۔ فجر کی قسم، دس راتوں کی قسم، جفت اور طاق کی قسم اور گذرتی ہوئی رات کی قسم ان تمام قسموں میں عقل والوں کے لیے بڑی تنبیہ ہے۔ پھر اس پر واقعاتی شواہد پیش کرتے ہوئے قوم عاد و ثمود و فرعون اور ان کی ہلاکت کا بیان ہے۔ پھر مشقت اور تنگی میں اور راحت و وسعت میں انسان کی فطرت کو بیان کرتے ہوئے بتایا ہے کہ آرام و راحت میں اترانے اور عُجب میں مبتلا ہونے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اس لائق تھا تبھی تو مجھے یہ نعمتیں ملی ہیں اور تکلیف اور تنگی میں اللہ کی حکمت پر نظر کرنے کی بجائے اللہ پر اعتراضات شروع کر دیتا ہے۔

قرآنِ کریم کی ان آیات میں ان دونوں حالتوں کو ابتلاء و آزمائش سے تعبیر کیا گیا ہے جن سے صاف پتہ چلتا ہے کہ دولت کی قلّت و کثرت اللہ تعالیٰ کی رضا و ناراضگی کا معیار نہیں بلکہ ان دونوں صورتوں میں جو طرزِ عمل آپ اختیار کریں گے اسی کے باعث آپ اپنے رَب کی خوشنودی یا غضب کے مستحق ہوں گے۔ پھر یتیموں اور مسکینوں کی حق تلفی اور حبِ مال کی مذمت کی ہے۔ اس کے

بعد قیامِ قیامت اور اس کی سختی و شدت بیان کرنے کے بعد بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ فیصلہ کرنے لگیں گے تو فرشتے صف بندی کر کے کھڑے ہو جائیں گے اور جہنّم کو لا کر کھڑا کر دیا جائے گا۔

اس وقت کافروں کو عقل آئے گی اور وہ نصیحت حاصل کرنے کی باتیں کریں گے جب وقت گزر چکا ہو گا اس وقت اللہ ایسا عذاب دیں گے کہ کوئی بھی ایسا عذاب نہیں دے سکتا اور مجرموں کو ایسا جکڑیں گے کہ کوئی بھی اس طرح نہیں جکڑ سکتا۔ اللہ کے وعدوں پر اطمینان رکھنے والوں سے خطاب ہو گا۔ اپنے رَب کی طرف خوش و خرم ہو کر لوٹ جاؤ اُس سے تم راضی اور وہ تم سے راضی اور ہمارے بندوں میں شامل ہو کر جنّت میں داخل ہو جاؤ۔

دونوں راستے واضح ہیں

ع 15 پہلی آیت میں لفظ اَلْبَلَدِ آیا ہے اس وجہ سے اس سورۃ کا نام سورۃ البلد رکھا۔ اے محبوب ﷺ اس شہر کی قسم جس میں آپ چلتے پھرتے ہیں اور ساری مخلوق کی قسم ہم نے انسان کو سخت مشقت میں پیدا کیا ہے، یہ خیال کرتا ہے، کہ اس پر کسی کا کوئی قابو نہیں اور اس نے ڈھیروں مال خرچ کر ڈالا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ اسے کوئی نہیں دیکھتا، کیا ہم نے اس کو دو آنکھیں نہیں دیں؟ زبان نہیں دی؟ دو ہونٹ نہیں دیئے؟ ہم نے دونوں راستے بتلا دیئے ہیں۔ مگر جو شخص گھاٹی میں سے ہو کر نہ نکلا، گھاٹی کیا ہے؟ غلاموں کا آزاد کرانا یتیموں اور مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ اس کو چاہیے تھا کہ نیکی کے ان کاموں کو انجام دیتا، مگر یہ تو ان لوگوں میں

سے نہ ہوا جو ایمان لائے اور انہوں نے ایک دوسرے کو صبر اور ہمدردی کی تاکید کی۔ اگر یہ ان میں شامل ہوتا تو یہی داہنے ہاتھ والے تھے۔ کافر بائیں ہاتھ والے ہیں ان کو دوزخ میں بھر کر دروازے بند کر دیئے جائیں گے اور ان پر آگ چھائی ہو گی۔

۹۱۔ سُوْرَۃُ الشَّمْسِ

مَکِّیَّۃٌ

آیات: 15 — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — رکوع: 1

سات قسمیں اور نبی کی نافرمان قوم پر اللہ کا عذاب

ع 16 آیت نمبر ایک میں لفظ الشَّمْسِ آیا ہے اس لیے یہی اس کا نام ہے۔ اس سورۃ کی ابتداء میں اللہ نے سات قسمیں کھائیں۔ سورج، چاند، دن، رات، آسمان، زمین اور نفس انسانی کی۔ سات قسمیں کھا کر بتایا ہے کہ جس طرح یہ تمام حقائق برحق ہیں اسی طرح یہ بات بھی برحق ہے کہ انسان کو ہم نے نیکی اور بدی میں تمیز کا ملکہ عطا کیا ہے جو اس سے فائدہ اٹھا کر نیکی کا راستہ اختیار کر کے اپنی اصلاح کر لیتا ہے وہ کامیاب و کامران ہے اور جو "بدی" کا راستہ اپنا کر گناہوں کی زندگی اپنا لیتا ہے وہ ناکام و نامراد ہے۔ ✪ پھر ایک سرکش اور گناہگار قوم ثمود کا تذکرہ ہے جنہوں نے اپنی قوم کے رئیس آدمی کو اللہ کی نافرمانی پر آمادہ کر کے اونٹنی کے قتل پر مجبور کیا جس کی بنا پر یہ شخص قوم کا بدترین اور بدبخت شخص قرار پایا۔ چنانچہ پوری قوم کو ان کی سرکشی اور بغاوت کے نتیجہ میں ایسے عذاب کا سامنا کرنا پڑا جس سے کوئی ایک فرد بھی نہ بچ سکا اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو ہلاک کرتے ہیں تو نتائج سے نہیں ڈرا کرتے۔

سخی اور بخیل۔ دو الگ راستے

ع 17 پہلی آیت کے پہلے لفظ کی مناسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ الّیل رکھا گیا۔ رات کی تاریکی اور دن کی روشنی کی قسم، اور نر و مادہ کی قسم، یہ سب گواہ ہیں کہ جیسے یہ مختلف ہیں اسی طرح تمہاری مساعی بھی مختلف قسم کی ہیں۔ یاد رکھو، جس نے راہِ خدا میں مال دیا، خدا کی نافرمانی سے بچا اور بھلائی کو سچّا مانا ہم اس کے لئے جنّت کی راہیں آسان کر دیں گے۔ لیکن جس نے بخل کیا، خدا سے بے نیازی برتی، اور بھلائی کو جھٹلایا، اس کے لئے جہنّم کی راہیں کھل جائیں گی۔ جب وہ ہلاک ہو جائے گا تو جمع کیا ہوا مال اس کے کسی کام آئے گا؟ راستہ دکھانا ہمارا کام ہے، ہم دنیا اور آخرت کے مالک ہیں۔ ہم تم کو شعلہ زن آگ سے ڈرا رہے ہیں جس کا ایندھن بدبخت جھٹلانے والے، منہ موڑنے والے ہیں۔ پرہیز گار دوزخ سے دُور رہیں گے، وہ اپنا مال سنورنے کے لئے دیتے ہیں۔ سب کچھ اللہ کی رضا کے لئے کرتے ہیں۔ عنقریب اللہ تعالیٰ ان کو ضرور راضی کرے گا۔

مَکِّیَّۃٌ

۹۳۔ سُوْرَۃُ الضُّحٰی

آیات: 11 | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | رکوع: 1

نعت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم

ع 18 اس کی پہلی آیت وَالضُّحٰی ہے۔ اسی لیے اس سورۃ کا نام والضحٰی ہے۔

اے محمد مصطفےٰ ﷺ آپ کے رُخِ روشن کی قسم، اور آپ کی کالی زلفوں کی قسم، محبوب آپ کے رَب نے آپ کو نہ چھوڑا اور نہ آپ سے بیزار ہوا، آپ کا ہر آنے والا لمحہ پہلے سے بہتر ہو گا۔ آپ کو آپ کا رَب اتنا دے گا، کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ کیا اس نے آپ کو یتیم نہیں پایا اور پھر ٹھکانہ فراہم کیا۔ اور اپنی محبّت میں خود رفتہ پایا تو راہ دی حاجت مند پایا تو غنی کر دیا۔ لہٰذا کسی یتیم پر سختی نہ کیجیے، سوالی کو نہ جھڑکئے اور اپنے رَب کی نعمت کا اظہار (چرچا) کرتے رہیے۔

اوصاف حبیبِ خدا ﷺ

ع 19 آیت نمبر ایک میں اَلَمْ نَشْرَحْ کا لفظ ہے اسی وجہ سے اس سورۃ کا نام سورۃ الم نشرح رکھا۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السّلام کے اعلیٰ مرتبہ کا ذکر فرمایا ہے۔

اے حبیب ﷺ ہم نے آپ کا سینہ کھول دیا اور نبوت کی ذمہ داریوں کے بوجھ سے آپ کی کمر ٹوٹی جا رہی تھی ان سے عہدہ برآ ہونے میں آپ کو سہولت بہم پہنچائی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝“ اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔ اپنے نام کے ساتھ ملا کر آپ کا ذکر بلند کر دیا۔ حدیث قدسی ہے۔ ”اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ“ جہاں میرا ذکر کیا جائے گا وہاں آپ کا بھی میرے ساتھ ذکر کیا جائے گا۔ اذان میں، اقامت میں، نماز میں، خطبہ میں اور کلمہ میں۔ علّامہ اٰلوسی رحمۃ اللہ تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں اس سے بڑھ کر رفع ذکر

کیا ہو سکتا ہے کہ کلمہ شہادت میں اللہ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب کا نام ملا دیا۔ حضور ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ ملائکہ کے ساتھ آپ ﷺ پر درود بھیجا اور مومنوں کو درود و سلام پڑھنے کا حکم دیا۔ جب بھی خطاب کیا معزز القاب "یٰسٓ"، "یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ"، "یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ" سے خطاب فرمایا۔ پہلے آسمانی صحیفوں میں بھی آپ ﷺ کا ذکرِ خیر فرمایا۔ تمام انبیاء اور ان کی اُمتوں سے وعدہ لیا کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں۔ آج دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں روز و شب میں پانچ بار حضور ﷺ کی رسالت کا اعلان نہ ہو رہا ہو۔ آپ ﷺ کی سیرت پر اپنے بیگانوں نے جتنی کتابیں لکھیں اتنی دنیا کے کسی نبی،، مصلح، فاتح، اور سلطان کے بارے میں نہیں لکھی گئیں۔ بے شمار اعلیٰ لوگوں نے حضور علیہ السّلام کے ذکرِ پاک کو بلند کرنے کے لیے جس طرح اپنی زندگیاں اور اپنے وسائل وقف کیے کسی دوسرے کے بارے میں اس کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔

اگر آپ ان حالات کو پیش نظر رکھیں جن حالات میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ جب ساری دنیا پیارے نبی ﷺ کے مخالف ہے۔ مکّہ کے نامور سردار اور عوام چراغ مصطفوی کو بجھانے کے درپے ہیں۔ جس گلی سے گذرتے ہیں کانٹے بچھا دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں تو مَرے ہوئے اونٹ کا اوجھ اٹھا کر گردن مبارک پر لاد دیا جاتا ہے۔ ان حالات میں یہ آیت نازل ہوئی۔ کون یہ تصور کر سکتا تھا کہ ان کا ذکر پاک دنیا کے گوشے گوشے میں بلند ہو گا۔ ان کے دین کی روشنی سے مہذّب دنیا کا بہت بڑا علاقہ منوّر ہو گا۔ اور کروڑوں انسان ان کے نام پر جان دینے کو اپنے لیے باعثِ سعادت تصوّر کریں گے۔ لیکن جو وعدہ مولائے کریم نے اپنے برگزیدہ بندے اور محبوب رسول ﷺ کے ساتھ کیا وہ پورا ہو کر رہا اور قیامت تک ذکرِ محمدی ﷺ کا آفتاب ضوفشانیاں بکھیرتا رہے گا۔

سورۃ کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کی مشقت و تکالیف سے بھرپور

زندگی میں تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ مصائب و تکالیف دیرپا نہیں ہیں۔ تنگی کے بعد عنقریب سہولتوں اور آسانیوں کا دَور شروع ہونے والا ہے۔ اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی کے بعد اپنے رَب کی عبادت و ریاضت میں لگ جائیں اور ہر چیز سے بے نیاز ہو کر اپنے رَب سے لو لگائیں۔

۹۵۔ سُوْرَۃُ التِّیْن

مَکِّیَّۃٌ

آیات: 8 بسم اللہ الرحمن الرحیم رکوع: 1
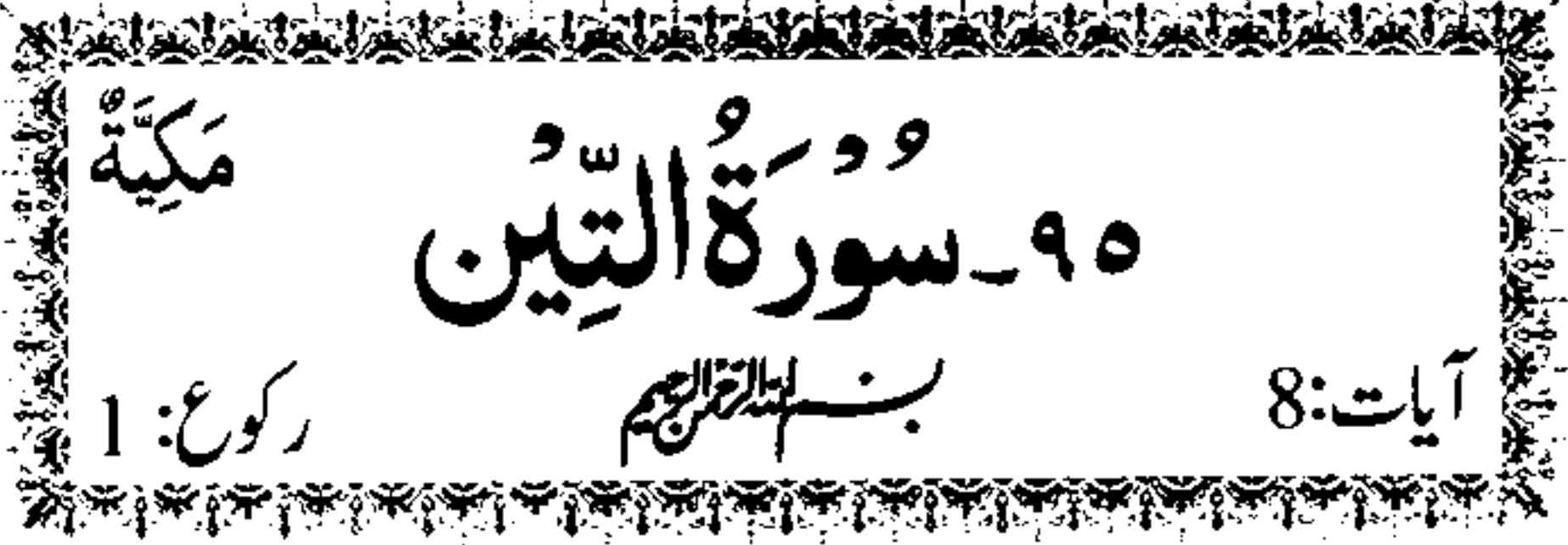
نوعِ انسانی کی تکریم، حاکم اور عادل ربّ

ع 20 پہلی آیت سے اس کا نام لیا گیا ہے۔ تین مقاماتِ مقدسہ کی قسم کھائی کہ جس طرح طور، بیت المقدس اور مکہ مکرمہ کو "وحی" کے سات اعزاز و شرف عطا فرمایا اسی طرح کائنات کی تمام مخلوقات میں انسان کو "شاہکار قدرت" بنا کر حسین و جمیل اور بہترین شکل و صورت کے اعزاز و اکرام سے نوازا ہے۔ اسے بہترین جسم، بہترین حواسِ خمسہ، فکر و فہم اور عِلم و عقل عطا کیے۔ اور ایسی بہترین ساخت پر بنایا کہ انسانوں میں سے اللہ کے نیک بندے اور نبی پیدا ہوئے۔ اس کی حیثیت کو چار چاند لگ جاتے ہیں جب یہ ایمان اور اعمالِ صالحہ سے اپنی زندگی کو مزیّن کر لیتا ہے۔ اور اگر کفر اور تکذیب کا راستہ اپناتا ہے تو عز و افتخار کی بلندیوں سے قعرِ مذلت میں جا گرتا ہے۔ قیامت کے دن دوبارہ پیدا کرنا اور پھر حساب کے بعد جزا و سزا کا عمل اللہ تعالیٰ کے حاکم و عادل ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

قرآنی تعلیمات کا خلاصہ۔ ابو جہل اس اُمّت کا فرعون

ع 21 دوسری آیت میں عَلَقٍ ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام علق رکھا گیا ہے۔

نبی کریم ﷺ پر پہلی وحی میں نازل ہونے والی پانچ آیتیں اس سورۃ کی ابتداء میں شامل ہیں۔ جن میں قرآنی نصاب کے پانچ مضامین 1: تعلیم، 2: قرأت، 3: توحید، 4: تخلیق، 5: کتابت، کا ذکر ہے۔ انسان کی سرکشی کے اسباب سے پردہ اٹھایا گیا ہے اور ابو جہل ملعون کی بدترین حرکت کی مذمت کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اور اپنی حقیقت کو فراموش نہ کرنا، قرآنی نصاب تعلیم کی بنیاد ہے اور مجہولات کو معمولات کی شکل میں تبدیل کرنا اس کے مقاصد میں شامل ہے۔

"فِرْعَوْنَ هٰذِهِ الْاُمَّه ابو جهل" ابو جہل کی سرکشی اور تکبّر کی انتہا کو بیان کیا کہ محمد علیہ السّلام کو نماز جیسے عظیم الشّان عمل کی ادائیگی سے روکنے اور آپ ﷺ کا مبارک سر اپنے ناپاک قدموں کے نیچے کچلنے کی پلاننگ کرتا تھا۔ نازیبا حرکت سے باز نہ آنے کی صورت میں اسے جہنمی فوج کے ہاتھوں گرفتار کرا کے اس کی جھوٹی اور گناہوں سے آلودہ پیشانی کے بالوں سے گھسیٹ کر جہنّم رسید کرنے کی دھمکی دی گئی ہے اور آخر میں نبی مکرم ﷺ کو اپنے پروردگار کی جناب میں سجدہ ریز ہو کر تقرب حاصل کرتے رہنے کی تلقین ہے۔

نزولِ قرآن کا معنٰی۔ لیلۃ القدر کی فضیلت

ع 22 تین مرتبہ لفظ ''قدر'' آیا ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ القدر رکھا گیا۔ اس سورۃ میں لیلۃ القدر کی فضیلت اور وجہ فضیلت کا بیان ہے کہ یہ رات ایک ہزار مہینہ کی عبادت سے زیادہ اجر و ثواب دِلانے والی ہے اور اس کی فضیلت کی وجہ اس رات میں نزولِ قرآن ہے۔ گویا شبِ قدر کی عظمتوں کا راز نزولِ قرآن میں ہے اور انسانیت کے لیے یہ پیغام ہے کہ تمام عظمتیں قرآن کے دامن سے وابستگی میں مضمر ہیں۔ اس رات میں جبرائیل امین فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اترتے ہیں اور اس رات کے عبادت گزاروں پر سلامتی اور رحمت کے نزول کی دُعا کرتے ہیں اور یہ کیفیت غروبِ آفتاب سے صبح صادق تک برقرار رہتی ہے۔

مذاہب عالَم کی بنیادی تعلیم

ع 23 آیت نمبر 1 میں بیّنہ آیا ہے اسی مناسبت سے اس کا نام رکھا گیا۔ اس سورۃ میں دینِ محمدی پر عمل کرنے والوں کو خیر البریۃ (بہترین مخلوق) اور نہ ماننے والوں

کو شرّ البریّۃ (بدترین مخلوق) کہا گیا۔ اہلِ کتاب اور دنیا بھر کے کافر، مشرک جس کفر کی حالت میں مبتلا تھے اس سے ان کا نکلنا اس کے بغیر ممکن نہ تھا کہ ایک ایسا رسول بھیجا جائے جس کا وجود خود اپنی رسالت پر روشن دلیل ہو، جو پاکیزہ صحیفے پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد فرمایا تمام انبیاء کا طریقہ ایک ہی رہا ہے یعنی یکسو اور ایک رخ ہو کر اللہ کی عبادت کرنا، نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا، یہی درست دین ہے۔ واضح ہدایت آ جانے کے بعد کفر اور شرک میں مبتلا رہنے والے اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں، اور ایمان والے اور نیک لوگ بہترین مخلوق ہیں۔ یہ سدا بہار جنّت میں ہوں گے۔ اللہ ان سے راضی اور یہ اس سے راضی، یہ سب کچھ اس شخص کے لئے ہے جس کے دِل میں اپنے رَب کا خوف ہو۔

۹۹۔ سُوْرَةُ الزِّلْزَال

مَدَنِيَّةٌ

آیات: 8 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 1

قیامت کا زلزلہ۔ اللہ کے سامنے پیشی

ع 24 آیت نمبر ایک میں زِلْزَالَهَا کا لفظ آیا اسی لیے اس سورۃ کا نام سورۃ الزلزال ہے۔ حدیث شریف میں سورۃ زلزال پڑھنے کا ثواب نصف قرآن کے برابر بتایا گیا ہے۔ (ترمذی شریف) اس سورۃ میں قیامِ قیامت کی منظر کشی کے بعد انسانی مستقبل کو اس کے اعمال پر منحصر قرار دے کر بتایا ہے کہ معمولی سے معمولی عمل بھی، چاہے اچھا ہو یا برا، انسانی زندگی پر اپنے اثرات پیدا کیے بغیر نہیں رہتا اور قیامت میں خیر و شر ہر قسم کے عمل کا بدلہ مل کر رہے گا۔

مجاہدین کی سواریوں کی قسم۔ سینوں کے راز

ع 25 آیت نمبر ایک میں لفظ اَلْعٰدِیٰتِ آیا ہے اسی مناسبت سے اس کا نام رکھا گیا۔ مجاہدین کی سواریوں کی قسمیں کھا کر جہاد فی سبیل اللہ کی عظمت و اہمیت کو اجاگر کیا ہے اور بتایا ہے کہ جس طرح دوڑتے ہوئے گھوڑوں کا ہانپنا، کھروں سے چنگاریاں اڑانا، صبح سویرے دشمن پر حملہ آور ہونا، گرد و غبار اڑانا اور دشمن کے مجمع میں گھس جانا مبنی بر حقیقت ہے اسی طرح انسان میں ناشکری اور حب مال کے جذبات کا پایا جانا بھی ایک حقیقت ہے۔ اگر قبروں کے کریدے جانے اور سینہ کے بھید کے ظاہر ہو جانے کا یقین ہوتا تو انسان کے اندر یہ منفی جذبات پیدا نہ ہوتے۔ آخر میں فرمایا رب اس روز خوب باخبر ہو گا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ آج بھی حالات سے پوری طرح واقف ہے لیکن اس روز کی آگاہی اور باخبری کی کیفیت جداگانہ ہو گی۔

قیامت کی گھڑی۔ نظامِ کائنات میں تبدیلیاں

ع 26 آیت نمبر ایک میں اَلْقَارِعَةُ ہے اسی نسبت سے اس کا نام رکھا گیا۔ اس سورۃ میں پہلے قیامت کے بارے میں استفسار کر کے لوگوں کو چوکنا کیا گیا۔ اس

کے بعد ان لرزہ خیز حالات کو بیان کیا جو روزِ قیامت رونما ہوں گے۔ لوگ پروانوں کی طرح مدہوش بکھرے پڑے ہوں گے۔ پہاڑ دھنی ہوئی رنگین اون کی طرح فضا میں اڑ رہے ہوں گے۔ پھر انسانوں کے اعمال کا وزن ہو گا۔ جس کی نیکیاں زیادہ ہوں گی وہ دِل پسند عیش و مسرت میں ہو گا لیکن جس کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہو گا اس کا ٹھکانہ جہنّم میں ہاویہ کا مقام ہو گا۔ جہاں دہکتی ہوئی آگ ہے۔

۱۰۲۔ سُوْرَةُ التَّكَاثُر

مَكِّيَّةٌ

آیات: 8 — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — رکوع: 1

قبر۔ نعمتوں کے بارے میں سوال

ع 27 آیت نمبر ایک میں التَّكَاثُرُ لفظ آیا ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام رکھا گیا۔ حدیث مبارکہ میں سورۃ التکاثر پڑھنے کا ثواب ایک ہزار آیتیں پڑھنے کے ثواب کے برابر بتایا گیا ہے۔ (بہقی شریف)۔ اس سورۃ مبارکہ میں لوگوں کو اس دنیا پرستی برے انجام سے خبردار کیا گیا ہے جس کی وجہ سے وہ مرتے دم تک زیادہ سے زیادہ مال و دولت اور دنیوی فائدے اور لذتیں اور جاہ واقتدار حاصل کرتے ہیں اس قدر ڈوب جاتے ہیں کہ کسی چیز کی طرف توجہ کرنے کا ہوش نہیں رہتا۔ فرمایا، یہ نعمتیں جن کو تم یہاں بے فکری کے ساتھ سمیٹ رہے ہو یہ محض نعمتیں نہیں، آزمائشیں بھی ہیں۔ جن میں سے ہر نعمت کے بارے میں تم کو آخرت میں جوابدہی کرنی ہو گی۔

اسلام کے عظیم اصول۔ امام شافعی کا قول

ع28 آیت نمبر ایک میں وَالْعَصْرِ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام رکھا گیا۔ اس سورۃ میں زمانہ کی قسم کھا کر دراصل ماضی کی تاریخ سے عبرت حاصل کرنے کی تلقین کی گئی ہے کہ چار صفات ایمان، اعمالِ صالحہ، حق کی تلقین کرنے والے، اور حق کے راستہ کی مشکلات پر صبر کرنے والے ہر دَور میں کامیاب و کامران ہوئے اور ان صفات سے محروم ہر دَور میں ناکام رہے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اگر لوگ اس ایک سورۃ میں ہی غور و فکر کریں تو ان کی دونوں جہانوں میں کامیابی کے لیے یہ ایک سورۃ ہی کافی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر) اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان اوصافِ حمیدہ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مَكِّيَّةٌ

١٠٤۔ سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ

آیات:9 — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — رکوع: 1

تین بیماریاں۔ اشقیا کا انجام

ع29 پہلی آیت میں لفظ هُمَزَةٍ آیا ہے اسی نسبت سے سورۃ کا نام رکھا گیا۔ اس سورۃ میں تین بیماریوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ پہلی بیماری ہے پس پشت کسی کے عیب بیان کرنا، اسے غیبت کہتے ہیں اور غیبت بدترین گناہ ہے۔ دوسری بیماری کسی

کو اس کے سامنے یا پسِ پشت اس کے حسب و نسب، دین و مذہب اور شکل و صورت کا طعنہ دینا، اس کا مذاق اڑانا یہ منافقین کی عادت تھی۔ وہ غریب مسلمانوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ یُونہی یہود و نصاریٰ دینِ حق کا مذاق اڑاتے تھے۔ تیسری بیماری ہے حُبِّ دنیا۔ مال کی اندھی محبّت جس میں مبتلا ہو کر انسان حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بھول جاتا ہے۔ اور پھر اس فانی دنیا میں مال جمع کرنے ہی کے درپے رہتا ہے۔ ایسے لوگوں کو سلگائی ہوئی آگ میں ڈال دیا جائے گا جو ان کے دِلوں تک پہنچ جائے گی اور آگ کے لمبے لمبے ستونوں میں ان کو محصور کر دیا جائے گا۔

١٠٥۔ سُوْرَةُ الْفِيْل

مَكِّيَّةٌ

آیات: 5 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 1

ہاتھی والے لشکر کی تباہی۔ اللہ خود کعبہ کا محافظ ہے

30 آیت نمبر ایک میں لفظ اَلْفِیْلِ آیا ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام رکھا گیا۔ اس سورۃ میں اصحابِ فیل (یعنی ہاتھی والوں) کا قصہ بیان ہوا ہے۔ جب ابرہہ نے ہاتھیوں کے لشکر کے ساتھ بیت اللہ پر حملہ کیا اور شعائر اللہ (اللہ کی نشانیوں) کی توہین کے مرتکب ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلت اور رسوائی میں [illegible] دیا۔ ابرہہ اور اصحاب فیل ہمیشہ کے لیے ذلیل کر دیئے۔ اس میں یہ سبق ہے کہ جو شخص یا جماعت شعائر اسلامی کی توہین کا ارتکاب کرے گی اُسے بھی ایسے انجام کے لیے اپنے آپ کو تیار کر لینا چاہیے۔ دوسرا یہ کہ اگر انسان شعائر اللہ کے دفاع سے پہلو تہی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اپنی دوسری بہت سی مخلوق سے کام لے سکتے ہیں۔ اس لیے یہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ شعائر اللہ (اپنی نشانیوں) کی حفاظت سے غافل نہیں۔ یہ واقعہ اس سال پیش آیا جس سال نبی مکرم علیہ السّلام کی ولادت ہوئی

اور یہ واقعہ اس بات کی نشاندہی کرتا تھا کہ عنقریب کعبہ کا حقیقی محافظ پیدا ہونے والا ہے۔

قریش پر انعاماتِ خداوندی

ع 31 آیت نمبر ایک میں لفظ قُرَيْشٍ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام قریش ہے۔ اللہ نے قریش کے دِلوں میں الفت ڈال دی۔ اس سورۃ میں قبیلہ قریش پر اللہ نے اپنے دو بڑے احسانات جتائے ہیں۔ پہلا یہ کہ وہ بلا خوف و خطر گرمیوں میں شام کی طرف اور سردیوں میں یمن کی طرف تجارتی سفر کیا کرتے تھے۔ اور یہ تجارتی سفر ان کا بہت بڑا ذریعہِ معاش تھا۔ دوسرا احسان یہ ہے کہ انہیں بلاد حرام میں امن، اطمینان اور تحفظ کی نعمت حاصل تھی۔ یہ دو نعمتیں ذکر کر کے انہیں سمجھایا کہ بتوں کی عبادت سے باز آ جاؤ اور بیت اللہ کے رَب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اپنی نعمتوں سے نوازا ہے۔

بخیل اور ریاکار انسانوں کے دو[2] گروہ

آخری آیت میں لفظ الْمَاعُوْنَ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام

ہے۔ اس سورۃ میں انسانوں کے دو گروہوں کافروں اور منافقوں کا اختصار کے ساتھ ذکر ہے۔

وہ کافر جو قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے، یتیموں کے حقوق دبا لیتے ہیں اور ان کے ساتھ سختی کا معاملہ کرتے ہیں۔ غرباو مساکین کو نہ خود کھلاتے ہیں اور نہ ترغیب دلاتے ہیں۔ گویا نہ اللہ کے ساتھ ان کا معاملہ صحیح ہے اور نہ اللہ کے بندوں کے ساتھ۔

دوسرا گروہ منافقین کا ہے۔ ان کی تین صفات قبیح یہاں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی یہ کہ وہ نماز سے غافل ہیں، دوسری یہ کہ وہ دکھاوے کے لیے اعمال کرتے ہیں، تیسری یہ کہ وہ ایسے بخیل ہیں کہ عام ضرورت کی چیز دینے سے بھی انکار کرتے ہیں۔

۱۰۸۔ سُورَةُ الْكَوْثَر

مَكِّيَّة

آیات: 3 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 1

عظیم نعمت کوثر۔ بشارت

ع 33 پہلی آیت میں لفظ کوثر ہے اسی نسبت سے اس سورۃ کا نام رکھا گیا۔ حضور اقدس ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ کی وفات پر کفّار نے بغلیں بجائیں کہ اب اس شخص کا نام ونشان ختم ہو جائے گا۔ اس پر فرمایا اے محمد کریم ﷺ ہم نے آپ کو خیرِ کثیر سے نوازا ہے۔ آپ اپنے رَب کے حکم سے نمازیں پڑھتے رہیں اور قربانی دیتے رہیں آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہو گا۔ علّامہ فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ جس طرح سورۃ الاخلاص شانِ توحید میں جامع ہے اسی طرح سورۃ الکوثر شانِ رسالت میں جامع ہے۔ اس سورۃ میں تین اہم مقاصد بیان

ہوئے ہیں۔ نبی کریم علیہ السّلام پر اللہ کا فضل و احسان کہ اس نے آپ کو کوثر عطا کی۔ کوثر جنّت کی وہ نہر ہے جہاں قیامت کے دن حضور ﷺ اپنے امتیوں کو جام بھر بھر کر پلائیں گے۔ کیونکہ کوثر کا معنی خیرِ کثیر ہے۔ اس لیے نبوّت، کتاب، حکمت، علم، حق شفاعت، مقامِ محمود، معجزات اور قرآن کریم کو بھی کوثر قرار دیا گیا ہے۔ علّامہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ کوثر سے مراد حضور علیہ السّلام کی اولاد کثیر ہے۔ جو خاتونِ جنّت حضرت فاطمۃ الزہرا سے پھیلی۔ اہل بیت کے کتنے افراد شہید کر دیئے گئے پھر بھی آج دنیا ان کی نسل سے پُر ہے۔ پھر نبی ﷺ کو حکم دیا گیا کہ کوثر جیسی عظیم نعمت کا شکر ادا کرنے کے لیے آپ نماز کی پابندی کریں اور قربانی کریں۔ اور آپ ﷺ کو بشارت دی گئی کہ آپ کے دشمن ذلیل و خوار ہوں گے اور ان کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی ؒ نے کیا خوب فرمایا

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

۱۰۹۔ سُوْرَةُ الْكَافِرُوْن مَكِّيَّةٌ

آیات: 6 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 1

دو[2] متصادم نظام

34 یہ سورۃ کافروں کے گرد گھومتی ہے اس لیے اس کا نام کافرون رکھا گیا۔ نبی علیہ السّلام نے اس سورۃ کو چوتھائی قرآن کے برابر قرار دیا ہے۔ یہ سورۃ اس وقت نازل ہوئی جب مشرکوں نے آپ ﷺ کو دعوت دی کہ آؤ مصلحت کر

لیں۔ ایک سال آپ ہمارے خداؤں کی عبادت کر لیا کریں اور ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کر لیا کریں۔ پھر اس سورۃ نے ایمان و کفر، موحدین و مشرکین کے درمیان حدِ فاصل قائم کر دی اور بتا دیا کہ توحید او شرک دو متصادم نظام ہیں۔ دونوں میں مصالحت کی کوئی صورت نہیں۔ یوں کفار کی امیدوں کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اور ہمیشہ کے لیے واضح کر دیا کہ ایمان میں کفر کی ملاوٹ کبھی نہیں ہو سکتی۔ دونوں راہیں بالکل الگ الگ ہیں۔ حضورِ اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے کہلوا دیا تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین۔

۱۱۰۔ سُوْرَةُ النَّصْر

مَدَنِيَّةٌ

آیات: 3 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکوع: 1

فتح مکہ۔ آخری سورۃ

ع 35 پہلی آیت میں لفظ نصر آیا ہے اسی وجہ سے اس سورۃ کا نام سورۃ النصر ہے۔ اس سورۃ کو الوداعی سورۃ کہتے ہیں۔ اس سورۃ میں اشارہ ہے کہ اللہ کے حبیب ﷺ اپنے جاں نثار غلاموں کو الوداع کہہ رہے ہیں۔ اس سورۃ کا ایک نام فتح بھی ہے۔ کیونکہ یہ سورۃ فتح مکہ کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ علماء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ قرآن کریم کی یہ آخری مکمل سورۃ ہے۔ جو نبی کریم علیہ السّلام پر نازل ہوئی۔ جب سرورِ عالمیاں ﷺ نے دعوتِ دین کا آغاز کیا تو اُسے قبول کرنے والے اکادُکّا تھے لیکن اب لوگ قبیلہ در قبیلہ، جماعت در جماعت دینِ اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ اس لیے آپ ﷺ کو حکم ہوا کہ ان فتوحات پر اللہ کی تسبیح و تحمید کریں۔ اور اپنی اُمت کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کیجیے بیشک وہ توبہ قبول

کرنے والا ہے۔
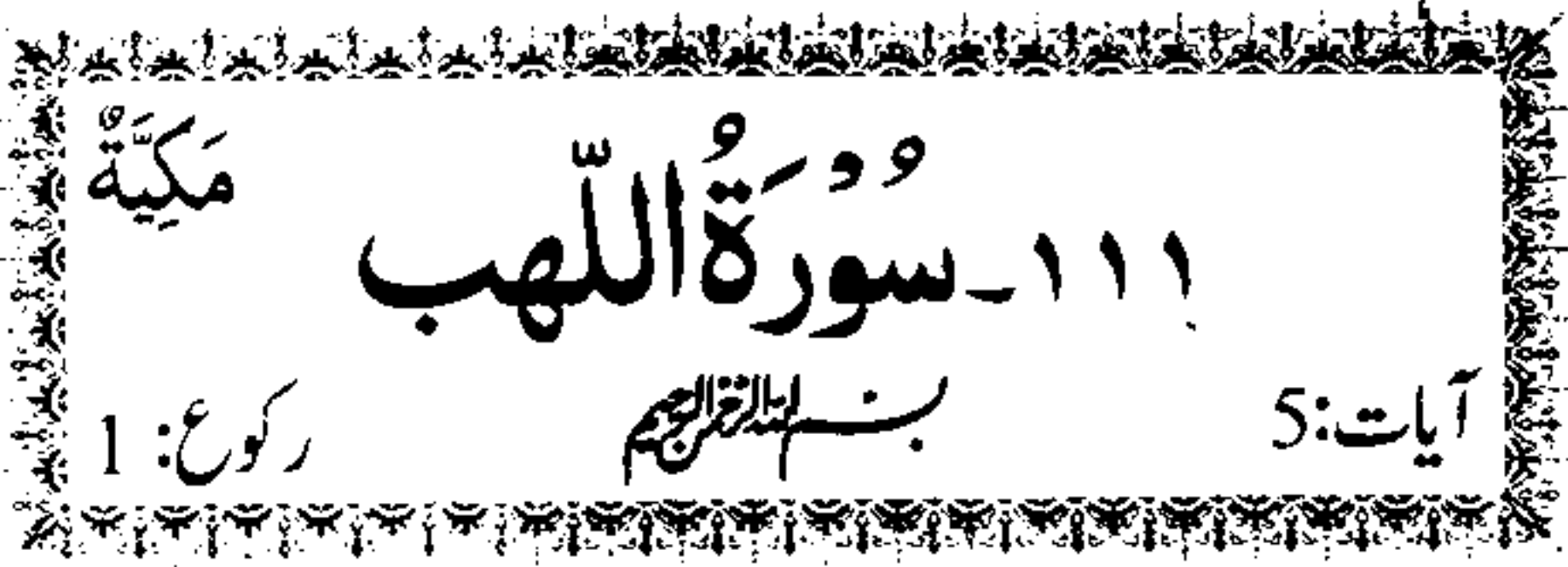
گستاخِ رسول ابو لہب اور اس کی بیوی کا انجام

ع 36 پہلی آیت میں لفظ لہب آیا ہے اسی وجہ سے اس سورۃ کا نام سورۃ اللھب ہے۔ اس سورۃ میں مشہور زمانہ گستاخِ رسول ابو لہب اور اس کی بیوی کا ذکر ہے۔ اس بد نصیب نے نبی علیہ السلام کی طرف انگلی اٹھا کر اشارہ کیا اور نازیبا الفاظ بکے تو اللہ تعالیٰ نے فرما دیا۔ "تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَهَبٍ وَّتَبَّ ؕ①" ٹوٹ جائیں ابو لہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ و برباد ہو جائے۔ اس شخص ابو لہب کو اپنے مال و اولاد پر بڑا غرور تھا لیکن مال و اولاد اُسے اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکے۔ یہ دونوں میاں بیوی ذلت آمیز اور عبرتناک انجام سے دوچار ہوئے۔ اور ان کا ٹھکانہ جہنّم ہے۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے ہر بے ادب اور ہر گستاخ کو صاف صاف بتا دیا کہ اگر تمہارے منہ میں سے کوئی ایسا لفظ یا فعل صادر ہوا جس سے میرے حبیب کی شان میں بے ادبی کا کوئی پہلو نکلے تو یاد رکھو غضب الٰہی کی بجلی کوندے گی اور تمہیں جلا کر خاکستر کر دے گی اور تمہیں آنے والی نسلوں کے لیے عبرت کا سامان بنا دیا جائے گا۔

توحید خالص۔ اسلام کا بنیادی عقیدہ

ع 37 توحید کے انتہائی جامع مضمون کے باعث اس سورۃ کو سورۃ الاخلاص کہا جاتا ہے۔ نبی علیہ السّلام نے اس سورۃ کو تہائی قرآن (دس پارے) کے برابر قرار دیا ہے۔ (ترمذی شریف) تین مرتبہ پڑھو تو پورے قرآن کا ثواب ملے گا۔ صاحبِ تفسیرِ کبیر علّامہ رازی لکھتے ہیں جس طرح سورۃ کوثر شانِ رسالت میں جامع ہے اسی طرح سورۃ اخلاص شانِ توحید میں جامع ہے۔

اے حبیب ﷺ کہہ دیجیے وہ اللہ ایک ہے۔ وہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے۔

یہ سورۃ اسلام کے بنیادی عقیدہ توحید، سے بحث کرتی ہے۔ توحید کی تینوں قسموں ربوبیت، الوہیت، ذات وصفات واسماء کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سورۃ میں 5 صفاتِ کمالیہ کا ذکر ہے۔ 1۔ واحد و یکتا؛ 2۔ سب سے بے نیاز؛ 3۔ نہ اس کی کوئی اولاد؛ 4۔ نہ وہ کسی کی اولاد؛ 5۔ نہ اس کا کوئی ہمسر نہ ہم مرتبہ۔

ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ مجھے اس سورۃ سے بہت محبّت ہے۔ فرمایا اس کی محبّت تجھے جنّت میں داخل کرے گی۔ (ترمذی شریف)

سہل بن سعد الساعدیؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں اپنے فقر اور تنگدستی کی شکایت کی۔ حضور علیہ السّلام نے اسے فرمایا جب تم اپنے گھر میں داخل ہو اگر کوئی وہاں موجود ہو تو اس کو سلام کہو اور اگر کوئی موجود نہ ہو تو مجھ پر سلام بھیجو۔ "السّلام علی النبیّ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" اور پھر ایک

مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھو۔ اس آدمی نے حسبِ ہدایت عمل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اتنا وافر رزق عطا فرمایا کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو بھی مستفید کرنے لگا۔ (تفسیر ابن کثیر، تفسیر القرطبی)
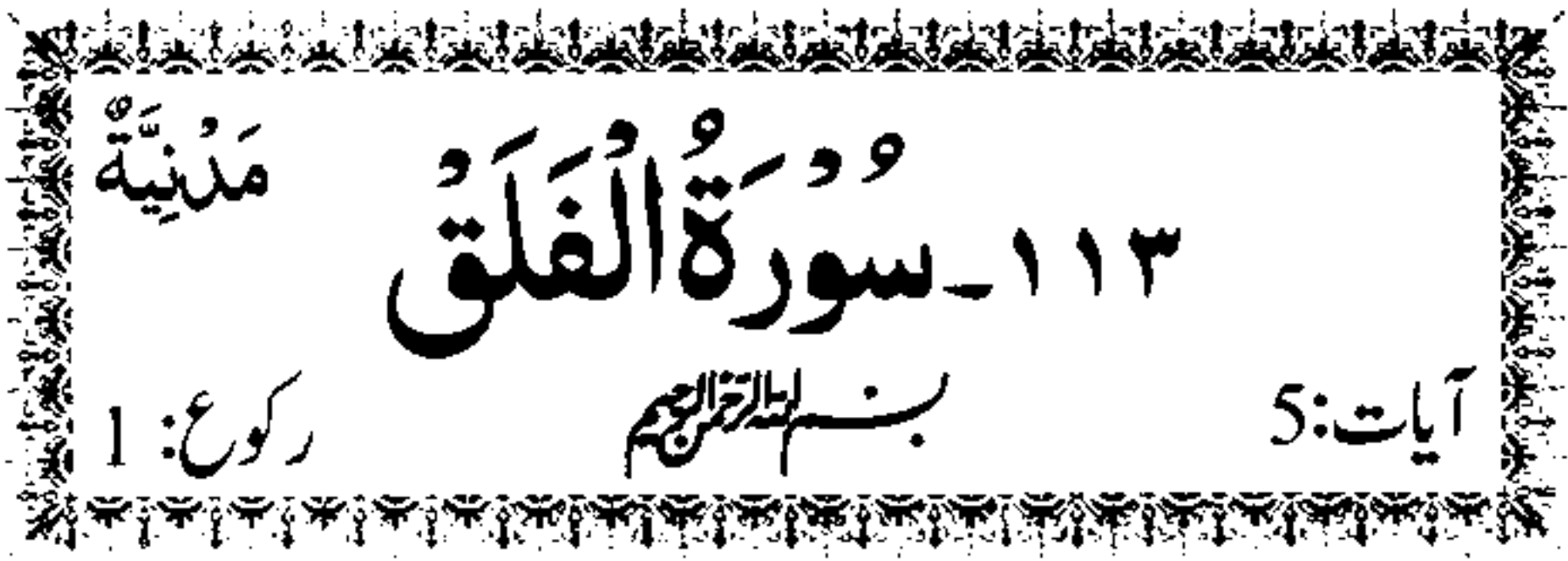
جسمانی خطرات سے پناہ

38 پہلی آیت میں فلق آیا ہے۔ اسی وجہ سے اس سورۃ کا نام ہے۔ تمام مخلوقات اور شرارت کے عادی حاسدین کے شر سے اللہ کی پناہ حاصل کرنے کی تلقین ہے۔ اس سورۃ میں چار چیزوں سے اللہ کی پناہ کی درخواست کی گئی ہے۔

1۔ مخلوقات کے تمام ممکنہ خطرات و نقصانات سے مثلاً حادثہ، جنگ، آگ، اولاد یا عزیزوں کی موت، بیماری، بھوک، فرقہ پرستی، زن، زر، زمین کی لالچ وغیرہ۔

2۔ اندھیری رات کے خطرات سے مثلاً چور، ڈاکو، جنگلی جانور، حشرات الارض، سانپ، بچھو، دشمنوں کا حملہ، دہشتگردی وغیرہ۔

3۔ جادو ٹونہ اور ساحرانہ عمل کرنے والے مرد و زن کے جادو سے۔

4۔ حسد کی کارستانیاں یعنی کسی کی ترقی، فضیلت، نعمت یا خوبی پر جلنا اور چاہنا کہ اس سے سلب ہو کر حاسد کو مل جائے۔ اے اللہ ان چیزوں کے شر سے ہم تیری پناہ چاہتے ہیں۔

روحانی خطرات سے پناہ۔ معوذتین اور سورۃ فاتحہ میں مناسبت

ع 39 پہلی آیت میں لفظ الناس آیا ہے۔ اسی وجہ سے یہ سورۃ کا نام ہے۔ اس سورۃ میں اللہ کی تین صفات ربوبیت، مالکیت اور الٰہیّت کا ذکر فرما کر ایک انتہائی خطرناک چیز کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے اور وہ ہے دِلوں میں وسوسہ ڈالنے کا شر۔ وسوسہ ایک انتہائی خطرناک اور مہلک بیماری ہے۔ وسوسہ شیطان بھی ڈالتا ہے اور انسان بھی۔ آج کے اس دَور میں وسوسہ کی بیماری بہت عام ہو چکی ہے۔ اس لیے کثرت سے ان دو سورتوں کو وردِ زبان بنانے کی ضرورت ہے۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ الصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزانہ سونے سے پہلے سورۃ اخلاص، فلق، الناس، تینوں سورتیں پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کر کے پورے جسم پر پھیر لیا کرتے تھے اور یہ عمل تین مرتبہ دوہرایا کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم، ابن ماجہ، موطا امام مالک)

قرآن کریم کے آخر میں ان دو سورتوں کو لانے اور سورۃ فاتحہ سے شروع کرنے میں بڑی گہری مناسبت ہے۔ سورۃ فاتحہ میں بھی اللہ کی مدد مانگی گئی تھی "اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ؕ" اور ان دونوں سورتوں میں بھی یہی مضمون ہے۔ گویا اس میں اشارہ ہے کہ بندے کو ابتداء سے انتہا تک اللہ کی طرف متوجہ رہنا چاہیے اور اس سے مدد مانگتے رہنا چاہیے۔

حق تعالیٰ شانہٗ سے دُعا ہے کہ یا اللہ اپنے پیارے نبی ﷺ کے صدقہ سے محض اپنے فضل و کرم، اور عنایت سے اس حقیر پُر تقصیر کی خدمت کو قبول فرما کر اسے اُمّت مسلمہ کے لیے نافع اور مؤلّف کے لیے ذریعہ نجات اور دینی ترقی کا باعث بنا اور اے میرے مالک میرے گناہوں کی وجہ سے اس کو شرف قبولیت سے محروم نہ فرما۔ کیونکہ ہر قسم کی خوبی اور بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ اور کسی چیز کی نفع رسانی تیرے ہی حکم سے ہے۔

جملہ ناظرین و قارئین سے استدعا ہے کہ وہ مؤلّف کے لیے حسن خاتمہ اور رضائے مولیٰ واتباع نبی ﷺ کی دُعا فرمائیں۔ مؤلّف پر ان کا یہ عظیم احسان ہوگا۔

وماتوفیقی الا باللہ علیہ توکّلت والیہ انیب o

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین o وصلّی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد واٰلہ واصحابہ وازواجہ وذریٰتہ واھل بیتہ اجمعین وارحمنا معھم برحمتك یاارحم الراحمین

محمد عارف خان ابن میر محمد خان ابن حاجی صحبت خان قدست اسرارھم ورفعت درجاتھم فی العلمین o

خلاصة التجوید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَالَ اللہ تبارك وتعالیٰ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ؕ ﴿۴﴾ (سورۃ المزمل: ۴)

اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر اطمینان سے پڑھو۔

قال النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ اَوْکَمَا قال النبی صلّی اللہ عَلَیْہِ وَسلّم ٥ (البخاری)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

تجوید (صحت لفظی) اور اس کی اہمیت

جس طرح قرآن مجید کے الفاظ اور اس کا رسم الخط اُمّت کے پاس نبی کریم ﷺ کے زمانے سے اب تک محفوظ ہے اسی طرح حروفِ قرآنیہ کی ادا اور ان کا تلفّظ بھی اُمّت کے پاس محفوظ ہے۔ اس بات کی قطعاً اجازت نہیں جو شخص جس طرح چاہے قرآن مجید کے حروف و کلمات کو ادا کرتا رہے۔

✪ بلکہ وہی ادا صحیح اور معتبر سمجھی اور مانی جائے گی جو نبی کریم ﷺ کے عمل سے ثابت ہے۔ جس طرح آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے سامنے تلاوت فرمائی اور پھر صحابہ کرامؓ نے تابعین کے سامنے اور اسی طرح آگے سلسلہ جاری ہے۔ اور اسی طرح قرآن مجید کے وہی معانی اور مطالب صحیح سمجھے جائیں گے جو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام سے ثابت ہیں۔

✪ اسی طرح قرآن مجید کے الفاظ کی ادا بھی وہی معتبر ہو گی جو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی تلاوت سے ثابت ہو۔

علمائے اسلام نے جس طرح قرآن مجید کے معانی و مطالب کی حفاظت کی غرض سے بہت سے علوم مثلاً صَرف، نحو، لغت، ادب وغیرہ مدوّن فرمائے ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید کے الفاظ کی صحیح ادا باقی رکھنے کے لیے ایک خاص عِلم مدوّن فرمایا ہے۔ اور اس مقدّس عِلم کا نام **علمِ تجوید و قرأت** ہے۔

✪ یاد رکھیں جس طرح قرآن کریم کے صحیح مطالب تک رسائی حاصل کرنے کے لیے صَرف، نحو، لغت، ادب ان سب علوم کا جاننا ضروری ہے اسی طرح قرآن مجید کے حروف و کلمات کے صحیح طور پر ادا کرنے کے لیے عِلم تجوید و قرأت کا حاصل کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ تجوید کی کتابوں میں وہ قواعد بیان کیے جاتے ہیں جن کے یاد کر لینے اور قرآن کی تلاوت کے وقت ان کو عمل میں لانے سے الفاظِ قرآن کی ادا صحیح ہو جاتی ہے۔ اور عجمی لوگوں کا تلفظ بھی ان خالص عربوں کے تلفظ کے مطابق ہو جاتا ہے جن کی زبان میں قرآن مجید نازل ہوا تھا۔

قرآن و حدیث اور اجماعِ اُمّت کی رو سے قرآن مجید کو تجوید کے موافق پڑھنا واجب اور انتہائی ضروری ہے۔ علمائے اسلام نے اس بات پر ہمیشہ زور دیا ہے کہ قرآن کو اس کی صحت کے مطابق یعنی تجوید کے مطابق پڑھا جائے۔ اس میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے۔ تمام فقہاء مسالک ائمہ اربعہ اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن کو صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھا جائے۔ چنانچہ سورۃ مزمل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا**ؕ﴿۴﴾ اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر اور اطمینان کے ساتھ پڑھو۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھا جائے۔ اس آیت کے ضمن میں التفسیر الحدیث میں علّامہ محمد عزّت فرماتے ہیں

"الترتيل هُنا بمعنى التجويد والتمهُّل في القرأة۔"

✪ تفسیر بیضاوی میں علّامہ بیضاوی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ **جَوِّدِ الْقُرْاٰنَ تَجْوِيْدًا** (نہایت القول المفید)۔ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے اس

آیت کی تفسیر میں منقول ہے **التّرتیل ھو تجوید الحروف و معرفۃ الوقوف** (بحوالہ الاتقان فی علوم القرآن از امام جلال الدین سیوطیؒ) یعنی ترتیل نام ہے حروف کو تجوید کے ساتھ ادا کرنے اور وقف کا محل اور اس کا طریقہ پہچاننے کا۔

حدیث شریف ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا **انّ اللہ یحبّ ان یقرء القراٰن کما انزل** (اعلاء السنن) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ قرآن مجید کو اس طرح پڑھا جائے جس طرح کہ وہ نازل کیا گیا۔ اور یہ ثابت ہے کہ قرآن مجید کا نزول تجوید کے ساتھ ہوا۔ اس لیے کہ تجوید سے مراد قرآن مجید کا عربی تلفّظ اور اس کے حروف و کلمات کی وہ ادا ہے جس سے اس کا عربی میں کلامِ الٰہی ہونا معلوم ہوتا ہے۔

قرآن مجید نہایت فصیح عربی میں نازل ہوا۔ چنانچہ اللہ ربّ العزت نے ارشاد فرمایا: "**بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ**۞ (سورۃ الشعراء آیت:۱۹۵۔ رکوع 11) **اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا**" (سورۃ یوسف۔ رکوع 1)۔ تو جب اس کی زبان عربی ہے۔ یہ عربی زبان میں نازل ہوا تو ظاہر ہے اس کا تلفّظ بھی وہی ہونا چاہیے۔ چنانچہ اگر قرآن مجید کے حروف کو عربی تلفظ اور آواز کے ساتھ ادا نہیں کیا جاتا "حا" کی جگہ "ھا" اور "قاف" کی جگہ "کاف" اسی طرح "صاد" کی جگہ "ثا" اور "سین" اور "طا" کی جگہ "تا"۔ ایسے ہی حرفِ مشدّد کو مخفف اور مخفف کو مشدّد پڑھنا۔ یا زبر، زیر، پیش کو اتنا کھینچ دینا کہ اس سے حروف مدّہ پیدا ہو جائیں۔ ایسے ہی حروفِ مدّہ میں مد نہ کرنا، تو اس طرح قرآن مجید کو پڑھنے سے قرآن مجید کا حسن بھی جاتا رہتا ہے۔ غرضیکہ عربی کلام بھی نہیں رہتا۔ اس طرح کی تلاوت ثواب کی بجائے موجب گناہ اور قابلِ مذمت ہے۔

خطباء اور آئمہ کا اپنے خطابات اور نماز کے دوران قرآن کریم کو تجوید و قرأت کے اصولوں کے مطابق پڑھنا لازم ہے۔ یاد رکھیں! صرف اچھی آواز ہی کافی نہیں

بلکہ قرآن کو تجوید و قرأت کے مطابق پڑھنا لازمی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

چنانچہ اثر میں ہے **ربّ قارء للقرٰان والقرٰان یلعنه**۔(احیاء العلوم) یعنی بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ خود قرآن ہی ان پر لعنت کرتا ہے۔

اس وعید کے مصداق علماء نے تین قسم کے لوگ بتلائے ہیں۔ (1) بے عمل قاری۔ (2) اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرنے والا۔ (3) قرآن کو خلاف تجوید یعنی غلط سلط پڑھنے والا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں ان تینوں قسم کی خرابیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ کے حکم اور نبی کریم ﷺ کے ارشادات کی بنا پر ائمہ اسلام اور فقہاء اُمّت نے بھی علمِ تجوید کے حاصل کرنے اور اس کے موافق قرآن مجید کی تلاوت کرنے کو ضروری قرار دیا ہے۔ چند ارشادات علماء و فقہاء درج کیے جاتے ہیں۔ اس سے یہ بات بخوبی ثابت ہو جائے گی کہ تجوید کے واجب ہونے پر اُمّت کا اجماع ہے۔ اور علمائے اُمّت نے علمِ تجوید کے حاصل کرنے اور اس کے موافق قرآن مجید پڑھنے کو انتہائی ضروری قرار دیا ہے۔

علّامہ شمس الدین محمد بن الجزری الشافعیؒ جو کہ فن تجوید و قرأت کے امام مانے جاتے ہیں اپنے مشہور رسالہ مقدمہ الجزریہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِیْدِ حَتْمٌ لَّازِمٌ　　　مَنْ لَّمْ یُجَوِّدِ الْقُرْاٰنَ اٰثِمٌ

ترجمہ: قرآن مجید کو علمِ تجوید کے موافق پڑھنا نہایت ضروری ہے۔ جو شخص قرآن مجید کو تجوید کے مطابق نہ پڑھے وہ گناہگار ہے۔ اس کے بعد مزید اگلے شعر میں فرماتے ہیں۔

شعر نمبر 2:

لِاَنَّهٗ بِهِ الْاِلٰهُ اَنْزَلَا　　　وَهٰكَذَا مِنْهُ اِلَیْنَا وَصَلَا

قرآن مجید کو تجوید کے موافق پڑھنا اس لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ نازل فرمایا۔ اور پھر یہ قرآن اللہ تعالیٰ سے (بواسطہ نبی کریم ﷺ کے) ہم تک تجوید و قرأت ہی کے ساتھ پہنچا ہے۔

پس ہم پر لازم ہے کہ اس علم کو حاصل کریں اور اس کے موافق قرآن مجید کی تلاوت کریں (الاتقان فی علوم القرآن۔ امام جلال الدین سیوطیؒ)۔ مشہور و معروف عالمِ دین و مصنّف حضرت مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ المنح الفکریہ شرح مقدمۃ الجزریہ میں شعر نمبر 1 وَلْاَخْذُ کی شرح کے ضمن میں فرماتے ہیں:

واخذ القاری بتجوید القرآن وھو تحسین الفاظہٖ باخراج الحروف من مّخارجھا واعطاء حقوقھا من صفاتھا وما یترتّب علیٰ مفرداتھا ومرّکّباتھا فرض لازم وحتم دائم o

ترجمہ: قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنا یعنی اس کے حرفوں کو ان کے مخارج اصلیہ سے نکالنا اور ان کی صفات کا ادا کرنا اور اس کے حروف و کلمات کو جملہ قواعد کی رعایت رکھتے ہوئے پوری صحت لفظی اور عمدگی کے ساتھ ادا کرنا انتہائی ضروری اور ایک لازمی فریضہ ہے۔ پھر آگے فرماتے ہیں۔

ھٰذا العلم لا خلاف فی انّہٗ فرض کفایۃ والعمل بہٖ فرض عین۔

ترجمہ: یعنی اس میں ذرا بھی اختلاف نہیں کہ علم تجوید کا حاصل کرنا فرضِ کفایہ اور اس کے موافق قرآن مجید پڑھنا فرض عین ہے۔

علّامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ اپنی مشہور زمانہ کتاب (الاتقان فی علوم القرآن) میں فرماتے ہیں:

لا شك ان الامة كما هم متعبدون بتفهيم معانی القرآن واقامة حدودهٖ هم متعبدون بتصحيح الفاظهٖ واقامة حروفهٖ على الصفته المتلقاة من آئمة القرآء المتصلة بالحضرة النبوية (الاتقان فی علوم القرآن علامہ جلال الدین سیوطیؒ)

ترجمہ: یعنی اس میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح مسلمانوں پر قرآن کے معانی کا سمجھنا اور اس کے احکام پر عمل کرنا ایک عبادت ہے اور یہ ان پر فرض قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کے الفاظ کا صحیح طریقہ سے پڑھنا اور اس کے حروف والفاظ کو اسی کیفیت پر ادا کرنا بھی لازم وفرض ہے۔ جس کیفیت پر ان حروف کا ادا کرنا علمِ قرأت کے اماموں نے رسول اللہ ﷺ سے متصل سند کے ساتھ ہم تک پہنچایا ہے۔

علّامہ شیخ محمد مکی نصر نہایت القول المفید میں تحریر فرماتے ہیں

فقد اجتمعت الامة المعصومة من الخطاء علٰی وجوب التجويد من زمن النبی صلی الله عليه وسلم الٰی زماننا ولم يختلف فيه عن احدٍ منهم وهٰذا من اقوی الحجج۔

ترجمہ: بے شک اتفاق کیا ہے ساری اُمّت نے تجوید کے واجب ہونے پر نبی کریم ﷺ کے زمانے سے لے کر ہمارے زمانے تک اور اس عِلم میں کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ اور اس کے ساتھ اختلاف نہ کرنا اس کے ضروری ہونے پر ایک نہایت قوی دلیل ہے۔

تمام فقہاء ائمہ کرام نے قرآن مجید کو صحت لفظی اور تجوید کے ساتھ پڑھنے کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ اور اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ تجوید کا عِلم سیکھا جائے اور قرآن مجید کو ہمیشہ تجوید ہی کے ساتھ پڑھا جائے۔ کیونکہ غلط پڑھنے سے معنٰی بدل جاتے ہیں۔ بجائے ثواب کے الٹا گناہگار ہوتا ہے اور نماز میں قرآن غلط پڑھنے سے نماز بھی ٹوٹ جاتی ہے۔ اور یہ اہم فقہی مسئلہ ہے کہ قرآن کریم کو صحیح طریقہ سے اس کے مخارج اور صفات کی رعایت رکھتے ہوئے پڑھیں۔ اور قرآن شریف کو صحیح پڑھ سکنے کے لیے اس وقت تک کوشش جاری رکھنا واجب ہے جب تک کہ الفاظ کے صحیح ادا کر سکنے سے نااُمید نہ ہو جائے اور ائمہ اور فقہائے اُمّت نے

اس پوری بات کو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے کہ صحت نماز کے لیے قرآن کا صحیح پڑھنا ضروری ہے۔

ہمارے بزرگوں نے بھی قرآن کو صحیح پڑھنے پر بڑا زور دیا ہے۔ اور اسی طرح تاجدارِ گولڑہ قائد طریقت، رہبر شریعت پیر سیّد مہر علی شاہ رحمۃ اللہ نے فتاوٰی مہریہ میں "ض" کے مخرج پر قلم اٹھائی۔ اور جس طریقہ سے مخارج اور صفات لازمہ متضادہ، صفات لازمہ غیر متضادہ پر بحث فرمائی جسے پڑھ کر بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہمارے بزرگ جہاں صَرف، نَحو، منطق، فقہ، تفسیر، حدیث میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے وہاں علم تجوید پر بھی آپ کو خاص دسترس حاصل تھی بلکہ اپنے دَور کے مجوّد تھے۔

اسی طرح اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علاّمہ مفتی الشاہ احمد رضا خان بریلویؒ نے فتاوٰی رضویہ جلد نمبر 6 میں قرآن کو تجوید (صحت لفظی) کے ساتھ پڑھنے پر زور دیا ہے۔ اور تجوید کے ساتھ نہ پڑھنے کے جو نقصانات ہیں ان کو بھی واضح کیا ہے۔ اسی طرح تجوید کے ساتھ قرآن پڑھنے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا اور تجوید کے مطابق قرآن نہ پڑھنے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے اہم مسائل پر گفتگو فرمائی ہے۔

فقہا اور آئمہ کرام نے اس بات کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ صحت نماز کے لیے قرآن کا صحیح پڑھنا ضروری ہے اور اگر کوئی شخص تصحیح حروف کی کوشش نہیں کرے گا اور حروفِ قرآنیہ کو غلط ہی ادا کرتا رہے گا تو وہ گناہگار ہو گا۔ اور اس کی نماز نہ ہو گی۔

ہاں اگر ایک شخص تصحیح حروف کی امکان بھر کوشش کرتا ہے لیکن پھر بھی وہ صحیح نہیں پڑھ سکتا تو پھر وہ معذور ہے۔ ایسا شخص گناہگار نہیں ہو گا۔ اور اس کی نماز بھی درست ہے لیکن سیکھتے اور کوشش کرتے رہنا بہر حال ضروری اور لازم ہے۔

اقسام لحن اور ان کا حکم

لحن کے دو 2 معنی آتے ہیں۔ 1: لب ولہجہ۔ 2: غلطی۔ جب لحن کو تجوید کے مقابلے میں بولا جائے تو اس وقت اُس سے غلطی والے معنی ہی مراد اور متعیّن ہوتے ہیں۔ لحن کی دو ۲ قسمیں ہیں۔ لحن جلی، لحن خفی۔

لحن جلی

لحن جلی کے معنی ہیں بھاری اور واضح غلطی۔ لحن جلی حرام ہے۔ اس لیے کہ اس سے کلام اللہ میں تحریف اور اس کے حرفوں میں تغیّر و تبدل ہو جاتا ہے اور معنی بھی بدل جاتے ہیں۔ اور بسا اوقات تو ایسے بدلتے ہیں کہ اس سے نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔ پانچ قسم کی غلطیاں لحن جلّی میں داخل ہیں:

1: **تبدیل حرف بالحرف:**

ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل دینا۔ جیسے اَلْحَمْدُ کی بجائے اَلْھَمْدُ پڑھنا، اَلْقَدْرُ کی بجائے اَلْکَدْرُ پڑھنا۔

2: **تبدیل حَرَکَتْ بالحرکت:**

ایک حرکت کا دوسری حرکت سے بدل جانا۔ زبر کی جگہ زیر یا پیش پڑھ دینا۔ یا پیش کی جگہ زیر، زبر پڑھ دینا۔ جیسے اَنْعَمْتَ کی بجائے اَنْعَمْتُ پڑھ دینا۔ خَتَمَ اللّٰهُ کی بجائے خَتَمَ اللّٰهِ پڑھ دینا۔

3: **کسی حرف کا کم یا زیادہ پڑھ دینا:**

لَمْ یُوْلَدْ کی بجائے لَمْ یُلَدْ پڑھ دینا۔ اور لَمْ یَلِدْ کی بجائے لَمْ یَالِدْ پڑھ دینا۔

4: **حرکت کی جگہ سکون یا سکون کی جگہ حرکت پڑھ دینا:**

جیسے اَلْحَمْدُ کی بجائے اَلَحَمْدُ پڑھنا اور اَنْشَاْهَا کی جگہ اَنشَاَهَا پڑھنا۔

5: مشدّد حروف کو مخفف اور مخفّف حروف کو مشدّد پڑھنا:
جیسے مُسْتَمِرٌّ کے بجائے مُسْتَمِرٌ پڑھنا اور مُزْدَجَرٌ کی بجائے مُزْدَجَرٌّ پڑھ دینا۔

لحن خفی

لحن خفی کے معنی ہیں ہلکی اور باریک غلطی۔

اگر ہر حرف مع اپنی حرکت و سکون کے اپنے مخرج سے صفات لازمہ کی رعایت کے ساتھ ادا ہو اور کسی حرف کی کمی بیشی بھی نہ ہو البتہ وہ صفات جن کا تعلق حرف کی تحسین و تزئین کے ساتھ ہے اور جن کو صفاتِ عارضہ محسنہ مزیّنہ کہا جاتا ہے وہ ادا نہ ہوں مثلاً را مفتوحہ اور مضمومہ کو پر پڑھنے کی بجائے باریک پڑھا جائے یا نون ساکن تنوین کے بعد اخفاء کے پندرہ حرفوں میں سے کسی حرف کے آنے کے باوجود اخفاء نہ کیا جائے یا حروف مدہ کے بعد ہمزہ یا سکون یا تشدید ہونے کے باوجود مد فرعی نہ کی جائے یا غنہ زمانی کو ادا نہ کیا جائے یا حرکات کو مجہول ادا کیا جائے وغیرہ وغیرہ تو اس قسم کی غلطیوں کو لحن خفی کہتے ہیں کیونکہ ان کا تعلق صفاتِ عارضہ محسنہ سے ہے۔ جیسے رَبَّنَا میں را باریک پڑھنا، یُنْفِقُوْنَ میں اخفاء نہ کرنا۔ اَنَّ میں غنّہ نہ کرنا وغیرہ۔ اس قسم کی غلطی کو لحن خفّی کہتے ہیں۔ لحن خفی کے معنی ہیں ہلکی اور باریک غلطی۔

لحن خفی مکروہ ہے اس لے کہ اس سے نہ تو نماز فاسد ہوتی ہے اور نہ ہی معنی بدلتے ہیں البتہ بچنا اس سے بھی ضروری ہے۔

احکامِ تَعَوُّذ و تسمیہ

تلاوت قرآن کس طرح شروع کرے

تلاوت کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ ابتدائے تلاوت ابتدائے سورۃ میں تعوّذ تسمیہ دونوں پڑھیں۔

۲۔ ابتدائے تلاوت درمیان سورۃ میں تعوّذ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھیں تسمیہ بِسْمِ اللّٰہ پڑھیں چاہے نہ پڑھیں۔

۳۔ ابتدائے سورۃ درمیان تلاوت صرف بِسْمِ اللّٰہ پڑھیں لیکن سورۃ التوبۃ کے شروع میں بسم اللہ نہ پڑھیں۔

حروف کے مخارج اور مختصر صفات، وقوف کی معرفت وپہچان

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا (سورۃ مزمل، پارہ ۲۹، آیت ۴) کی تفسیر میں فرمایا الترتیل هُوَ تَجْوِيْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَةُ الْوَقُوْفِ۔ یعنی ترتیل وہ ہے جس سے حروف کو صحیح طریقہ سے مخارج وصفات کے ساتھ ادا کرنا اور وقف کا محل اور طریقہ پہچاننا ہے۔

ترتیل کے دو جز ہیں۔ (1) تجوید الحروف۔ (2) معرفۃ الوقوف۔ پھر تجوید الحروف کے دو جز ہیں مخارج الحروف اور صفات الحروف۔

معرفۃ الوقوف کے بھی دو جز ہیں۔ کیفیت وقف۔ محل وقف۔ یہ کُل چار ہوئے۔ پھر صفات الحروف کی دو قسمیں ہیں۔ صفات لازمہ اور صفات عارضہ۔ پس یہ پانچ چیزیں ہیں جن پر ترتیل کا اطلاق ہوتا ہے۔

(1) مخارج۔ (2) صفات لازمہ۔ (3) صفات عارضہ (4) محل وقف۔ (5) کیفیت وقف

تجوید کے لغوی معنی اَلْاِتْيَانُ بِالْجَيِّدِ یعنی کسی کام کے عمدہ کرنے اور سنوارنے کے ہیں۔

اصطلاحی تعریف: حرفوں کو ان کے مخارج مقررہ سے مع جمیع صفات لازمہ اور عارضہ کے اور بغیر کسی تکلف کے آسانی کے ساتھ ادا کرنے کو کہتے ہیں۔

ترتیل کا پہلا جز تجوید الحروف

تجوید الحروف کا پہلا جز مخارج الحروف

حروف 29 ہیں۔ امام خلیل نحویؒ اور مشہور اور مختار قول کے مطابق مخارج سترہ [17] ہیں۔ مخارج مخرج کی جمع ہے۔ جس کے معنی ہے نکلنے کی جگہ اور قرّا کی اصطلاح میں جس جگہ سے کوئی حرف نکلتا ہے اس کو مخرج کہتے ہیں۔ اصولِ مخارج 5 ہیں۔ 1: جوف، 2: لسان، 3: حلق، 4: شفتین، 5: خیشوم۔

تمام 29 حروف ان پانچ [5] جگہوں سے ادا ہوتے ہیں۔ حروف 29 ہیں۔ مخارج سترہ [17] ہیں اور اصولِ مخارج 5 ہیں۔ حروف کی تعداد سے مخارج کی تعداد کم ہے۔ اس لیے کہ بعض مخارج سے دو دو اور بعض سے تین تین حروف بھی نکلتے ہیں۔ اور مخارج کی تعداد سے اصولِ مخارج کی تعداد کم ہے۔ اس لیے کہ اصل مخرج میں بعض وہ جگہیں ہیں جن سے دو اور بعض میں تین اور بعض میں دس مخارج ہیں۔ اس لیے اصولِ مخارج کم ہیں۔ اصولِ مخارج حلق، لسان، جوف، شفتین، خیشوم میں مخارج کی تقسیم یوں ہے۔

جوف اور خیشوم میں ایک ایک مخرج ہے جبکہ شفتین میں 2، حلق میں 3 اور زبان میں 10 مخارج ہیں۔

- مخارج کی دو قسمیں ہیں مخرج محقق اور مخرج مقدر۔ مخرج محقق 15 ہیں اور مخرج مقدر 2 ہیں۔
- **مخرج محقق:** وہ مخارج ہیں جن سے حروف کی ادائیگی کے وقت حلق، زبان یا ہونٹ کے اجزاء میں سے کوئی جزو معین ہوتا ہے۔
- **مخرج مقدر:** وہ مخرج ہے جس میں حلق، زبان ہونٹ میں سے کوئی جزو معین نہیں ہوتا۔

سب سے پہلے مخرج محقق اور پھر مخرج مقدر بیان کیے جائیں گے۔ اصل مخرج حلق (گلہ) اس میں تین مخرج ہیں۔

حلق کے مخارج

- **مخرج نمبر1: اقصیٰ حلق:** حلق کا وہ حصّہ جو سینہ کی طرف ہے اس سے "ء، ہ" ادا ہوتے ہیں۔
- **مخرج نمبر2: وسط حلق:** یعنی حلق (گلہ) کا وہ حصّہ جو درمیان میں ہے اس سے "ع، ح" ادا ہوتے ہیں۔
- **مخرج نمبر3: اَدنیٰ حلق:** یعنی حلق (گلہ) کا وہ حصّہ جو منہ کی طرف ہے اس سے "غ، خ" ادا ہوتے ہیں۔

ان چھ (6) حروف کو حروفِ حلقیہ کہتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ حلق (گلہ سے ادا ہوتے ہیں) حروف کے آئندہ آنے والے القاب کو بھی اسی طرح سمجھنا چاہیے کہ وہ ان جگہوں کے نام ہیں جہاں سے وہ حروف ادا ہوتے ہیں۔

اصل مخرج زبان میں دس مخرج ہیں اور اس سے اٹھارہ (18) حروف نکلتے ہیں۔ ان اٹھارہ حروف میں کچھ حروف کی ادائیگی میں زبان تالو کے ساتھ لگتی ہے، کچھ میں دانتوں کے ساتھ لگتی ہے۔

لسان کے مخارج

- **مخرج نمبر4: اقصائے لسان** (یعنی زبان کی جڑ) کا وہ حصّہ جو حلق کی طرف ہے۔ اور اس کے مقابل اوپر کا تالو اس سے "ق" ادا ہوتا ہے۔
- **مخرج نمبر5: ادنائے لسان:** ق کے مخرج سے ذرا نیچے یعنی زبان کی جڑ کا وہ حصّہ جو منہ کی طرف ہے اور اس کا مقابل اوپر کا تالو اس

سے "ك" نکلتا ہے۔ ان دونوں حروف کو لہاتیہ کہتے ہیں۔

✪ **مخرج نمبر 6: زبان کا درمیان:** (بیچ زبان) اور اسکے مقابل اوپر کا تالو اس سے "ج، ش اور ی" غیر مدہ یعنی یائے لین اور یائے متحرکہ ادا ہوتے ہیں۔ ان تینوں حرفوں کو حروفِ شجریہ کہتے ہیں۔

اس کے بعد زبان کے وہ سات مخارج جن سے تیرہ (13) حروف ادا ہوتے ہیں اور ان کی ادائیگی کے وقت زبان دانتوں سے لگتی ہے اس لیے ان مخارج کو بیان کرنے سے پہلے دانتوں کے نام اور ان کے مواقع بتلانا ضروری ہے تاکہ آسانی سے ان مخارج کو سمجھ سکیں اور ادا بھی کر سکیں۔

دانتوں کے متعلق اہم بحث

انسان کے منہ میں عام طور پر بتیس دانت ہوتے ہیں۔ سولہ اوپر کے جبڑے میں اور سولہ نیچے کے جبڑے میں۔ ✪ سامنے والے چار دانتوں کو ثنایا کہتے ہیں اوپر والے دو ثنایا علیا اور نیچے والے دو کو ثنایا سفلیٰ کہتے ہیں۔ ✪ پھر ان ثنایا کہ پہلو میں جو چار دانت ہیں اس طرح کہ دو اوپر ہیں ایک دائیں جانب اور ایک بائیں جانب اور دو نیچے اسی طرح دائیں بائیں ان چاروں کو رَباعیات کہتے ہیں۔ ✪ پھر ان رباعیات کے پہلو میں اسی تفصیل کے ساتھ جو چار نوکدار دانت ہیں ان کو انیاب کہتے ہیں۔ ✪ پھر انیاب کے پہلو میں اوپر نیچے دائیں بائیں چار دانتوں کو ضواحک کہتے ہیں۔ ✪ پھر ان ضواحک کے پہلو میں بارہ دانت اور ہیں چھ اوپر، چھ نیچے۔ تین تین دائیں جانب تین تین بائیں جانب ان بارہ کو طواحن کہتے ہیں۔ ✪ پھر ان طواحن کے پہلو میں بالکل آخر میں چار دانت اور ہیں ان کو نواجذ کہتے ہیں۔ چار ضواحک، بارہ طواحن اور چار نواجذ ان بیس (20) کو اضراس بھی کہتے ہیں اور اضراس ضرس کی جمع ہے اُردو میں اس کے معنی داڑھ کے آتے ہیں۔ آپ کی

سہولت کے لیے دانتوں کا مکمل نقشہ بنایا گیا ہے۔ اس کو اچھی طرح سمجھیں تاکہ مخارج صحیح طریقہ سے ادا کر سکیں۔
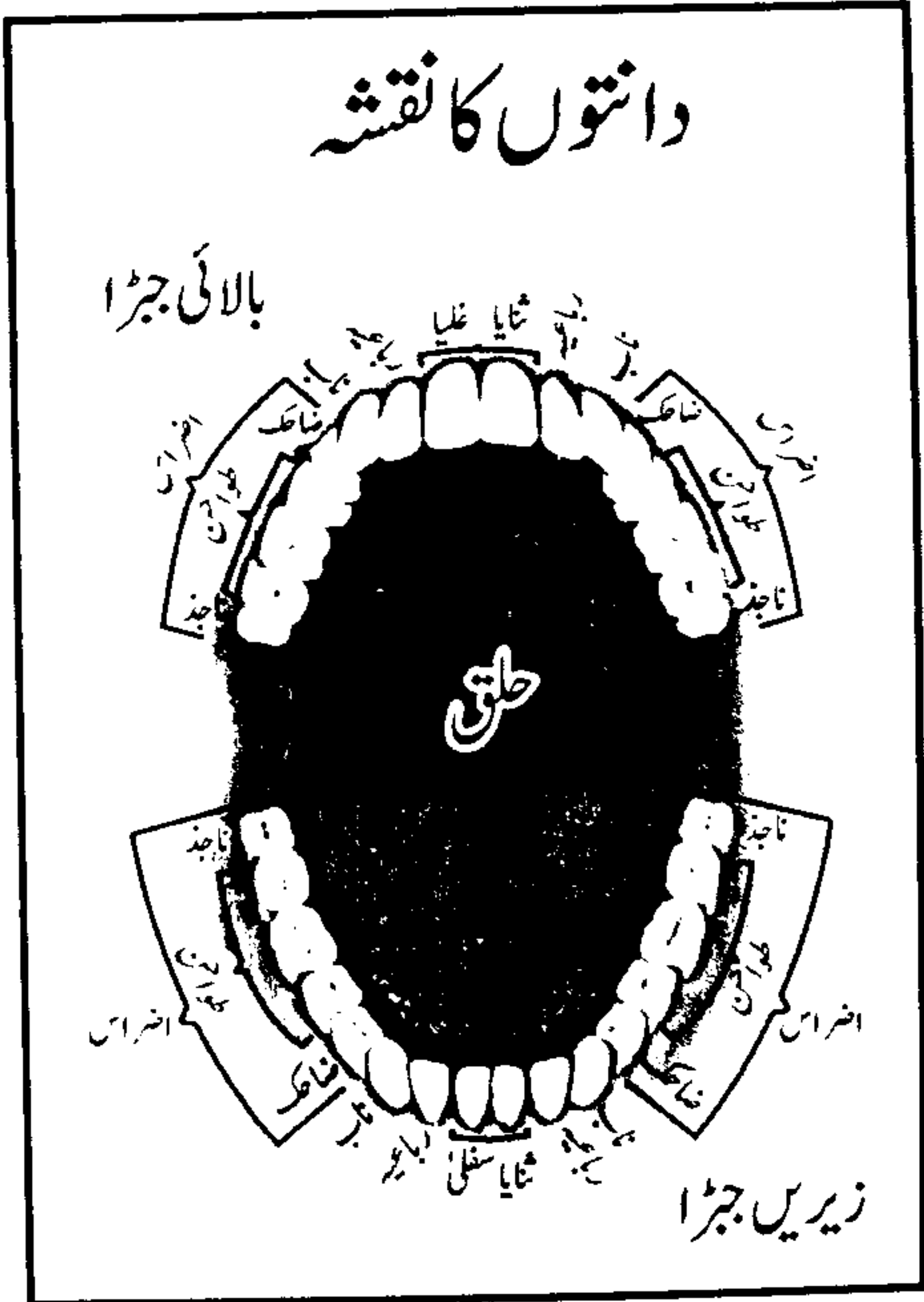
✪ **مخرج نمبر 7:** اقصیٰ حافہ لسان اور اصول اضراس علیا یعنی زبان کے بغلی کنارے کا وہ حصہ جو حلق کی طرف ہے اور اوپر کی داڑھوں کی جڑیں جو ناجذ سے ضاحک تک ہیں اس سے ض معجمہ نکلتا ہے۔ خواہ داہنی طرف سے نکالیں یا بائیں طرف سے۔ بائیں جانب سے اس حرف

کو نکالنا زیادہ مروّج ہے۔ اس حرف کو منہ کے دونوں طرف سے بیک وقت نکالنا بھی صحیح ہے۔ اس حرف کو حافیہ کہتے ہیں۔ حافہ کے معنی کروٹ کے آتے ہیں۔

"ض" کو اس کے حقیقی مخرج سے ادا کرنا چاہیے۔ اس میں کافی محنت کی ضرورت ہے۔ اس لیے اس کی ادائیگی کے وقت خاص خیال رکھا جائے نہ تو اس کی جگہ "ظا"، "ذ"، "ز" پڑھی جائے اور نہ ہی "دال" پڑھی جائے۔ اس کو صحیح خوب محنت کر کے اپنے مخرج سے ادا کیا جائے۔ ورنہ یہ تحریف لفظ لازم آئے گا۔

- فتاویٰ قاضی خان میں علامہ قاضی خان صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مَا اضْطُرِرْتُمْ کی بجائے مَا اظْطُرِرْتُمْ سے پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اسی طرح وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا کی بجائے وَالْعٰدِيٰتِ ظَبْحًا پڑھا۔ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ کی بجائے غَيْرِ الْمَغْظُوْبِ "ظا" یا" ذال" سے پڑھے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى کو فَتَرْظٰى "ظا" سے پڑھے۔ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ کو تَظْلِيْلٍ یا تذلیل سے عمداً پڑھا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (فتاویٰ قاضی خان۔ جلد اوّل)

- **مخرج نمبر 8:** ادنائے حافہ مع طرف لسان یعنی زبان کی کروٹ کا وہ حصّہ جو ہونٹوں کی طرف ہے مع سر ازبان اور ثنایا، رباعیات انیاب اور ضواحک کے مسوڑھے اس سے "ل" نکلتا ہے۔ منہ کے دونوں طرف سے ایک دم نکالنا صحیح ہے مگر داہنی جانب سے نکالنا زیادہ مروّج ہے۔

- **مخرج نمبر 9:** ثنایا، رباعی، انیاب کے مسوڑھے اور زبان کی نوک اور حافہ کا وہ حصّہ جو ان کے مقابل ہے یعنی "ل" کے مخرج سے

کچھ کم کہ ضاحک کو اس میں دخل نہیں اس سے "ن" ادا ہوتا ہے۔

- **مخرج نمبر 10:** زبان کی نوک اور ثنایا و رباعی کے مسوڑھے اس سے "ر" ادا ہوتی ہے البتہ "ر" کی ادائیگی میں پشت زبان کا بھی دخل ہوتا ہے۔ ان دونوں حروفوں "ن" اور "ر" کا مخرج بہت ہی قریب قریب ہے۔(ل،ن اور ر کو طرفیہ یا زلقیہ کہتے ہیں)۔
- **مخرج نمبر 11:** زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑیں اس سے "ط، د،ت" یہ تین حروف ادا ہوتے ہیں ان کو حروف نطعیہ کہتے ہیں۔
- **مخرج نمبر 12:** زبان کی نوک اور ثنایا علیا کا وہ کنارہ جو مسوڑوں سے قریب اور ان سے ملا ہوا ہے اور مراد اس سے اندر کا کنارہ ہے نوک نہیں اس سے "ظ،ذ،ث" یہ تین حروف ادا ہوتے ہیں ان کو لثویہ کہتے ہیں۔

شفتین کے مخارج

- **مخرج نمبر 13:** زبان کی نوک اور ثنایا سفلی و علیا کے اندر والے کنارے اس سے "ص،س،ز" یہ تین حروف ادا ہوتے ہیں۔ مگر زبان کی نوک، دانتوں کے کناروں سے لگتی نہیں صرف ان کے مقابل ہو جاتی ہے اور نوک زبان اور دانتوں کے کناروں کے درمیان تھوڑا سا خلا باقی رہتا ہے۔

یہاں تک ان حروف کا ذکر کیا گیا جن کا مخرج زبان میں ہے۔ اب شفتین دونوں ہونٹوں سے ادا ہونے والے حروف کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ہونٹوں میں دو 2 مخرج ہیں اور ان سے چار حروف ادا ہوتے ہیں۔

- **مخرج نمبر 14:** نیچے کے ہونٹ کا شکم یعنی (تری والا حصہ) اور

ثنایا علیا کی نوکیں ان سے "ف" ادا ہوتی ہے۔

- **مخرج نمبر 15:** دونوں ہونٹ اس سے "ب، م، و، لین و متحرکہ" یہ تین حروف ادا ہوتے ہیں۔ "ب" اور "م" انطباق شفتین دونوں ہونٹوں کے اوپر تلے ملنے سے ادا ہوتے ہیں پھر ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ "ب" دونوں ہونٹوں کی تری سے اور "م" دونوں ہونٹوں کی خشکی سے اس لیے "ب" کو بحری اور "م" کو برّی کہتے ہیں اور "واؤ" انضمام شفتین دونوں ہونٹوں کے اس طرح ملنے سے کہ کنارے تو ملے ہوں بیچ کھلا ہو اس طرح کے غنچے کی شکل بن جائے سے ادا ہوتی ہے۔ ف، ب، م اور واؤ یہ چاروں حروف ہونٹوں سے ادا ہوتے ہیں۔

مخارج کی دوسری قسم مخرج مقدر

مخرج مقدر دو (2) ہیں۔ 1: جوف دھن۔ 2: خیشوم

جوف کے مخارج

- **مخرج نمبر 16:** جَوف دھن یعنی حلق، منہ اور ہونٹوں کے درمیان کی خالی جگہ اس سے تین حرف ادا ہوتے ہیں۔ "الف" ساکن ما قبل مفتوح (2) واؤ ساکن ما قبل مضموم۔ (3) یا ساکن ما قبل مکسور۔ ان کی مثالیں۔ نُوْحِيْهَآ، اُوْذِيْنَا۔ الف حلق کے جوف سے (ی) مدہ وسط لسان اور تالو کے جوف سے اور "و" مدہ شفتین کے جوف سے ادا ہوتا ہے۔ انتہا سب کی ہوا پر ہوتی ہے۔ یعنی ان کی آواز باقی حرفوں کی طرح حلق، لسان اور شفتین کے اجزاء میں سے کسی جز پر ٹھہرنے نہیں پاتی۔ بلکہ گذرتی ہوئی آگے چلی جاتی ہے اور ہوا میں پھیل کر ختم ہو جاتی ہے۔

ان حروف کو حروف جوفیہ، ہوائیہ اور مدّہ بھی کہتے ہیں۔ جوفیہ اس لیے کہ یہ جوف سے ادا ہوتے ہیں۔ ہوائیہ اس لیے کہ ان کی انتہا ہوا پر ہوتی ہے اور مدّہ اس لیے کہ ان میں صفّت اور مدّیت ایسی لازم ہے کہ اگر یہ اس سے خالی ہو جائیں تو ان کی ذات ہی باقی نہ رہے۔

✪ **مخرج نمبر 17:** خیشوم: ناک کی جڑ کو خیشوم کہتے ہیں۔ اس سے غُنّہ ادا ہوتا ہے۔ یہ غنّہ صِرف دو لفظوں "ن" اور "م" میں پایا جاتا ہے۔

یہاں پر مخارج کی بحث مکمل ہوئی۔ یہ مخارج امام خلیلؒ نحوی کے قول کے مطابق لکھے گئے اسی کو امام جزریؒ نے بھی اختیار فرمایا ہے۔

تجوید الحروف کا دوسرا جز صفات لازمہ

اب تجوید الحروف کے دوسرے جز صفات لازمہ کو بیان کیا جائے گا۔
صفات کی دو قسمیں ہیں۔

(1) **صفات لازمہ** جو ہر صورت میں ہر حرف میں پائی جاتی ہیں۔
پھر اس کی دو قسمیں ہیں۔ صفات لازمہ متضادہ اور صفات لازمہ غیر متضادہ۔

۱۔ **صفات لازمہ متضادہ:**

یہ کل گیارہ صفات ہیں۔ ان میں سے پانچ ایک دوسرے کے مد مقابل جبکہ ایک "توسط" کسی کے مقابل نہیں۔

۲۔ **صفات لازمہ غیر متضادہ:**

یہ آٹھ صفات ہیں۔ یہ صفات ایک دوسرے کے مد مقابل نہیں اس لیے ان کو آمنے سامنے لکھ کر بیان کیا جارہا ہے تاکہ طالبین کو فائدہ پہنچے۔
(چارٹ ملاحظہ کریں)

صفات لازمہ متضادہ:

یہ گیارہ (11) صفات ہیں ان میں سے پانچ مد مقابل جبکہ ایک توسط کسی کا مقابل نہیں۔ صفات لازمہ متضادہ یہ ایک دوسرے کے متضاد صفات ہیں اس لیے ان کو آمنے سامنے لکھ کر بیان کیا جارہا ہے تاکہ طالبین کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔ (چارٹ اگلے صفحے پر ملاحظہ کریں۔)

صفات لازمہ متضادہ:

صفات	معنی	مجموعہ	صفات	معنی	مجموعہ
ہمس	پست آواز	یہ دس حروف مہموسہ ہیں فَحَثَّہٗ، شَخْصٌ، سَکَتَ	جہر	بلند آواز	ہمس کے دس 10 حروف کے علاوہ باقی انیس 19 حروف مجہورہ ہیں
توسّط	نہ سختی نہ نرمی	درمیانی طریقہ سے ادا ہوتے ہیں مجموعہ لِنْ عُمَرْ پانچ حروف ہیں	اس کے مد مقابل کوئی صفت نہیں ہے		
شدت	سختی سے	أَجِدُكَ قَطَبْتَ یہ آٹھ حروف شدیدہ ہیں۔	رخاوت	نرمی سے	شدیدہ کے آٹھ توسط کے پانچ حروف کے علاوہ باقی سولہ حروف رخوہ ہیں۔
استعلاءٌ	حروف کو موٹا کرنا بلندی	خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ یہ سات حروف مستعلیہ ہیں	استفال	حروف کو باریک پڑھنا	مستعلیہ کے سات حروف کے علاوہ باقی بائیس 22 حروف مستفلہ ہیں
اطباق	زبان تالو کو ڈھانپ دے اچھی طرح مل جانا۔	صَطْ، ضَظْ یہ چار حروف مطبقہ ہیں	انفتاح	افتراق یعنی جدا اور علیحدہ رہنا درمیان زبان اور تالو کھلا رہے	چار حروف مطبقہ کے علاوہ پچیس 25 حروف منفتحہ ہیں
اذلاق	حروف کا پھسلتے ہوئے جلدی ادا ہونا	فَرَّ مِنْ لُبٍّ یہ چھ حروف مذلقہ ہیں	اصمات	منع کرنے روکنے حروف کا ٹھہراؤ، جماؤ سے نکلنا	6 حروف مذلقہ کے علاوہ تئیس حروف مصمتہ ہیں۔

صفاتِ لازمہ غیر متضادہ:

یہ صفات ایک دوسرے کے مد مقابل نہیں ہیں۔ یہ آٹھ ہیں۔

صفات	معنی	مجموعہ
صفیر	حرفوں میں سے سیٹی کی آواز کا نکلنا	"ص، س، ز" یہ تین حروف ہیں
قلقلہ	سکون کی حالت میں آواز کا ہلنا	قُطْبُ جَدٍّ، پانچ حروف ہیں۔
لین	نرمی سے ادا کرنا	واؤ لین یائے لین یہ صفت صرف دو "واؤ" اور "یا" لفظوں میں پائی جاتی ہے۔
انحراف	ایک دوسرے کے مخرج کی طرف مائل ہونا	ل، ر یہ دو حرف ہیں۔
تکریر	مشابہت تکرار	یہ صفت صرف ایک لفظ ر میں پائی جاتی ہے۔
تفشی	منہ میں آواز کا پھیلنا	یہ صفت صرف شین ایک لفظ میں پائی جاتی ہے۔
غُنّہ	ناک کی گنگنی آواز	صرف دو لفظوں ن، م میں یہ صفت پائی جاتی ہے۔
استطالت	زبان کو دراز کر کے حافہ کے اوپر 5 داڑھوں کو لگانا	یہ صفت صرف ایک لفظ "ض" میں پائی جاتی ہے۔

تجوید الحروف کا تیسرا جز صفات عارضہ

صفاتِ عارضہ وہ ہیں جو حروف میں کبھی پائی جائیں اور کبھی نہ پائی جائیں۔
صفات عارضہ کی دو قسمیں ہیں۔ (1) عارض بالصفت۔ (2) عارض بالحرف

- **عارض بالصفت:** یہ دو ہیں 1: تفخیم۔ 2: ترقیق
- **عارض باالحرف:** یہ ہیں۔ حرکت، سکون، مد، صلہ، ادغام، اقلاب، اخفاء، غنہ زمانی، تسہیل، ابدال، حذف، تحریک۔
- مگر ادغام اور اخفاء کے ساتھ اظہار کا، مد کے ساتھ قصر کا اور تسہیل و ابدال کے ساتھ تحقیق کا ذکر آتا ہے۔ لیکن یہ تینوں اظہار، تحقیق اور قصر صفات عارضہ نہیں ہیں بلکہ یہ حرفوں کی اصلی حالت ہیں اور صفت عارضہ حرف کی عارضی حالت کو کہتے ہیں۔

ترتیل کا دوسرا جزُ معرفۃ الوقوف

اس کی دو قسمیں ہیں۔(1) محل وقف۔(2) کیفیت وقف۔

✪ وقف کی اہمیت تعریف اور مسائل تجوید کے ساتھ اس کا تعلق:

شروع میں بتایا جاچکا ہے کہ سورۃ مزمل کی آیت کریمہ "**وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا**ؕ" میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا ہے اور اس آیت کی تفسیر میں حضرت علی المرتضیٰؓ کا فرمان **اَلتَّرْتِيْلُ هُوَتَجْوِيْدُ الْحُرُوْفِ وَ مَعْرِفَةَ الْوَقُوْف** سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ترتیل کے دو جز ہیں۔(1) تجوید الحروف،(2)معرفت الوقوف۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح تجوید الحروف کا جاننا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے اسی طرح معرفۃ الوقوف کا حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ اگر قاری (قرآن پڑھنے والا) حروف کو تجوید کے مطابق ادا کرے لیکن وقف بے محل اور بے قاعدہ کرے تو اس سے کلام اللہ کا حُسن اور ربط ختم ہو جاتا ہے۔ اور بے لطفی اور بدمزگی پیدا ہوتی ہے۔ جس کا ادراک وہی لوگ کر سکتے ہیں جو قرآن کے معانی سے واقف ہوں۔ اسی طرح علماء تجوید و قرأت نے تجوید الحروف کے ساتھ ساتھ معرفت الوقوف پر بھی بہت زور دیا ہے۔ کیونکہ اگر تجوید الحروف کے ذریعے قرآن کے حرفوں کی تصحیح ہوتی ہے۔ تو معرفۃ الوقوف کے ذریعے قرآن کریم کے معنی کی تفہیم ہوتی ہے۔ اس لیے ان دونوں پر عمل لازمی ہے۔

وقف کی لغوی، اصطلاحی تعریف:

لغت میں وقف کی تعریف کَفّ یعنی روکنے کے ہیں

اصطلاحی تعریف، سانس اور آواز دونوں کا منقطع کر دینا(توڑ دینا) اور وہ

حرف جس پر وقف کیا جارہا ہو اگر پہلے سے ساکن نہ ہو تو اس کو ساکن کر دینا۔

کیفیت وقف اور محل وقف:

- کیفیت وقف کا مطلب ہے وقف کرنے کا قاعدہ اصول کہ قاری (قرآن پڑھنے والا شخص) اس بات کو جانے کہ کون سے کلمہ پر وقف کس طرح یا کس طریقہ سے کرنا چاہیے۔

کیفیت وقف کی بڑی قسموں میں وقف بالاسکان، وقف بالروم، وقف بالاشمام، وقف بالابدال، وقف بالسکون ہیں۔

- اور محل وقف کا مطلب ہے وقف کرنے کی جگہ یعنی قرآن پڑھنے والا اس بات کو جانے کس کلمہ پر وقف کرنا معنی کی رُو سے لازم ہے۔ کس پر تام، کس پر کافی، کس پر حسن کس پر قبیح اور کس پر اقبح ہے۔ یہ قسمیں محل وقف کے اعتبار سے ہیں۔ کیفیت وقف اور محل وقف کو مزید سمجھنے کے لیے علم تجوید کی تفصیلی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔

یاد رکھیں

دو قسمیں قاری کی حالت کے اعتبار سے ہیں 1: اختیاری۔ 2: اضطراری

- اگر قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا قرآن مجید کے معنی اور عربی سے واقفیت نہیں رکھتا تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ وقف انہی موقعوں پر کرے جہاں قرآن مجید میں وقف کی علامات لگی ہوئی ہیں۔ اس لیے علماء کرام اور مجوّدین نے یہ علامتیں قرآن کریم کے معنوں میں غور وخوض کر کے اس غرض سے لگائی ہیں کہ معنی نہ جاننے والوں کو محل وقف کے بارے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ اور وہ دورانِ تلاوت میں مناسب موقعوں پر خود بخود ہی وقف کرتے چلے جائیں۔

وقوف کی علامات یہ ہیں۔

رموز اوقاف قرآن کریم

قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے جانتے ہیں کہ آیات کے آخر میں یا وسط میں مختلف علامات و اشارات بنے ہوتے ہیں۔ کہیں چھوٹا سا گول دائرہ بنا ہوتا ہے تو کہیں م یا ص یا ز وغیرہ حروف لکھے ہوتے ہیں۔ یہ علامات و اشارات حقیقت میں رموزِ اوقاف (Punctuation) ہیں۔ آیت کے مطلب کو صحیح سمجھنے کا انحصار کافی حد تک ان رموز کی حقیقت کو سمجھنے پر ہے۔ ان کی اس اہمیت کے پیشِ نظر ان کا تفصیلی بیان درجِ ذیل ہے:

علامت	تفصیل
O	یہ چھوٹا سا گول دائرہ وقف تام کی علامت ہے یعنی آیت ختم ہو گئی ہے آپ کو یہاں ٹھہرنا چاہیے۔ یہ حقیقت میں گول ۃ تھی لیکن اب گول دائرہ کی شکل میں لکھی جاتی ہے۔
م	یہ وقف لازم کی علامت ہے۔ یعنی یہاں ٹھہرنا ضروری ہے۔ ورنہ کلام کے مفہوم کے خلط ملط ہو جانے کا اندیشہ ہے۔
ط	یہ وقف مُطلق کی علامت ہے۔ یہاں آپ کو ٹھہرنا چاہیے لیکن سلسلہ کلام ابھی جاری ہے۔ کہنے والے کا مطلب ابھی پورا نہیں ہوا۔
ج	وقف جائز کی نشانی ہے۔ یہاں ٹھہریں تو بہتر نہ ٹھہریں تو حرج نہیں۔
ز	وقفِ مجوز کی علامت ہے۔ یہاں ٹھہریں تو درست ہے لیکن نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

ص	وقفِ مرخص کی نشانی ہے۔ یہاں ملا کر پڑھنا چاہیے لیکن اگر کوئی تھک کر ٹھہر جائے تو رُخصت ہے۔
صلے	یہ الوصل اولیٰ کا مخفف ہے۔ یعنی ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔
ق	قِیل علیہ الوقف کا اِختصار ہے۔ یہاں نہیں ٹھہرنا چاہیے۔
صل	قد یوصل کا مخفف ہے۔ یہاں ٹھہرنا اور نہ ٹھہرنا دونوں جائز ہیں۔ لیکن ٹھہرنا بہتر ہے۔
قف	اس کا معنی ہے ٹھہر جاؤ۔ اور یہ علامت وہاں لکھی جاتی ہے جہاں یہ احتمال ہوتا ہے کہ پڑھنے والا اِسے ملا کر پڑھے گا۔
س یا سکتہ	یہاں ٹھہرنا چاہیے لیکن سانس نہ ٹوٹنے پائے۔
وقفہ	لمبے سکتے کی علامت ہے لیکن سانس یہاں بھی نہ ٹوٹنے پائے۔
لا	لا کے معنی نہیں کہ ہیں۔ یہ علامت کبھی آیت کے اختتام پر لکھی جاتی ہے کہیں آیت کے اندر۔ آیت کے اندر ہو تو ہر گز نہیں ٹھہرنا چاہیے۔ آیت کے اختتام پر ہو ۝لا تو بعض کے نزدیک ٹھہرنا چاہیے اور بعض کے نزدیک نہیں۔ دونوں صورتوں میں آیت کے مفہوم میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔
ك	كذلك کا مخفف ہے یعنی جو علامت پہلے ہے وہی یہاں سمجھی جائے۔
وقف النبی ﷺ	(جب نبی کریم ﷺ تلاوت فرمایا کرتے تو اس مقام پر ٹھہرتے تھے) یہ وقف کرنا اتباع رسول ﷺ ہے۔

وقف جبرائیل	وہ وقف جس پر جبرائیلؑ نے وحی سناتے وقت یا نبی ﷺ سے دور کرتے وقت وقف کیا۔
وقف غفران	یہاں وقف کرنا بہت اچھا ہے بلکہ امید بخشش کی ہے۔

وقف النبی ﷺ، وقف جبریل، وقف غفران، ان وقوف پر وقف کیا جائے اور وقف کرنے کی صورت میں مابعد سے تلاوت کریں۔

اس خلاصۃ التجوید میں میں نے امام حفصؒ کی روایت کے قواعد لکھے ہیں۔
امام حفصؒ کی روایت سب سے زیادہ مشہور ہے۔ پاکستان کے تمام مکاتبِ فکر کی دینی درسگاہوں میں قرآن پاک امام حفصؒ کی روایت کے مطابق روایت حفصؒ میں پڑھا پڑھایا جاتا ہے۔ اور سارے جہان میں زیادہ تر یہی روایت پڑھی پڑھائی جاتی ہے۔ امام حفصؒ شاگرد ہیں امام عاصمؒ کوفی تابعی کے اور امام عاصمؒ شاگرد ہیں حضرت زرؒ بن حبیش اسدی اور حضرت عبد اللہ بن حبیب سلمیؒ کے۔ یہ دونوں شاگرد ہیں پانچ صحابہ کرامؓ کے۔ حضرت عثمانؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ کے۔

یہ سب صحابہ شاگرد تھے جناب نبی مکرم سیّد الانبیاء والمرسلین صاحب قرآن جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے۔

نون ساکن و تنوین کے احکام

نون ساکن و تنوین کے چار احکام ہیں۔

۱۔ اظہار۔ ۲۔ ادغام۔ ۳۔ اقلاب۔ ۴۔ اخفاء

۱۔ اظہار کے معنی اَلْبَیَانُ یعنی خوب ظاہر کرنے کے ہیں۔ نون ساکن یا تنوین کے بعد اگر کوئی حرف حلقی (ء، ہ، ع، ح، غ، خ) ہو تو نون ظاہر کر کے بلا غنّہ پڑھا جاتا ہے۔ اس اظہار کو اظہار حلقی کہتے ہیں۔ جیسے اَنْعَمْتَ۔ شَیْءٍ عَلِیْمٍ۔

۲۔ ادغام کے معنی (اَدْخَالُ الشَّیْءِ فِی الشَّیْءِ) ایک چیز کو دوسری چیز میں داخل کرنا۔ اگر نون ساکن و تنوین کے بعد یَرْمَلُوْنَ کے چھ[6] حرفوں میں سے کوئی حرف آئے تو ادغام ہوتا ہے یعنی نون کو ان حرفوں میں اس طرح ملا کر پڑھتے ہیں کہ دونوں ایک ساتھ مشدد ہوتے ہیں جیسے مِنْ وَّالٍ، ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔

ادغام کی دو قسمیں ہیں۔ ادغام مع الغنّہ، ادغام بلا غنّہ۔ ادغام مع الغنّہ یہ چار حروف (یَنْمُوْ) میں ہوتا ہے اور ادغام بلا غنّہ یہ دو حروف لام اور را میں ہوتا ہے۔ جیسے مِنْ لَّدُنْ، مِنْ رَّحْمَتِہٖ۔

۳۔ اقلاب: تَحْوِیْلُ الشَّیْءِ عَنْ وَّجْھِہٖ کسی چیز کو اس کی حقیقت سے پھیر دینا یعنی نون ساکن و تنوین کو میم سے بدل کر غنّہ اور اخفاء کے ساتھ پڑھنا۔ یہ بدلنا اس وقت ہوتا ہے جب نون ساکن یا تنوین کے بعد با آجائے۔ جیسے سُنْۢبُلَۃٍ، مِنْۢ بَیْنِ۔

۴۔ اخفاء: اخفاء کے معنی اَلسَّتْرُ چھپانے کے ہیں۔ نون کو بلا تشدید غنّہ کے ساتھ اس طرح پڑھا جائے کہ اس کی آواز اظہار کی طرح صاف نہ سنائی دے۔ یہ اس وقت ہو گا کہ نون ساکن و تنوین کے بعد (حروف حلقی، یرملون اور با) کے علاوہ باقی حرفوں میں سے کوئی حرف آئے اس کو اخفاء حقیقی کہتے ہیں۔ مِنْ قَبْلِكَ، کُنْتُمْ، شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

ادغام کی بحث

ادغام اُسے کہتے ہیں کہ حرف ساکن کو حرف متحرک میں اس طرح ملا کر پڑھنا کہ دونوں ایک ساتھ مشدّد ادا ہوں۔ پہلے حرف کو مدغم اور دوسرے کو مدغم فیہ کہتے ہیں۔ ادغام کی پانچ قسمیں ہیں۔

۱۔ **ادغام مثلین تام:** مدغم اور مدغم فیہ دونوں ایک ہی حرف ہوں اور یہ ادغام ہمیشہ تام ہی ہوتا ہے۔ اَنْ نَّعْبُدَ۔ وَقُلْ لِّعِبَادِیْ۔

۲۔ **ادغام متجانسین تام:** مدغم اور مدغم فیہ ایک ہی مخرج کے دو حروف ہوں اور پہلے حرف کی کوئی بھی آواز باقی نہ رہے۔ جیسے قَدْ تَّبَیَّنَ۔ اِذْ ظَّلَمُوْا۔

۳۔ **ادغام متجانسین ناقص:** مدغم مدغم فیہ دونوں ایک ہی مخرج کے ہوں مگر پہلے حرف کی کوئی آواز بھی باقی ہو جیسے بَسَطْتَّ ط کی صفت استعلاً باقی ہے۔

۴۔ **ادغام متقاربین تام:** دو مخرجوں میں پائے جانے والے حرفوں کو اس طرح ملانا کہ کوئی بھی آواز باقی نہ رہے۔ جیسے قُلْ رَّبِّ۔

۵۔ **ادغام متقاربین ناقص:** دو مخرجوں میں پائے جانے والے حرفوں کو اس طرح ملانا کہ پہلے حرف کی کوئی صفت بھی باقی رہے۔ جیسے مَنْ یَّشَآءُ۔ اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ۔ قاف کی صفت استعلاً باقی رکھتے ہوئے ادغام ناقص جائز ہے۔

احکامِ مَد (مدّات کا بیان)

مد کے لغوی معنی لمبا کرنا، دراز کرنا، کھینچنا کے ہیں۔ حروف مدّہ تین ہیں۔ الف، واؤ، یا۔ مد کی سب سے پہلے دو اقسام ہیں۔ ا۔ مد اصلی، ۲۔ مد فرعی

مد اصلی اور مد فرعی میں فرق یہ ہے کہ مد اصلی کسی سبب کی محتاج نہیں ہوتی اور مدّ فرعی کسی سبب کی محتاج ہوتی ہے۔ اسباب مد دو ہیں۔ ہمزہ، سکون اصلی یا عارضی۔

سبب، مد، ہمزہ ہو تو مد فرعی کی دو قسمیں ہیں۔ اگر حرف مدّہ کے بعد ہمزہ اُسی کلمہ میں ہو تو اُسے **مد متّصل** کہتے ہیں جیسے جَآءَ اگر حرف مدّہ کے بعد ہمزہ دوسرے کلمہ کے شروع میں ہو تو اُسے **مد منفصل** کہتے ہیں جیسے اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ۔ پھر سکون کے اعتبار سے مد کی دو قسمیں ہیں مدّ لازم، مدّ جائز۔

مدّ لازم کی پانچ قسمیں ہیں۔

ا۔ **مد لازمہ کلمی مثقّل** حرف مدّہ کلمہ میں ہو اور اس کے بعد والے حرف پر تشدید ہو جیسے حَآجَّ۔

۲۔ **مدّ لازم کلمی مخفف:** حرف مدہ کلمہ میں ہو اور اس کے بعد والے حرف پر سکون اصلی ہو جیسے آٰلْئٰنَ۔

۳۔ **مدّ لازم حرفی مثقّل:** حرفِ مدّہ حروف مقطعات میں ہو اور اس کے بعد والے حرف پر تشدید ہو جیسے الٓمّٓ میں لام۔

۴۔ **مدّ لازم حرفی مخفّف:** حرف مدّہ حروف مقطعات میں ہو اور بعد والے پر سکون اصلی ہو جیسے الٓمّٓ میں میم۔

۵۔ **مدّ لازم لین:** حرف لین کے بعد والے حرف پر سکون اصلی ہو اور یہ صِرف حروف مقطعات میں حرفِ عین میں دو جگہ ہے۔ کٓهٰيٰعٓصٓ۔ حٰمٓ۔ عٓسٓقٓ۔

مد جائز کی دو قسمیں ہیں۔ ا۔ مد عارض وقفی۔ ۲۔ مد عارض لین۔

ا۔ **مد عارض وقفی:** حرف مدہ کے بعد سکون عارضی ہو جیسے وقف میں **اَلْعٰلَمِیْنَ**o

۲۔ **مد عارض لین:** حرف لین کے بعد سکون عارضی ہو جیسے **خَوْفٍ**o **وَالصَّیْفِ**o

تلاوت قرآن مجید کے آداب

قرآن مجید جو اللہ تعالیٰ کی سب سے افضل و آخری کتاب ہے اس کو پڑھنے کے آداب ہیں۔ ان آدابِ تلاوت کو ملحوظِ خاطر رکھ کر اگر پڑھنے والا قرآن مجید پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور فضیلتوں کا مستحق قرار پائے گا۔ اگر وہ آداب کی رعایت نہیں رکھے گا تو پوری فضیلت و سعادت کا حقدار نہیں سمجھا جائے گا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے پیارے نبی ﷺ کے صدقہ سے ہم سب کو آدابِ تلاوت ملحوظ خاطر رکھ کر قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

چند اہم آدابِ تلاوت یہ ہیں۔ اخلاص نیّت سے صِرف اللہ کی رضا کے لیے تلاوت کرے۔ وضو کرے۔ مسواک سے اچھی طرح منہ صاف کرے۔ خوشبو لگائے۔ کپڑے صاف ہوں۔ نہایت تواضع، خشوع اور خضوع اور حضورِ قلب کے ساتھ قبلہ رخ بیٹھے اور اللہ تعالیٰ سے اس امید کے ساتھ کہ ہر حرف کے بدلے نیکیاں ملیں گی۔ درمیان میں کِسی سے نہ ہنسے کھیلے۔ نہ بات چیت کرے۔ اگر بہت ضروری بات کرنی ہو تو قرآن مجید بند کر کے بات کرے۔

تصحیح مخارج و صفات حروف کو مد نظر رکھے۔ خوش آوازی سے پڑھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "زَیِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِکُمْ" (رواہ احمد، ابو داؤد) تم اپنی آوازوں سے قرآن کو مزین کرو۔ قبل قرأت تعوّذ تسمیہ پڑھے۔ اوامر و نواہی میں تامل کرے اور دِل سے قبول کرے اپنی تقصیرات پر استغفار کرے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کا نام آئے تو درود شریف پڑھے، آیت رحم پر خوش ہو اور دِل سے دُعا مانگے۔ آیت عذاب پر ڈرے اور پناہ مانگے۔ "فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ" پر "ولا بشیءٍ من نعمك ربنا نكذب فلك الحمد" کہے۔ سورۃ ملک کے آخر میں اللّٰہ

رَبُّ العالمین کہے۔ سورۃ قیامہ کے آخر میں بَلٰی کہے۔ سورۃ مرسلٰت کے آخر میں امنّا باﷲ پڑھے۔ والتّین کے آخر میں بَلٰی وانا علی ذٰلِك من الشّاهِدِيْنَ کہے۔ سورۃ وَالضُّحٰی سے آخر تک ہر سورۃ کے ختم پر تکبیر اﷲ اکبر پڑھے۔

آیت سجدہ پر سجدہ کرے جب تلاوت ختم کرے تو "صَدَقَ اللهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ" پڑھے

قرآن مجید کو عربی لہجہ میں پڑھے۔ نبی علیہ السّلام نے فرمایا "اِقْرَءُ الْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَاَصْوَاتِهَا" (رواہ نسائی۔ و مؤطا) قرآن کو عربوں کے لہجہ میں پڑھو۔ اس سے بہتر کوئی لہجہ نہیں۔

پانی پتی، کشمیری، پنجابی، کوئی دوسرا لہجہ اس کے مقابلہ میں نہیں ہے۔ بعض خطباء اور ائمہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے غلط سُروں سے قرآن پڑھتے ہیں جو منع ہے۔

رمضان المبارک کی تراویح میں قرآن مجید مکمل ہونے کے ساتھ ہی نیا قرآن شروع کر دیں۔ سورۃ وَالنّاس پر تلاوت ختم نہ کریں بلکہ اسی وقت اسی مجلس میں دوسرا قرآن مجید شروع کر دینا چاہیے، اور سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی چند ابتدائی آیات "هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" تک پڑھ کر قرأت ختم کرنی چاہیے۔ اس عمل کو حدیث مبارکہ میں "اَلْحَالُ الْمُرْتَحِلُ" کہتے ہیں۔ نبی مکرم علیہ السّلام نے اس عمل کو افضل الاعمال بتایا ہے۔ اس کے معنی ہیں ایسا اترنے والا جو اُترتے ہی پھر فوراً سفر شروع کر دے۔ یعنی یہ شخص قرآن مجید کا ایسا ختم کرنے والا ہے کہ اس نے ختم کرتے ہی دوسرے قرآن کا آغاز کر دیا ہے اور تلاوت سے اکتایا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس عمل کی توفیق عطا فرمائے اور تلاوت قرآن کو ہمارے لیے نجات اور قرب کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔ بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یہاں پہنچ کر یہ خلاصۃ التجوید مکمل ہوا۔ گو ان دونوں خلاصوں آسان خلاصۃ القرآن اور خلاصۃ التجوید میں ابھی وسعت کی گنجائش ہے۔ اہل فن اور صاحبِ ذوق حضرات سے گذارش ہے کہ وہ تفاسیر قرآن مجید اور علمِ تجوید کی بڑی کتابوں کا مطالعہ کریں تاکہ اُن کی علمی تشنگی دُور ہو سکے۔

حق تعالیٰ شانہٗ سے دُعا ہے کہ یا اللہ اپنے پیارے نبی ﷺ کے صدقہ سے محض اپنے فضل و کرم، اور عنایت سے اس حقیرِ پُر تقصیر کی خدمت کو قبول فرما کر اسے اُمّت مسلمہ کے لیے نافع اور مؤلّف کے لیے ذریعہ نجات اور دینی ترقی کا باعث بنا اور اے میرے مالک میرے گناہوں کی وجہ سے اس کو شرف قبولیت سے محروم نہ فرما۔ کیونکہ ہر قسم کی خوبی اور بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ اور کسی چیز کی نفع رسانی تیرے ہی حکم سے ہے۔

جملہ ناظرین و قارئین سے استدعا ہے کہ وہ مؤلّف کے لیے حسن خاتمہ اور رضائے مولیٰ و اتّباع نبی ﷺ کی دُعا فرمائیں۔ مؤلّف پر ان کا یہ عظیم احسان ہو گا۔

وماتوفیقی الا باللّٰہ علیہ توکّلت والیہ انیب o

واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین o وصلّی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد واٰلہ واصحابہ وازواجہ وذریٰتہ واھل بیتہ اجمعین وارحمنا معھم برحمتك یا ارحم الراحمین

محمد عارف خان ابن میر محمد خان ابن حاجی صحبت خان قدست اسرارھم ورفعت درجاتھم فی العلمین o

مآخذ و مراجع

نمبر	نام کتاب	مصنف
1.	کتاب اللہ قرآن مجید	
2.	صحیح بخاری شریف	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاریؒ
3.	صحیح مسلم شریف	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج القشیریؒ
4.	جامع ترمذی شریف	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذیؒ
5.	سنن ابو داؤد	امام ابو داؤد سلمان بن اشعثؒ
6.	سنن نسائی	امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائیؒ
7.	سنن ابن ماجہ	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابنِ ماجہؒ
8.	ابن عساکر	
9.	الاتقان فی علوم القرآن	علامہ امام جالال الدین سیوطیؒ
10.	احیاء العلوم	علامہ غزالیؒ
11.	اضواح البیان	محمد الامین بن محمد الشنقیطی
12.	اعلاء السنن	علامہ ظفر احمد العثمانی التھانوی
13.	انوار القرآن	ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ
14.	بیہقی شریف	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی
15.	تفسیر ابن عباس	حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ
16.	تفسیر ابن کثیر	ابو الفدا اسماعل بن عمر بن کثیرؒ
17.	تفسیر البحر المحیط	ابو حیان محمد بن الاندلسی

18.	تفسیر البغوی	محی السنہ ابو محمد الحسین البغوی الشافعیؒ
19.	تفسیر الحدیث	علّامہ محمد عزّتؒ
20.	تفسیر القرطبی	علّامہ شمس الدین القرطبیؒ
21.	تفسیر بیان القرآن	مولٰنا اشرف علی تھانویؒ
22.	تفسیر بیضاوی	علّامہ عبداللہ بن عمر بن محمد الشیرازی البیضاویؒ
23.	تفسیر تفہیم القرآن	مولانا ابو الاعلیٰ مودودی
24.	تفسیر جلالین	علّامہ جلال الدین سیوطیؒ / المحلّیؒ
25.	تفسیر خازن	علّامہ علی بن محمد خازن شافعی
26.	تفسیر خزائن العرفان	علّامہ سیّد نعیم الدین مراد آبادیؒ
27.	تفسیر در منثور	علّامہ امام جلال الدین سیوطیؒ
28.	تفسیر روح البیان	علّامہ اسماعیل حقیؒ
29.	تفسیر روح المعانی	علّامہ ابو الفضل سیّد محمود الوسی حنفیؒ
30.	تفسیر صراط الجنان	مکتبہ المدینہ۔ لائبریری۔ دعوتِ اسلامی
31.	تفسیر ضیاء القرآن	علّامہ پیر کرم شاہ الازہریؒ
32.	تفسیر عثمانی	علّامہ شبیر احمد عثمانیؒ
33.	تفسیر عزیزی	شیخ عبد العزیز محدث دہلویؒ
34.	تفسیر کبیر	امام فخر الدین رازیؒ
35.	تفسیر کشاف	علّامہ جار اللہ محمود بن عمر زمخشریؒ
36.	تفسیر مظہری	علّامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی

37.	تفسیر مقاتل	ابوالحسن مقاتل بن سلیمن البجی
38.	تفسیر نجوم الفرقان	علامہ مفتی عبدالرزاق بھترالوی مدظلہ العالی
39.	تفسیر نظم الدرر	علامہ ابراہیم البقاعیؒ
40.	تفسیر تبیان القرآن	علامہ غلام رسول سعیدیؒ
41.	جامع البیان	امام ابوجعفر محمد بن جریر طبریؒ
42.	جمال القرآن	مولٰنا اشرف علی تھانویؒ
43.	خلاصۃ التجوید	قاری اظہار احمد تھانویؒ
44.	خلاصۃ القرآن	مفتی عتیق الرحمٰن
45.	خلاصۃ القرآن جدید	مولانا محمد اسلم شیخوپوری
46.	خلاصہ قرآن	میجر سیّد ذوالفقار حسین شاہ
47.	خلاصہ مضامین قرآن	ملک عبدالروف
48.	خلاصہ مضامین قرآن	محمد راشد فاروقی یونیورسٹی آف کیلیفورنیا
49.	سنن دارمی	امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی
50.	شعب الایمان (بیہقی)	حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقیؒ
51.	شفا شریف	علامہ قاضی عیاضؒ
52.	طبرانی	علامہ ابن جریر طبریؒ
53.	علم التجوید	قاری غلام رسولؒ
54.	فتاویٰ رضویہ	علامہ مفتی احمد رضا خان بریلویؒ
55.	فتاویٰ مہریہ	علامہ پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑویؒ

.56	فوائد مکیہ	علامہ عبد الرحمٰن مکیؒ
.57	القول المفید	علامہ شیخ محمد مکیؒ
.58	کنز الایمان	علامہ مفتی احمد رضا خان بریلویؒ
.59	گلزار تجوید و قرآت	قاری گلزار احمد مدنی
.60	مباحث فی علم القرآن مع بیان اصول روایۃ حفصؒ	محمد عباس البازؒ
.61	المستدرک	امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری
.62	معلم التجوید	قاری محمد شریفؒ
.63	مقدمۃ الفکریہ	مُلّا علی قاریؒ
.64	مقدمہ الجزریہ	علامہ محمد بن الجزری الشافعیؒ
.65	موطا امام مالک	امام مالک بن انسؒ

اعتذار

کمپوزنگ، صحت عبارت اور پروف ریڈنگ میں بدرجہ اُتم احتیاط کے باوجود بہ تقاضائے بشریت غلطی کا امکان موجود ہے۔ برائے مہربانی اغلاط کی درستگی کے لیے مؤلف کو تحریری طور پر آگاہ فرمائیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔ شکریہ

خطیب مرکزی جامع مسجد غوثیہ
سیکٹر آئی نائن ون، اسلام آباد۔

اس کتاب میں

- ہر پارے، سورۃ، رکوع اور منزلوں کا الگ الگ خلاصہ
- سادہ، سلیس اور بامحاورہ اُردو میں ترجمہ
- عشق رسول ﷺ کی نورانی جھلک باحوالہ
- جید علماء کی تفسیروں کے حوالہ جات
- فرقہ واریت سے ہر لحاظ سے پاک
- سیپاروں، سورتوں، آیتوں اور منزلوں کے نمبر ساتھ ساتھ درج
- مختصر ترین وقت میں قرآن فہمی کا انمول و نادر موقعہ
- عنوانات پر مشتمل آسان اور دلنشین عبارت
- قرآنی آیات کے بارے میں مختصر مگر جامع معلومات کا بیش بہا خزانہ
- جیّد علماء و قرّا کی زیر نگرانی و تقریظ
- اہمیت و اصولِ تجوید و قرأت
- اُمّت مسلمہ کے ہر گھر کی بنیادی ضرورت

اس کتاب میں

- ہر پارے، سورۃ، رکوع اور منزلوں کا الگ الگ خلاصہ
- سادہ سلیس اور بامحاورہ اُردو میں ترجمہ
- عشقِ رسول ﷺ کی نورانی جھلک باحوالہ
- جید علماء کی تفسیروں کے حوالہ جات
- فرقہ واریت سے ہر لحاظ سے پاک
- سیپاروں، سورتوں، آیتوں اور منزلوں کے نمبر ساتھ ساتھ درج
- مختصر ترین وقت میں قرآن فہمی کا انمول و نادر موقعہ
- عنوانات پر مشتمل آسان اور دلنشین عبارت
- قرآنی آیات کے بارے میں مختصر مگر جامع معلومات کا بیش بہا خزانہ
- جیّد علماء و قرّا کی زیرِ نگرانی و تقریظ
- اہمیت و اصول تجوید و قرات
- اُمّت مسلمہ کے ہر گھر کی بنیادی ضرورت

website: aasankhulasaequran.wordpress.com

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ
اُردو بازار ○ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795